تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

حضرت عمر بن عبد العزیز تا خلیفہ ہادی

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

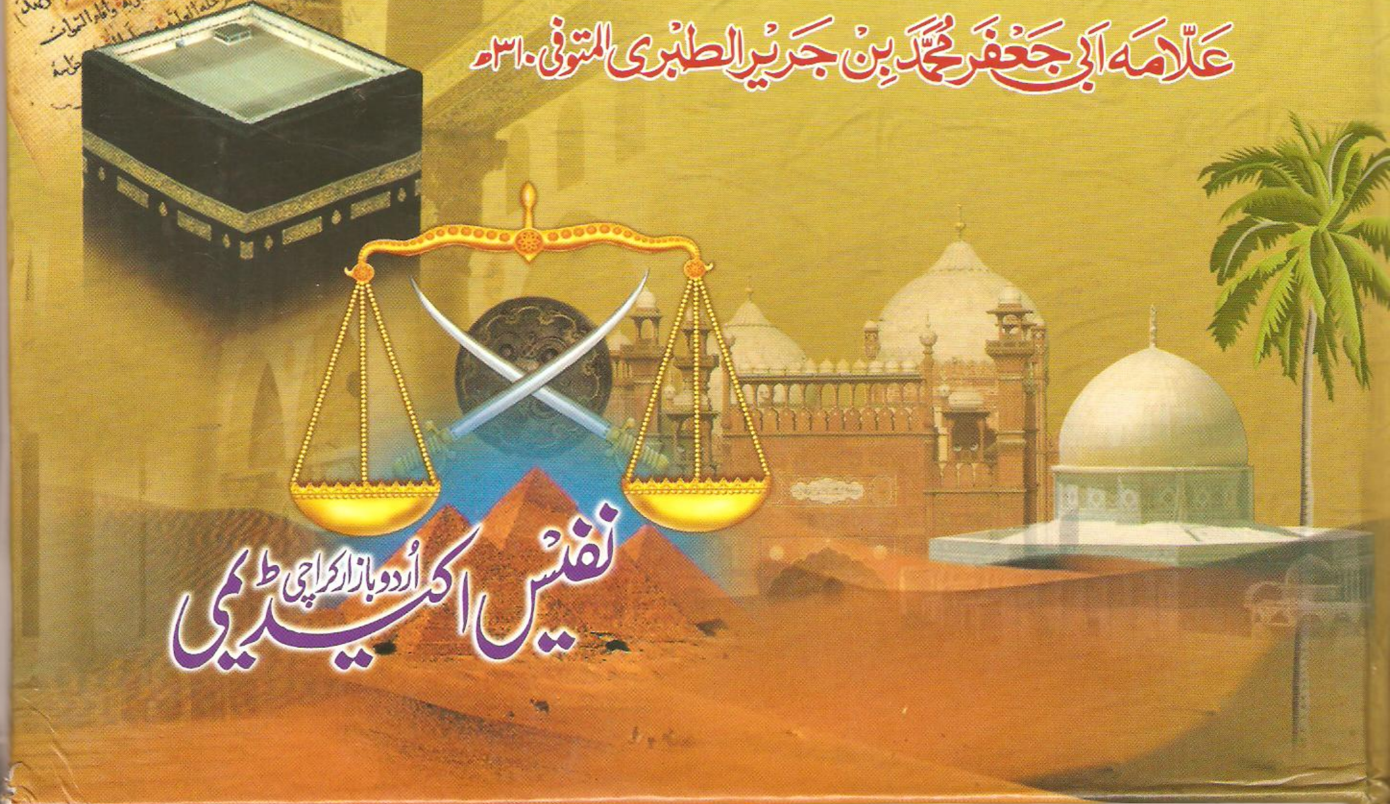

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ الامم و الملوک

تاریخ طبری

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروان ثانی تک حصہ اوّل

(۹۹ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سیّد محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی

جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور حکومت کے مکمل حالات، اموی خلفاء کی لغزشوں کے ردعمل کا ظہور، ابو مسلم خراسانی کی فتنہ سامانیاں، بنوامیہ اور بنوعباس کے نسلی تعصبات اور اموی دورِ حکومت کے خاتمے کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی

اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب
چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ______ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ______ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ______ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ______ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ______ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

اُموی دورِ حکومت کا زوال

از

محمد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ طبری کی یہ چھٹی جلد عظیم الشان عہدِ بنو امیہ کے آخری چونتیس سال کے عبرت انگیز حالات پر مشتمل ہے۔ یہ دور وسعت پذیری اور کمالِ عروج کے بعد زوال کا دور ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بجا طور پر ثانی ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے ان کے دور سے شروع ہو کر مروان ابن محمد سلسلہ مروانیہ کے آخری فرمان روا کے حالات پر مشتمل ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بانی دولتِ مروانیہ' مروان اوّل کے پوتے عبدالعزیز کے نامور فرزند' عبدالملک ابن مروان کے بھتیجے اور دنیا کے سب سے بڑے فرمانروا ولید بن عبدالملک کے چچازاد بھائی تھے' دوسری طرف ان کے نسبی سلسلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔ یہ ایک زمانہ میں مدینہ کے والی رہے۔ انہی نے سب سے پہلی مرتبہ مسجد نبوی کو وسعت دی' یہ علم وفضل' زہد اتقاء' خداترسی اور خلق دوستی میں اپنی مثال آپ تھے' ان کی انصاف پروری تبلیغ اسلام میں ان کا انہماک اور احادیث نبوی کی تدوین میں ان کا اہتمام' اصلاح اور اخلاقی قدروں کو خداترسی پر قائم رہنے کی مساعی تاریخ کے ماتھے پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں افسوس کہ ان کا دورِ حکومت صرف تین سال رہا۔ ورنہ شاید تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ ان کے بعد تخریبی تحریکوں نے اسلام کی ہمہ گیری کے خلاف ابومسلم خراسانی کی شکل میں ظہور کیا اور عرب وغیر عرب کی وہ تحریکیں شروع ہوئیں جن کی زہرناکیوں سے آج بھی جسد اسلامی پوری طرح پاک نہیں۔

اسلام نسل اور وطن کے خلاف انسانی برادری اور اخوت کی ایک عالمگیر تحریک ہے اور اس تحریک کے خلاف پہلی منظم کوشش ابومسلم خراسانی اور اس کے ساتھیوں نے عجمیت کے نعرے لگا کر شروع کی تھی۔ جس کا نتیجہ بنی امیہ کا زوال اور بنی عباس کا قیام ہوا۔

آپ اس حصہ میں ان واقعات اور تفصیلات کا مطالعہ کریں گے جو شیرازۂ اسلام کے بکھیرنے میں مدومعاون ہوئے۔ اس حصہ میں وہ واقعات پڑھیے جو مسلمانوں کو باہم بھائی بھائی کی بجائے علاقائی بنیادوں پر اور نسلی عصبیتوں پر تقسیم کرنے کے لیے پیدا

کیے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور کے بعد ایک دن کے لیے بھی سارا عالم اسلام ایک جھنڈے تلے کبھی جمع نہ ہو سکا۔ اگرچہ آخری فرمانروا مروان ثانی نے بڑی کوششیں کیں کہ اسلامی مرکز کو پارہ پارہ ہونے سے بچائے۔ انہی کوششوں میں اپنی جان عزیز قربان کر دی' بہادری وشجاعت کے انمٹ نقوش صفحہ تاریخ پر ثبت کیے۔ لیکن وقت کے دھاروں کا رُخ موڑ دینا ان کے بس کی بات نہ تھی چنانچہ جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام کا اندوہناک باب ہے۔ تاریخ آئینہ ماضی ہے۔ بنیاد حال ہے۔ اور نقش مستقبل ہے۔ اس حصہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا کہ قومیں کیسے بنتی اور بگڑتی ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ نفیس اکیڈمی' اردو زبان میں اس نایاب تاریخی دستاویز کو یونیورسٹی کے اساتذہ' تاریخ کے طلباء عام اہل ذوق اور کتب خانوں کے لیے قابل حصول بنا رہی ہے اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس عظیم کتاب کو مکمل طور پر پیش کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

و ما توفیقی الا باللّٰہ

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ
باب ۱	
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	۲۵
۹۹ھ کے واقعات	//
سلیمان بن عبدالملک کا استخارہ	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزدگی	//
یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی	//
سلیمان بن عبدالملک کا فرمان	۲۶
آل عبدالملک سے فرمان	//
سلیمان کے لیے بیعت	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزد خلیفہ کا نام جاننے کی خواہش	//
ہشام بن عبدالملک کی رجا بن حیوۃ سے درخواست	//
سلیمان بن عبدالملک کی وفات	۲۷
نامزد خلیفہ کی آل سلیمان سے بیعت	//
ہشام بن عبدالملک کی مخالفت و اطاعت	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام	۲۸
سلیمان بن عبدالملک کی تدفین	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مکان میں قیام	//

موضوع	صفحہ
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	//
عبدالعزیز بن ولید کا اعلان خلافت	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالعزیز بن خالد کی گفتگو	//
عبدالعزیز بن خالد کی اطاعت	۲۹
مسلمہ بن عبدالملک کو مراجعت کا حکم	//
عمال کا تقرر	//
امیر حج ابوبکر بن محمد و عمال	//
۱۰۰ھ کے واقعات	۳۰
خوارج کی شورش	//
شوذب خارجی کی بغاوت	//
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو احکامات	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بسطام کو پیغام	//
بسطام کا وفد	۳۱
وفد بسطام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو	//
آل مروان کو خوف	//
یزید بن مہلب کی گرفتاری	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن مہلب	//
یزید بن مہلب سے مال غنیمت کی طلبی	۳۲

موضوع	صفحہ
یزید بن مہلب کی اسیری	۳۲
مخلد بن یزید کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست	//
مخلد بن یزید کی تجاویز	//
یزید بن مہلب کی روانگی دہلک	//
یزید بن مہلب کی واپسی	۳۳
یزید بن مہلب کی گرفتاری کی دوسری روایت	//
جراح بن عبداللہ الحکمی	//
جہم بن زحر	//
جراح اور جہم بن زحر میں سخت کلامی	//
ختل کی مہم	۳۴
خراسان کا وفد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	//
نومسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی ممانعت	//
جراح اور ابومجلز کی طلبی	۳۵
جراح کی خراسان سے روانگی	//
خراسان میں عبدالرحمٰن بن نعیم کی نیابت	//
جراح کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی	

جراح کو ہدایات — //
جراح کے قرض کی ادائیگی — //
جراح بن عبداللہ کی معزولی — ۳۶
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابومجلز کی گفتگو — //
ابومجلز کی عبدالرحمٰن بن نعیم کے متعلق رائے — //
امارت خراسان بن عبدالرحمٰن بن نعیم کا تقرر — //
عبدالرحمٰن بن نعیم کو ہدایات — //
محمد بن علی بن عبداللہ — ۳۷
محمد بن علی کی جماعت — //
امیر حج ابوبکر بن محمد و عمال — //
۱۰۱ھ کے واقعات — ۳۸
یزید بن مہلب کا فرار — //
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی علالت — //
یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط — //
ہذیل بن زفر کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک — //
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات — ۳۹
مدت خلافت — //
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر — //
بنی امیہ کا اشج — //
یزید بن مہلب کے نام فرمان — ۴۰
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر ابوعیینہ کی رائے — //
عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام فرمان — //
سلیمان بن ابی السری کو ہدایات — //
وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے شکایات — //
اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان — //
اہل سغد کا فیصلہ — //
علاقہ ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی کا حکم — //
عقبہ بن زرعۃ الطائی کے نام فرمان — ۴۱
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کے نام فرمان — //
وظائف کی تقسیم — //
اہل شام کے نام فرمان — ۴۳
ابومجلز سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو — //
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی خطبہ — //
تعزیت نامہ — ۴۴
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پند و نصائح — //
غیر مسلموں کے متعلق ہدایات — ۴۵
زوجہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان — //

باب۲

یزید ثانی بن عبدالملک — ۴۶
ابوبکر بن محمد کی معزولی — //
امارت مدینہ پر عبدالرحمٰن بن ضحاک کی تقرری — //
فہری کے مقدمہ میں ابوبکر بن محمد کی طلبی — //
ابن حیان کی ابوبکر بن محمد کے خلاف شکایات — ۴۷
ابن حیان کا انتقام — //
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی خوارج پر فوج کشی — //
محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی — ۴۸
شوذب خارجی کے قاصدوں کی واپسی — //
تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ — //
نحدہ اور شاج کی خوارج سے جنگ اور شکست — //
نحبہ بن عمر کی خوارج پر فوج کشی — //
شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے خطاب — ۴۹
شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ — //
یزید بن مہلب کی بغاوت — //
یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری — //
یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی — ۵۰
محمد بن مہلب — //
عدی بن ارطاۃ کے فوجی دستے — //
یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد — ۵۱
یزید بن مہلب کی جانب اہل بصرہ کا رجحان — //
عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی

اطاعت	//
یزید بن مہلب اور عدی کی جنگ	//
یزید بن مہلب کے بھائیوں کی احتیاطی تدابیر	۵۲
عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری	//
عدی بن ارطاۃ اور یزید بن مہلب کی گفتگو	//
عدی بن ارطاۃ کی اسیری	۵۳
سمیدع الکندی خارجی	//
سمیدع الکندی اور یزید بن مہلب میں اتحاد	//
حواری بن زیاد	۵۴
مسلم بن عبدالملک باہلی	//
عبدالرحمٰن کی یزید بن عبدالملک سے درخواست	//
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور خالد بن یزید کی گرفتاری	//
قطامی بن الحصین	۵۵
یزید بن مہلب کا حیرہ پر قبضہ	//
مدرک بن مہلب کی پیش قدمی	//
بنی تمیم اور بنی ازد	//
بنی ازد کی مدرک بن مہلب سے گفتگو	۵۶
یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب	//
یزید بن مہلب کی حسن بصری رحمہ اللہ کی مخالفت	//
حسن بصری رحمہ اللہ کے شامیوں کے خلاف تاثرات	۵۷
یزید بن مہلب کی مجلس مشاورت	//
حبیب کا کوفہ پر قبضہ کرنے کا مشورہ	//
حبیب کی جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی تجویز	۵۸
امیر حج عبدالرحمٰن بن ضحاک وعمال	//
۱۰۲ھ کے واقعات	//
یزید بن مہلب کی عقر میں آمد	//
معرکہ سوراء	//
عبدالملک بن مہلب کی شکست وفرار	۵۹
عبدالملک بن مہلب کی مراجعت عقر	//
مفضل بن مہلب کی سپہ سالاری	//
علاء بن زہیر کا بیان	//
یزید بن مہلب کا فوج سے خطاب	۶۰
عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت	//
یزید بن مہلب کی بیعت کی شرائط	//
کوفہ کی ناکہ بندی	//
مسلمہ بن عبدالملک کی کمک	//
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی معزولی	۶۱
یزید بن مہلب کا شبخون مارنے کا قصد	//
سمیدع خارجی کی مخالفت	//
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یزید بن مہلب کے خلاف طرز عمل	۶۲
مروان بن مہلب کی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو دھمکی	//
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی اپنے متبعین کو تلقین	//
متبعین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ پر سختیاں	۶۳
مسلمہ بن عبدالملک کی جنگی تربیت	//
یزید بن مہلب کی صف بندی	//
محمد بن مہلب اور حیان	//
النبطی کا مقابلہ	//
اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار	//
یزید بن مہلب اور یزید بن الحکم کی گفتگو	۶۴
یزید بن مہلب اور سمیدع کی گفتگو	//
یزید بن مہلب کی پیش قدمی	//
ابورو بتہ کا یزید بن مہلب کو مراجعت کا مشورہ	۶۵
سمیدع اور محمد بن مہلب کا قتل	//
قحل بن عیاش کا یزید پر حملہ	//
یزید بن مہلب کا قتل	//
یزید بن مہلب کے سر کی شناخت	۶۶
مفضل بن مہلب کی شجاعت	//
مفضل کی بنی ربیعہ کو حملہ کی ترغیب	//
مفضل کی مراجعت واسط	//
اسیران جنگ کا قتل	//
محمد بن عمرو کا حکم امتناعی	۶۷
پچاس قیدیوں کی جان بخشی	//
معاویہ بن یزید بن مہلب کا انتقام	۶۸
ربیع بن زیاد کی جاں بخشی	//
معاویہ بن یزید بن مہلب اور مفضل بن مہلب کی بصرہ میں آمد	//
یزید بن مہلب کی وداع بن حمید کو ہدایت	//
بنی مہلب کی بصرہ سے روانگی	//

مفضل بن مہلب کی امارت	۶۹
مدرک کا مفضل بن مہلب پر حملہ	//
ورد بن عبداللہ کو امان	//
مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی جاں بخشی	//
بنی مہلب کی قندابیل میں آمد	۷۰
وداع کی بنی مہلب سے علیحدگی	//
مروان بن مہلب کا اپنی عورتوں کو قتل کا ارادہ	//
خاندان مہلب کی روانگی حیرہ	//
خاندان مہلب کی فروختگی	۷۱
خراسان، کوفہ، بصرہ کی امارت پر مسلمہ کا تقرر	//
عبدالرحمٰن بن سلیم عامل بصرہ کی معزولی	//
سعید بن خذینہ بن عبدالعزیز عامل خراسان	//
شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند	۷۲
شعبہ کا اہل سغد سے خطاب	//
عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے عمال کی گرفتاری	//
جہم بن زحر پر عتاب	//
جہم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دوسری روایت	۷۳
شعبہ بن ظہیر کی معزولی	//
قصر الباہلی کا واقعہ	۷۴
کورصول ترک کے قلعہ کا محاصرہ	//
عثمان بن عبداللہ کا اعلان جہاد	//

مسیب بن بشر کا مجاہدین سے خطاب	//
مسیب کے دو قاصد	۷۵
قاصدوں کی عبدالملک بن وثار سے گفتگو	//
مسیب بن بشر کی پیش قدمی	//
مسیب کی مجاہدین کو ہدایت	//
مسیب بن بشر کا ترکوں پر حملہ	۷۶
بختری ابوعبداللہ کی شجاعت	//
ترکوں کی شکست وفرار	//
مجاہدین ومحصورین کی مراجعت	۷۷
ابوسعید معاویہ بن الحجاج	//
ابوسعید اور شداد بن خلید	//
اہل سغد کی شورش	//
اہل سغد پر فوج کشی	//
شکست خوردہ ترکوں کا تعاقب	۷۸
شعبہ بن ظہیر کی شہادت	//
ایک لونڈی کا نوحہ	//
عبداللہ بن زہیر کی شہادت	//
خلیل بن اوس کا ترکوں پر حملہ	//
سعید بن خذینہ کی ترکوں کے تعاقب کی ممانعت	۷۹
سورہ بن الحر اور حیان النبطی کی عداوت	//
حیان النبطی کا خاتمہ	//
سعید خذینہ کا جبر وتشدد	۸۰
مسلمہ بن عبدالملک کی طلبی	//
مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی	//
عمرو بن ہبیرہ کا رومیوں پر جہاد	۸۱

خراسان میں تحریک عباسیہ کا آغاز یزید بن ابی مسلم کا قتل	//
امیر حج عبدالرحمٰن بن ضحاک وعمال	۸۲
۱۰۳ھ کے واقعات	//
سعید خزینہ کی معزولی	//
سعید بن عمرو کی ہجو	//
عبدالرحمٰن بن ضحاک عامل مدینہ ومکہ	۸۳
امیر حج ابن ضحاک وعمال	//
سعید بن عمرو الحرشی کا امارت خراسان پر تقرر	//
حرشی کا خطبہ جہاد	//
اہل سغد کا حرشی سے خوف	//
اہل سغد کی شاہ فرغانہ سے امداد طلبی	۸۴
شاہ فرغانہ کی مشروط اعانت	//
ابن ہبیرہ کی اہل سغد کو پیشکش	//
کارزنج کا اہل سغد کو مشورہ	//
۱۰۴ھ کے واقعات	۸۵
حرشی کی اہل سغد پر فوج کشی	//
نیلان کا حرشی کو مشورہ	//
حرشی کا اشروسنہ میں قیام	//
حرشی کی خجندہ کی جانب پیش قدمی	//
محاصرہ خجندہ	۸۶
اہل سغد کی حرشی سے امان طلبی	//
حرشی اور ترکوں میں مصالحت	//
ثابت الاشتیخنی کا قتل	۸۷
جلنج کا قتل	//
مسلمان قیدیوں کی شہادت	//
اہل سغد کا قتل عام	۸۸

مال غنیمت کی تقسیم //
ثابت بن قطنہ کے اشعار //
علباء بن احمر //
دیواشنی کا محاصرہ ۸۹
حرشی کی دیواشنی سے مصالحت //
اہل کس کی اطاعت //
سورہ بن الحر کی برطرفی //
قلعہ خزار کی تسخیر //
سبقری کا قتل ۹۰
حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کی ابن ضحاک کے خلاف شکایت //
یزید بن عبدالملک اور ابن ہرمز ۹۱
قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کی باریابی //
عبدالرحمٰن بن ضحاک کی معزولی //
ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبدالملک سے درخواست امان //
عبدالرحمٰن بن ضحاک کا انجام //
امام زہری کا ابن ضحاک کے متعلق بیان ۹۲
بلنجر کے قلعوں کی تسخیر //
ابوالعباس کی پیدائش //
حرشی کے خلاف تحقیقات //
حرشی کی معزولی ۹۳
حرشی پر عتاب //
حرشی کی برطرفی کی وجہ //
حرشی کی معقل کو حوالگی //
ابن ہبیرہ اور حرشی ۹۴

ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق معقل کی گفتگو //
معقل کی حرشی سے بدکلامی //
معقل کے خلاف حرشی کی انتقامی کاروائی //
مسلم بن سعید بن اسلم ۹۵
امارت خراسان پر مسلم بن سعید کا تقرر //
مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد //
حرشی کی گرفتاری ۹۶
ابن ہبیرہ کا حرص //
سرکاری واجبات کے متعلق مسلم کو مشورہ //
مہزم بن جابر اور ابن ہبیرہ //
امیر حج عبدالواحد بن عبداللہ وعمال ۹۷
۱۰۵ھ کے واقعات ۹۸
جراح بن عبداللہ کا لان پر جہاد //
مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی //
مسلم بن سعید کی شاہ افشین سے مصالحت //
یزید بن عبدالملک کی وفات //
یزید کی عمر و مدت حکومت //
یزید بن عبدالملک کی موت پر سلامہ کے اشعار ۹۹
یزید بن عبدالملک اور حبابہ //
حبابہ کا انتقال ۱۰۰

باب ۳

ہشام بن عبدالملک ۱۰۱
عائشہ بن ہشام بن اسمٰعیل //

ہشام بن عبدالملک کی دمشق میں آمد //
بکیر بن ماہان کی معزولی //
امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل //
عمر بن یزید کی اہل یمن کی مخالفت //
زیاد بن عبداللہ اور خالد بن عبداللہ القسری //
امارت عراق پر خالد بن عبداللہ القسری کا تقرر ۱۰۲
زیاد بن عبداللہ کی روانگی کوفہ ۱۰۳
زیاد بن عبداللہ بحیثیت عامل رے //
زیاد بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ ۱۰۴
عمال //
۱۰۶ھ کے واقعات //
عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی برطرفی //
حجاج بن عبدالملک کی لان پر فوج کشی //
سالم بن عبداللہ کی وفات //
مضری اور یمنی عربوں کی باہمی عداوت ۱۰۵
نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم //
عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ //
عمرو بن مسلم کی شکست و امان ۱۰۶
معرکہ بروقان //
مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی //
مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی ۱۰۷
مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد //
عبداللہ بن ابی عبداللہ کا ترکوں پر حملہ //
عامر بن مالک کی علمبرداری //
مجاہدین کی پسپائی و مراجعت ۱۰۸
حمید بن عبداللہ کا ترکوں پر حملہ //

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ	//	عمار العبادی کا انجام	//	۱۱۰ھ کے واقعات	//
حوثرہ بن یزید اور نصر بن سیار کی		اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی	//	مسلمہ بن عبدالملک اور خاقان کی	
شجاعت	//	اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ	//	جنگ	//
عمرو بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایات	۱۰۹	مسلم بن احوز کا کارنامہ	۱۱۵	اہل سمرقند و ماوراء النہر کی دعوت اسلام	//
توبہ بن ابی اسید	//	ترکوں کی شکست	//	ابوالصیداء صالح بن طریف	۱۲۲
ایمان توبہ	//	اسد کی ختل پر فوج کشی	//	اہل سمرقند کا قبول اسلام	//
ہشام بن عبدالملک اور سعید بن		امیر حج ابراہیم بن ہشام	۱۱۶	نومسلموں سے خراج کا مطالبہ	//
عبداللہ کی گفتگو	//	۱۰۹ھ کے واقعات	//	ابوالصیداء کی گرفتاری	۱۲۳
ابراہیم بن محمد کی ہشام سے		عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد	//	عجمی سرداروں کی اہانت	//
درخواست	۱۱۰	عمرو بن یزید الاسیدی کا قتل	//	نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک	//
امارت خراسان پر اسد بن عبداللہ کا		اسد بن عبداللہ کی معزولی	//	اشرس کی آمل میں آمد	//
تقرر	//	اسد بن عبداللہ کا مضریوں پر جبر وتشدد	۱۱۷	اشرس اور ترکوں کی جنگ	۱۲۴
عبدالرحمن بن نعیم کی واپسی کا حکم	۱۱۱	قیس بن حسان کی طلبی	۱۱۸	مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ اور ہلاکت	//
عبدالرحمن بن نعیم کی مراجعت	//	نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی		ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ	//
حسن بن ابی العمرطہ عامل سمرقند	//	روانگی عراق	//	وجیہ البنانی کا بیان	۱۲۵
حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید	۱۱۲	اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ سے خطاب	//	وجیہ البنانی کی شہادت	//
سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت		زیاد ابو محمد داعی بنی عباس	//	ثابت بن قطنہ کی شہادت	//
عمال	//	زیاد اور غالب میں مباحثہ	۱۱۹	غوزک کی علیحدگی	۱۲۶
۱۰۷ھ کے واقعات	//	زیاد ابو محمد کی طلبی	//	غوزک کی علیحدگی کی وجہ	//
معاویہ بن ہشام کی قبرس میں آمد	//	زیاد اور اس کی جماعت کا قتل	//	اشرس کا بوادرہ میں قیام	//
ابوعکرمہ اور اس کے ساتھیوں کا انجام	۱۱۳	زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق		سیابہ کا مسلمانوں کو مشورہ	//
مسلم بن سعید سے حسن سلوک	//	دوسری روایت	//	ترکوں کا مجاہدین پر حملہ	۱۲۷
نمرون کا قبول اسلام	//	کثیر کوفی اور خداش	۱۲۰	خسرو بن یزدجرد کی پیشکش	//
اسد بن عبداللہ کی غور پر فوج کشی	//	امارت خراسان پر اشرس بن عبداللہ کا		بازغری کی سفارت	//
بروقان کی فوج کی بلخ میں منتقلی	//	تقرر	//	یزید بن سعید الباہلی کی تجویز	۱۲۸
امیر حج ابراہیم بن ہشام	۱۱۴	اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو	//	یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت	//
۱۰۸ھ کے واقعات	//	یحییٰ بن حصین کا بیان	۱۲۱	مسلمان قیدیوں کے زرفدیہ کی	
مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات	//	امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال	//	پیشکش	//

باز غری کا خاتمہ	//
مسلم قیدیوں کی شہادت کا انتقام	۱۲۹
جنگ کمرجہ	//
ملک تار بند کا حملہ	//
ملک تار بند کا قتل	۱۳۰
خاقان کی اہل کمرجہ کی پیشکش	//
غالب بن مہاجر الطائی کی روانگی	
سمرقند	//
کورصول کی بطور یرغمال طلبی	۱۳۱
محصورین کمرجہ کی روانگی	//
خاقان کی مراجعت	//
اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ	//
محصورین کا دبوسیہ میں استقبال	۱۳۲
یرغمالوں کا تبادلہ	//
اہل کردر کی بغاوت	//
امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال	۱۳۳
باب۴	
جنید بن عبدالرحمٰن	۱۳۴
۱۱۱ھ کے واقعات	//
عبداللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ	//
اشرس کی معزولی	//
جنید بن عبدالرحمٰن کا امارت خراسان	
پر تقرر	//
جنید کی خراسان میں آمد	//
عامر بن مالک الحمانی کی روانگی	۱۳۵
خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ	//
ترکوں کی شکست	//
جنید کے وفد کی روانگی دمشق	//

مضری عربوں کی تقرری	۱۳۶
امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال	//
۱۱۲ھ کے واقعات	//
فتح خرشنہ	//
ترکوں کا اردبیل پر قبضہ	//
سعید بن عمرو الحرشی کی روانگی	//
جراح بن عبداللہ کی شہادت کی وجہ	۱۳۷
مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب	//
سورہ بن الحر کی جنید سے امداد طلبی	//
جنید کی پیش قدمی	//
جنید کی کس میں آمد	۱۳۸
مجشر بن مزاحم کا مشورہ	//
جنید کی حرب سے گفتگو	//
جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی	//
مجاہدین کی صف بندی	۱۳۹
یوم الشعب	//
ترکوں کا جوابی حملہ	//
بنی ازد کی شجاعت	//
یزید بن المفضل کی شہادت	۱۴۰
محمد بن عبداللہ کی شجاعت وشہادت	//
نصر بن راشد العبدی کی شہادت	//
عبداللہ بن معمر کی شہادت	۱۴۱
خاقان کی پسپائی	//
عبیداللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ	//
سورہ بن الحر کی طلبی	۱۴۲
سورہ بن الحر کا عذر	//
سورہ کی روانگی	//
خاقان کی مزاحمت	//

غوزک کا خاقان کو مشورہ	//
عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز	۱۴۳
سورہ بن الحر کا حملہ	//
جلیس بن غالب الشیبانی	//
غوزک کی بدعہدی	۱۴۴
سورہ بن الحر کا خاتمہ	//
جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی	//
جنید کی روانگی سمرقند	//
جنید کا ہشام کے نام خط	۱۴۵
تہار بن توسعہ کا بیان	//
ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان	۱۴۶
نصر بن سیار کی شجاعت	//
عبداللہ بن حاتم کا بیان	//
جنید کی گھاٹی میں قیام گاہ	//
خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی	۱۴۷
عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ	//
عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت	۱۴۸
جنید کی سمرقند سے روانگی	//
عطاء الدبوسی کی جنید سے درخواست	//
خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع	//
جنید اور خاقان کی جنگ	۱۴۹
عبداللہ بن ابی عبداللہ کی تجاویز	//
عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے	
خطاب	//
ترکوں کی شکست وپسپائی	//
امدادی فوج کی خراسان میں آمد	۱۵۰
امیر حج ابراہیم بن ہشام	//
۱۱۳ھ کے واقعات	//

عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت	//	حارث بن سریج کا مرو پر حملہ	//	امیر حج خالد بن عبدالملک وعمال	//
مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات	//	محمد بن مسلم کی سفارت	//	بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری	//
بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں		حارث وعاصم کی جنگ	۱۵۷	سلیمان بن کثیر کا عذر	//
آمد	۱۵۱	حارث بن سریج کی شکست وفرار	//	موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کا	
امیر حج سلیمان بن ہشام	//	امیر حج ولید بن یزید وعمال	//	انجام	۱۶۴
۱۱۴ھ کے واقعات	//	۱۱۷ھ کے واقعات	//	۱۱۸ھ کے واقعات	//
قسطنطین کی گرفتاری	//	رومی علاقوں پر فوج کشی	//	عمار خداش کی دعوت بیعت	//
ابراہیم بن ہشام کی معزولی	//	عاصم بن عبداللہ کی معزولی	۱۵۸	عمار کا انجام	۱۶۵
امیر حج محمد بن ہشام وعمال	//	عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط	//	قلعہ تبوشکان کی فتح	//
۱۱۵ھ کے واقعات	۱۵۲	حارث بن سریج اور عاصم میں		اسد بن عبداللہ کی انتقامی کاروائی	//
امیر حج محمد ہشام وعمال	//	مصالحت واتحاد	//	بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری	//
خراسان میں قحط	//	عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ	//	کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب	۱۶۶
۱۱۶ھ کے واقعات	//	عاصم کے نقیب کا اعلان	۱۵۹	محصورین کا انجام	//
جنید کی معزولی کی وجہ	//	ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ	//	خالد بن عبد الملک بن حارث کی	
امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا		ایک شامی کا حارث پر حملہ	//	معزولی	۱۶۷
تقرر	۱۵۳	یحییٰ بن حصین	۱۶۰	علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال	//
جنید بن عبدالرحمٰن کا انتقال	//	اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط	//	امیر حج محمد بن ہشام وعمال	//
جنید کے عمال پر جبر وتشدد	//	عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری	//	باب ۵	
حارث بن سریج کی بغاوت	//	اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی	//	اسد اور خاقان کا معرکہ عظیم	۱۶۸
حارث بن سریج کا بلخ پر قبضہ	۱۵۴	اہل آمل کی اطاعت	۱۶۱	۱۱۹ھ کے واقعات	//
تجیبی کا قتل	//	اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ	//	ولید بن القعقاع کا جہاد	//
حارث کی جوزجان میں آمد	//	حارث کا محاصرہ ترمذ	//	اسد بن عبداللہ اور خاقان	//
حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی	۱۵۵	سبل کی حارث سے علیحدگی	//	خاقان کی جنگ کی تیاری	//
عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ	//	اصغر بن عینا اور داؤد الاعسر کی جنگ	۱۶۲	ابن السائجی کی اسد بن عبداللہ سے	
طلاق کی شرط پر بیعت	//	اہل ترمذ کی شکست وفرار	//	درخواست	//
حارث بن سریج کی جماعت	//	اسد بن عبداللہ کا ہیثم الشیبانی کو پیغام	//	مال ومتاع کی روانگی	۱۶۹
پلوں کا انہدام	۱۵۶	اسد بن عبداللہ کی ہیثم کو امان	۱۶۳	اسد کی شہادت کی افواہ	//
محمد بن مثنیٰ اور حماد بن عامر	//	اسد کا بلخ میں قیام	//	داؤد اور وراصغ	//

اسد بن عبداللہ کی بلخ سے روانگی	۱۷۰	اسد بن عبداللہ کے نقیب کا اعلان	//	مغیرہ بن سعید	//
عثمان بن عبداللہ کا اسد کو مشورہ	//	اسد بن عبداللہ کی روانگی	۱۷۷	مغیرہ بن سعید کی ساحری	//
خاقان کی آمد	۱۷۱	سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ	//	مغیرہ اور بیان کا قتل	//
اشتیخن کی تجویز	//	ریحان بن زیاد کی معزولی	//	مالک بن اعین کی معافی	۱۸۵
خاقان کی پیش قدمی و مراجعت	//	اسد بن عبداللہ کی خریستان میں آمد	//	علی بن محمد کا بیان	//
اسد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت	//	خاقان کی حارث سے جواب طلبی	۱۷۸	بہلول ابن بشر خارجی	//
اسد بن عبداللہ کو قیام کا مشورہ	۱۷۲	سالم بن جنار، کی مخبری	//	بہلول خارجی کی جماعت	۱۸۶
نصر بن سیار کی تجویز	//	اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب	//	خالد بن عبداللہ کو قتل کرنے کا مشورہ	//
اسد بن عبداللہ کا ابراہیم کے نام خط	//	خاقان کی صف بندی	۱۷۹	بہلول بن بشر کا خروج	//
اسد بن عبداللہ کے قاصد کی روانگی	//	جنگ خریستان	//	خوارج کے خلاف قینی کی روانگی	//
خاقان کا ابراہیم پر حملہ	۱۷۳	خاقان کی شکست	//	بہلول خارجی کا قینی پر حملہ	۱۸۷
خاقان کی حکمت عملی	//	خاقان کا فرار	//	قینی کا قتل اور شامی دستہ کی پسپائی	//
ترکوں کا عقبی حملہ	//	جنگ خریستان کا مال غنیمت	۱۸۰	بہلول خارجی کی انتقامی کاروائی	//
اسد بن عبداللہ کی آمد	//	اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ	//	عامل موصل کی ہشام سے امداد طلبی	۱۸۸
رئیس صنعان کی بیوی کا نوحہ	//	خاقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ	//	کحیل پر ہشام کی فوج کا اجتماع	//
مصعب بن عمر الخزاعی کا تعاقب کا		مرو الروز میں مقیم ترکوں کا قتل	//	شامی فوج پر بہلول کا حملہ	//
ارادہ	۱۷۴	خرا لبغرہ کا خاقان سے حسن سلوک	۱۸۱	شامی فوج کی پسپائی	//
اسد بن عبداللہ پر طنزیہ فقرے	//	خاقان کا قتل	//	بہلول خارجی کا خاتمہ	۱۸۹
ایک ترک سردار کا بیان	//	ترکوں میں خانہ جنگی کا آغاز	//	عمرو الیشکری خارجی اور غزی خارجی	
اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ	//	ہشام بن عبدالملک کو نوید فتح	//	کا خروج	//
اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ کو خطبہ	۱۷۵	مقاتل بن حیان کی طلبی	۱۸۲	وزیر السختیانی کا خروج	//
اسد بن عبداللہ کا عزم	//	مقاتل بن حیان کا بیان	//	وزیر خارجی کو قتل کرنے کا حکم	//
افواج خاقان کا خلم کی گھاٹی پر اجتماع	//	مقاتل بن حیان کا مطالبہ	۱۸۳	وزیر خارجی کا قتل	۱۹۰
مرو جانے کی تجویز	//	اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے		اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی	//
خاقان کی پیش قدمی	۱۷۶	سرفرازی	//	اسد بن عبداللہ کی بدر طرخان سے	
بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ	//	شاہ سبل کی ابن السائجی کو نصیحت	//	گفتگو	//
بلخ پر کرمانی بن علی کی قائم مقامی	//	سبل کی ابن السائجی کو مسلمانوں سے		سلمہ اور ابوالاسد کی بدر طرخان کے	
اسد بن عبداللہ کی دعا	//	لڑنے کی ممانعت	۱۸۴	متعلق گفتگو	۱۹۱

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی	۱۹۱	خالد بن عبداللہ کی برطرفی کا فیصلہ	//	جعفر بن حنظلہ کی برطرفی	۲۰۸
اسد بن عبداللہ پر مجشر کی تنقید	//	یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم	۲۰۱	کرمانی کا امارت خراسان پر تقرر و	
اسد بن عبداللہ کی پشیمانی	۱۹۲	یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو	//	معزولی	//
بدرطرخان کا قتل	//	خالد بن عبداللہ اور طارق بن زیاد کی		باب ۶	
فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق	//	گرفتاری	//	نصر بن سیار	۲۰۹
صحاری بن شبیب خارجی	۱۹۳	ربیع بن سابور کا بیان	//	امارت خرسان پر نصر بن سیار کا تقرر	//
صحاری بن شبیب خارجی کا خروج	//	بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط	۲۰۲	نصر بن سیار کے نام فرمان تقرری	//
امیر حج ابوشاکر مسلمہ بن ہشام وعمال	//	طارق بن ابی زیاد کی روانگی واسط	//	نصر بن سیار اور بختری	//
۱۲۰ھ کے واقعات	۱۹۴	طارق بن ابی زیاد کا خالد بن عبداللہ کو		ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور	
فتح سندرہ	//	مشورہ	//	یمنی سرداروں کی سفارش	//
عید مہرجان پر اسد بن عبداللہ کے		طارق بن ابی زیاد کی مراجعت	۲۰۳	یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی	
لیے تحائف	//	یوسف کے قاصدوں کی یمن میں آمد	//	سفارش	۲۱۰
رئیس ہرات کی تقرری	//	یمن میں صلت بن یوسف کی قائم		حفص کا نصر بن سیار کے نام خط	۲۱۱
عید مہرجان کے تحائف کی تقسیم	۱۹۵	مقامی	//	نصر بن سیار اور ابوحفص بن علی الحنظی	
اسد بن عبداللہ کا انتقال	//	حسان النبطی کا بیان	۲۰۴	کی گفتگو	//
خراسانی شیعیان بنی عباس سے محمد بن		طارق بن ابی زیاد کی طلبی	//	نصر بن سیار کے عمال	//
علی کی ترک مراسلات	۱۹۶	طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری	//	نصر بن سیار کی تقریر	۲۱۲
محمد بن علی کی اظہار ناراضگی	//	عطاء بن مقدم کی روانگی حمہ	//	امیر حج محمد بن ہشام وعمال	//
بکیر بن ماہان کی روانگی خراسان	//	یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب	۲۰۵	۱۲۱ھ کے واقعات	//
خالد بن عبداللہ اور حسان النبطی میں		خالد بن عبداللہ کی گرفتاری وضمانت	//	فتح مطامیر	//
کشیدگی	//	ابان بن الولید کی ضمانت سے		زید بن علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ	//
حسان النبطی کی خالد کے خلاف شکایت	۱۹۷	دستبرداری	//	یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر	
خالد بن عبداللہ کا اظہار تفخر	//	خالد بن عبداللہ کی دولت و جائداد	//	دعویٰ	۲۱۳
ابن عمرو کی اہانت	//	عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ	۲۰۶	ہشام بن عبدالملک کی یوسف بن عمر کو	
ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط	//	خالد بن عبداللہ کی ضد	//	ہدایات	//
ہشام کا ابن عمر کے نام خط	۱۹۹	بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبداللہ		زید بن علی کی برأت	//
خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے		سے درخواست	۲۰۷	زید بن علی کا عراق جانے سے گریز	۲۱۴
شکایات	۲۰۰	بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ	//	زید بن علی کی طلبی	//

موضوع	صفحہ
زید بن علی کی الزامات سے تردید	//
زید بن علی اور عبدالرحمٰن بن حسن بن حسن کی مقدمہ بازی	۲۱۵
زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ	//
عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں مصالحت	//
زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں نوک جھونک	۲۱۶
زید بن علی کی ندامت و پشیمانی	//
زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری	//
عمرو بن حزم انصاری کی دریدہ دہنی	//
ابن واقد بن عبداللہ بن عمر کی زید کی حمایت	۲۱۷
زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات	//
زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی	//
زید بن علی کا کوفہ میں قیام	۲۱۸
زید بن علی کی کوفہ سے روانگی و مراجعت	//
یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دست برداری	//
ابوعبیدہ کا بیان	۲۱۹
یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک	//
زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم	//
زید بن علی کی قادسیہ میں آمد	//
داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت	۲۲۰
زید بن علی کی مراجعت کوفہ	//
سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ	//
سلمہ بن کہیل کی روانگی یمامہ	//
عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت	۲۲۱
زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف کے نام خط	//
زید بن علی کی بیعت	۲۲۳
بنت عبداللہ بن ابی العنس سے زید بن علی کا نکاح	//
زید بن علی کی بیعت کی شرائط	۲۲۴
نصر بن سیار کا اہل مرو سے خطاب	//
اہل مرو کا ادائیگی خراج	//
نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی	۲۲۵
کورصول کا شبخوں	//
عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر حملہ	//
کورصول کی گرفتاری	//
کورصول کا قتل	۲۲۶
کورصول کی لاش کا انجام	//
حارث بن سریج پر حملہ کرنے کا حکم	//
یحییٰ بن حصین کا نصر کو مشورہ	//
اخرم ترک کا قتل	۲۲۷
بخاراخذاہ اور واصل بن عمر کا قتل	//
نصر بن سیار کی روانگی شاش	۲۲۸
شاہ شاش کی نصر کی اطاعت	//
محمد بن المثنیٰ کی کارگذاری	//
سلیمان بن صول کی سفارت	//
سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو	//
شاہ فرغانہ سے مصالحت	۲۲۹
مادر شاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو	//
امیر حج محمد بن ہشام و عمال	۲۳۰
۱۲۲ھ کے واقعات	//
زید بن علی کا خروج	۲۳۱
زید بن علی کی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے متعلق رائے	//
کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی	//
جعفر بن محمد بن علی	//
اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری	//
قاسم التنعی کا قتل	۲۳۲
کوفہ کی ناکہ بندی	//
زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد	//
نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمٰن پر حملہ	۲۳۳
زید بن علی کا شامی دستہ پر حملہ	//
زید بن علی اور انس بن عمرو	//
زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں	//
زید بن علی کی مسجد اعظم کی جانب پیش قدمی	۲۳۴
عبداللہ بن عباس کا حملہ و پسپائی	//
زید بن علی اور ریان بن سلمہ میں جنگ	//
عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ	//
نصر بن خزیمہ کا قتل	۲۳۵
شامی فوج کی پسپائی	//
زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی	//

زید بن علی کا خاتمہ	//
سلمہ بن ثابت کا بیان	۲۳۶
زید بن علی کی تدفین	//
یحییٰ بن زید کا نہرین جانے کا قصد	//
یحییٰ بن زید کی روانگی نینوا	//
زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی قیمت	۲۳۷
زید بن علی کے متعلق دوسری روایت	//
زید بن علی کی لاش کا انجام	۲۳۸
یحییٰ بن زید کو عبدالملک بن بشر کی امان	//
یحییٰ بن زید کی روانگی خراسان	۲۳۹
یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب	//
کلثوم اور عبداللہ البطال کی شہادت	//
امیر حج محمد بن ہشام	//
۱۲۳ھ کے واقعات	۲۴۰
اہل سغد اور نصر کی صلح	//
نصر بن سیار کی حکمت عملی	//
نصر بن سیار کی معزولی کی سفارش	//
مقاتل بن علی العدی	۲۴۱
مغراء کی سفارت	//
نصر بن یسار کے خلاف شکایت	//
شبیل کی نصر بن سیار کے متعلق رائے	//
ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر	۲۴۲
مغراء کا نصر پر الزام	//
مغراء کے الزام کی تردید	//
مغراء کا عراق میں قیام	//
نصر پر پیرانہ سالی کا الزام	//

حملۃ بن نعیم کی تردید	۲۴۳
مغراء پر نصر بن سیار کے احسانات	//
بنی قیس کی اہانت	//
امیر حج یزید بن ہشام	//
۱۲۴ھ کے واقعات	۲۴۴
بکیر بن ماہان کی ابومسلم سے ملاقات	//
ابومسلم کی فروختگی	//
تحریک خلافت بنی عباس میں	//
ابومسلم کی شرکت	//
امیر حج محمد بن ہشام	//
۱۲۵ھ کے واقعات	۲۴۵
نعمان بن یزید کا جہاد	//
ہشام کی مدت حکومت	//
ہشام بن عبدالملک کی علالت	//
ہشام بن عبدالملک کی وفات	//
ہشام بن عبدالملک کے عادات و خصائل	۲۴۶
ہشام کی کفایت شعاری	//
ہشام بن عبدالملک کا عدل	//
مسلمہ بن عبدالملک کو اردلی رکھنے کی اجازت	//
بنی مروان کے لیے جہاد کی شرط	//
ہشام کا تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار	۲۴۷
ہشام بن عبدالملک کا حسن انتظام	//
ہشام بن عبدالملک اور غیلان	//
ہشام کے آزاد غلام بشر کا بیان	//
ہشام بن عبدالملک کا حلم	۲۴۸

ہشام بن عبدالملک اور عمال	//
ہشام کے آزاد غلام کا بیان	//
ہشام بن عبدالملک اور زوید کاتب	//
ولید بن خلید کا بیان	۲۴۹
ہشام بن عبدالملک اور ابرش	//
علیاء بن منظور سے ہشام کا حسن سلوک	//
ہشام بن عبدالملک اور محمد بن زید بن عبداللہ	۲۵۰
ہشام بن عبدالملک کا رصافہ میں قیام	//
ہشام اور حدی خوان	//
معاویہ بن ہشام کی وفات	//
یوسف بن عمر کا تحفہ	۲۵۱
عمرو بن علی کا بیان	//
باب ۷	
ولید بن یزید بن عبدالملک	۲۵۲
یزید بن عبدالملک کا ہشام کی ولی عہدی پر ملال	//
ولید بن یزید کی شراب نوشی	//
مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا منصوبہ	//
ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز	۲۵۳
ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی	//
مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبداللہ القسری	//
ولید بن یزید کی ہشام بن عبدالملک سے معذرت	۲۵۴
ابن سہیل یمنی کی اہانت	//

ولید بن یزید کا ہشام بن عبدالملک کے نام خط	//
ہشام بن عبدالملک اور ابو الزبیر کی گفتگو	۲۵۵
ہشام بن عبدالملک کا ولید کے نام خط	//
ولید بن یزید کے اشعار	۲۵۶
سالم بن عبدالرحمٰن کا قاصد	//
عیاض بن مسلم کی کارگزاری	۲۵۷
ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری	//
مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط	//
معذور شامیوں کے وظائف	۲۵۸
ولید کا مجاہدین وحجاج سے حسن سلوک	۲۵۹
حکم اور عثمان کی ولی عہدی	//
یوسف بن عمر کا نصر بن سیار کے نام خط	//
ولید بن یزید کا نصر بن سیار کے نام فرمان	۲۶۰
نصر بن سیار کی طلبی	۲۶۴
ولید بن یزید کے لیے تحائف	//
ارزق بن قرۃ المسمعی	//
نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار	۲۶۵
نصر بن سیار کی عمال کو ہدایات	//
نصر بن سیار کی روانگی عراق	//
سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ	//
ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل	۲۶۶
اسود بن بلال کا قبرص جانے کا حکم	//
محمد بن علی کی وفات	//
امیر حج یوسف بن محمد	//
باب ۸	
یحییٰ بن زید و خالد بن عبداللہ القسری	۲۶۷
حریش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم	//
حریش بن عمرو کی گرفتاری	//
یحییٰ بن زید کی گرفتاری وامان	//
یحییٰ بن زید کا سرخس سے اخراج	//
ابوفضل اور یحییٰ کی گفتگو	۲۶۸
عمر بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم	//
عمر بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ	//
سلم بن احوز کا تعاقب	۲۶۹
یحییٰ بن زید کا قتل	//
خراش بن حوشب کا انجام	//
۱۲۶ھ کے واقعات	//
ولید بن یزید کے خلاف عام نفرت	//
سلیمان بن ہشام کی جلاوطنی	۲۷۰
عمر بن ولید کی دھمکی	//
سعید بن بیہس کی گرفتاری	//
ولید کی خالد بن عبداللہ سے ناراضگی	//
عمرو بن سعید اور یوسف بن عمر کی گفتگو	//
ولید بن یزید پر الزامات	//
عمرو بن شراحیل کا بیان	۲۷۱
خالد بن عبداللہ کی گرفتاری	//
یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی	//
حسان النبطی کا یوسف بن عمر کو مشورہ	//
یوسف بن عمر کی بحالی	۲۷۲
خالد بن عبداللہ کا قتل	//
ولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی	//
آل قعقاع کی ولید بن یزید سے مخاصمت	۲۷۳
یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست	//
یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو	//
یزید بن ولید کی خفیہ بیعت	//
عباس بن ولید کی مخالفت	۲۷۴
عباس بن ولید کی قطن کو ہدایات	//
معاویہ بن عمرو کی ولید بن یزید سے گفتگو	//
مروان بن محمد کا سعید بن عبدالملک کے نام خط	//
عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی	۲۷۵
عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ	//
یزید بن ولید کی روانگی دمشق	۲۷۶
یزید بن ولید کی دمشق میں آمد	//
مسجد کے محافظوں کی گرفتاری	۲۷۷
یزید بن ولید کے عمال کی گرفتاری	//
یزید بن ولید کا اسلحہ پر قبضہ	//
یزید بن ولید کے ساتھیوں کا مسجد میں اجتماع	۲۷۸
عبدالملک بن محمد کی اطاعت	//
عبدالعزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم	//
یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب	۲۷۹
ابومحمد بن عبداللہ کی یزید کی اطاعت	//

عبداللہ بن عنبسہ کا ولید بن یزید کو	
مشورہ	//
ولید بن یزید کی روانگی	۲۸۰
ولید بن یزید کا قلعہ نجراء میں قیام	//
عبدالعزیز بن الحجاج کا ولید کے مال	
پر قبضہ	//
عباس بن ولید کا ولید بن یزید کو پیغام	//
عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ	//
عباس بن ولید اور منصور بن جمہور	۲۸۱
عباس بن ولید کی گرفتاری اور یزید کی	
اطاعت	//
ولید بن یزید کی شجاعت	//
ولید بن یزید اور یزید بن عنبسہ کی	
گفتگو	//
ولید بن یزید کا قتل	۲۸۲
یزید بن ولید اور یزید بن عنبسہ کی	
گفتگو	//
نوح بن عمرو کا بیان	//
ولید کی فوج کے میسرہ کا جنگ کرنے	
سے گریز	۲۸۳
مثنیٰ بن معاویہ کا بیان	//
عبدالرحمٰن بن ابی جنوب کی طلبی	//
عبدالعزیز بن الحجاج کے لولوتا میں	
قیام کی اطلاع	//
عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی	۲۸۴
جنگ کا آغاز	//
ولید بن یزید کی ولید بن خالد کو پیشکش	//
ولید بن خالد اور عبدالعزیز کا معاہدہ	۲۸۵
معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبہ کی	
منظوری	//
ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ	//
ولید بن یزید کے سر کی تشہیر	۲۸۶
عبدالرحمن بن مصاد کی روایت	//
ولید بن یزید کے قتل کے مدعی	۲۸۷
مالک اور عمر والوادی کا فرار	//
ولید بن یزید کی مدت حکومت	//
ولید بن یزید کی عمر	//
ابوالزناد کا بیان	۲۸۸
ابوالزناد اور ولید بن یزید کی گفتگو	//
ولید بن یزید کی مے نوشی	//
خالد بن عبداللہ القسری کی حیرہ میں	
اسیری	//
یوسف بن عمر اور خالد بن عبداللہ میں	
تلخ کلامی	۲۸۹
خالد بن عبداللہ کی رہائی	//
یوسف بن عمر کا خالد پر الزام	//
حکم بن حزن کی اہانت	//
کلثوم کی خالد کے خلاف شکایت	۲۹۰
خالد کے خاندان و موالیوں کی	
گرفتاری کا حکم	//
خالد بن عبداللہ کی حمص میں آمد	//
خالد بن عبداللہ کی ہشام کو دھمکی	۲۹۱
ابوالخطاب کی روایت	//
خالد بن عبداللہ کی گرفتاری	//
خالد بن عبداللہ کی رہائی	//
ہشام کی خالد بن عبداللہ سے جواب	
طلبی	۲۹۲
خالد بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط	//
خالد بن عبداللہ کی دمشق میں طلبی	//
خالد بن عبداللہ کو عمارہ بن ابی کلثوم کا	
مشورہ	//
خالد کی ولید کے دربار میں حاضری	۲۹۳
خالد سے یزید کے متعلق جواب طلبی	//
خالد بن عبداللہ کی گرفتاری	//
خالد بن عبداللہ کی فروختگی	۲۹۴
خالد بن عبداللہ پر جبر و تشدد	//
خالد بن عبداللہ کا صبر و استقلال	//
یزید بن ولید کی بیعت	۲۹۵
سلیمان بن ہشام کی بغاوت	//
اہل حمص کی بغاوت	//
آل عباس بن ولید کی گرفتاری	//
سلیمان بن ہشام کی اطاعت	۲۹۶
مروان بن عبداللہ کا قتل	//
ابو محمد السفیانی کی دمشق کی جانب پیش	
قدمی	۲۹۷
اہل حمص اور سلیمان بن ہشام کی	
جنگ	//
عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ	//
اہل حمص کی شکست	۲۹۸
ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد کی	
گرفتاری	//
سلیمان بن ہشام اور عبدالعزیز کی	
مراجعت دمشق	//
فلسطین میں شورش	//

اہل اردن کی بغاوت	۲۹۹
محمد بن عبدالملک کی اطاعت	//
طبریہ پر فوج کشی	//
اہل طبریہ کی اطاعت	۳۰۰
یزید بن ولید کا اہل رملہ سے بیعت لینے کا حکم	//
یزید بن ولید کا خطبہ	//
یزید بن ولید کی بیعت کی تجدید	۳۰۱
قیس بن ہانی کا قتل	۳۰۲
امارت عراق پر منصور بن جمہور کا تقرر	//
یوسف بن عمر کا فرار	//
منصور بن جمہور	//
یزید بن حجرہ کا منصور کی تقرری پر احتجاج	//
یمنی قیدیوں کی رہائی	۳۰۳
یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم	//
یوسف بن عمر کی عمال کی گرفتاری کا حکم	//
عامل واسط کی گرفتاری	//
عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام	۳۰۴
سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو مشورہ	//
یوسف بن عمر کو ابن محمد بن سعید بن العاص کی امان	۳۰۵
یوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار	//
منصور بن جمہور کی کوفہ میں آمد	//
یوسف بن عمر کی بلقا میں روپوشی	//
یوسف بن عمر کی گرفتاری	۳۰۶
یوسف بن عمر سے جواب طلبی	//

یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیشکش	//
یوسف بن عمر کی اہانت و تذلیل	۳۰۷
اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا فرمان	//
نصر بن سیار کو منصور کی امارت کی اطلاع	۳۰۹
امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا انکار	//
عامل خوارزم عبدالملک بن عبداللہ	۳۱۰
ایک بلقینی کا قصاص	//
قدامۃ بن مصعب اور نصر بن سیار کی گفتگو	//
مروان بن محمد کا عمر بن یزید کے نام خط	۳۱۱
یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ زر	//
مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد	۳۱۲
مسلم کا جعلی خط	//
مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی ملاقات	//
مسلم بن ذکوان کی روانگی دمشق	۳۱۳
باب ۹	
عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ؒ	۳۱۴
منصور بن جمہور کی معزولی	//
امیر عراق عبداللہ بن عمر ؒ	//
یمنی اور نزاری مناقشت	//
اہل خراسان کا نصر سے مطالبہ	۳۱۵
نصر کا اہل خراسان سے خطاب	//
کرمانی کی بغاوت	۳۱۶

کرمانی کی انتقامی خواہش	۳۱۶
کرمانی کے قتل کا مطالبہ	//
نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی	//
نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی	۳۱۷
نصر کی کرمانی سے جواب طلبی	//
کرمانی کی اسیری	//
کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج	۳۱۸
کرمانی کا جیل خانہ سے فرار	//
کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت	//
کرمانی کے خلاف نصر کی تقریر	۳۱۹
نصر بن سیار اور کرمانی میں مصالحت	//
نصر کا عبداللہ بن عمر ؒ کی تقرری کا خیر مقدم	۳۲۰
کرمانی کی طلبی	//
سلم اور عصمہ کی ناکامی	//
قدید کی کرمانی کو نصیحت	۳۲۱
عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ	//
عقیل بن معقل اور کرمانی کی گفتگو	//
حارث بن سریج کی معافی کا واقعہ	۳۲۲
یزید بن ولید سے حارث کی امان طلبی	//
حارث بن سریج کو امان نامہ	//
عبداللہ بن عمر ؒ سے خالد کی شکایت	۳۲۳
حارث کی روانگی مرو	//
امام ابراہیم بن محمد	//
ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن	

الحجاج کی ولی عہدی کی بیعت	٣٢٤	عبداللہ بن معاویہ کا خروج	٣٣١	مروان بن محمد کی بیعت	//
یوسف بن محمد کی برطرفی	//	عبداللہ بن معاویہ کا علاقہ	//	سلیمان بن ہشام کی اطاعت	//
مروان بن محمد کی بغاوت	//	حیال پر قبضہ	//	مروان کے خلاف بغاوت	٣٣٩
ثابت بن نعیم کی قید سے رہائی	٣٢٥	جنگ جبانہ	//	مروان کی اہل حمص پر فوج کشی	//
حمید بن عبداللہ اللخمی	//	ابوعبیدہ کی روایت	//	اہل غوطہ کا محاصرہ دمشق	//
ثابت بن نعیم کی سرکشی	//	اسمٰعیل بن عبداللہ اور ابن عمر	٣٣٢	ثابت بن نعیم کا خروج و شکست	٣٤٠
مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی	٣٢٦	جعفر بن نافع اور عثمان بن الخیبری کی		ثابت بن نعیم کی روپوشی	//
ثابت بن نعیم کی گرفتاری	//	ابن عمر سے کشیدگی	//	رفاعہ بن ثابت کا انجام	//
مروان بن محمد کی اطاعت	//	ابن عمر کی جعفر و عثمان سے مصالحت	//	ثابت بن نعیم کی گرفتاری و تشہیر	//
یزید بن ولید کی وفات	//	عبداللہ بن معاویہ کی بیعت	٣٣٣	عبداللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی	
یزید الناقص کی وجہ تسمیہ	٣٢٧	عبداللہ بن عمر کی اطاعت کی دعوت	//	بیعت	٣٤١
امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال	//	عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان	٣٣٤	مروان کی دیر ایوب سے مراجعت	
باب ١٠		عباس بن عبداللہ الہاشمی کا قتل	//	دمشق	//
ابراہیم بن ولید و جنگ جبانہ	٣٢٨	عبداللہ بن معاویہ کی شکست و		مروان کی باغیوں پر فوج کشی	//
ابراہیم بن ولید	//	مراجعت کوفہ	//	اہل ترمذ کی اطاعت	//
مدت حکومت	//	عبداللہ بن معاویہ کی ابن عمر کو اطلاع	//	مروان کی رصافہ میں آمد	٣٤٢
١٢٧ھ کے واقعات	//	عبداللہ بن عمر کی ابن معاویہ سے جنگ	٣٣٥	سلیمان بن ہشام کی رقہ میں قیام کی	
مروان بن محمد کی سفارت	//	عبداللہ بن معاویہ کی روانگی علاقہ جبل	//	درخواست	//
ابن علاثہ کی طلبی	//	حارث بن سریج کی مرو میں آمد	٣٣٦	سعید بن بہدل شیبانی خارجی	٣٤٣
مروان بن محمد کی پیش قدمی	٣٢٩	محمد بن حارث اور الوف بنت حارث		سعید بن بہدل اور بسطام البیہنی کی	
اہل حمص کی اطاعت	//	کی رہائی	//	جنگ	//
سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی		نصر اور حارث کی ملاقات		ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی	//
جنگ	//	نصر کی حارث بن سریج کو پیشکش	//	ضحاک بن قیس خارجی کا کوفہ پر قبضہ	٣٣٧
سلیمان بن ہشام کی شکست و فرار	//	حارث کا کرمانی کے نام خط	//	ضحاک خارجی کا محاصرہ واسط	//
پسران ولید بن یزید اور یوسف بن عمر		بنوتمیم کو حارث کی دعوت	//	ضحاک کے خلاف ابن عمر اور نضر بن	//
کا خاتمہ	٣٣٠	باب ١١		سعید الحرشی کا اتحاد	٣٤٤
ابراہیم بن ولید کا فرار	//	مروان بن محمد	//	ضحاک اور ابن عمر کی جنگ	٣٣٨
عبداللہ بن معاویہ	//	عبدالعزیز بن الحجاج کا قتل	//	عاصم بن عبداللہ کا قتل	//

عبداللہ بن عمر کی شکست	//
امارت کوفہ پر عمر بن عبدالحمید کا تقرر	۳۴۵
عمر بن عبدالحمید کی برطرفی	//
ملحان الشیبانی کا قتل	//
عبداللہ بن عمر کی مراجعت واسط	۳۴۶
ابن عمر اور نضر کی جنگ	//
نضر بن سعید الحرشی کا مطالبہ	//
ضحاک کے خلاف ابن عمر اور نضر کا دوبارہ اتحاد	//
ضحاک کا باب الزاب میں آگ لگانے کا حکم	۳۴۷
عبدالملک بن علقمہ کا قتل	//
منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ	//
عبداللہ بن عمر کی ضحاک خارجی کی اطاعت	۳۴۸
سلیمان بن ہشام کی بغاوت	//
مروان کی قرقیسیا سے مراجعت	//
سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ	۳۴۹
سلیمان بن ہشام کی شکست و پسپائی	//
ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام کا قتل	//
قلعہ کامل پر مروان کا حملہ و تسخیر	۳۵۰
معاویہ السکسکی اور شبیب کا مروان پر حملہ	//
سکسکی کی گرفتاری	//
مروان کا محاصرہ حمص	۳۵۱
سکسکی کا قتل	//
نضر بن سعید کی مراجعت ہشام	//
عامل عراق یزید بن عمر بن ہبیرہ	//
ابن عمر اور ضحاک کا معاہدہ	۳۵۲
یوم العین	//
جنگ خراہ	//
ابو مسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات	۳۵۳
ابو سلمہ کی خراسان میں آمد	//
امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال	//
۱۲۸ھ کے واقعات	//
حارث بن سریج کی مخالفت	//
حارث بن سریج کی بیعت کی دعوت	//
حارث بن سریج کا خروج	۳۵۴
نصر کی عمال کو ہدایات	//
نصر کا حارث بن سریج کو مشورہ	//
حارث و نصر میں مناظرہ	۳۵۵
حارث کی نصر کے خلاف کاروائی	//
مشتبہ عہدیداروں کی مذمت	//
حارث بن سریج کی پیش قدمی	۳۵۶
حارث کا مرو میں داخلہ	//
حارث بن سریج اور سَلم کی جنگ	//
حارث بن سریج کو شکست	۳۵۷
نصر اور کرمانی کی ملاقات	//
جہم بن صفوان کا قتل	//
حارث بن سریج اور کرمانی کی ملاقات	۳۵۸
نصر اور کرمانی کی جنگ	//
عصمہ بن عبداللہ الاسدی کا قتل	۳۵۹
عقیل بن معقل کا محمد بن المثنیٰ کو مشورہ	//
نصر کی فوج پر سنگباری	//
حارث بن سریج کی جنگ سے علیحدگی	۳۶۰
نصر کی مراجعت مرو	//
نصر کا نیشاپور میں استقبال	//
نصر اور عبدالحکیم بن سعید العوذی کی گفتگو	۳۶۱
ابو جعفر عیسیٰ جرز کی پیشگوئی	//
کرمانی کا مرو پر قبضہ	//
بشر بن جرموز الضبی کی حارث سے علیحدگی	۳۶۲
تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت	//
حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام	//
منخل بن عمرو الازدی کا قتل	۳۶۳
حارث بن سریج اور کرمانی کی جنگ	//
حارث بن سریج کا قتل	//
حارث بن سریج کے متعلق دوسری روایت	//
مرثد بن عبداللہ المجاشعی	۳۶۴
مرو پر یمنی عربوں کا تصرف	//
ابو مسلم کی روانگی خراسان و مراجعت	//
ابو مسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ	۳۶۵
ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمٰن کو ہدایات	//
باب ۱۲	
ضحاک بن قیس خارجی	۳۶۶
ضحاک کی مروان پر فوج کشی	//
ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ	//

ضحاک کا محاصرہ نصیبین	//
خوارج کا رقہ پر حملہ	۳۶۷
مروان اور ضحاک خارجی کی جنگ	//
ضحاک بن قیس خارجی کا قتل	//
خیبری الخارجی کا مروان پر حملہ	//
خیبری الخارجی کا قتل	۳۶۸
محمد بن سعید کاتب کا انجام	//
امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال	//
ابوحمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات	//
۱۲۹ھ کے واقعات	۳۶۹
سلیمان بن ہشام کا خوارج کو مشورہ	//
خوارج کی روانگی موصل	//
مروان اور خوارج کی جنگ	۳۷۰
امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل	//
یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم	//
عامر بن حبارہ کا خوارج پر حملہ	//
خوارج کی شکست و روانگی فارس	//
سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ	۳۷۱
عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل	//
سلیمان بن حبیب پر حنظلہ کی فوج کشی	//
شیبان خارجی کا فرار	//
عامر بن حبارہ کا تعاقب	۳۷۲
عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ	//
جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ	//
جون بن کلاب خارجی کا قتل	//
خوارج میں باہمی اختلاف	//
شیبان خارجی کی روانگی عمان	۳۷۳
باب ۱۳	
ابومسلم خراسانی	۳۷۴
ابومسلم خراسانی کی مراجعت خراسان	//
ابومسلم کا اسید بن عبداللہ الخزاعی کو پیغام	//
ابومسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات	۳۷۵
ابومسلم کی بہس بن ہدیل سے ملاقات	//
ابومسلم کی عاصم بن قیس السلمی کو دعوت	//
ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط	//
ابومسلم کو پہلی فتح کی اطلاع	//
خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان	۳۷۶
ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل وسحاب	//
ظل وسحاب کے ناموں کی تاویل	//
ابومسلم خراسانی کا ظہور	۳۷۷
سلیمان بن کثیر کی امامت نماز	//
ابومسلم کا نصر بن سیار کے نام خط	//
ابومسلم کی محرز بن ابراہیم کو ہدایات	۳۷۸
نصر کے آزاد غلام یزید کی ابومسلم خراسانی پر فوج کشی	//
یزید کا ابومسلم خراسانی پر حملہ	//
یزید کی شکست وگرفتاری	۳۷۹
یزید کی رہائی	//
نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو	//
خازم بن خزیمہ کا خروج	/
خازم کا مرو روز پر قبضہ	۳۸۰
ابومسلم خراسانی کے متعلق دوسری روایت	//
ابوداؤد خالد کی ابومسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر	//
ابومسلم خراسانی کی واپسی	۳۸۱
ابومسلم خراسانی کی طلبی	//
ابومسلم کو خراسان جانے کا حکم	//
ابومسلم خراسانی اور عاصم بن قیس الحروری	۳۸۲
ابومسلم خراسانی کا مرو میں قیام	//
ابومسلم خراسانی کی شیعیان بنی عباس کو دعوت	//
ابومسلم خراسانی کی روانگی ماخوان	//
ابومسلم خراسانی کی فقہ کے طالب علموں سے گفتگو	۳۸۳
نصر بن سیار کی شیعیان خارجی کو پیشکش	//
نصر بن سیار کا شیعیان خارجی کو انتباہ	//
یحییٰ بن نعیم کا شیعیان خارجی کو مشورہ	۳۸۴
شیعیان خارجی اور نصر بن سیار میں مصالحت	//
نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ	//
ابومسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات	//
ابومسلم خراسانی کا ماخوان میں قیام	۳۸۵
ابومسلم خراسانی کے عمال	//
غلاموں کا موضع شوال میں قیام	//
مضری، ربیعہ اور قحطانی قبائل کا اتحاد	//

ابولذیال کی سرکوبی	۳۸۶	باب۱۴		ابومسلم کا علی بن کرمانی اور شیعیان	//
مسلم بن احوذ اور محمد بن مثنیٰ کی جنگ	//	ابوحمزہ خارجی	۳۹۳	خارجی سے حسن سلوک	۴۰۰
عصمة بن عبداللہ الاسدی کی شکست	//	ابوحمزہ خارجی کا خروج	//	ابومسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی	
مالک بن عمر اور محمد بن مثنیٰ کا مقابلہ	۳۸۷	عبدالواحد کی ابوحمزہ سے عارضی صلح	//	دعوت	//
ابومسلم خراسانی کی حکمت عملی	//	ابوحمزہ خارجی کا پابندی عہد	//	نصر بن سیار کی طلبی	//
نصر بن سیار کا مروان کے نام تاریخی		ابوحمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ	۳۹۴	ابومسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع	۴۰۱
خط	//	عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ	//	نصر کے ساتھیوں کا قتل	//
نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی	۳۸۸	امیر حج عبدالواحد بن سلیمان وعمال	//	لاہز بن قریظ کا قتل	//
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری	//	۱۳۰ھ کے واقعات	//	علی بن جدیع اور شیبان خارجی	//
نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش	//	عربوں میں نفاق	//	شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت	//
کرمانی کا قتل	//	مضری وقحطانی عربوں کی ابومسلم		شیبان خارجی کا قتل	۴۰۲
علی بن جدیع الکرمانی کی ابومسلم کی		خراسانی سے درخواست	۳۹۵	ابوداؤد کا بلخ پر قبضہ	//
اطاعت	۳۸۹	مضری اور قحطانی وفود	//	زیاد بن عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن نعیم کا	
عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ	//	بنی مضر کے خلاف تقاریر	//	اتحاد	//
محارب بن موسیٰ اور ثعلبہ بن حسان	//	مضری وفد کی ناکامی	//	ابوداؤد اور زیاد بن عبدالرحمٰن کی جنگ	۴۰۳
مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل	//	ابومسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ	۳۹۶	زیاد بن عبدالرحمٰن کو شکست	//
عامل فارس یزید بن معاویہ	//	ابومنصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم	//	علی وعثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل	
سلیمان بن حبیب کا سابور پر قبضہ	۳۹۰	محمد بن علی کے بارہ نقیب	۳۹۷	کا منصوبہ	//
سلیمان بن حبیب کی طلبی	//	بنی ہاشم کے لیے بیعت	//	عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل	//
محارب بن موسیٰ کی سرکشی وقتل	//	نصر کی ابومسلم کو مصالحت کی پیشکش	//	علی بن جدیع کا قتل	۴۰۴
ابن ضبارہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج		نصر بن سیار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ	۳۹۸	قحطبہ بن شبیب کی خراسان میں آمد	//
کشی	//	نصر بن سیار کا فرار	//	عاصم بن عمیر اور جمہور بن سرار کی	
عبداللہ بن معاویہ کی شکست	۳۹۱	ایاس بن طلحہ کی روایت	//	جنگ	//
حصین بن دعلة السدوسی کا قتل	//	نصر بن سیار کے سفر کا واقعہ	//	معرکہ طوس	//
عبداللہ بن علی کو امان	//	نصر بن سیار کا نیشاپور میں قیام	۳۹۹	قاسم بن مجاشع کی طلبی	۴۰۵
عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے		ابومسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی		اسید بن عبداللہ کی قحطبہ سے امداد	
عیوب کی تصدیق	۳۹۲	حمایت کا فیصلہ	//	طلبی	//
ابن ضبارہ کے خلاف شکایت	//	ابومسلم خراسانی کا مرو میں استقبال	//	قحطبہ بن شبیب اور تمیم بن نصر کی جنگ	//

تمیم بن نصر کا قتل ... //
قحطبہ بن شبیب کی نیشاپور میں آمد ... ۴۰۶
نباتہ بن حنظلہ کلابی ... //
قحطبہ بن شبیب کی جرجان کی جانب پیش قدمی ... //
قحطبہ بن شبیب کا فوج سے خطاب ... //
ابومسلم خراسانی کا قحطبہ کے نام خط ... ۴۰۷
قحطبہ اور نباتہ بن حنظلہ کی جنگ ... //
سالم بن راویہ کی شجاعت ... //
معرکہ قدید ... ۴۰۸
مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم ... //
ابوحمزہ خارجی کے اشعار ... //
ابوحمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب ... //
خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ ... ۴۰۹
ابوحمزہ کی ہشام بن عبدالملک پر تنقید ... //
ابوحمزہ خارجی کا خطبہ ... //
ابوحمزہ خارجی کا مدینہ میں قیام ... ۴۱۱
ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم ... //
علاء بن افلح کا بیان ... //
ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ ... ۴۱۲
مدینہ میں خوارج کا قتل ... //
ابن عطیہ کی روانگی مکہ ... //
ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائمقامی ... ۴۱۳
ابن عطیہ کا قتل ... //
قحطبہ بن شبیب کا اہل جرجان پر عتاب ... //
نصر بن سیار کے قاصدوں کی گرفتاری ... ۴۱۴
نصر بن سیار کی مروان سے امداد طلبی ... //
امیر حج محمد بن عبدالملک وعمال ... //

باب ۱۵

معرکہ زاب یا قحطبہ بن شبیب ... ۴۱۵
۱۳۱ھ کے واقعات ... //
ابوکامل کی ابومسلم سے علیحدگی ... //
نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے برہمی ... //
نصر بن سیار کا انتقال ... //
زیاد بن زرارہ کی ابومسلم سے علیحدگی ... ۴۱۶
میسب بن زہیر اور زیاد بن زرارہ کی جنگ ... //
ابومسلم خراسانی کا نیشاپور میں قیام ... //
عامر بن ضبارہ کی قحطبہ کی جانب پیش قدمی ... //
عامر بن ضبارہ کی شکست ... ۴۱۷
عامر بن ضبارہ کا قتل ... //
مال غنیمت ... ۴۱۸
عاصم کا حسن پر حملہ کرنے کا ارادہ ... //
مالک بن ادہم کی قحطبہ سے مصالحت ... //
قحطبہ کی اہل خراسان اور شامیوں کو امان ... ۴۱۹
عاصم بن عمیر کا قتل ... //
قحطبہ کا نہاوند پر قبضہ ... //
ابوعون کا شہرزور پر قبضہ ... ۴۲۰
مروان بن محمد کی زاب میں آمد ... //
قحطبہ کی ابن ہبیرہ پر فوج کشی ... //
امیر حج ولید بن عروہ ... ۴۲۱
ولید بن عروہ کا قاتلین ابن عطیہ سے انتقام ... //
۱۳۲ھ کے واقعات ... //
قحطبہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی ... //
خازم بن خزیمہ کو دریائے دجلہ پار کرنے کا حکم ... //
حوثرہ بن سہیل کا ابن ہبیرہ کو مشورہ ... ۴۲۲
قحطبہ کی ایک دیہاتی سے ملاقات ... //
قحطبہ کا الحارہ میں قیام ... //
قحطبہ کا ابن ہبیرہ پر حملہ ... ۴۲۳
حمید بن قحطبہ کی بیعت ... //
قحطبہ کی لاش کی تدفین ... //
قحطبہ اور معن بن زائدہ کی جنگ ... //
سلمہ بن محمد اور محمد بن نباتہ کی جنگ ... ۴۲۴
ابن ہبیرہ کا فرار ... //
حسن بن قحطبہ کی بیعت ... ۴۲۵
قحطبہ کا قتل ... //
محمد بن خالد کا کوفہ میں خروج ... //
حوثرہ کے ساتھیوں کی علیحدگی ... ۴۲۶
محمد بن خالد کا کوفہ پر قبضہ ... //
ابوسلمہ کی وزیر آل محمد سے بیعت ... //
حسن بن قحطبہ کی سپہ سالاری ... //
ابوسلمہ کے عمال ... ۴۲۷
مسلم بن قتیبہ اور سفیان بن معاویہ کی جنگ ... //
سفیان بن معاویہ کی شکست ... //
ابن قتیبہ کا بصرہ پر تسلط ... ۴۲۸
سفیان بن معاویہ کا امارت بصرہ پر تقرر ... //

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۹۹ھ کے واقعات

یوم جمعہ ۱۰/ ماہ صفر ۹۹ ہجری بمقام وابق عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے۔

سلیمان بن عبدالملک کا استخارہ:

رجا بن حیواۃ کہتے ہیں کہ ایک جمعہ کے دن سلیمان نے باریک ریشم کا لباس زیب تن کیا۔ آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرمانروا ہوں۔ جمعہ کی نماز کو گیا۔ نماز جمعہ پڑھا کر گھر واپس نہ آ سکا تھا کہ بخار چڑھ آیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کمسن نابالغ لڑکے کے لیے عہد خلافت لکھ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد خلق اللہ پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کرے سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں۔ اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں اس سے زیادہ میں نے اس وقت کسی بات کے لیے زور نہ ڈالا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزدگی:

ایک یا دو دن کے بعد سلیمان نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا اور مجھے بلایا اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں۔ یا نہیں۔ سلیمان نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو۔ میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ کس کا نام خود لیتے ہیں' عرض کیا کہ جناب ہی کی رائے رائے ہے' آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں انہیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بار گراں کے اٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں۔ سلیمان کہنے لگے کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی:

اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف انہیں کو اپنا ولی عہد نامزد کر دوں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ میرے خاندان والے اس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک ان کے بعد اس کا

ولی عہد بھی میں ہی نامزد نہ کر جاؤں۔ اور میں یزید بن عبدالملک کو ان کے بعد کا جانشین کیے دیتا ہوں۔ اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو رہیں گے اور اسے پسند کریں گے (یزید بن عبدالملک اس وقت جہاد کے لیے باہر گئے ہوئے تھے) میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے انسب ہے' ایسا ہی کیجیے۔

سلیمان بن عبدالملک کا فرمان:

پھر انہوں نے حسب ذیل فرمان لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''حمد ثناء کے بعد! یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبدالملک اس منصب پر فائز ہوں گے' تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت وفرمانبرداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ مبادا دشمن کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کی جرات ہو''۔

آل عبدالملک سے فرمان سلیمان کے لیے بیعت:

فرمان پر مہر ثبت کر کے کعب بن حامد العبسی اپنے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جا جمع ہونے کا حکم دو' جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو ان کے سامنے لے جا کر کہہ دو کہ یہ میرا فرمان ہے جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کیا ہے اس کا نام اس میں لکھ دیا ہے آپ سب صاحب اس کے لیے حلف وفاداری اٹھائیں۔ جب میں نے سر بمہر فرمان ان کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر انہیں سلام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بہتر ہے۔ تشریف لے چلیے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے' سلیمان نے اس فرمان کی طرف اشارہ کر کے اس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیواۃ کے ہاتھ میں جو سربمہر فرمان ہے' یہ میرا فرمان ہے' آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے آپ اس کیلئے حلف وفاداری کیجیے۔ چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً حلف وفاداری کیا' اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ سربمہر فرمان ان سب کے سامنے کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزد خلیفہ کا نام جاننے کی خواہش:

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بار گراں کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لیے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتا دیں تا کہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے دست کش ہو جاؤں' ورنہ شاید پھر مجھے اس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے۔ میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ اس پر عمر رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

ہشام بن عبدالملک کی رجا بن حیواۃ سے درخواست:

پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے قدیم دوستانہ مراسم ہیں اور میں آپ کا بے حد شکر

گزار ہوں گا اگر یہ بات آپ مجھے بتا دیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کے متعلق ہے۔ تو آپ فرما دیجیے مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو آپ دریغ نہ رکھیں مجھے بتا دیجیے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے ہرگز اس کا تذکرہ نہ کروں گا' میں نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ ہشام مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ کف افسوس ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نہ ہوا تو اور کون ہوگا' کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی؟

سلیمان بن عبدالملک کی وفات:

میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا دم واپسیں تھا' جب ان پر سکرات طاری ہوئی تو میں نے قبلے کی طرف ان کی کروٹ کر دی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجاء ابھی وقت نہیں آیا۔ میں نے دو مرتبہ یہ ہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میرا دم واپسیں ہے' لو اب میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

اس کے بعد ہی ادھر میں نے قبلہ کی طرف ان کا رخ کر دیا ادھر سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ میں نے ان کی دونوں آنکھیں بند کر دیں' ایک سبز چادر انہیں اڑھا دی اور دروازہ بند کر دیا ان کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کرائی' میں نے کہا کہ سو رہے ہیں اس وقت چادر اوپر پڑی ہوئی تھی۔ قاصد نے یہ دیکھ کر بیان کر دیا اور اس نے اس بیان کو سچ سمجھ لیا' اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔ میں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص معتمد شخص کو بٹھا دیا' اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں تو یہاں سے کہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔

نامزد خلیفہ کی آل سلیمان سے بیعت:

سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حامد العبسی کو بلایا۔ اس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو وابق کی مسجد میں جمع کیا۔ میں نے ان سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجیے وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں اور دوبارہ پھر کریں' میں نے کہا کہ جی ہاں امیر المومنین کا یہ سربمہر فرمان ہے' جس شخص کو انہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا ہے اس کے لیے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً پھر بیعت کی۔

جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے' اب امیر المومنین کی موت کا اعلان کر دینا چاہیے۔

ہشام بن عبدالملک کی مخالفت واطاعت:

چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا سب نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چلا کر کہا کہ میں ہرگز ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ میں نے ڈانٹا اور کہا کہ میں ابھی تمہاری گردن ماردوں گا' کھڑے ہو جاؤ اور بیعت کرو' ہشام لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے اور بیعت کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام :

میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں بازو سے پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھایا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بارگراں کی ذمہ داریوں کے خیال سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لیے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر اظہار افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا' اور ہشام اپنی ناکامی پر متاسف تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تدفین :

پھر سلیمان کو غسل دیا گیا۔ کفنایا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھی' سلیمان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد اس کے تمام سواری کے جانور معہ ایک ایک سائیس کے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لیے زیادہ مناسب ہے' اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مکان میں قیام :

یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے آگے آئے' لوگوں نے کہا کہ اسی مکان میں چلئے جہاں سابق خلیفہ المسلمین فروکش تھے' فرمانے لگے کہ اس میں ابوایوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اس مکان کو خالی کریں میرے لیے میرا یہ خیمہ ہی کافی ہے' چنانچہ وہ اپنی ہی فرودگاہ میں بیت الامارہ کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان :

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلواؤ' سواری کے جانوروں اور جائے قیام کے متعلق جو طرز عمل آپ نے اختیار کیا تھا اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط۔ جب منشی سامنے آیا تو امیرالمومنین نے اپنے منہ سے بول کر ایک خط جو نہایت ہی جامع و مانع اور بلیغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیج دیا جائے۔

عبدالعزیز بن ولید کا اعلانِ خلافت :

عبدالعزیز بن الولید کو جو اس وقت وابق میں تھے' جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے انہیں نامزد کر دیا تھا' انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا' مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالعزیز بن خالد کی گفتگو :

عبدالعزیز کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اس بنا پر میں

نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا' تو ہمارا تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے گا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے' خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو میں آپ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبدالعزیز بن خالد کی اطاعت:

عبدالعزیز کہنے لگے کہ کاش! سوائے تمہارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا۔ پھر انہوں نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی توقع کی جاتی تھی کہ سلیمان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہی کو اپنا جانشین نامزد کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کر دیں گے۔

مسلمہ بن عبدالملک کو مراجعت کا حکم:

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عمدہ عمدہ گھوڑے اور بہت سا سامان خوراک بھی ان کے لیے بھیجا۔ لوگوں کو ان کی امداد کی ترغیب و تحریص دلائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو اعلیٰ درجے کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے۔ اسی سال ترکوں نے آذر بیجان پر غارت گری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا' امیر المومنین نے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو ان کی سرزنش کے لیے روانہ کیا' ابن حاتم نے ان میں سے اکثر کا صفایا کر دیا' بہت تھوڑے ان میں سے بچ کر بھاگ سکے' اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے گئے۔

عمال کا تقرر:

امیر المومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاۃ الفزاری کو عامل بنا دیا اور کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو عامل مقرر کیا' ابوالزناد کو عبدالحمید کا میر منشی مقرر کر کے ان کے ساتھ کیا۔ عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

امیر حج ابوبکر بن محمد و عمال:

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے اس سال امیر حج تھے' مکہ کے عامل اس سال عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے' کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کے عامل عبدالحمید بن عبدالرحمٰن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاۃ جراح بن عبداللہ خراسان کے گورنر تھے' ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے' پہلے امیر المومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا' جب لوگوں نے ان کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرۃ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا' بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشعبی اس سال کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۰۰ھ کے واقعات

خوارج کی شورش:

اسی سنہ میں عراق میں خارجیوں نے پھر سر اٹھایا۔ جب ان کی شورش کی اطلاع دربار خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین نے عبدالحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر کاربند ہونے کی دعوت دو' عبدالحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر ان کے مقابلہ کے لیے ایک فوج روانہ کی' خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی۔ جب امیر المومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا' آپ نے مسلمہ بن عبدالملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رقہ سے تیار کر کے روانہ کی گئی' خارجیوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا اور عبدالحمید کو لکھ دیا کہ مجھے تمہاری قابل نفریں فوج کی درگت کی خبر معلوم ہو چکی ہے۔ اب میں مسلمہ کو خارجیوں کی سرکوبی کے لیے اہل شام کی فوج کے ساتھ ترک خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی۔

شوذب خارجی کی بغاوت:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں شورش برپا کی تھی وہ شوذب تھا اور اس کا نام بسطام الیشکری تھا۔ سب سے پہلے مقام جوخی میں اسی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ یہ شہسوار زیادہ تر قبیلہ بنی ربیعہ کے تھے۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو احکامات:

امیر المومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبدالحمید کو لکھ بھیجا کہ تاوقتیکہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اودھم نہ مچائیں تم خود ان سے چھیڑ مت کرنا' البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم ان کی مزاحمت کرنا۔ ایک بہادر تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اس کی زیر قیادت کچھ فوج بھیج دو' اور اسے بھی یہ ہی احکام دے دینا جو میں نے تمہیں لکھے ہیں۔

عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ البجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس مہم کا سردار مقرر کیا' اور امیر المومنین کی ہدایات انہیں پہنچا دیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بسطام کو پیغام:

امیر المومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ بتائیے کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریر خارجیوں کے مقابلہ پر آ گئے تھے' مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے' امیر المومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر میدانِ کارزار میں آئے ہو' مگر اس بات کے لیے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو۔ آؤ ہم تم سے بحث کریں' اگر تم حق وصداقت پر نہیں تو پھر تم بھی عامۂ مسلمین کی طرح دائرہ اطاعت میں شریک ہو جاؤ اگر تم حق پر ہو گے تو اس وقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

بسطام کا وفد:

بسطام نے ابھی کوئی کارروائی نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے۔ میں دو شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ یہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کر لیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد غلام مخروج تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک صحیح النسب شخص تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور ان میں یہ دونوں مذکور الصدور بھی تھے' جب امیر المومنین نے ان سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیج دیا جائے تو انہی دونوں کا انتخاب اس کام کے لیے کیا گیا۔

وفد بسطام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو:

بہر حال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور ان سے بحث کرنے لگے' اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ میرے پیشرو نے اس کو ولی عہد کیا ہے۔ خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتایئے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کو کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اس مال کو آپ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو' تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اس امانت کے فرض کو اس ذات کے سامنے جس نے آپ کو امین بنایا تھا پورا کیا۔

آل مروان کو خوف:

امیر المومنین فرمانے لگے کہ اس کے جواب کے لیے مجھے تین دن کی مہلت دو' خارجی اٹھ کر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہدی سے محروم کر دیں۔ اس لیے ان لوگوں نے امیر المومنین کو چپکے سے زہر دلوا دیا۔ اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی۔

نیز اس سال امیر المومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی کو ایک حمص کی فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لیے بھیجا۔ اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری عامل جزیرہ مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری:

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے آ کر واسط آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس جا لیا اور گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں۔ عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا۔ موسیٰ بن وجیہہ انہیں لے کر آئے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سامنے بلوایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن مہلب:

امیر المومنین خود یزید اور اس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بڑے ظالم استبدادی خیال کے لوگ

ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انہیں مکار اور ظاہر داری برتنے والا خیال کرتا ہوں' مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکر اور ظاہر داری سے کوسوں دور ہیں۔

یزید بن مہلب سے مال غنیمت کی طلبی:

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی' یزید کہنے لگا آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میری خوشنودی کتنی ملحوظ خاطر تھی۔ میں نے اس رقم کا اظہار صرف اور لوگوں کو جتانے کے لیے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کریں گے اور نہ کوئی اور حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔

یزید بن مہلب کی اسیری:

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا کہ تمہیں قید کر دوں' اللہ سے ڈرو' اور جو مطالبہ تم پر ہے اسے ادا کر دو' یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا۔ غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیج دیا' اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

مخلد بن یزید کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست:

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے جس پرگنہ سے گذرتے دل کھول کر لوگوں کو داد دہش کرتے' امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت اٹھانی پڑی۔ تو یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بدقسمت رہیں' آپ میرے والد کو ناحق محبوس کرتے ہیں۔ جس قدر مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ ان کی جانب سے ادا کیے دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں اس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اس وقت تک میں ان سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی بے باق نہ کر دیں۔

مخلد بن یزید کی تجاویز:

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اس کے مطابق مطالبہ کیجیے ورنہ یا تو مجر دان کے بیان کو صحیح مان لیجیے یا ان سے حلف لے لیجیے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ ان سے کوئی سمجھوتہ کر لیجیے۔ امیر المومنین نے کہا: اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل رقم مطالبہ ادا کر دیں۔ جب مخلد آپ کے سامنے سے اٹھ آیا' تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے' مگر مخلد اس واقعہ کے بعد چند ہی روز اور زندہ رہا۔

یزید بن مہلب کی روانگی دہلک:

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اون کا جبہ پہنایا جائے اور اونٹ پر سوار کر کے دہلک لے جایا جائے۔ جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لے جانے لگے تو یزید کہنے لگا' کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے' مجھے دہلک کیوں لے جاتے ہیں۔ دہلک تو وہ شخص جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو' یہ کیا عجیب و غریب بات ہے؟ کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا؟

یزید بن مہلب کی واپسی:

یہ سن کر سلامۃ بن نعیم الخولانی امیر المومنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب یہ ہے کہ جناب والا یزید کو قید خانہ ہی واپس بھیج دیجیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اس کے خاندان والے اسے چھڑا لے جائیں گے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے اس بات سے لوگوں میں جوش و غضب پیدا ہو گیا ہے۔

امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس بھیج دیا' یزید اس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک کہ اسے آپ کی علالت کی اطلاع نہیں ملی۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری کی دوسری روایت:

یزید کی گرفتاری کی متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المومنین نے عدی بن ارطاۃ کو حکم دیا کہ یزید کو بھیج دو اور عین التمر میں جو فوج متعین ہے یزید کو اس کے سپرد کر دو۔

عدی نے یزید کو وکیع بن ابی اسود التمیمی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر سوانہ کیا جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لیے وکیع پر حملہ کرنے کے لے آمادہ ہوئے۔ وکیع جھپٹا' اپنی تلوار نیام سے باہر کی۔ کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا' یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہو جاؤ گے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔ یزید نے ان لوگوں سے چلا کر کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں' وکیع نے اس قسم کی قسم کھائی ہے' چنانچہ وہ لوگ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور وکیع نے یزید کو لا کر اس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں متعین تھی۔ وکیع تو عدی بن ارطاۃ کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آئی' آپ نے یزید کو قید کر دیا۔

جراح بن عبداللہ الحکمی:

اسی سال امیر المومنین نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا اور ان کی جگہ عبدالرحمٰن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اسی طرح جراح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ ۹۹ھ ہجری میں خراسان آیا' اور ماہ رمضان ۱۰۰ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اس نے خراسان چھوڑا۔

جہم بن زحر:

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا عامل مقرر کر دیا تھا مگر جب یزید گرفتار کر کے دربارِ خلافت میں بھیج دیا گیا تو عراق کے عامل نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ صاحب جرجان آئے جہم نے انہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ آئے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس یمنی سواروں کو لے کر جراح کے ارادہ سے خراسان روانہ ہوا' اب اہل جرجان نے اپنے اس نو مامور عامل کو قید سے رہا کر دیا۔

جراح اور جہم بن زحر میں سخت کلامی:

اس فعل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچا زاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمہاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا' اس پر جہم نے جواب دیا کہ آپ سے اگر میری یہ قرابت نہ ہوتی تو میں کبھی آپ کے پاس نہ آتا' جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے۔ کیونکہ

ان دونوں کی بیویاں حصین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں اور چچیرے بھائی بھی تھے۔ کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے۔ جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اور سرکش ہو گئے ہو اب یہ ہی چارہ کار تمہارے لیے باقی ہے کہ تم جہاد کے لیے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو' اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے۔

ختل کی مہم:

چنانچہ جراح نے جہم کو ختل پر جہاد کے لیے بھیجا' جہم روانہ ہوا' جب اس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کو ساتھ لے کر بادشاہ ختل کے پاس چلا گیا' اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں' تخلیہ ہوا۔ جہم نے اپنی خاندانی شرافت و عزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اس نے کہا اسے منظور کر لیا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ ختل نعمان کے آزاد غلاموں سے تھے۔

جہم کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا اور ایک وفد ان کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد غلاموں میں سے تھا' جس کا تعلق بنی صفیہ سے تھا۔ ابوالصید اکنیت کرتا تھا صالح بن طریق اس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

خراسان کا وفد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے' یا یزید الخوی تھے' غرضیکہ یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہوا' پہلے دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص چپ بیٹھا رہا' اس پر امیر المومنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن نہیں ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں میں بھی ہوں تو امیر المومنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو؟ اس نے کہا کہ جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ بیس ہزار موالی بغیر تنخواہ اور روزینہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر ذمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اسی سابقہ مقدار کے موافق مال گذاری لی جا رہی ہے' یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت متعصب اور ظالم ہیں۔ ہمارے ہی ملک میں برسر منبر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت ہی رحم دل تھا' مگر اب میں سخت گیر ہوں' اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمہارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے نزدیک وقیع ہے' اس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اس کے کرتے کی آستین ہمیشہ بازو تک چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اس کا جانشین ہے۔

نومسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی ممانعت:

امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہیے تھا' اور جراح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمہارے سامنے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اس سے جزیہ نہ لو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہونے لگے۔

یہ حالت دیکھ کر جراح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں' بلکہ جزیہ سے بچنے کے لیے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ذرا ختنہ کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجیے۔

جراح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لیے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا' ختنہ کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا۔

جراح اور ابومجلز کی طلبی:

امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا صادق القول شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصل حالت دریافت کروں' لوگوں نے عرض کیا کہ ابی مجلز سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ امیر المومنین نے جراح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابومجلز کو بھی ساتھ لاؤ۔

جراح کی خراسان سے روانگی:

جراح نے عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا' عبیداللہ یا عبیداللہ بن حبیب کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور آپ روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا۔ روانگی سے پیشتر تقریر کی اور کہا کہ اے اہل خراسان میں اپنے انہی کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا' میں نے تمہارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو مرصع کیا ہے۔

اور واقعی جراح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور ایک مادہ خچر کے جو دونوں بوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی۔

خراسان میں عبدالرحمٰن بن نعیم کی نیابت:

غرضیکہ جراح عبدالرحمٰن بن نعیم کو خراسان پر اپنا جانشین مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوا۔ جب امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ جراح نے کہا کہ رمضان میں۔ یہ جواب سن کر امیر المومنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے ظلم و جور کی روایت بالکل درست ہے۔ تم سے یہ نہ ہو سکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور ماہ صیام گزر جانے کے بعد آتے۔

خود جراح کہا کرتا تھا کہ میں ضرور بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں۔

جراح کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

خراسان پہنچ کر جراح نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آ کر ایسے لوگ دیکھے جو بغاوت وفساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں' ان میں جتھا بندی ہے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی شاخسانہ ایسا نکالتے ہیں جس سے پھر ایک عام ہڑبونگ اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تا کہ وہ خراج وغیرہ نہ دے سکیں' تلوار اور کوڑا یہی دونوں چیزیں انہیں درست رکھ سکتی ہیں' مگر میں نے اس امر کو برا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جراح کو ہدایات:

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان خراسان سے زیادہ خود تم فتنہ وفساد کے دلدادہ ہو' یاد رکھو کہ کسی مومن یا ذمی شخص کے بلاوجہ ایک کوڑا نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمہیں ایسی ہستی کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتی ہے اور تم خود وہ اپنا نامہ اعمال پڑھو گے' جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہوں گی۔

جراح کے قرض کی ادائیگی:

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم ایک یا دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم خزانہ عامرہ سے اخراجات سفر کے لیے بطور قرض لے لیے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین کو ادا کر دوں گا۔ چنانچہ جب جراح دربار خلافت میں

حاضر ہوا تو امیر المومنین نے اس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے' جراح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا' اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے' وہ آپ وصول کر لیجئے' امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم ماہ صیام کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا۔

بعد میں اس رقم کو اس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے وضع کرا کے ادا کر دیا۔

جراح بن عبداللہ کی معزولی:

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوئی تو امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور معزول کر دیا۔ اب انہیں ان کے جانشین کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا راست باز شخص بتاؤ' جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کروں۔ لوگوں نے کہا کہ ابومجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔ امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے' کمزور تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابومجلز کی گفتگو:

ابومجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کے پاس آئے' مگر آپ نے انہیں شناخت نہیں کیا' اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اٹھ کر چلے گئے' جب امیر المومنین نے انہیں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے' اور پھر چلے گئے' امیر المومنین نے انہیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔ ابومجلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب انکار تعارف کے کیا معنی؟ امیر المومنین نے پوچھا اچھا کہئے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابومجلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ہمسروں کے مقابلہ کے لائق ہیں' دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اسی کے ساتھ خود رائے ہیں' اور اگر کوئی ان کی مساعدت کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لیے یہ تیار ہو جائیں۔

ابومجلز کی عبدالرحمٰن بن نعیم کے متعلق رائے:

امیر المومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم کیسے ہیں؟ ابومجلز نے کہا کہ وہ کمزور نرم دل آدمی ہیں' عیش آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص ان کے احکام کی بلا چون و چرا تعمیل کر دے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی زیادہ پسند ہے۔

امارت خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم کا تقرر:

چنانچہ آپ نے انہیں خراسان کا فوجی گورنر اور امام مقرر کر دیا اور عبدالرحمٰن القشیری (از بنی اغور) کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ بنا دیا' اور باشندگان خراسان کے نام خط لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو تمہارا فوجی گورنر مقرر کیا ہے' اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے' نہ میں نے خود ان کا انتخاب کیا اور نہ میں ان سے ذاتی طور پر واقف تھا البتہ اور لوگوں نے مجھے ان کے حالات سے مطلع کیا۔ پس اگر یہ دونوں آپ لوگوں کے حسب مرضی کام کریں' تو آپ خدا کا شکر بجا لائیں' اور اگر یہ ایسے ثابت نہ ہوں تو آپ خدا سے طالب امداد ہوں' کیونکہ تمام طاقت اور قدرت صرف اسی کو حاصل ہے۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کو ہدایات:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا کہ تم خلق اللہ کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے

متاثر نہ ہونا۔ کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اس کا حق اور بھی زیادہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا' اور نیز شفقت کرنا' جو امانت تمہارے سپرد کی جائے اسے پورا کرنا' اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اس سے بچ کر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اسی کے پاس جانا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کی خراسان و سجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن مخر القریشی کے ہاتھ بھیجا تھا' عبدالرحمٰن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے' اور ان کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا' اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمٰن خراسان کے گورنر رہے۔ رمضان ۱۰۰ ہجری میں مقرر ہوئے' اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ ہجری میں برطرف ہوئے۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے۔

محمد بن علی بن عبداللہ:

اسی ۱۰۰ ہجری میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن خنیش' ابو عکرمۃ الراح (جس کا نام ابو محمد الصادق تھا) اور حیان العطار ابراہیم بن سلمۃ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا' اس وقت جراح بن عبداللہ الحکمی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خراسان کا صوبہ دار تھا۔

محمد بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جا کر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور اعانت پر لوگوں کو برانگیختہ کرو۔ چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے مل کر اور ان لوگوں کے خطوط لے کر جنہوں نے اپنی اعانت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس واپس چلے آئے۔

محمد بن علی کی جماعت:

ابو محمد الصادق نے محمد بن علی کے لیے مندرجہ ذیل بارہ بڑے مقتدر اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کر لی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سلیمان بن کثیر الخزاعی' لاہز بن قریط التمیمی' قحطبہ بن شبیب الطائی' موسیٰ بن کعب التمیمی' خالد بن ابراہیم ابو داؤد متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن شیبان بن ذھل' قاسم بن مجاشع التمیمی' عمران بن اسماعیل ابوالنجم خاندان ابو معیط کے آزاد غلام مالک بن الہیثم الخزاعی' طلحہ بن رزیق الخزاعی' عمرو بن اعین ابو حمزہ خزاعۃ کے آزاد غلام شبل بن طہمان ابو علی الہروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام اور عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام۔

اسی طرح ستر اور آدمی منتخب کیے گئے جنہیں محمد بن علی نے خطوط لکھ کر دیئے تاکہ وہ ان کے لیے سند کا کام دیں اور جو ہدایات ان میں مرقوم تھیں اس پر عمل کریں۔

امیر حج ابو بکر بن محمد و عمال:

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبہ جات کے ناظم و صوبہ دار تھے جو سنہ ماقبل میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں البتہ اس سنہ کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم فوجی گورنر اور پیش امام تھے اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ مال گذاری کے افسر اعلیٰ تھے۔

۱۰۱ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا فرار:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قید سے نکل بھاگا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو دہلک لے جانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اس کے خاندان والے اسے چھڑا لے جانے کی کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے علیل ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔ مگر جب اسے امیر المومنین کی علالت کا علم ہوا تو اب اس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی‘ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المہلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانہ اقتدار و عروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی بیوی کے رشتہ دار تھے‘ کیونکہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی ام الحجاج یزید بن عبدالملک کی بیوی تھیں اس لیے یزید بن عبدالملک نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی یزید بن المہلب پر قابو پایا تو اسے قتل ہی کر ڈالوں گا‘ اس وجہ سے یزید بن المہلب یزید بن عبدالملک سے خوفزدہ تھا‘ اسی خوف کے مارے یزید بن المہلب نے اپنے موالیوں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لیے سواریوں کا انتظام کر دیں‘ چنانچہ انہوں نے اونٹ تیار رکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی علالت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دیر سمعان میں بیمار پڑے‘ جب ان کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المہلب نے اونٹ منگوائے‘ اور جب اسے معلوم ہوا کہ ان کے آنے میں دیر ہے تو جیل خانہ سے نکل کر اس جگہ آیا جہاں کہ اس کے موالیوں نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا‘ مگر اس جگہ آ کر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اس کے اور ساتھی پریشان ہوئے اور گھبرا گئے۔ یزید بن المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا‘ میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی اثنا میں اونٹ آ گئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ محمل کے دوسرے حصہ میں اس کی بیوی عاتکہ قرات بن معاویۃ العامریۃ متعلقہ قبیلہ بنی بکا کی بیٹی بھی تھی۔

یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

شہر سے دور گزر جانے کے بعد یزید نے امیر المومنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کروں کہ مجھے یزید بن عبدالملک سے خوف لگا ہوا تھا‘ اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوند! اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کرے تو اس کے خیالات کو اسی پر پلٹ دے اور مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھ۔

ہذیل بن زفر کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک:

چلتے چلتے یزید مقام حفت الزقاق پہنچا‘ ہذیل بن زفر یہاں مقیم تھا اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے‘ جب یزید کا قافلہ ان کے

پاس سے گزرا تو ان لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کا کچھ سامان اور کچھ شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے' مگر پھر ہذیل نے ان لوگوں کو اپنے سامنے پکڑ بلوایا اور سفر کا سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب یا اس کے خاندان والوں میں سے کیوں کسی شخص کے پیچھے پڑتے ہو یا تمہیں ان سے کوئی قصاص لینا ہے؟ بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص تو نہیں لینا' اس پر ہذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو' وہ بیچارہ جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا' جب اسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے؟

واقدی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کی قید سے بھاگ کر گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

اسی ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔

اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ آپ نے بروز جمعہ ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں انتالیس سال اور کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

مدت خلافت:

ہیثم بن واقد کہتے ہیں کہ میں ۹۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ مقام وابق میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے' چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے اور مقام خناصرہ میں بروز چہارشنبہ ابھی ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔ بیس روز علیل رہے' دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی' انتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ نے انتقال کیا ہے اس روز آپ کی عمر انتالیس سال اور پانچ ماہ تھی' بعضوں نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے' ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔ ابوحفص کنیت تھی۔ ام عاصم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوتی اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان کی ماں تھیں' انہیں بنی امیہ کا اشج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کے کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا۔

بنی امیہ کا اشج:

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی' اور جو روئے زمین کو عدل وانصاف سے پر کر دے گا۔

دمشق میں ایک جانور نے آپ کے لات ماری لوگ انہیں ان کی ماں کے پاس لائے' ماں کی مامتا بری ہوتی ہے انہوں نے فوراً اپنے سینہ سے لگا لیا اور آپ کے چہرہ سے خون پونچھنے لگیں' اتنے میں ان کے باپ بھی وہاں آ گئے' اب ان کی ماں نے اپنے

خاوند کو بکنا جھکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کر ڈالا' اور کسی خدمت گار یا محافظ کو اس کے ساتھ نہیں کیا جو اس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے باپ کہنے لگے اے ام عاصم چپ بیٹھو تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا تمام خاندان بنی امیہ میں اشج ہے۔[1]

یزید بن مہلب کے نام فرمان:

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا:

''حمد و ثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے۔ نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اسے واپس لے لیا' انہوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو (اگر وہ اس وقت تک زندہ رہیں) اپنا جانشین چھوڑا' جس اہم خدمت کا بوجھ اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اس کا اٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے' اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد زر و زن کا شوق نہیں ہے۔ اگر یہ ہوتا تو جو اس سے پہلے مجھے میسر تھا وہی اس قدر ہے کہ روئے زمین پر اور کسی کو نہیں' میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا' اور باز پرس کی جائے گی' جو باتیں اللہ معاف کر دے' یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اب تم بھی بیعت کرو''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان پر ابوعیینہ کی رائے:

جب یہ خط یزید کو ملا اس نے اسے عیینہ کو دیا۔ ابوعیینہ نے اسے پڑھ کر کہا کہ میں اس وقت سے اس کے حمایتوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی' ابوعیینہ کہنے لگا کہ یہ تحریر اس کے خاندان کے پیشروں کی سی نہیں ہے یہ شخص ان کے طرز عمل پر کاربند نہیں ہونا چاہتا۔

خیر پھر یزید نے تمام باشندوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آ کر بیعت کی۔ بعد ازاں امیر المومنین نے یزید کو لکھا کہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کر کے تم خود میرے پاس آؤ۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام فرمان:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ عمل و علم دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں' تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کو جانو اور اسی کے لیے عمل کرو' کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گذری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں مگر ان میں عمل نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا علم ان کے لیے وبال جان ہو گیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبدالرحمٰن کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے جیسے اعمال کرو جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کارروائیوں کو کبھی بار آور نہیں ہونے دیتا۔

---

[1] اشج' اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر کسی زخم کی علامت ہو۔

سلیمان بن ابی السری کو ہدایات:

آپ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ تم اپنے ماتحت علاقہ کے تمام شہروں میں مسافروں کے لیے سرائیں بناؤ' جو مسلمان تمہارے علاقہ سے گزریں ایک دن اور ایک رات ان کی مہمانداری کرو' ان کی سواری کے جانوروں کو دیکھ بھال لو' اگر کوئی بیمار ہو تو دو دن اور دو راتیں اسے مہمان رکھو اور اگر اس کی سواری کا جانور ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس روپیہ نہ ہو کہ وہ دوسرا خرید سکے تو تم اپنے پاس سے اسے اس قدر دے دو کہ جس سے وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے۔

وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت:

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے ان سے کہا کہ قتیبہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا' اب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیجیے کہ ہمارا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایتیں پیش کرے۔ اگر ہمارا حق ہوگا تو ہمیں مل ہی جائے گا۔ کیونکہ ہمیں اس کی سخت ضرورت ہے۔ سلیمان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہوا۔

اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

امیر المومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے ان مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیبہ نے ان پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے علاقہ سے بھی انہیں نکال دیا تھا۔ جب تمہیں میرا یہ خط ملے تم فوراً ان کے فیصلہ کے لیے ایک قاضی مقرر کر دو' تا کہ وہ ان کی شکایتیں سنیں' اگر وہ حق پر ہوں تو تم انہیں ان کے فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تا کہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیبہ کے ان پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضر القاضی الناجی کو اس معاملہ کے لیے قاضی مقرر کیا جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو' خواہ اس میں تجدید صلح ہو یا بزور شمشیر فتح حاصل کی جائے۔

اہل سغد کا فیصلہ:

مگر اس فیصلہ پر اہل سغد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں' دوبارہ آتش جنگ و جدال مشتعل نہیں کرنا چاہتے۔ چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کر لیا' ان سے جو اہل الرائے تھے انہوں نے کہا کہ اب ہم عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں' ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں' انہوں نے ہمیں امان دی ہے اور ہم نے انہیں امان دے دی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر لڑائی ہوگی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہوگی مگر بہر حال اگر ہمیں فتح نہ ہوئی تو اس طرح ایک نئی عداوت ہم اور عربوں سے مول لیں گے' اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے چنانچہ ان لوگوں نے اسی حالت کو برقرار رکھا' اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

علاقہ ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی کا حکم:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ علاقہ ماوراء النہر میں جس قدر مسلمان ہیں انہیں مع ان کے اہل و عیال کے واپس لے آؤ مگر ان مسلمانوں نے واپس آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مرو ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا' عبدالرحمٰن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دے دی' اس کے جواب میں امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا' اے اللہ جو مجھ پر فرض تھا وہ میں بجا لایا مگر

پھر بھی عبدالرحمٰن تم اب مسلمانوں کو لے کر جہاد کے لیے اور آگے نہ جانا' کیونکہ جس قدر علاقہ اللہ نے انہیں دیا ہے' یہی ان کے لیے کافی ہے۔

عقبہ بن زرعۃ الطائی کے نام فرمان:

امیر المومنین نے عقبہ بن زرعۃ الطائی کو جنہیں آپ نے قیشری کے بعد خراسان کے محکمہ مال گزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا' لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جن کے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی' صوبہ دار' قاضی' افسر خزانہ' اور چوتھا میں خود۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی صوبہ جات میں جو میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے' آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجئے اور بغیر کسی شخص کے حق کے غصب کرنے کے اسے حفاظت سے جمع رکھئے' اور وہاں کا خراج فوجی وملکی اخراجات کے لیے کافی ہو تو فبہا ورنہ مجھے لکھئے تاکہ میں یہاں سے مزید روپیہ ارسال کر دوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجئے!

جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے' بارگاہ خلافت میں اس کی اطلاع دی' وہاں سے جواب ملا کہ جس قدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جایا کرے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید عامل کوفہ کو لکھا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کے نام فرمان:

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے' السلام علیکم۔ حمد وثناء کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سخت گیر اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کیے ہیں' حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل ونرمی پر ہے' سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کی روک تھام رکھنا' کیونکہ یہ کچھ چھوٹا موٹا گناہ نہیں ہے' غیر مزروعہ زمین پر وہ لگان مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور نہ آباد زمین کی تشخیص لگان غیر مزروعہ زمین کے لگان کی شرح سے کرنا۔ جو غیر مزروعہ زمین ہو اسے دیکھ کر اس کی حیثیت کے مطابق لگان لگانا۔ اور پھر اس کی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا۔ زیر کاشت رقبہ زمین سے صرف زر لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دل جوئی سے اور اس طرح کہ کاشتکار خوش رہیں' اور خراج میں ہمیشہ پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرو جس کے لیے کوئی خاص ضابطہ نہیں ہے۔ لگان تشخیص اور وصول کرنے والوں کی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا اور نہ نوروز اور مہرجان کا نذرانہ لینا' نہ خطوط اور پٹہ رسانے کی اجرت لینا' نہ مکانات کا کرایہ' اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا' اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اس سے خراج نہ لیا جائے۔ ان تمام امور میں تم میری ان ہدایات پر عمل کرو' کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق کیا ہے اس میں سے ان امور کا میں تمہیں منصرم مقرر کرتا ہوں' میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو نہ قتل کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے' اسے اخراجات حج کے لیے سو درہم پیشگی دے دینا۔ والسلام

وظائف کی تقسیم:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے منصب داروں کی اولاد کے مناصب مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ قرعہ ڈالا جاتا تھا جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا اس کو سو درہم منصب مقرر ہوتا تھا اور جس کے نام قرعہ نہیں نکلتا تھا اس کے چالیس درہم ہوتے تھے۔ بصرہ کے تمام فقراء کے تین تین درہم مقرر کر دیئے تھے' البتہ جو لوگ اپاہج اور معذور تھے ان کے پچاس پچاس مقرر کیے' دودھ چھوٹے

کے وقت سے منصب ایصال ہوتا تھا۔

اہل شام کے نام فرمان:

خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شائع کیا:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ! حمد وثنا کے بعد آپ لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے' جو شخص موت کو اکثر یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے' اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آ کر رہے گی' وہ تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ والسلام''

ابومجلز سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو:

ایک مرتبہ ابومجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لیے آپ ہمارے لیے نقد وجنس منگوائیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ ابومجلز تم نے تو معاملہ کو الٹ دیا۔ ابومجلز کہنے لگے' کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لیے ہے یا آپ کے لیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف ومناصب سے خراج کم وصول ہو تب بھی تو اس کا فائدہ آپ ہی لوگوں کو ہوگا' ابومجلز کہنے لگے کہ پھر اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہم نہ خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں' حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں اور دوسروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں زر خراج وصول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا' مگر جس دن یہ گفتگو ہوئی اسی رات آپ بیمار پڑے اور اسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عمارۃ بن اکیمۃ اللیثی نے جن کی کنیت ابوولید تھی اناسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی خطبہ:

مقام خناصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا: ''آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ فضول پیدا نہیں کیے گئے اور نہ یوں ہی چھوڑ دیئے جائیں گے' آپ کے لیے ایک جاء بازگشت ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لیے نزول اجلال فرمائے گا' جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے جو ہر شے پر حاوی ہے خارج ہو گیا اور اس جنت الفردوس سے جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہے محروم کر دیا گیا وہ بلاشبہ گھاٹے اور نقصان میں رہا' کل قیامت کے دن صرف اسی شخص کو امان ملے گی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی کو بہت سی کے لیے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شے کے لیے بیچ ڈالا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ان لوگوں کی اولاد ہیں جو ہلاک ہو گئے۔ اسی طرح اور لوگ آ کر آپ کے جانشین ہو جائیں گے' یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا' یہاں تک کہ پھر سب کے سب اس ذات کی طرف عود کریں گے جو ہر شے کا بہترین وارث ہے' روزانہ صبح وشام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جا رہے ہیں جو اپنی مقررہ معیاد زندگی پوری کر لیتا ہے اسے آپ زمین کے شگاف میں دفن کر دیتے ہیں' نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور اس کے لیے فرش بچھاتے ہیں' وہ متوفی اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیاء سے قطع تعلق کر کے' زمین میں بود و باش اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب وکتاب کا سامنا کرتا ہے' بس صرف اس کے اعمال اس کے لیے زر رہن ہوتے ہیں' جو کام اس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں

ان کا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس سے بالکل بے پرواہ ہوتا ہے۔ اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے' خدائے برتر کی قسم ہے کہ جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کہہ رہا ہوں اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی شخص گنہگار نہ ہوگا' اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں' جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اسے مقدور بھر اس کے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر کوئی بات مجھے پیش آ جائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ ہم اور آپ دونوں عیش و آرام سے زندگی بسر کریں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا' اسی لیے میری زبان ان باتوں کو ادا کرتے ہوئے لڑکھڑاتی' مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون منضبط ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہبری کرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتا ہے''۔

اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اٹھالیا خود رونے لگے' روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رلا دیا۔ بعد ازاں منبر سے اتر آئے' اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی بقیہ زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

تعزیت نامہ:

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میر منشی قلم تراشنے لگا' امیر المومنین اس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب گھٹے ہوئے لکھے جاتے ہیں' اور میری طرف سے یہ لکھو:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! موت ایک ایسی شے ہے کہ جس کے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے' اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اس کا تذکرہ نہیں کیا کرتے''۔ والسلام

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پند و نصائح:

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کوئی ایسا نیک مشورہ دیا جو اس کے دینی و دنیاوی معاملات میں مفید ثابت ہو تو اس نے اپنی اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا' اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لیے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو' اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمہیں ساحل نجات پر پہنچانے والی ہے' ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی ہے' جس کا جتنا مقسوم ہے' وہ ضرور اسے مل کر رہے گا۔ اس لیے طلب رزق میں کوئی بدنما بات یا کوشش نہ کرنا چاہیے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے' جسے یہ میسر ہو اسے کسی اور شے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے' سامنے دوزخ ہے' جو شے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہوگئی اس کا تو گویا کہیں وجود ہی نہ تھا' اور ہم سب کے سب بہت جلد مرنے والے ہیں' مرنے والے کی درگت تو خود دیکھ ہی چکے ہو' کہ حالت نزع کی تکلیف سے جب اسے نجات مل جاتی ہے اور اس روح جسد عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا' پھر فوراً اسے گھر لے جاتے ہیں' اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے' اس کی تقسیم شروع ہو تی ہے' اب نہ اس کی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتا' اب اس کا دروازہ ارباب غرض سے خالی نظر آتا ہے'

گویا کبھی وہ آبادیوں میں رہا بسا ہی نہ تھا' اس لیے اب اسی دن کے خطرات سے ڈرتے رہیے جس روز کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی میزانِ عمل میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے۔

امیر المومنین نے اپنے کسی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لی جائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خریدی گئی۔

امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بغیر اچھی طرح جانے بوجھے کوئی کام کرتا ہے' اس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے' اور جو شخص کہتا ہے اور پھر عمل سے اپنے کہے کی تائید نہیں کرتا اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں' دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے' اور مومن کی جائے بازگشت صبر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اسے واپس لے لیا مگر اس کے معاوضہ میں اسے صبر دے دیا تو یہ صبر اس شے سے بہتر اس کا معاوضہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی:

﴿ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴾

''صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے''۔

غیر مسلموں کے متعلق ہدایات:

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا' یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو منہدم نہ کرنا جس کے قائم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو' مگر اس کے ساتھ ہی نئے معابد نہ بنانے دینا۔ اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچ کر مذبح کو نہ لے جائیں اس کی بھی ممانعت کر دو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے' اور بغیر کسی عذر شرعی کے دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا۔

زوجہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بے چینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرثد سے کہا کہ تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی ہیں ہمیں فوراً اطلاع کر دینا۔ یہ حکم دے کر ہم وہاں سے چلے آئے' چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اس لیے سو رہے دن چڑھے جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی' دیکھا کہ مرثد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے۔ میں نے اسے اٹھایا اور اس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا۔ مرثد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ تو باہر چلا جا کیونکہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن ہے' میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا:

﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴾

''یہ آخرت ہے' ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں نہ نمود چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور عاقبت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہی ہے۔''

میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ سیدھے لیٹے ہوئے ہیں' آنکھیں بند ہیں اور روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

باب ۲

یزید ثانی بن عبدالملک

اسی سنہ میں یزید بن عبدالملک بن مروان جس کی کنیت ابو خالد تھی‘ ۲۹ سال کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

ابوبکر بن محمد کی معزولی:

یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق عبدالرحمٰن بن الضحاک بدھ کے دن ابھی ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے کہ مدینہ آیا‘ اور اس نے سلمۃ بن عبداللہ بن عبدالاسر المخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

امارت مدینہ پر عبدالرحمٰن بن ضحاک کی تقرری:

ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبدالرحمٰن بن الضحاک مدینہ آئے تو میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا‘ انہوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی‘ اس پر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے‘ میں اپنے گھر چلا گیا اور اس کی طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمٰن ایک منچلا نوجوان تھا‘ اسی اثناء میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحمٰن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا‘ اور میں جانتا ہوں کہ اس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے۔ ان باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اس کی جانب سے جو خطرہ تھا اس کا یقین ہوگیا۔ جو شخص میرے پاس یہ پیام لایا تھا میں نے اس سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بددیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے‘ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بسے‘ جن کا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے‘ اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے ان کا نام لیتے ہیں‘ اگر برے تھے‘ برائی سے یاد کرتے ہیں‘ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے‘ کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریئے۔

فہری کے مقدمہ میں ابوبکر بن محمد کی طلبی:

غرضکہ اسی طرح ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے کہ اتنے میں بنی از دکا ایک شخص اور دوسرا بنی بخار کا شخص اپنا مقدمہ عبدالرحمٰن کے سامنے لائے‘ ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا‘ اور ابوبکر نے بخاری کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا‘ فہری نے بخاری اور ابوبکر کی حاضری کا مطالبہ کیا‘ اور عبدالرحمٰن نے ان دونوں کو سامنے بلوایا‘ اب فہری نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ ابوبکر نے میرے اوپر ظلم کیا ہے کہ میری جائیداد کو میرے قبضہ سے نکال کر اس بخاری کے حوالے کر دی۔ اس پر ابوبکر نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں‘ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے اور تمہارے خصم کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے استصواب رائے کیا اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ متنازع فیہ زمین تمہارے قبضہ سے نکال کر ان کے حوالے کر دی جائے۔ میں نے تمہیں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی

جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت حقیقت کے لیے بھیج دیا تھا اور تم نے خود ان دونوں صاحبوں سے دریافت کر لیا تھا۔

فہری کہنے لگا کہ بے شک یہ ٹھیک ہے' مگر مجھ پر ان دونوں کے قول کی پابندی لازمی نہیں ہے' یہ مہمل جواب سن کر ابن الضحاک بہت خفیف ہوا' اور سب سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن الضحاک نے فہری سے کہا کہ تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ تم نے ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت کر لیا ہے اور پھر بھی تم اس زمین کا مطالبہ کرتے ہو' چلو یہاں سے تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ تم بڑے جھکی ہو۔

ابن حیان کی ابوبکر بن محمد کے خلاف شکایت:

مگر اب بھی ابوبکر برابر ابن الضحاک سے کھٹکتا رہا' اتنے میں ابن حیان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابوبکر نے میرے دو حدیں لگوائی ہیں۔ اس لیے آپ مجھے ان کا معاوضہ ابوبکر سے دلوایئے۔ یزید نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا' کیونکہ اس شخص نے ہمارے خاندان والوں پر احسان کیا ہے اب یہ مناسب ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بے جا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسر اقتدار آ گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنے؟ اس پر یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اس معاملہ پر جس کی پاداش میں ابوبکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا دی تھی نظر ثانی کرو' اگر جرم بالکل ثابت وعیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا' اور اگر کوئی امر مشتبہ بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا' البتہ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بے شک ابوبکر سے اس کا عوض دلوانا۔

ابن حیان کا انتقام:

ابن حیان یہ خط لے کر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھ کر ابن الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو تمہاری مقصد براری نہیں ہو سکتی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کے تمہاری حد لگوائی ہو گی؟ عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر آپ چاہیں تو مجھ پر احسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں' ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے۔ اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور بغیر پوچھے گچھے ایک ہی جگہ میں اسے دو حدیں لگوا دیں' اب ابوالمحزا ابن حیان اپنا عوض لے کر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتاتا ہوا واپس پلٹا' اور کہنے لگا کہ بخدا جس روز سے کہ ابن حزم نے میرے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا' البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی خوارج پر فوج کشی:

اسی سنہ میں شوذب الخارجی قتل کیا گیا۔ ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ شوذب نے اپنی مخالفت کے وجوہ پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک وفد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا' آپ کی وفات کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی اور اس لیے محمد بن جریر کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوذب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا علم تھا' اس لیے جب خارجیوں نے محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوذب نے قاصد کے

ذریعہ محمد سے پچھوایا کہ وقت معہود کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں عجلت کے کیا معنی؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں پائی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہ آ جائیں گے دونوں فریق جنگی کارروائیاں بند رکھیں گے۔ محمد نے جواب دیا کہ ہم تمہیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی:

ابوعبیدہ کے ماسوا اور ارباب سیر نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اس وقت خارجیوں نے یہ کہا' معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقض عہد انہوں نے ضرور اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے' بہر حال شوذب بھی مقابلہ کے لیے میدان مصاف میں آیا' دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی' کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے' خارجی انہیں قتل کرتے ہوئے ان کے تعاقب میں چلے اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے' اہل کوفہ نے عبدالحمید کے پاس جا کر پناہ لی' اس جنگ میں محمد بن جریر کے بھی چوتڑ میں زخم لگا۔

شوذب خارجی کے قاصدوں کی واپسی:

شوذب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا' وہ دونوں آئے' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی ان کی وفات کی بھی اطلاع دی۔

تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ:

یزید نے خلیفہ ہو کر عبدالحمید ہی کو بدستور کوفہ کا عامل رکھا' اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا' طرفین میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا۔ تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلافت کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہیں جو تمہیں چھوڑ دے گا' جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے چھوڑ دیا تھا' خارجیوں نے اس کے جواب میں اس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی۔ تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اسے قتل کر ڈالا' اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی' اس میں کچھ لوگوں نے کوفہ میں پناہ لی۔ اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔

نجدہ اور شحاج کی خوارج سے جنگ اور شکست:

دوسری مرتبہ یزید نے نجدہ بن الحکم الازدی کو معتدبہ فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ خارجیوں نے نجدہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو ہزیمت دی۔ پھر یزید نے شحاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر روانہ کیا' طرفین میں نامہ و پیام کا تبادلہ ہوا' جنگ ہوئی خارجیوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبۃ الیشکری بسطام کا چچازاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا' اور ابوشبیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔

نجبہ بن عمر کی خوارج پر فوج کشی:

جب مسلمۃ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے درخواست کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب ہی مقیم ہے اور ہمیں ہر وقت اس سے خطرہ لگا ہوا ہے آپ اس کا استیصال کیجیے' مسلمۃ نے نجبہ بن عمر الحرشی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اسے سردار

مقرر کر کے شوذب کے مقابلہ پر بھیجا۔

شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے خطاب:

شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا' جب اسے معلوم ہوا کہ اس قدر بے شمار فوج جس کا مقابلہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے مقابلہ پر آ رہی ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص واصل بحق ہونا چاہتا تھا اس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے اور جو محض دنیا کے لالچ سے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اب دنیا اس کے لیے ختم ہوگئی' بقاء دوام تو صرف عاقبت ہی میں نصیب ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملے کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اس کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا' بلکہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اس نے اپنے آدمیوں کو ذرا سنبھالا اور ان سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس مٹھی بھر حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہوئے شامیو! اسی طرح لڑو جس طرح کہ تم ہمیشہ گزشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو۔

شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

اب کیا تھا سب نے مل کر ایک ہی حملہ میں انہیں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیا کہ کوئی متنفس ان میں سے نہ بچ سکا۔ شوذب جس کا نام بسطام تھا' اور اس کے تمام بڑے بڑے بہادر تلوار ئیے' جن میں الریان بن عبداللہ الیشکری جو اپنی جماعت کا کڑکیت بھی تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

یزید بن مہلب کی بغاوت:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آ کر قبضہ کر لیا۔ اور یزید بن ارطاۃ الفراری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے' اب اس ۱۰۱ ہجری میں جو کارروائیاں اس سے سرزد ہوئیں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہی کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے' یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو حکم بھیجا کہ تم اس کی جستجو رکھو اور مقابلہ کرو' اسی طرح عدی بن ارطاۃ کو یزید کے بھاگ جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار رہو جاؤ' اور بصرہ میں جو اس کے خاندان والے ہوں انہیں قید کر دو۔

یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری:

عدی نے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان میں مفضل' حبیب اور مروان مہلب کے بیٹے بھی تھے' جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبدالملک بن مروان پر ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ لیتے چلیں' مگر اس کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لے کر چلے چلئے اور اس کا ارادہ ترک کر دیجیے۔ یزید بڑھتے بڑھتے موضع قطقطانہ پہنچا تھا کہ عبدالحمید بن عبدالرحمن نے ہشام بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمۃ بن عبدالعزیز بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک کافی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم جا کر اس کا مقابلہ کرو' آج وہ مقام عذیب سے گزر رہا ہوگا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی:

ہشام تھوڑی دور چل کر واپس آیا اور عبدالحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو فرمایئے کہ کیا اسے زندہ گرفتار کر لاؤں یا اس کا سر کاٹ لاؤں۔ عبدالحمید نے کہا جیسا تم چاہو۔

جن لوگوں نے اس کے اس دعویٰ کو سنا وہ اس پر تعجب کرتے تھے۔ ہشام کوفہ سے چل کر عذیب آیا۔ اس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا' مگر اسے اس پر بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چل دیا۔

جب یزید بصرہ کی طرف چل دیا تو ہشام اپنا سامنہ لے کر عبدالحمید کے پاس چلا آیا' مگر بصرہ میں عدی بن ارطاۃ نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھود لی تھی' اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اس کے مقابلہ کے لیے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل الثقفی کو سردار مقرر کیا۔ عدی کا تعلق قبیلہ بنی فزارہ سے تھا۔

عبدالملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کر دو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہ آنے دوں گا' وہ فارس چلا جائے گا' وہاں سے اپنے لیے امان کا خواستگار رہے گا اور تمہارے قریب بھی نہ آئے گا' مگر عدی نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

محمد بن مہلب:

اب یزید جماعت کے ساتھ بصرہ پر بڑھا۔ ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں ڈھانپ رکھا تھا' محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا' کچھ دوسرے لوگوں' اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے موالیوں کا ایک دستہ مرتبہ کیا تھا۔ یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اس کے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھا کہ لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

عدی بن ارطاۃ کے فوجی دستے:

عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا ان کے پانچ دستہ ترتیب دیئے ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا۔ مغیرہ بن زیاد بن عمر العتکی کو بنی ازد کے دستہ کا' محرز بن حمران العدی متعلقہ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا' اور عمران بن عامر بن مسمع متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابو منقر متعلقہ بن قیس ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے' اس پر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلا کر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کر دیا' عدی نے منذر بن الجارود کو عبدالقیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا' اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

قریش' کنانہ' ازد' بجیلہ' خثعم' تمام قیس عیلان اور بنی مزنیہ اہل العالیہ کہلاتے تھے' کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے ان کے دستہ کا نام ربع اہل المدینہ تھا' اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا' پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی اخماس تھے بعد میں زیاد بن عیینہ نے انہیں ارباع کر دیا تھا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد:

جب یزید نے بصرہ پر بڑھنا شروع کیا تو جو رسالہ یا قبیلہ اس کے سامنے آتا تھا وہ اس کے گذرنے کے لیے راستہ سے ہٹ جاتا تھا۔ البتہ مغیرہ بن عبداللہ الثقفی نے رسالہ کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا' مگر محمد بن المہلب نے اپنے رسالہ کی مدد سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آ کر اترا۔ تمام لوگ اس سے آ کر ملنے لگے' عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کر دو' میں بصرہ کو تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں' اور یزید بن عبدالملک سے اپنے حسب منشا مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دوں گا مگر عدی نے اس خواہش کو مسترد کر دیا۔

یزید بن مہلب کی جانب اہل بصرہ کا رجحان:

حمید بن عبدالملک بن المہلب یزید بن عبدالملک کے پاس گیا' یزید نے خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اس کے خاندان والوں کو وعدۂ امان دے کر حمید کے ساتھ بھیجا' اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس سے ملنے آتا تھا اسے سونے اور چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا۔ اس طرح تمام لوگ اسی کی طرف جھک پڑے۔

عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت:

چونکہ عدی بن ارطاۃ نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اس کے چچا زاد بھائی کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس فعل سے ناراض ہو کر عمران بھی یزید بن المہلب سے آملا' اسی طرح بنی ربیعہ' تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جن میں عبدالملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ یزید بن المہلب سے آ ملے۔ اس کے علاوہ سے بھی یزید کے ہمراہ شام کے بھی کچھ لوگ تھے' یزید کی اسی سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا کہ یزید بن عبدالملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمہیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں' یہ تو اب لے لو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئے گا دیکھا جائے گا۔

یزید بن مہلب اور عدی کی جنگ:

عمر بن تمیم کے خاندان والے جو عدی کے طرفداروں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکل کر مربد میں مورچہ زن ہو گئے۔ یزید بن المہلب نے ان کے مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام ذارس کو بھیجا۔ ذارس نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک معتد بہ جمعیت آ گئی تو وہ بنی یشکر کے قبرستان کے پاس آیا (یہ مقام اس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا) یہاں بنی تمیم' قیس اور اہل شام اس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکہ جدال و قتال گرم ہوا' محمد بن المہلب نے ان پر حملہ کیا' مسور بن عباد الحبطی پر تلوار کا وار کیا' تلوار خود کی ناک کو کاٹتی ہوئی اس کی ناک تک اتر گئی' محمد نے ہریم بن ابی طہمۃ بن ابی نہشل بن دارم پر حملہ کر کے اسے اس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ ہریم محمد اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر آ رہا۔ اس وقت محمد نے اس سے کہا تیری حالت پر افسوس ہے تجھ سے تو تیرا چچا وزن میں زیادہ ہے۔ اس کے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگے' یزید ان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا' اور یہاں ان سب کا صفایا کر دیا۔ اب عدی خود قلعہ سے نکل کر مقابل ہوا۔ یہاں اس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الاودی جو ہشام کے عمائدین میں سے تھا' اور حجاج کا ایک بہادر

سردار تھا کام آیا۔ موسیٰ بن وجیہہ الحمیری ثم الکلاعی اور راشد المؤذن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے طرف دار شکست کھا کر بھاگے۔

یزید بن مہلب کے بھائیوں کی احتیاطی تدابیر:

جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں اور تیر قلعہ میں آ کر گرنے لگے تو عبدالملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائی بندوں سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آ کر گر رہے ہیں اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں' جس کے یہ ہی معنی ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی ہے' اس لیے اب مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ قبل اس کے کہ یزید ہمیں آ کر اس زندان بلا سے رہائی دلائے عدی کے ہمراہی عرب اور شامی ضرور ہمیں آ کر قتل کر ڈالیں گے' اس لیے فوراً دروازہ بند کر دو اور اس پر کپڑے ڈال دو۔

سب نے مل کر اس تجویز پر عمل کیا' تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار' ابن عاصر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستہ کا سردار اپنے دستہ فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا مگر یہاں مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا۔ یہ دروازہ اندر سے بند کر کے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دوازے سے اڑا دیا تھا اور سب کے سب ان پر ٹیکہ دیئے انہیں روکنے کے لیے تیار تھے۔ حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی' اتنے میں یزید کے طرف دار وہاں پہنچ گئے' اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر چلتے بنے۔

عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری:

مہلب سالم بن زیاد بن ابی سفیان کے مکان میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقع تھا آ کر مقیم ہوا' اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں' مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور عدی بن ارطاۃ کو یزید کے سامنے لایا۔ عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا یزید نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمہیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا نہ چاہیے' ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اس طرح تم نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا جس طرح کہ عورت اپنے تئیں کسی کے سپرد کر دیتی ہے' دوسرے یہ کہ تم اس طرح میرے سامنے کھینچ کر لائے گئے ہو جس طرح ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدۂ امان بھی نہیں کیا' اس لیے تم ہی بتاؤ کہ میں تمہارے قتل کرنے سے کیوں باز رہوں؟

عدی بن ارطاۃ اور یزید بن مہلب کی گفتگو:

عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضہ قدرت میں ہوں' مگر جان لیجیے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری ہلاکت اس شخص کی ہلاکت کی باعث ہوگی جس کا ہاتھ مجھ پر اٹھے گا۔ شام کے مجاہدین کی قابلیت سے آپ خود ہی واقف ہیں' اور ہر ایک بغاوت یا شورش کے موقع پر انہوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اسے بھی آپ خوب جانتے ہیں۔ اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اس کا انتظام کر لیں' قبل اس کے کہ سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کر دے آپ اپنی لغزش کے خطرات سے بچ سکتے ہیں' مگر اس کے بعد اگر آپ اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور خواستگار معافی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں۔

آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کر دی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست رائیگاں جائے گی' البتہ اگر اس کے پہلے ہی آپ کوئی کارروائی کریں گے تو وہ آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں دریغ نہ کریں گے۔

یزید نے کہا تم نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پرمبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ رہنے دے' اور تمہارا یہ کہنا کہ میری موت کا خمیازہ ضرور اس شخص کو بھگتنا پڑے گا جو اس کا ارتکاب کرے گا' تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے ہاتھ میں اس وقت دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں' اور میں ان سب کو ایک ہی مقام پر قتل کر ڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت انہیں دہشت ناک معلوم ہوگی' اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے باز آ جاؤں اور پھر اپنے فائدے کے لیے انہیں کٹوانا چاہوں' ان کے خزانوں پر قبضہ کر لوں اور ان سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے تفویض کر کے مجھے وہاں کا بادشاہ بنا دیا جائے تو وہ ضرور ان امور کے لیے تیار ہو جائیں گے اور ایسا کر دیں گے' تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انہیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے تو وہ تمہاری مطلقاً پروانہ کریں گے' اور جو کچھ وہ کریں گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اس سے انہیں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس وقت وہ نہ تمہیں یاد کریں گے اور نہ تمہاری پروا کریں گے۔ تمہارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کر لو اور معافی چاہو اور ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو' اس سے تم نے خود اپنی عاجزی اور طلب احسان کا اظہار کیا ہے۔

عدی بن ارطاۃ کی اسیری:

یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لے جاؤ' جب لوگ اسے تھوڑی دیر تک کے لیے اس کے سامنے سے ہٹا لے گئے تو یزید نے اسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگر چہ میں تمہیں قید کیے دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ نہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور ان پر سختیاں کی تھیں' اور باوجودیکہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ ان پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں' انہیں کم کر دو مگر تم نے مطلقاً اس پر کان نہ دھرے بلکہ اس کے خلاف ہی کرتے رہے۔

اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہو گی کہ میری جان بخشی کر دی گئی اور اس کے بعد جو شخص اس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا امتنان کے لہجہ میں ذکر کرتا۔

سمیدع الکندی خارجی:

اسی دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیدع الکندی متعلقہ قبیلہ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہو گیا تھا سر اٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بستہ ہیں اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہو لیا' اسے دیکھ کر طرفین کے بعد لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیدع کو حکم بنایا جائے جو وہ فیصلہ کرے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔

سمیدع الکندی اور یزید بن مہلب میں اتحاد:

یزید نے سمیدع کو بلا بھیجا اور اسے اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہو گیا' یزید نے اسے ابلہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہو گئی' خوشبو لگاتا' عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا' لوگوں سے مصنوعی خلق سے پیش آتا' یزید بن المہلب کو جب فتح

ہو گئی تو بصرہ میں قبائل قیس' اور تمیم کے جو جو سر برآوردہ لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن محمد بن عبدالرحمٰن کے پاس کوفہ چلے گئے' اور بعضوں نے شام کا رخ کیا اور مالک بن المنذر رحواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جن کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا' اسے یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے امان اور تمام ان باتوں کی جس کی وہ خواہش کرے منظوری لے کر یزید بن المہلب کے پاس جا رہے تھے۔

حواری بن زیاد:

حواری ان دونوں کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ' حواری نے جب دیکھا کہ حمید بن عبدالملک بھی ان کے ہمراہ ہے انہیں ایک طرف کو لے گیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو' دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جا رہے ہیں اور جو وہ چاہے اس کی منظوری لے کر آئے ہیں۔ حواری نے کہا کہ اب نہ تم کو اس کے ساتھ احسان کرنے کا موقع رہا اور نہ اسے تمہارے ساتھ' اس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاۃ پر فتح پائی ہے' بہت سوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کر دیا ہے۔ اس لیے آپ دونوں واپس چلے جائیں۔

مسلم بن عبدالملک باہلی:

ایک باہلی جس کا نام مسلم بن عبدالملک تھا راستہ سے گذر رہا تھا مگر وہ ان دونوں کے پاس ٹھہرا نہیں' اور گزرتا ہوا چلا گیا۔ ان دونوں نے اسے آواز دی اور ٹھہرایا مگر وہ نہ ٹھہرا اس پر قسری نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے لوٹا لاؤ اور سو کوڑے لگاؤ' مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو دور کرو' مگر یہ امید کی کہ وہ خود واپس آئے گا۔

حواری بن زیاد تو یزید بن عبدالملک کی طرف سے چلتا بنا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبدالملک کو لے کر آئے' اس پر حمید نے کہا کہ میں خدا کا واسطہ دلا کر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کیجیے' یزید بن المہلب ان باتوں کو آپ کی جانب سے بہ خوشی قبول کر لے گا' اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اس کا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں' آپ خدا کے لیے اس کے کہے کو یاد نہ کیجیے' مگر ان دونوں نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اسے لا کر عبدالرحمٰن بن سلیمان الکلبی کے حوالے کر دیا۔

عبدالرحمٰن کی یزید بن عبدالملک سے درخواست:

اس عبدالرحمٰن بن سلیمان کو یزید بن عبدالملک نے خراسان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی عاملی پر ترجیح دیتا ہوں' میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا' آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیج دیجیے۔ عبدالرحمٰن نے حمید بن عبدالملک کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور خالد بن یزید کی گرفتاری:

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور حمال بن زحر الجعفی کو اچانک

جا کر گرفتار کر لیا یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے' البتہ اس عداوت سے واقف تھے جو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور مہلب کی اولاد کے درمیان تھی۔ عبدالحمید نے انہیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے ان سب کو قید کر دیا' مرتے دم تک انہیں رہائی نہ ملی۔ یہ لوگ جیل ہی میں راہی ملک عدم ہو گئے۔

قطامی بن الحصین:

اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو تسلی دلا دیں' خلیفہ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناصب و وظائف میں زیادتی کر کے انہیں ممنون بنائیں' ان لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے اس کی تعریف میں چند شعر کہے' اور ان میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا' کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقر چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ہمراہ یزید بن المہلب کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قطامی کا فعل اس کے قول سے کس قدر منافی ہے۔

یزید بن مہلب کا حیرہ پر قبضہ:

بصرہ کے واقعہ کے بعد یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوج ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے ان سے پہلے پہنچ کر حیرہ پر اپنا تسلط جما لیا۔ بعد ازاں جب مسلمۃ بن عبدالملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ پر بڑھی' اور انہوں نے فرات کے کنارے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیش قدمی شروع کی' تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید بن المہلب کے احاطہ اطاعت میں آ گئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے عمال اہواز' فارس اور کرمان بھیجے۔

مدرک بن مہلب کی پیش قدمی:

کرمان پر ایک زمانہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی عامل تھا۔ یہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس چلا آیا تھا۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن نعیم الازدی بھی کرمان کا عامل تھا' مگر صرف امام تھا' بعد میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن القشیری کو محکمہ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔ جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبدالرحمٰن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آ رہا ہے' یہ تمہارے آپس میں جنگ کرانا چاہتا ہے' حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و یک جہتی سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

بنی تمیم اور بنی ازد:

بنی تمیم کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر نکلے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ ان کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو ان کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی جا لیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ بنی تمیم نے ادھر ادھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہلب کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ مگر پھر دوسرے ازدیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ تمہارے یہاں آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں

سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو‘ اس کے سوا اور کیا تمہارا مقصد ہو سکتا ہے۔

بنی ازد کی مدرک ابن مہلب سے گفتگو:

اس گفتگو کے بعد بنی ازد آگے بڑھ کر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقی ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں‘ اور معزز سمجھتے ہیں۔ آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں‘ اگر اللہ نے انہیں غلبہ دیا تو ہم تو دل سے یہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے‘ کیونکہ آپ ہمارے مرشد زادے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں‘ البتہ اگر خدانخواستہ اس کے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اس صورت میں بخدا اس بات سے آپ کو بھی کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے واپسی کا مستقل ارادہ کر لیا۔

یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب:

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کر لی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ حمد وثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا۔ اور اہل شام سے جہاد کے لیے آمادہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ دونوں جامعہ بصرہ میں داخل ہوئے‘ حسن رحمۃ اللہ علیہ میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو‘ میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی شناسا نظر نہیں آتا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ''بخدا یہ حد سے گزرنے والے استبدادیوں کا جتھا ہے''۔

یزید بن مہلب کی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت:

ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے‘ میں نے سنا کہ یزید وہی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کر رہا تھا‘ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے رہا نہ گیا اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں حیثیتوں میں دیکھ چکے ہیں‘ اس لیے تمہارے منہ سے یہ باتیں زیبا نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بٹھا دیا‘ اور اگرچہ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا مگر وہ ان سنی کر کے تقریر کرتا رہا۔

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نضر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا‘ یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو! تم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں پس وپیش کر رہے ہو‘ بخدا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے بعد سوائے ان ایام کے اپنے وقت پیدائش سے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہوں گی اور نہ ہم نے سنیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نضر بن انس بھی یہاں موجود ہیں۔ تمام لوگ باقاعدہ دو صفوں میں کھڑے‘ نشانات علم لیے‘ نیزے بلند کیے یزید کے استقبال کے لیے اس کی آمد کے منتظر تھے‘ جب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ادھر سے گزرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی سنت کی طرف بلا رہا ہے اس پر حسن بصری کہنے لگے یہ وہی یزید ہے کہ جو کل انہی لوگوں کی جو تمہارے سامنے استادہ ہیں‘ گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لے جاتا

تھا اور ان کو قتل کر کے خاندان امیہ کی خوشنودی کا جویاں رہتا تھا' آج وہ چونکہ ان سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علیحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا' اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں ان کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی ان کی مخالفت کرو۔ یہ بیوقوف راضی ہو گئے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں' حالانکہ ان دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیے' کہ اسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اسی قید خانہ میں ڈال دیا جائے' جس میں صاحب موصوف نے اسے قید کیا تھا۔ یزید کے طرف داروں میں سے جنہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ سنے' ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابوسعید! تم شامیوں سے خوش ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شامیوں کے خلاف تاثرات:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے' کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال کر لیا' اور تین شب و روز ان کے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطی غلاموں کے لیے انہیں مباح کیا' جو نیک اور باعصمت شریف زادیوں کو لے گئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے پھر خود خانہ کعبہ تک کو جا کر منہدم کر دیا' اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نذر آتش کر دیا۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو' اور جہنم نصیب ہو''۔

یزید بن مہلب کی مجلس مشاورت:

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا عامل مقرر کیا' اور خود تمام اسلحہ اور خزانہ لے کر واسط آیا' جب واسط کا رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمہارے مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں' اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے اس پر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا) کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلئے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور دروں میں ہولیں اور خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دے کر پریشان کر دیں۔ اس طرح بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعے بھی آپ کے قبضہ میں رہیں گے۔

یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرندہ بن کر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہوں۔

حبیب کا کوفہ پر قبضہ کرنے کا مشورہ:

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقہ عمل جس پر آپ کو کاربند ہونا چاہیے تھا اس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی' میں نے اسی وقت آپ سے باصرار کہا تھا کہ آپ رسالہ کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیر سرکردگی کوفہ روانہ کیجیے تاکہ آپ اس پر بھی قابض ہو جائیں' اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا عامل عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کی معیت میں اس کے قریب سے گزرے تب بھی وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکا' تو اس رسالہ کا کیا مقابلہ کرتا۔ اس طرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سربر آوردہ لوگ آپ کے طرفدار ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے' مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا۔

حبیب کی جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی تجویز:

اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کیے دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیر قیادت رسالہ کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجیے تاکہ یہ رسالہ شامیوں سے پہلے وہاں پہنچ کر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائے اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیش قدمی کیجیے۔ اس طرح جب شامی آپ کی جانب پیش قدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارہ نہ کریں گے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو یونہی چھوڑ دیں' وہ ضرور جب آپ پر بڑھیں گے تو پہلے قلعے کی فوج کا محاصرہ کریں گے۔ تو گویا یہ جماعت انہیں وہیں روک لے گی' پھر آپ ان پر پیش قدمی کیجیے گا۔ اس اثناء میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے۔ اس طرح آپ کو یہ موقع ہمدست ہو جائے گا۔ کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد رقبہ ملک میں نبٹ لیں گے اور گویا سارا عراق آپ کی پشت پر ہوگا۔ مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں' یزید چند روز واسط میں مقیم رہا۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن ضحاک وعمال:

اس سال عبدالرحمٰن بن الضحاک بن الفہری امیر حج تھا' یہ یزید بن عبدالملک کی جانب سے مدینہ کا عامل تھا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کا عامل تھا۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کوفہ کا عامل تھا۔ اور شعبی کوفہ کے قاضی تھے۔ بصرہ پر یزید بن المہلب نے قبضہ کر لیا تھا' عبدالرحمٰن بن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

۱۰۲ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کی عقر میں آمد:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید عبدالملک اور مسلمۃ بن عبدالملک کو یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا' اور نیز اسی سنہ کے ماہ صفر میں یزید بن المہلب قتل ہوا۔

جب یزید بن المہلب' عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمۃ بن عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے واسط سے روانہ ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسط پر اپنا جانشین مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا بیش قیمت مال واسباب اور جنگی قیدی' اس کے تفویض کر دیئے' اور اپنے بھائی عبدالملک کو اپنے آگے روانہ کیا۔ ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسط سے آگے بڑھا' نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گزرتا ہوا عقر پہنچا۔

دوسری جانب سے مسلمۃ دریائے فرات کے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا' یہاں اس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارط نامی ایک موضع کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آ گیا۔

معرکہ سوراء:

یزید نے اس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا' مقام سوراء پر عباس بن الولید نے اس کا مقابلہ کیا' حریفوں ... اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی' اب لڑائی شروع ہوئی بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ انہیں سامنے

سے ہٹا دیا' عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک کافی جماعت تھی جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے' ان میں ہریم بن ابی طہمۃ المجاشعی بھی تھا۔

عبدالملک بن مہلب کی شکست وفرار:

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبدالملک کی فوج نے انہیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طہمۃ نے انہیں للکارا' اور کہا اے شامیو! اللہ سے ڈرو۔ بھلا اس طرح تم ہمیں دشمن کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو۔ اس پر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں' آپ کسی خطرہ میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداء جنگ میں اسی طرح پلٹ جاتے ہیں' آپ کو ابھی مدد پہنچتی ہے' چنانچہ پھر شامیوں نے فوراً ہی جوابی حملہ کر کے عبدالملک کی فوج کو شکست دی' اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔

اس جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام نتوف کام آیا' اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبدالملک بھی کام آئے' ان کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔

عبدالملک بن مہلب کی مراجعت عقر:

اس شکست کے بعد عبدالملک اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا' یزید نے عبداللہ بن حیان العبدی کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی' اب اس کے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا۔ عبداللہ بن حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا' اور اس نے اپنے گرد خندق کھود لی۔

مسلمۃ نے دریا کے پانی کو ان کی جانب کاٹ دیا اور نیز سعید بن عمرو الحرشی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لیے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح ان کی طرف دریا عبور کر کے گیا' اور ان کے مقابل خیمہ زن ہو گیا۔

مفضل بن مہلب کی سپہ سالاری:

کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے' اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے۔ یزید نے ان کوفیوں اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبداللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا' بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔ کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم وعد ہمدان ان پر حنظلہ بن عتاب بن ورقاء التمیمی کو سردار مقرر کیا اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا۔

علاء بن زہیر کا بیان:

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا' کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہوں گی؟ حنظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں۔ اس پر یزید نے کہا کہ یہ عراقی کبھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑے' میرے دفتر میں ایک لاکھ بیس ہزار چہرے درج ہیں' مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش! ان کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

یزید بن مہلب کا فوج سے خطاب:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا ہمیں جنگ کی ترغیب وتحریص دلاتا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں نیزے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑیں گی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئیں گے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زردٹڈی یعنی مسلمۃ بن عبدالملک' اور ناقہ ثمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنی عباس بن الولید (عباس نیلگوں چشم' سرخ رنگ کا آدمی تھا' اس کی ماں ایک رومن تھی) جس کو کہ سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے' مگر میں نے اس کے بارہ میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا اس پر اسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا' ہاں اب تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں ان کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر ادھر آوارہ گرد پڑا پھروں' حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے باشندوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئیں گے تو بھی میں میدان جنگ سے اس وقت نہ ہٹوں گا جب تک کہ کلیتہً میرے یا ان کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

اس تقریر پر اس کی فوج نے کہا' مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ مبادا آپ بھی ہمیں اسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا تھا۔ اس پر یزید نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے تو اپنے مواعید کو پس پشت ڈالا' اپنی عزت کو رسوا کیا' اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی میعاد زندگی سے زیادہ زندہ رہتا یہ کہہ کر یزید منبر سے اتر آیا۔

عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت:

عامر بن العمثیل الازدی جس نے کچھ جمعیت بھی اکٹھی کر لی تھی' یزید کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یزید بن مہلب کی بیعت کی شرائط:

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے تھے: ''کہ ہم سب کلام پاک اور سنت رسول ﷺ پر عمل کریں گے' فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کرے گی نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کی جائے گی' جو ان شرائط کو قبول کر لے ہم اس کی بیعت لے لیں گے' اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اس سے لڑیں گے اور اللہ کو اپنے اور اس کے درمیان حکم بنائیں گے' ان الفاظ کے بعد یزید لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپ کو منظور ہیں' جو شخص انہیں مان لیتا اس سے بیعت لے لیتا۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

اس وقت عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر مقام نخیلہ پر پڑاؤ کیا' اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں ان کے کنارے توڑ وا دیئے۔ اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہو گیا' تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے۔ علاوہ بریں عبدالحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھا دیئے تاکہ کوئی کوئی یزید کے پاس نہ جا سکے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی کمک:

نیز عبدالحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمۃ کی امداد کے لیے بھیجی' مسلمۃ نے اس فوج کی بہت آؤ بھگت کی' ان کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف وتوصیف کی اور پھر کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لیے آئی ہے۔ عبدالحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی' اس نے اس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف الازدی

کے زیر قیادت مسلمۃ کے پاس بھیج دی‘ جب سبرہ مسلمۃ کے پاس آیا مسلمۃ نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ یہ اس خاندان کا شخص ہے کہ جس نے خاندان خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے‘ اس لیے ہماری فوج میں اس وقت جس قدر اہل کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کر دیئے جائیں۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی معزولی:

مسلمۃ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیج کر معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذوالشامۃ) کو کوفہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔

یزید بن مہلب کا شبخون مارنے کا قصد:

اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں کے سرداروں کو مشورہ کے لیے بلایا‘ اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی مسلمۃ پر شب خون مارنے کے لیے علیحدہ کر دوں‘ اور ان لوگوں کو حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ نمدے‘ کوڑا کرکٹ اور زینیں لیتے جائیں‘ اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اسے پاٹ دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اس کے اصل لشکر گاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں‘ اس اثناء میں میں کچھ اور فوج بھی ان کی امداد کے لیے بھیج دوں گا‘ صبح تک وہ اسی طرح دشمن سے گتھے رہیں اور صبح ہوتے ہی پھر میں خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس سے دو دو ہاتھ کرلوں گا‘ اس طرح مجھے توقع ہے کہ خداوند عالم مجھے فتح دے دے گا۔

سمیدع خارجی کی مخالفت:

سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دی تھی‘ اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے‘ لہٰذا اب ہمارے لیے تو یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سے کوئی دھوکا کریں۔ ہم نہ ان سے بدعہدی کریں گے اور نہ کوئی اور برائی تاوقتیکہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں‘ اس پر ابورؤبہ نے جو مرجیہ کے ایک گروہ کا سردار تھا‘ اور اس وقت بھی اس کے پیرو اس کے ہمراہ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے یزید نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو۔ کہ بنی امیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جب تم سے انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمہاری ان باتوں کو منظور کرتے ہیں تو ان کا دلی منشاء یہ نہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار و جبروت کی مدد پر جو کچھ کریں گے وہ وہی ہوگا جس کے متعلق آپ کہیں گے یا جس کی آپ کو دعوت دیں گے‘ بلکہ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے روک دیں‘ اور پھر خود جس طرح مکر و فریب سے چاہیں کام کریں۔ اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہ ہونے دیجیے کہ وہ اپنے مطمع نظر کو آپ سے پہلے پہنچ جائیں اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں‘ بلکہ اس سے پہلے ہی آپ ان کے خلاف کارروائی شروع کر دیجیے۔ مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس زرد ٹڈی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔

خارجیوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اس وقت تک ان کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے جب تک کہ وہ خود اپنے اس وعدہ سے جو انہوں نے ہم سے کیا ہے پھر نہ جائیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یزید بن مہلب کے خلاف طرز عمل:

مروان بن المہلب جو اس وقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے لیے خلاف جنگ کرنے کے لیے ابھارتا تھا اور ان کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اس کے مقابلہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ عبدالحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے پیروں کو قابو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو جلد چلے جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کی خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا' جو فتنہ اٹھتا ہے اس میں مقررین' شعراء' ناتجربہ کار اور اہل نخوت وغرور بیشتر شریک ہوتے ہیں' اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں۔ ایک تو وہ جو بالکل گمنامی میں ہو دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے۔ اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو تو اسے لازم ہے کہ حق کو اختیار کرے اور ان لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے دست وگریبان ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔ اور جو شخص کہ ایک مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کر دے جس کے لیے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں تو اس کا تو کیا ہی کہنا ہے' وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی' جسے بڑا اجر ملے گا' اور فردائے قیامت اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اس کی جائے بازگشت اعلیٰ ہوگی۔

مروان بن مہلب کی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دھمکی:

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرز عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسب معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ اور لوگوں کو سعی اور اجتماع کے لیے کہتا رہا اور کہنے لگا کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بڈھا (ان کا نام نہیں لیا) لوگوں کو روکتا ہے' حالانکہ اس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر اس کا پڑوسی اس کی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک مٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا۔ کیا وہ اس وجہ سے کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوئے ہیں انہیں دور کرنا چاہتے ہیں' ہمیں اور ہمارے ہم وطنوں کو برا سمجھتا ہے' بخدا! یا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑ دے اور ابلہ کے نکموں اور فرات وبصرہ کے دہقانیوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے' کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی فرد نے ان پر کوئی احسان کیا ہے' ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بری طرح خبر لوں گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے متبعین کو تلقین:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے برا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے' مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں اسے خود میں کروں' میں تو تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ ہو' اور پھر میں خو

یہ چاہوں کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

متبعین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر سختیاں:

مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اس نے پیروان حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر سختیاں کیں' انہیں ڈرایا دھمکایا تلاش و جستجو رکھی' آخر کار وہ لوگ تو منتشر ہو گئے' اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے' مگر مروان بن المہلب نے بھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی' آٹھ روز تک تو یزید اور مسلمۃ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے۔ آخر کار ۱۴/صفر یوم جمعہ کو مسلمۃ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے دستہ اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پل جلا ڈالو۔ وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کی جنگی ترتیب:

اب مسلمۃ میدان جنگ میں آیا۔ پہلے اس نے اپنی شامی فوج کو ترتیب دیا اور پھر انہیں لے کر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا۔ مسلمۃ نے اپنے میمنہ پر جبلہ بن مخرمۃ الکندی کو' میسرہ پر ہذیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا۔ اسی طرح عباس نے سیف بن ہانی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر' اور سوید بن قعقاع التمیمی کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمۃ ہی تھا۔

یزید بن مہلب کی صف بندی:

یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں' اپنے میمنہ پر حبیب بن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کر دیا۔ مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے اور مفضل ہی ان کا سردار تھا' نیز اس کے ہمراہ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی' اور یہ عباس بن الولید کے متصل متعین تھی۔

محمد بن المہلب اور حیان النبطی کا مقابلہ:

غنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی مبارزت کے لیے میدان میں آیا' جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہیں نکلا' تو محمد بن مہلب اس کے مقابلہ کے لیے باہر آیا اور اس پر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لیا' جس پر وہ فولادی دستانے چڑھائے ہوئے تھا۔ مگر تلوار ان کی آہنی دستانوں کو قطع کرتی ہوئی کف دست تک جا اتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چمٹ گیا۔ اب محمد سامنے آ کر اس پر تلوار مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہی تجھ پر زیادہ دلیر ہے' اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار:

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اس میں آگ لگا دی' جس سے دھوئیں کا ایک بادل اٹھا۔ فریقین اگرچہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو چکی تھی' مگر ابھی اس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور ان سے کہا گیا کہ پل جلا ڈالا گیا ہے' یہ سنتے ہی شکست کھا کر بھاگے' یزید کو جب اس ہزیمت کی اطلاع دی گئی تو اس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے؟ ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی سخت نہیں ہوئی تھی کہ اس سے بھاگتے' مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلا ڈالا گیا ہے اس لیے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے' تو کہنے لگا کہ خدا ان کا برا کرے ان کی مثال مکھیوں جیسی ہے کہ

دھوئیں کے ساتھ ہی اڑ جاتی ہیں۔ اب خود یزید اپنے خاص دوستوں' رشتہ داروں اور موالیوں کو لے کر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اس کے چہرہ پر ضربیں لگاؤ۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی' اور اس طرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے' اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تو اس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انہیں جانے دو' کیونکہ مجھے خدا سے یہ توقع ہے' کہ دوبارہ اب کبھی ایسا موقع نہیں آئے گا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں' انہیں جانے دو' اللہ ان پر رحم کرے' ان کی مثال ان بکریوں کے گلے جیسی ہے۔ جس کے چاروں طرف بھیڑیئے ڈوڑ رہے ہوں' مگر خود یزید کو بھاگنے کا خیال تک نہ تھا۔

یزید بن مہلب اور یزید بن الحکم کی گفتگو:

مقام عفر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اس کی ماں زہرقان العدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے' اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا:

ان بنی مروان قدباد ملکھم فان کنت لم تشعر بذالك فاشعر

ترجمہ: ''کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر اب تک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیے''۔

یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے' اس پر یزید بن الحکم نے یہ دوسرا شعر پڑھا:

فعش ملکاً اومت کریماً و ان تمت و سیفك شھور بکفك تعذر

ترجمہ: ''بادشاہ بن کر جی یا عزت سے جان دے' اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھیں گے بلکہ تجھے معذور سمجھیں گے''۔

اس شعر کو سن کر یزید نے کہا کہ ''ہاں! شاید یہ ہو جائے''۔

یزید بن مہلب اور سمیدع کی گفتگو:

غرض کہ جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اس کی ہزیمت خوردہ فوج اس کے سامنے آئی تو اس نے سمیدع سے کہا کہ بولو تمہاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا' میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا۔ سمیدع نے کہا کہ بے شک آپ ہی کی رائے درست ہے' میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں' جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجیے۔ اس پر یزید نے کہا اب کیوں نہ میں گھوڑے سے اتر پڑوں۔ چنانچہ یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر پڑا' اور اسی وقت کسی آنے والے نے اسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔

یزید بن مہلب کی پیش قدمی:

زہیر بن مسلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے کہ جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی' اسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزہ نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے' پس اب آگے بڑھو۔ اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں'

چنانچہ جو لوگ لڑنا نہ چاہتے تھے۔ وہ میدان جنگ چھوڑ کر واپس جانے لگے' اور وہاں سے کھسکنے لگے' مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی۔

ابورد بتہ کا یزید بن مہلب کو مراجعت کا مشورہ:

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی' شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو انہیں پیچھے دھکیل دیا' یا اگر پیدل فوج سے اس کا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اس سے اور اس کے ہمراہی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لا کر کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اسی اثناء میں ابورد بتہ المرجئی نے یزید کو آ کر کہا کہ تمہاری فوج میدان چھوڑ کر بھاگی جا رہی ہے' ساتھ ہی اس کے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتا دیا' اور اس لیے اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسط واپس چلئے' واسط ایک قلعہ بند مقام ہے وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجیے۔ اس اثناء میں بصرہ اور عمان و بحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائے گی' مزید احتیاط کے لیے اپنے گرد خندق بھی کھدوا لیجیے گا۔

یزید نے یہ تقریر سن کر کہا: ''خدا تیرا برا کرے' مجھ سے تم یہ بات کہتے ہو؟ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں''۔

اس پر ابورد بتہ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے (اس کی طرف اشارہ کر کے) کہ آپ کے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں' یزید نے کہا کہ میں ان کی بالکل پروا نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے' اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد یزید نے اعشیٰ کے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔

سمیدع اور محمد بن مہلب کا قتل:

یزید اپنے ایک سرنگ ٹٹو پر سوار مسلمۃ کی طرف چلا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو مسلمہ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تاکہ اس پر سوار ہو جائے' مگر اسی اثناء میں شامیوں کے رسالہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ یزید اور اس کے ساتھ سمیدع اور محمد بن المہلب اس موقعہ پر مارے گئے۔

قحل بن عیاش کا یزید پر حملہ:

قبیلہ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکلبی کے ایک شخص قحل بن عیاش نامی نے جب یزید کو دیکھا تو کہا' اے شامیو! بخدا یہی یزید ہے یا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا' مگر چونکہ اس کے سامنے اور بھی لوگ ہیں' اس لیے اگر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نپٹ لیں تاکہ میں یزید تک پہنچ جاؤں۔

یزید بن مہلب کا قتل:

اس کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ حملہ کرنے کے لیے تیار ہیں' چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی' مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ جب دونوں مقابل علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور قحل بن عیاش میں صرف رمق باقی ہے۔ مگر قحل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ اسی طرح اس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے بھی یزید نے قتل کر ڈالا۔ جب مسلمۃ قحل بن عیاش کے پاس سے گزرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔

یزید بن مہلب کے سر کی شناخت:

بنی مرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا' جب اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے تو اس نے کہا نہیں' جب یہ سر مسلمہ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اسے شناخت کر سکا اور نہ اس سے انکار کر سکا' اس پر حواری بن زیادہ بن عمرو العتکی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوایئے تا کہ یہ کپڑے میں لپیٹا جائے۔ جب ایسا کیا گیا تو مسلمہ نے اسے شناخت کر لیا' اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے ہاتھ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

مفضل بن مہلب کی شجاعت:

ثابت بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگر چہ یزید قتل اور اس کی فوج شکست کھا چکی تھی' مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کھا کر بھاگ چکی ہے۔ وہ ایک پستہ قد مضبوط ٹٹو پر سوار تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے آگے ایک گروہ تھا' جو زرہیں پہنے ہوئے تھے' اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو پیدل گروہ کا جو دستہ سامنے تھا وہ اس کے لیے راستہ صاف کر دیتا تھا' شامی اس کے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے۔ یہ اپنی جماعت کو لے کر بڑھتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آ کر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا' جس شخص کو میدان جنگ سے روگرداں دیکھتا اسے اشارے سے باز رکھتا تا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہی خیال اسے رہے۔

مفضل کی بنی ربیعہ کو حملہ کی ترغیب:

تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح لڑتے رہے۔ میں نے عامر بن العمیثل الازدی کو دیکھا کہ رجز یہ شعر پڑھتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے' تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح اور شمشیر زنی کرتے رہے کہ اس کے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اس روز دیکھا کہ وہ نہ کچھ ایسے زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے' بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھ کر مفضل تلوار لے کر ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو' جوابی حملہ کرو' بخدا! تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے نہ تم ذلیل و بزدل ہو اور نہ یہ تمہاری عادت ہے' تم عراقیوں کے سامنے آج یہ بری مثال نہ پیش کرو۔ میں تم پر سے قربان ہو جاؤں' تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ۔

مفضل کی مراجعت واسط:

غرضیکہ اس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اس کے پاس آ گئے' اور اب ہم سب جوابی حملہ کے لیے ایک جا جمع ہو گئے' مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آ کر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں' یزید' حبیبؓ' اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی' اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا۔ یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے' اور مفضل نے بھی واسط کا راستہ لیا۔

اسیران جنگ کا قتل:

راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا' اور بہترین

اسلوب پر فوج کا انتظام اور اس کی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اس پر ایک دیوار ہے اور اس دیوار پر کچھ لوگ تیر انداز کھڑے ہیں۔ چونکہ میں اس دستہ فوج میں تھا جن کے گھوڑوں پر فولادی زرہیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس لیے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وقت اس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر گراں گزر رہا تھا۔ جیسے ہی میں ان سے آگے نکل گیا' اپنے گھوڑے سے اتر پڑا' اور اس کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اس جھول کو اتار ڈالا' اب شامیوں نے آ کر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا' یہاں ابورد یہ صاحب المرحبہ دن کے کچھ عرصہ تک ان کی روک تھام کرتا رہا۔ اس طرح یزید کی فوج کا بیشتر حصہ لشکر گاہ سے صحیح و سلامت واپس جا سکا۔ البتہ تین سو قیدی شامیوں نے گرفتار کیے' مسلمۃ نے ان کو محمد بن عمرو بن الولید کے پاس بھیج دیا۔ محمد نے انہیں قید کر دیا۔ عریان بن الہیثم محمد کا کوتوال تھا' یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو کو لکھا کہ ان قیدیوں کی گردن مار دو' اس پر محمد نے عریان سے کہا کہ انہیں بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔ اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے' اور کہنے لگے کہ چونکہ ہم نے میدان جنگ سے اور لوگوں کے ساتھ منہ پھیرا اور بھاگے' اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلا کر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجیے۔ عریان نے کہا اچھی بات ہے' خدا کا نام لے کر انہیں کو سب سے پہلے باہر نکالو۔ چنانچہ حسب الحکم یہ لوگ چبوترہ پر لائے گئے' عریان نے قاصد کے ذریعہ ان کے قتل کے لیے نکالے جانے اور جو بات انہوں نے کہی تھی اس کی اطلاع محمد بن عمرو کو کی محمد نے انہیں قتل کا حکم بھیج دیا۔

محمد بن عمرو کا حکم امتناعی:

ابوعبداللہ زہیر کا آزاد غلام اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہہ رہے تھے' افسوس ہم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگے اور اسی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔ عریان ان کے قتل سے فارغ ہوا تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا امتناعی حکم پہنچا' مگر اب کیا ہو سکتا ہے' حاجب بن ذبیان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ خود عریان ان کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ ان کے قتل کرنے کا نہ تھا مگر جب کہ خود انہوں نے کہا کہ ہمیں سے ابتداء کی جائے میں مجبور تھا کیا کرتا' جب میں نے انہیں باہر نکالا تو میں نے ان کی اطلاع اس شخص کو دی جو ان کے قتل پر مامور تھا' ان کی توجیہہ قابل پذیرائی نہیں ہوئی اور اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا' مگر بخدا! اس میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے۔ اگر اس پر انہوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں' اور نہ میں اسے کچھ اہمیت دیتا ہوں۔

پچاس قیدیوں کی جاں بخشی:

اب مسلمۃ نے حیرہ میں آ کر قیام کیا' یہاں اس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے' یہ قیدی ان میں نہ تھے' جنہیں اس نے کوفہ بھیج دیا تھا' بلکہ انہیں مسلمۃ خود اپنے ساتھ لایا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمۃ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلبی نے اس سے ان تین شخصوں زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری' عتبہ بن مسلم اور اسمٰعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جاں بخشی چاہی' مسلمۃ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا' اور ان تینوں کو اس کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح مسلمۃ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمۃ نے ان سب کو معاف کر دیا۔

معاویہ بن یزید بن مہلب کا انتقام:

جب یزید کی ہزیمت خوردہ فوج واسط پہنچی تو معاویہ بن یزید بن المہلب نے ان بتیس آدمیوں کو جو اس کے پاس قید تھے قتل کر دیا۔ ان لوگوں میں عدی بن ارطاۃ' محمد بن عدی بن ارطاۃ' مالک بن مسمع اور عبدالملک بن مسمع' عبداللہ بن عزیزۃ البصری' عبداللہ بن وائل' اور ابن ابی حاضر امیمی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم بھی تھے۔

ربیع بن زیاد کی جاں بخشی:

جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے باپ مارے گئے' مگر ہمارے قتل کرنے سے دنیا میں تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا' بلکہ عقبیٰ میں تو اور نقصان ہوگا۔ مگر معاویہ نے ان کی ایک نہ سنی سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ البتہ ربیع بن زیاد بن الربیع بن انس بن الرمان کو چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس سے کہا کہ شاید آپ انہیں بھول گئے۔ معاویہ نے کہا نہیں میں انہیں بھولا نہیں میں نے جان کر انہیں قتل نہیں کیا' اس لیے کہ وہ میری قوم کے ایک مغرور و مشہور سردار ہیں۔ نہ اب مجھے ان کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

معاویہ بن یزید بن مہلب اور مفضل بن مہلب کی بصرہ میں آمد:

اس کارروائی کے بعد معاویہ تمام مال ونقدی کے ساتھ بصرہ آیا۔ مفضل بن مہلب بھی بصرہ آ گیا' یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے۔ اور چونکہ انہیں یزید بن عبدالملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ ان کے ساتھ برا سلوک کرے گا' اس لیے انہوں نے سمندر کے سفر کے لیے جہاز مہیا کر لیے اور سفر کے تمام انتظامات مکمل کر لیے۔

یزید بن مہلب کی وداع بن حمید کو ہدایت:

یزید بن المہلب نے اپنے دور اقتدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قندابیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمۃ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں' جب میرا اس کا سامنا ہوگا تو میں ہمیشہ کے لیے جنگ کا آخری تصفیہ کر کے ہی میدان سے ہٹوں گا۔ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمہیں اور ترقی دوں گا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قندابیل میں رہنا' تا کہ میرے اہل وعیال اور خاندان والے تمہارے پاس آ جائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں تا کہ وہ اپنے لیے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمہیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جاں نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم میری توقعات کو پورا کرو۔

اس کے علاوہ یزید نے اس سے اس معاملہ کے لیے سخت قسم بھی لے لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اس کے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت داعی ہوئی تو وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔

بنی مہلب کی بصرہ سے روانگی:

غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے تمام مال ومتاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے۔ اثنا راہ میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے بحیرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے۔ اس نے ان سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اتر کر خشکی میں قدم نہ رکھیے گا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ

ہے کہ لوگ بنی مروان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ بدستور بحری سفر کرتے ہوئے مضافات کرمان پہنچے' وہاں انہوں نے جہازوں کو چھوڑا' اور اب اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کو خشکی کے سفر کے لیے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

مفضل بن مہلب کی امارت:

معاویہ بن یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اس کے ساتھ تمام نقد وجنس اور بیت المال ساتھ تھا' اس سے گویا اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو۔ اس بات کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جا جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی طرح ابھی بالکل نوجوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔

غرض کہ اب مفضل ان کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے۔ کرمان میں ان کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے' وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

مدرک کا مفضل بن مہلب پر حملہ:

دوسری جانب سے مسلمۃ نے مدرک بن ضب الکلبی کو ان کی تلاش اور مفرور دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے مفضل کو مقام فارس میں جا لیا۔ مگر اس سے پہلے ہی اس کے علم کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی۔ مدرک نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں انہیں جا لیا۔ دشمن مدرک پر پلٹ پڑا' لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحاق بن محمد بن الاشعث میدان میں کام آئے' بادشاہ کوہستان کا بیٹا قید ہوا۔ مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتاری ہوئی۔ عثمان بن اسحاق بن محمد الاشعث شدید زخمی ہوا' مگر بھاگ کر حلوان پہنچا۔ وہاں کسی نے اس کی مخبری کر دی' قتل کیا گیا' اور اس کا سر مسلمۃ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔

ورد بن عبداللہ کو امان:

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے۔ انہوں نے امان مانگی انہیں امان دے دی گئی۔ ان لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر' اور ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی التمیمی بھی تھے۔ ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمٰن بن محمد کے ساتھ اس کے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمۃ سے اس کی سفارش کی' اور چونکہ محمد مسلمۃ کا داماد بھی تھا' اس لیے اس نے اس کی سفارش مان لی اور ورد کو امان دے دی۔ جب ورد اس کے سامنے آیا تو مسلمۃ نے اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے خوب گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جلا ہے کے ساتھ ہوتا' کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دی جاتی' پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی جاں بخشی:

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبدالرحمٰن بن شراحبیل نے سفارش کی' (شراحبیل کو رستم الحضرمی کہتے ہیں) جب مالک مسلمۃ کے سامنے آیا اور اس سے دو چار ہوا تو حسن کہا کہ یہی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے۔ مسلمۃ نے اس سے کہا کہ جاؤ

تمہیں معاف کر دیا۔ حسن نے مسلمۃ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیوں اسی طرح برا بھلا نہیں کہا۔ جب کہ اس کے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے۔ مسلمۃ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ان باتوں سے مستثنیٰ کر دیا ہے' میں تمہاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں' اور تمہاری اطاعت و وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے۔ حسن نے کہا تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں لعن طعن کرتے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے' اور شامیوں میں سے اس نے ورد بن عبداللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمۃ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تا کہ ہمیں بتا دے کہ اس کی کوئی وقعت اس کی نظروں میں نہ تھی جو اسے اپنا مخاطب بناتا۔

بنی مہلب کی قندابیل میں آمد:

بنی مہلب اور اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قندابیل پہنچے مسلمۃ نے مدرک بن صب الکلبی کو واپس بلا لیا اور ہلال بن احوز التمیمی متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہلال نے قندابیل پر انہیں جا لیا۔ مہلب کے خاندان والوں نے قندابیل میں داخل ہونا چاہا' مگر وداع بن حمید نے انہیں شہر کے اندر نہ آنے دیا۔

وداع کی بنی مہلب سے علیحدگی:

ہلال بن احوز نے وداع سے مراسلت کر کے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا' مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی المہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ تب ان پر یہ راز آشکارا ہوا کہ وداع دشمن سے مل گیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبدالملک بن ہلال میسرہ پر۔ یہ دونوں ازدی تھے۔ میدان میں مقابلہ ہوتے ہیں ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کر دیا' اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبدالملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے۔ یہ دیکھ کر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

مروان بن المہلب کا اپنی عورتوں کے قتل کا ارادہ:

مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی' تو اس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انہیں قتل کر دوں' تا کہ ان فاسقوں کی ان پر دسترس نہ ہو سکے' مفضل نے کہا نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ ایسا ہرگز مت کرو۔ مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کریں گے۔

خاندان مہلب کی روانگی حیرہ:

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ اب یہ سب کے سب تلواریں لے کر میدان جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے۔ صرف ابوعنبیہ بن المہلب' اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں۔ بھاگ کر خاقان دورتبل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے ان عورتوں اور بچوں کو مسلمۃ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا۔ نیز ان کے سر بھی مسلمۃ کے پاس بھیج دیئے۔ مسلمۃ نے ان سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انہیں عباس بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

عباس اس وقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سر شہر کے بڑے دروازہ پر نصب کر دیئے گئے' تو عباس ان کے دیکھنے کے لیے اپنے حشم و خدم کے ساتھ نکلا۔ ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ہمراہیوں سے کہتا کہ یہ عبدالملک کا سر ہے' اور یہ مفضل کا ہے۔ اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

خاندان مہلب کی فروختگی:

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری بھنڈار خانہ میں مقیم تھے' مسلمۃ نے قسم کھا کر کہا کہ میں انہیں بیچ ڈالوں گا۔ اس پر جراح بن عبداللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے انہیں خرید لیتا ہوں' چنانچہ ایک لاکھ پر انہیں خرید لیا۔ مسلمۃ نے رقم کا مطالبہ کیا۔ جراح نے کہا جب چاہے لے لیجیے' مگر مسلمۃ نے اس سے کچھ نہ لیا۔ ان سب کو چھوڑ دیا۔ البتہ نو بالکل نوجوان لڑکے تھے۔ انہیں یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ جراح انہیں لے کر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے انہیں قتل کرا دیا۔

خراسان' کوفہ و بصرہ کی امارت پر مسلمہ کا تقرر:

جب مسلمۃ یزید بن المہلب کے قضیہ سے فارغ ہو گیا تو یزید نے اسی سال میں کوفہ' بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر مسلمۃ ہی کو بنا دیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمۃ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو شبیب بن حارث التمیمی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر جب بصرہ بھی مسلمہ کے تحت آ گیا تو مسلمۃ نے عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو اس کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور عمرو بن یزید التمیمی کو بصرہ کا کوتوال مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن سلیم عامل بصرہ کی معزولی:

عبدالرحمٰن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلا کر انہیں ڈانٹے اور برا بھلا کہے۔ اس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا۔ عمرو نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کویفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے' جس کی تمہیں ضرورت ہے اس لیے بخدا! اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں ہی سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا کچھ دن خاموش بیٹھے رہو' اس اثناء میں ضروری انتظام کیے لیتا ہوں' مگر اس کے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمۃ کو خبر کر دی۔ مسلمۃ نے عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیج دیا مگر عمرو کو بدستور اس کی خدمت پر بحال رکھا۔

سعید خذینہ بن عبدالعزیز عامل خراسان:

اسی سنہ میں مسلمۃ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خزینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک اندام' نرم دل' ناز و نعم میں پرورش یافتہ شخص تھا۔ ایک بختی اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا۔ کمر کے ٹپکہ میں ایک چھری لگی ہوئی تھی' ملک الغبر اس سے ملنے گیا تو اس وقت سعید پر تکلف رنگین لباس پہنے بیٹھا تھا۔ اس کے گرد رنگین گاؤ تکیے رکھے تھے' ملک الغبر جب اس سے ملاقات کر کے واپس نکلا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا' تو جواب میں اس نے کہا کہ وہ خذینہ ہے اور اس کے زلف سکینہ ہے۔

(خذینہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سرپرست اور مالک ہوتی ہے)
سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمۃ کا داماد تھا' مسلمۃ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند:

جب مسلمۃ نے سعید خذینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحر الدارمی کو خراسان بھیج دیا۔ ارباب سیر کے بیان کے مطابق سورۃ سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچا۔ سورۃ نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اپنے خاندان کے پچیس آدمیوں کو لے کر شعبہ سمرقند روانہ ہوا۔ آمل کے راستہ سے بخارا آیا۔ یہاں سے دوسو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے' سغد پہنچا۔ سغد کے باشندوں نے عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کر دی تھی۔
عبدالرحمٰن اٹھارہ ماہ سغد کا والی رہا۔ بعد میں باشندگان سغد نے اطاعت قبول کر لی اور فرمان بردار ہو گئے تھے۔

شعبہ کا اہل سغد سے خطاب:

شعبہ نے اہل سغد کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی جس میں سغد کے عرب باشندوں کو خوب لعنت ملامت کی' انہیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو مجروع نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنتا ہوں۔ عربوں نے اس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علیاء بن حبیب العبدی نے بزدل بنا دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے عمال کی گرفتاری:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کے ان تمام عمال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد خلافت میں مقرر کیے گئے تھے' گرفتار کر کے قید کر دیا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے ان کی سفارش کی' سعید نے ان سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ ان کے پاس خراج کا روپیہ ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں اس روپیہ کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ان کی طرف سے سات لاکھ درہم کی ضمانت کر لی۔ مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔
علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الجعفی' عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی' منتجع بن عبدالرحمٰن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کردہ عمال تھے ان میں کچھ اور بھی تھے۔ اس طرح یہ کل آٹھ آدمی تھے' مسلمانوں کی مال گزاری کے روپیہ سے کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے ان سب کو بلا بھیجا اور قہندز مرد میں قید کر دیا۔

جہم بن زحر پر عتاب:

سعید سے کہا گیا کہ جب تک ان لوگوں پر سختی نہ کی جائے گی یہ روپیہ نہ دیں گے۔ سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اسے ایک گدھے پر سوار کر کے قہندز مرد سے لائے۔ جب اسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اس کے پاس گیا اور ناک پر ایک مکا رسید کیا۔ اس پر جہم نے کہا اے فاسق تو نے یہ کیوں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب کے نشہ کی حالت میں لوگ تجھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھ پر حد جاری کی تھی' سعید یہ بات سن کر بہت برہم ہوا اور اس نے دوسو کوڑے جہم کے مارے۔ جس وقت جہم پٹ رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔ سعید نے جہم اور ان آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا' جو قید تھے یہ سب ذرقا

بن نصر الباہلی کے حوالے کر دیئے گئے مگر پھر ورقا نے ان کی سفارش کی اور ان کی معافی دلوا دی۔

جہم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دوسری روایت:

مگر عبدالحمید بن وثار یا عبدالملک بن وثار اور زبیر بن نشیط باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خذینہ کی ماں کا شوہر تھا۔ سعید سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیجیے۔ سعید نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ان لوگوں نے جہم عبدالعزیز بن عمرو اور منتجع کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مار ڈالا۔ اور قعقاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اس قدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔

یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے۔ البتہ جب ترکوں اور اہل سغد سے جہاد شروع ہوا تو ان لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے' سعید نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا' کہ خدا زبیر کا برا کرے کہ اس نے جہم کو مار ڈالا۔

اس سنہ میں مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا' اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔

نیز اسی سنہ میں سعید نے شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند کو موقوف کر دیا۔

شعبہ بن ظہیر کی معزولی:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے وہاں کے چند مقامی روساء کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو ضلع پر بھیجا جائے۔ اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کیے' سعید نے انہیں لوگوں کو مامور کر دیا' مگر جب ان نو مامور لوگوں کی شکایتیں ان کے پاس پہنچیں' تو سعید نے ایک دن لوگوں سے جو اس کے دربار میں اس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے لوگوں سے ناواقف تھا۔ میں نے لوگوں سے مشورہ لیا' اور جب انہوں نے چند نام میرے سامنے پیش کیے تو میں نے ان کے تفصیلی حالات ان سے دریافت کیے' اور ان کی تعریف کی گئی۔ اسی بنا پر میں نے انہیں مختلف مقامات کا عامل مقرر کر دیا۔ اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے کیوں مجھے میرے عمال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا۔ اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی' اس پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ تحکمانہ طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا' مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرکین سے مشورہ کیا تھا اور انہوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو ان کے مخالف نہ تھے یا جن کی مخالفت کا انہیں اندیشہ نہ تھا' بس ہم تو ان کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے ہیں۔ سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾

''عفو اختیار کرو' نیک کام کا حکم دو' اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔

اچھا جاؤ' دربار برخاست۔

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی عامل سے موقوف کر دیا۔ اس کی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو تحصیلدار مقرر کر دیا۔ نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا عامل مقرر کیا اور معقل اپنے مستقر کو روانہ ہو گیا۔

قصر الباہلی کا واقعہ:

لوگ سعید کی کچھ زیادہ پروانہ کرتے تھے اسے کمزور سمجھنے لگے تھے اور خذینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اس کا مقابلہ کریں۔ خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کر کے بھیجی دی' کورصول ترکوں کا سپہ سالار تھا' ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی پر آ دھمکے۔

مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اس علاقہ کے ایک بڑے زمیندار نے بنی باہلہ کی ایک عورت سے جو اس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی' ایک قاصد کے ذریعہ سے اس عورت کے پاس پیام شادی بھیجا مگر اس عورت نے انکار کر دیا' اس پر زمیندار بہت برہم ہوا اور یہ امید لگائی کہ قلعہ کے جس قدر آدمی ہیں سب کو گرفتار کر لے' اس طرح وہ عورت بھی اس کے ہاتھ آ جائے گی۔

کورصول ترک کا قلعہ کا محاصرہ:

کورصول نے آ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ میں ایک سو خاندان والے مع اپنے اہل و عیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبداللہ اس وقت سمرقند کا عامل تھا۔ محصورین نے اس ڈر سے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے۔ چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کر لی' اور اپنے سترہ آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کر دیئے۔

عثمان بن عبداللہ کا اعلان جہاد:

دوسری طرف عثمان بن عبداللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے لوگوں میں منادی کر دی' میسّب بن بشر الریاحی اور ان کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لیے تیار ہو گئے۔ اس پر شعبہ بن ظہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوئے تو وہ اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے۔

بنی تمیم میں سے جو لوگ اس پر جانے کے لیے آمادہ ہوئے ان میں شعبہ بن ظہیر النہشلی' بلعا بن مجاہد العنزی' عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ قبیلہ بنی العجیف اور یہی عمیرۃ الثرید ہے' غالب بن المہاجر الطائی (یہی ابو العباس الطوسی ہے) ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی' ثابت قطنہ' ابو المہاجر بن دارۃ غطفانی' حلیس الشیبانی حجاج بن عمرو الطائی' حسان بن معدان الطائی اشعث ابو حطامۃ الطائی اور عمرو بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں۔

میسّب بن بشر کا مجاہدین سے خطاب:

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو میسّب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی' جس میں اس نے کہا کہ تم لوگ خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کر رہے ہو۔ اگر تم نے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لیا تو اس کے معاوضہ میں جنت ملے گی اور اگر بھاگے تو جہنم۔ اس لیے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں صبر و استقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے۔ اس تقریر کا سن کر تیرہ سو آدمی واپس پلٹ گئے' اور اب میسّب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔ ایک فرسخ مسافت طے کرنے کے بعد اس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کر چکا تھا۔ اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔ اس مقام سے ایک فرسخ آگے بڑھ کر پھر اس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور کم گئے۔ غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ اشہب بن عبیداللہ الحنظلی اس مہم میں رہبر تھا' بڑھتے بڑھتے جب میسّب ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا تو تی کا

رئیس اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام رؤسا نے سوائے میرے ترکوں کی اطاعت کا حلف اٹھالیا ہے۔ میرے ساتھ یہ تین سو جنگ جو ہیں جو آپ کے جلو میں مرنے مارنے کے لیے ہیں۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے ستر ہ آدمی ان کے حوالے کیے ہیں۔ اس لیے جب ترکوں کو یہ علم ہوگا کہ آپ ان کی امداد ہی کے لیے آئے ہیں وہ فوراً ان ستر ہ آدمیوں کو قتل کر ڈالیں گے۔

ان ستر ہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت اسیر تھے نہشل بن یزید الباہلی بھی تھا' یہ بچ کر بھاگ آیا' اور مارا نہیں گیا۔ اور نیز اشہب بن عبید اللہ الحنظلی بھی تھا اور قرارداد یہ تھی کہ یا تو کل لڑو یا قلعہ کا دروازہ کھول دو۔

مسیّب کے قاصد:

مسیّب نے دو آدمیوں کو جن میں ایک عرب اور ایک عجمی تھا' اسی رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور ان سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور ان کی حالت کی خبر لگانا' یہ دونوں شخص تاریک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے ترکوں نے قلعہ کے اطراف پانی بہا دیا تھا اور اس لیے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انہیں ٹوکا' انہوں نے اسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبدالملک بن وثار کو ہمارے پاس بلالاؤ۔ پہرہ والا عبدالملک کو بلالایا۔

قاصدوں کی عبدالملک بن وثار سے گفتگو:

ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمیں مسیّب نے بھیجا ہے اور آپ کے لیے کمک آ گئی ہے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ مسیّب کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا کہ یہاں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہیں۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں۔ عبدالملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کر دیں تاکہ کل ہم سب کے سب ہی اس دنیائے فانی سے رحلت کر جائیں۔ وہ دونوں شخص پلٹ آئے' مسیّب سے سارا ماجرا بیان کیا' یہ سن کر مسیّب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے' مگر کسی شخص نے اس موقعہ پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑا' اور سب نے آخر دم تک لڑنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مسیّب بن بشر کی پیش قدمی:

اب مسیّب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیے اس کے چاروں طرف جو پانی چھوڑ دیا گیا تھا' وہ اور بھی چھوڑ گیا تھا۔ جب مسیّب دشمن سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا گھوڑے سے اتر پڑا' شب خون مارنے کا تہیہ کر لیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے' مسیّب بھی سوار ہوا' اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر ابھارتا رہا اور کہنے لگا کہ جس طرح اشراف و جوانمرد ایسے نازک موقعہ پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں' اسی طرح تم بھی رہنا۔ اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

مسیّب کی مجاہدین کو ہدایات:

مسیّب نے انہیں حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دو اور آگے سے ان کی لگام پکڑ کر چلو' پھر جب دشمن کے بالکل قریب

پہنچ جاؤ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا۔ اور انتہائی شجاعت اور عزم سے حملہ کرنا' تکبیر کہتے جانا'' یا محمدؐ'' نعرہ جنگ بلند کرنا' اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا' دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو تہ تیغ کر ڈالنا۔ کیونکہ جانوروں کے ہلاک کا نقصان تمہارے مقابلہ میں انہیں زیادہ محسوس ہوگا۔ ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم تو کچھ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو' کیونکہ سات سو تلواریں جس لشکر پر پڑیں' اس کا تمام کس بل نکال دیں۔ اگرچہ اس لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

اس تقریر کے بعد مسیّب نے انہیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا۔ کثیر الدبوسی کو میمنہ کے حوالے کیا' بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثابت قطنہ تھا میسرہ کا سردار بنایا' اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

مسیّب بن بشر کا ترکوں پر حملہ:

صبح نمودار ہو چکی تھی کہ یہ جماعت دشمن سے دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور ایک دم تکبیر کی آواز سے ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ ترک سراسیمگی کی حالت میں اٹھے مگر اس وقت تک تو مسلمان ان کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے۔ مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو ذبح کر ڈالا' مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور شکست کھا کر مسیّب کی طرف پلٹے' ترک بھی تعاقب میں برابر بڑھتے چلے آئے اور انہوں نے مسیّب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصہ پر تلوار کا وار کیا۔

بختری ابو عبداللہ کی شجاعت:

اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابو عبداللہ المرائی' محمد بن قیس الغنوی' (یا محمد بن قیس الغبری) زیاد الاصبہانی' معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطنہ گھوڑوں سے اتر کر دشمن سے دست و گریباں ہو گئے۔ لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا' انہوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا' تو اپنے دونوں مقطوع ہاتھوں ہی سے بچاؤ کرتے رہے' آخر کار اسی طرح شہید ہوئے۔

ترکوں کی شکست و فرار:

محمد بن قیس الغبری یا غنوی اور شبیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے مگر یہ مشرک شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا۔ مسیّب نے یہ منادی کر دی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم ان کا تعاقب کریں گے یا نہیں۔ قلعہ کا رخ کرو۔ سوائے نقدی کے اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہ اٹھاؤ' اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اسے سواری پر سوار مت کرو۔ مسیّب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص حسبۃً علی اللہ کسی عورت' بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرا لے گا اس کا اجر خدا دے گا۔ اور جس کسی نے انکار کیا اسے چالیس درہم دیئے جائیں گے' اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اسے بھی سوار کرا لیا جائے' غرض کہ مسلمان قلعہ میں جا گھسے' اور جس قدر آدمی اس میں تھے سب کو سوار کرا لیا۔

بنی فقیم کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا' اس عورت نے اس سے مدد مانگی' شہسوار ٹھہر گیا' اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصہ پر آ جاؤ' یہ تمہارے لیے موجود ہے' وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آ بیٹھی' معلوم ہوا کہ یہ تو اس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس عورت کے ایک ننھے بچے کو بھی اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔

دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے' خاقان نے انہیں قلعہ میں فروکش کیا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ' مسلمان تمہارا تعاقب نہ کریں گے۔ چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے۔

مجاہدین و محصورین کی مراجعت:

اس طرف مسیّب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہا' لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا۔ مسیّب نے کہا کہ میں تو انہیں نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ خود مسیّب اس کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ اوپر تیس زخم انہیں آئے ہیں' مسیّب نے انہیں سوار کر لیا' ہلال ان زخموں سے اچھا ہو گیا' البتہ اس کے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں' مارا گیا۔

دوسرے دن ترکوں نے واپس آ کر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔

ابو سعید معاویہ بن الحجاج:

اس رات کی جنگ میں ابو سعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بھی لنجا ہو گیا۔ بعد میں یہ سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے' مگر ان پر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جس کے مواخذہ میں گرفتار کیے گئے' اور سعید نے انہیں شداد بن خلید الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب فہمی کر کے واجب الادا وصول کر لیں۔

ابو سعید اور شداد بن خلید:

شداد نے ان پر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں۔ انہوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بیکار ہو گیا۔ دوسرے نبرد آزماؤں کے ساتھ میں نے بھی داد مردانگی دی اور بنی باہلہ کو ایسے خطرہ سے نکال لیا کہ وہ اس کے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کیے جاتے' قید کیے جاتے اور لونڈی غلام بنا لیے جاتے' مگر دیکھو کہ تمہارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے' اس سے میرا پیچھا چھڑاؤ' چنانچہ شداد نے انہیں پھر چھوڑ دیا۔

ایک وہ شخص جو اس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز ہتھیاروں کی کھٹا کھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہو گئی۔

اہل سغد کی شورش:

اسی سنہ میں سعید خذینہ نے دریائے بلخ کو عبور کر کے سغد پر اس لیے جہاد کیا کہ اہل سغد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کو امداد دی تھی۔

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سغد کی طرف پلٹے' لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سغد بھی باغی ہو گئے ہیں۔

اہل سغد پر فوج کشی:

اس بنا پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سغد کا قصد کیا' ترکوں اور اہل سغد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا' مسلمانوں نے

انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے' تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انہیں بالکل نیست ونابود کرو۔ اے عراقیو! تم نے بار ہا خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انہوں نے تمہیں ملیا میٹ کر دیا۔

شکست خوردہ ترکوں کا تعاقب:

مسلمان آگے بڑھ کر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سغد اور مرج کے درمیان تھی۔ یہاں عبدالرحمٰن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کرے۔ حسب الحکم فوج نے ندی کو عبور کیا' مگر ترکوں نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا' اور اسی لیے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ مسلمانوں کا رسالہ ان سے دوچار ہوا۔ جنگ ہوئی' ترک پیچھے ہٹے' مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔ اس نازک موقع پر عبدالرحمٰن بن صبح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرو اور ابھی دریا کو عبور نہ کرو۔ کیونکہ اگر اسی حالت میں تم نے دریا کو عبور کیا تو وہ تمہیں تباہ کر ڈالیں گے اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ترک ان سے ہٹ کر چلے گئے' اور پھر انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

شعبہ بن ظہیر کی شہادت:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس روز شعبہ بن ظہیر اور اس کے ساتھی شہید ہوئے' مگر بعض دوسرے ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اس روز تو ترک جن کے ساتھ اہل سغد کی ایک جماعت تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے دن مسلمانوں کا طلایہ جس میں بنی تمیم تھے گرداوری کے لیے نکلا۔ ان کی بے خبری کی حالت میں ترکوں نے ایک جھاڑی سے نکل کر بنی تمیم کو آ لیا۔ بنی تمیم کے رسالہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا۔ شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا' مگر قبل اس کے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکے ترکوں نے اسے شہید کر ڈالا۔

ایک لونڈی کا نوحہ:

اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اس کی ایک لونڈی جس نے مہندی لگا رکھی تھی' بین و بکا شروع کیا' کہ میں کب تک تیرے لیے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے اسی طرح اس نے اور بہت سے دردانگیز جملے کہے کہ سارے لشکر سے اشکوں کا خراج وصول کیا۔ پچاس آدمی اس موقع پر کام آئے۔ مسلمانوں کے طلایہ کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ کی اطلاع ہوئی۔

عبداللہ بن زہیر کی شہادت:

عبدالرحمٰن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ میں اس وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ مقام جنگ میں پہنچ کو میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیہہ معلوم ہوتے تھے' اور روح پرواز کر چکی تھی۔

خلیل بن اوس کا ترکوں پر حملہ:

خلیل بن اوس العبشمی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا' اور اس نے بنی تمیم کو

للکارا کہ میں خلیل ہوں' میری طرف آؤ' کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے' انہیں لے کر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا' اور اسے اپنے لوگوں کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج آ پہنچی' اور دشمن نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ اسی روز سے خلیل بنی تمیم کے رسالہ کا سردار ہو گیا' اس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اس کے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں' سورہ نے کہا ''اے نبطی'' حیان نے جواب دیا خدا تیرے چہرہ کو سفید کر دے۔

حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابوالہیاج تھی۔

سعید خذینہ کی ترکوں کے تعاقب کی ممانعت:

سعید نے دو مرتبہ دریا عبور کیا' مگر سمرقند سے آگے نہیں بڑھا' پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل فروکش ہوا' مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے آزاد غلام حیان نے اس سے کہا کہ جناب والا اہل سغد پر حملہ آور ہوں۔ سعید نے کہا نہیں۔ یہ امیر المومنین کا خاص علاقہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اٹھا' دریافت حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سغد نے سرکشی اور بغاوت کر دی ہے اور ان کے ہمراہ کچھ ترک بھی ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انہیں جا دبوچا۔ اہل سغد شکست کھا کر بھاگے' مسلمان بھی ان کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے۔ مگر پھر سعید نے اعلان کر دیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا اب کیا انہیں بالکل نیست و نابود کرنا چاہتے ہو' اے عراقیو! تم بھی کئی مرتبہ امیر المومنین سے بغاوت کر چکے ہو' مگر انہوں نے تم سے درگزر کیا اور تمہارا استیصال نہیں کیا۔ اس کے بعد سعید واپس چلا آیا۔

دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو ورغسر بھیج دیا۔ انہوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا آمنا سامنا ہو جائے تو ہم اسے مزہ چکھائیں۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سریہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال غنیمت اور لونڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور لشکر کو اس حرکت پر زجر و توبیخ کرتا۔ اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے۔

سورہ بن الحر اور حیان النبطی کی عداوت:

''خدا تیرے چہرہ کو سفید کرے'' اس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیان النبطی کی عداوت جاگزین ہو گئی تھی' اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے عام باشندوں کو عربوں اور سرکاری عمال کا دشمن بنا دیا ہے۔ اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا اور پھر کسی قلعہ میں جا کر بیٹھ رہے گا۔

حیان النبطی کا خاتمہ:

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور کو ہرگز نہ سنانا اس بات کو سن کر سعید چند روز خاموش رہا۔ ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوایا' سونا منگوایا اسے کھرل کیا گیا' اور وہ حیان کے پیالہ میں ڈال دیا گیا' حیان نے اسے پی لیا۔ اس کے بعد سعید اور

دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام بارکث تک جو چار فرسخ کے فاصلہ پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ بارکث تک جا کر سب واپس آ گئے۔ اس دودھ کے پینے کے بعد حیان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

سعید خذینہ کا جبر وتشدد:

اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں' اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی' بنی اسد کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمد سے جاملا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے اسمٰعیل اور مروان سے اس کی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا۔ سعید نے اس پر کہا' اس دو غلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو۔ اسمٰعیل نے بھی سعید کی ہجو میں چند شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی طلبی:

اسی سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک عراق وخراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا گیا اور شام واپس آ گیا۔

مسلمۃ نے جب سے وہ عراق وخراسان کا صوبہ دار ہوا تھا خراج کا ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا یزید بن عاتکہ نے (یزید بن الولید) اس کی برطرفی کا ارادہ کیا' مگر بعد میں مروت مانع آئی' اس لیے یزید نے مسلمۃ کو لکھا کہ تم کسی شخص کو اپنا جانشین بنا کر میرے پاس آؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمۃ نے عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا کہ میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم ان سے مل چکے ہو' پھر ایسا کون سا ان سے ملنے کا تمہیں شوق پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے بے تاب ہو۔ مسلمۃ نے اپنے ارادہ پر اصرار کیا۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا تو اچھا پھر سمجھ لو کہ ادھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلو گے ادھر دوسرا شخص صوبہ دار ہو کر تمہاری جگہ آتا ہوا تمہیں ملے گا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی:

غرضیکہ مسلمہ روانہ ہوا۔ دور نہیں پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمۃ سے ملنے گیا۔ مسلمۃ نے اس سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ابن ہبیرہ نے کہا کہ امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال ومتاع پر قبضہ کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔

ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمۃ نے عبدالعزیز کو بلا کر کہا لیجیے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا' ہاں میں تو آپ کو پہلے ہی خبر کر دی تھی۔ مسلمۃ نے کہا مگر اسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال ومتاع کی ضبطی کے لیے بھیجا ہے' عبدالعزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے' کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا ہو' اور واقعہ بھی یہی ہوا۔ چند ہی روز کے بعد مسلمۃ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اس کے مقرر کردہ تمام عمال کو برطرف کر دیا ہے اور ان پر سختیاں شروع کر دی ہیں۔ اس پر فرزدق نے یہ شعر بھی کہے۔

راحت بمسلمة الركاب مودعا فارعي فزارة لاهناك المرتع؟
عزل ابن بشر و ابن عمر قبله واخو هرادة لمثلها يتوقع؟
و لقد علمت لئن فزارة امرت ان سوف يطمع في الامارة اشجع؟

مـن خـلـق ربك مـا هـم و لـمثلهم فـی مثـل مـا نـالت فزارة يطمع؟

ترجمہ: ''سواریاں مسلمۃ کورخصت کر کے لے گئیں۔ پس چرایا فزارہ نے تو خوشگوار ہو تجھے چراگاہ ابن بشر موقوف کر دیا گیا' اور ابن عمر اس سے پہلے اور ہراۃ والا بھی ایسی ہی توقع رکھتا تھا' اور میں تو پہلے ہی جانباز تھا کہ اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کرے گا جو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ بہادر ہوگا۔ اور نہ وہ اور ان جیسے اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جسے کہ فزارہ نے پالیا''۔

ابن بشر سے مراد بشر بن عبدالملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمرو سے مراد محمد ذوالشامہ بن عمرو بن الولید اور راعی ہراۃ سے سعید خذینہ بن عبدالعزیز مراد ہے جو خراسان کا مسلمۃ کی طرف سے عامل تھا۔

عمرو بن ہبیرہ کا رومیوں پر جہاد:

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا۔ انہیں شکست دی' بہت سے قیدی گرفتار کیے' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سات سو قیدی گرفتار کیے تھے۔

خراسان میں تحریک عباسیہ کا آغاز:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سنہ میں میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا۔ اور خراسان میں بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی بنی تمیم کے ایک شخص عمرو بن بحیر بن ورقاء السعدی نے سعید خزینہ سے آ کر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔ سعید نے ان لوگوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون؟ انہوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ سعید نے ان سے پوچھا کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے۔ جو تمہارے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ سعید نے کہا کہ تم لوگ داعی بن کر آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیونکر کرنے لگے۔ پھر سعید نے پوچھا کہ ان لوگوں کو کون جانتا ہے' اس پر خراسان کے بہت سے متوطن جن میں زیادہ تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے' سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انہیں جانتے ہیں اور اس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کے ناگوار خاطر ہو آپ ان کی جانب سے نہ سنیں گے۔ اس پر سعید نے انہیں چھوڑ دیا۔

نیز اسی سنہ میں یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا صوبہ دار افریقیا میں قتل کیا گیا۔

یزید بن ابی مسلم کا قتل:

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں ان دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا' جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ بعد ازاں عراق میں وہ لوگ جنہیں حجاج نے ان کے دیہات اور ان قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیج دیا اسلام لے آئے' مگر اس پر بھی حجاج نے ان پر وہی جزیہ عائد کیا جو ان سے کفر کی حالت میں لیا جاتا تھا۔ اسی طرز عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا' باشندوں نے مشورہ کیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے سب کی صلاح ہوئی کہ اسے قتل کر ڈالو۔ چنانچہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقیا کا صوبہ دار بھی رہ چکا تھا اور جو اس کی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا اور امیر المومنین یزید

بن عبدالملک کو لکھا بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عائد کی جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان اس لیے ہم نے اسے قتل کر ڈالا' اور آپ کے سابق صوبہ دار کو پھر اپنا صوبہ دار بنالیا ہے۔

اس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اس پر میں نے رضامندی ظاہر نہیں کیا اور یزید نے بھی محمد بن یزید کو افریقیا کی صوبہ داری پر بحال رکھا۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن ضحاک و عمال:

اسی سن میں عمر بن ہبیرہ بن معیہ بن سکین بن خدیج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق و خراسان کا ناظم اعلیٰ مقرر ہوا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک اس سال امیر حج تھے' یہ مدینہ کے عامل تھے۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے' محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا عامل تھا۔ قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن بشر بن مروان بصرہ کا عامل تھا۔ سعید خذینہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسامہ بن زید مصر کے صوبہ دار تھے۔

۱۰۳ھ کے واقعات

سعید خذینہ کی معزولی:

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ ارباب سیر نے یہ بیان کی ہے کہ مجشر بن مزاحم السلمی اور عبداللہ بن عمیر اللیثی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی۔ عمر نے سعید کو برطرف کر دیا' اس کی جگہ سعید بن عمرو بن الاسود بن مالک بن کعب بن وقدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر صعصعہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

سعید خذینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے جہاد میں مصروف تھا جب لوگوں کو اس کی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا اور ایک ہزار شہسوار سمرقند میں چھوڑ دیئے' اس پر نہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے:

فمن ذا مبلغ فتیان قومی ... بان النبل ریشت کل ریش

بان اللہ ابدل من سعید ... سعیدا الا المخنث من قریش

ترجمہ: ''کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ اب تیر میں پورے طور پر لگ گئے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سعید کی جگہ ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیج دیا ہے جو مخنث نہیں ہے اور قریش سے ہے''۔

سعید بن عمرو کی ہجو:

سعید نے سعید خذینہ کے جس قدر مقرر کردہ عمال تھے انہیں بدستور بحال رکھا۔ ایک شخص نے اپنے فرمان تقرر کو بہت ہی خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس پر سعید نے کہا کہ چپ ہو جاؤ' جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف سے ہے امیر اس سے بے تعلق ہے۔ اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے سعید کی ہجو میں یہ شعر کہا:

تبدلنا سعیدا من سعید ... لجد السوء والقدر المتاح

ترجمہ: ''ہماری بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا یہ سعید آیا ہے''۔

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رسلہ فتح کیا۔ نیز اسی سنہ میں ترکوں نے لان پر غارت گری کی۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک عامل مدینہ و مکہ:

اسی سنہ میں مکہ بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ النضری طائف کا عامل مقرر کیا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا گیا' اور نیز عبدالرحمٰن بن ضحاک کو حکم دیا گیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ ان کے باہمی نزاع کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امیر حج ابن ضحاک و عمال:

عبدالرحمٰن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا' جو یزید بن حاتکہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کا عامل تھا' طائف پر عبدالواحد بن عبد اللہ النضری عامل تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و خراسان کے ناظم اعلیٰ تھے' اور ان کی طرف سے سعید بن عمرو الحرشی خراسان کا صوبہ دار تھا' قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے' اور عبدالملک بن یعلی بصرہ کے قاضی تھے۔

سعید بن عمرو الحرشی کا امارت خراسان پر تقرر:

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو ان لوگوں کے نام خط میں لکھے جنہوں نے جنگ عقر میں شجاعت و جواں مردی کا اظہار کیا تھا۔ خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرشی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر اسے لکھا کہ حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کر دو۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

حرشی کا خطبہ جہاد:

۱۰۳ھ میں حرشی نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ جب حرشی خراسان آیا اس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامیابی کا منہ بھی دیکھنا پڑا تھا۔ حرشی نے ان کے سامنے تقریر کی اور جہاد پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ تم دشمنان اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے اس لیے لا حول ولا قوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی کو قوت و طاقت حاصل ہے۔

اہل سغد کا حرشی سے خوف:

اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کے خراسان آنے پر اہل سغد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے۔

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی۔ جب حرشی خراسان کا صوبہ دار ہوا تو انہیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور ان کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ادارہ کر لیا۔ مگر ان کے بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو' یہیں رہو' گزشتہ سنین کا خراج حرشی کے پاس لے جاؤ' آئندہ سالوں کی ضمانت دے دو' اور وعدہ کر لو کہ زمینوں کو آباد کریں گے' اور اگر وہ چاہے تو ہم اس

کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوں گے' اپنے گزشتہ طرز عمل کی معذرت کرو اور اپنے یرغمال اس کے حوالے کر دو۔

اہل سغد کی شاہ فرغانہ سے امداد طلبی:

مگر رعایا نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہی ہماری ان باتوں کو قبول کرے گا۔ ہم خجندہ جاتے ہیں اس کے بادشاہ کے پاس پناہ لیں گے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کریں گے' اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے وہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھے گا جو اس کے ناگوار خاطر ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمہاری بھلائی کے لیے تھا' مگر ان لوگوں نے بادشاہ کا کہنا نہ مانا اور خجندہ کی طرف چلے۔ کارزنج۔ کشین۔ بمیارکث' اور ثابت باشندگان اشتیخن کو لے کر نکلے۔ فرغانہ کے باشادہ طاؤ کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں فرد کش کیجئے' پہلے تو اس کا ارادہ ہو گیا کہ ایسا ہی کرے مگر پھر اس کی ماں نے کہا کہ ان شیطانوں کو اپنے دارالسلطنت میں نہ ٹھہرنے دو۔ اگر ایسا ہی ہے تو کوئی اور قصبہ خالی کر دو تا کہ یہ لوگ اس میں رہیں۔

شاہ فرغانہ کی مشروط اعانت:

بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ' میں اسے تمہارے لیے خالی کرا دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو' (بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے' اور اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درہ تمہارے لیے خالی کر دوں۔ (قتیبہ نے عصام کو ان میں اپنا جانشین بنایا تھا) ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ اس درہ کو ہمارے لیے خالی کر دیجئے' بادشاہ نے اسے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک تم لوگ اس درہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر کوئی حق حفاظت نہیں ہے' اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عربوں نے تمہیں آ لیا تو میں تمہاری حفاظت کے لیے ان کی مدافعت نہ کروں گا۔ ان لوگوں نے اسے بھی منظور کر لیا اور درہ ان کے لیے خالی کر دیا گیا۔

ابن ہبیرہ کی اہل سغد کو پیشکش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ اپنے شہروں کو خیر باد کہیں ابن ہبیرہ نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو' جسے تم چاہو تمہارا عامل بنا دیا جائے مگر انہوں نے اسے بھی نہ مانا اور خجندہ چلے گئے۔

درہ عصام' یہ اسفرہ کا جو اس وقت فرغانہ کا ولی عہد تھا رستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلا دیا بیلا ذ' ابو انوجور تھا۔

کارزنج کا اہل سغد کو مشورہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے ان سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں انہیں اختیار کرو' اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے' پہلے یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کو اپنے خاص منتخب شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے' اس پر شب خون مارو اور قتل کر ڈالو' کیونکہ جب حرشی کو اس کے قتل کی اطلاع ملے گی وہ تمہارے خلاف فوج کشی کرنے سے رک جائے گا۔ مگر اس تجویز کو انہوں نے نہ مانا۔

پھر کارزنج نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اس کی ان سے درخواست کرو' اگر وہ مان لیں فبہا ورنہ سویاب چلے چلو۔ اسے بھی انہوں نے نہ مانا۔ تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ تو پھر اپنے آپ

کو مسلمانوں کے حوالے کر دو۔

غرض کہ اب کارزنج اور جلنج اہل قی کو لے کر ابار بن ماخنون اور ثابت اہل اشتیخن کو لے کر چلے۔ اہل بیارکث اور اہل سبسلت بزماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جن پر سونے کے پٹکے تھے لے کر روانہ ہوئے' دیواشنی اہل بنجیکث کو لے کر قلعہ الغبر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سغد خجندہ میں آ ملے۔

۱۰۴ھ کے واقعات

حرشی کی اہل سغد پر فوج کشی:

اسی سنہ میں حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور اس کے اکثر رؤسا کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۰۴ ہجری میں حرشی جہاد کے لیے روانہ ہوا' اس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جو دبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ مگر اب تک اس کی فوج اس کے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اس پر ہلال بن علیم الحنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے' ابھی یہیں قیام کیجیے' جنگ سامنے ہے اور باوجودیکہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے کوچ کا حکم دے دیا۔ حرشی نے کہا تو اب میں کیا کروں' ہلال نے کہا کہ کوچ منسوخ کر دیجیے اور قیام کا حکم دے دیجیے۔ حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

نیلان کا حرشی کو مشورہ:

نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچیرا بھائی حرشی کے پاس جب کہ حرشی معنوں کے خلاف نبرد آزما تھا' آیا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خجندہ میں فروکش ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ ان پر حملہ کر دیجیے کیونکہ اس وقت ہم پر ان کا کوئی حق حفاظت نہیں ہے تاوقتیکہ مدت معہود گزر نہ جائے۔

حرشی کا اشروسنہ میں قیام:

حرشی نے نیلان کے ہمراہ عبدالرحمٰن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا' مگر ان کے جاتے اپنے کیے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آ کر مجھ سے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں کہ اس نے سچ کہا یا جھوٹ' اور مجرد اس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اس خیال کے آتے ہی حرشی خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا' اشروسنہ میں آ کر قیام کیا اور باشندوں سے تھوڑے سے زرتاوان پر صلح کر لی۔

حرشی کی خجندہ کی جانب پیش قدمی:

حرشی رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطاء الدبوسی حاضر ہیں۔ یہ صاحب بھی قشیری کے ہمراہیوں میں تھے۔ ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا' لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطاء کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمہاری جنگ ہوئی؟ عطاء نے کہا نہیں۔ حرشی نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا' اور اطمینان سے کھانے سے فراغت کی۔ عطاء نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی' اور پھر حرشی شتاب روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو گیا' اور تیسرے دن قشیری سے جا ملا۔

محاصرہ خجندہ:

حرشی اس مقام سے روانہ ہو کر خجندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے حرشی نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اسے کہاں لے جائیں گے یا کوئی مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جائیں گے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کر دؤ جنگ میں ڈھیل دو اور لڑائی کی تیاری کرو۔

حرشی نے قیام کر دیا' عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا' مگر دشمن کے ایک شخص کی بھی صورت نظر نہ آئی' لوگوں نے حرشی کو بزدل ٹھہرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آ کر بالکل بزدل ہو گیا۔

اہل سغد کی حرشی سے امان طلبی:

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھاٹک کو گرز کی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا۔ اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے نیچے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اسے سرکنڈوں سے پاٹ کر اس پر مٹی بچھا دی تھی تا کہ اگر انہیں شکست ہو تو وہ معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائیں گے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر پڑیں گے مگر یہ تدبیر انہیں پر الٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اسی خندق میں گر پڑے۔ چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جن پر دو دو زرہیں تھیں' حرشی نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر دیں۔ محصورین نے بادشاہ فرغانہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمہیں دھوکا دیا اور نہ تمہاری امداد کروں گا۔ تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو' کیونکہ مدت معہود سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں۔ کفار جب ان کی امداد سے مایوس ہو گئے تو صلح کے خواہاں ہوئے اور امان کے خواستگار' اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سغد واپس کر دیا جائے۔

حرشی اور ترکوں میں مصالحت:

حرشی نے ان پر یہ شرائط عائد کیے کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمہارے پاس ہیں انہیں واپس کر دو' اور تمام وہ زر خراج جو اب تک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو' کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ نہ کرو' اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے۔ اگر اس کے بعد کوئی بات تمہاری طرف سے خلافِ معاہدہ ہو گی تو تمہارے خون ہمارے لیے حلال ہو جائیں گے' کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان آل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا۔ کارزنج نے موسیٰ سے آ کر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس میں آپ میری سفارش فرمائیں۔ موسیٰ نے پوچھا کیا؟ کارزنج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص کسی خطا کا صلح کے بعد ارتکاب کرے تو آپ اس کا مجھے ذمہ دار نہ ٹھہرایئے گا۔ اس پر حرشی نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اسے آپ پورا کریں' کارزنج نے کہا کہ فرمایئے' حرشی نے کہا کہ میرے شرائط میں آپ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کریں جسے میں ناپسند کروں۔

غرض کہ اب صلح ہو گئی اور شہر کے شرق کی جانب سے ان کے رؤساء اور تجار باہر نکالے گئے البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو ان

کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں' حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر دست درازی نہ کرے۔

ثابت الاشتیمنی کا قتل:

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکر گاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ فروکش تھے۔ البتہ کارزنج ایوب بن ابی حسان کے پاس مقیم تھا۔ حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے ان عورتوں میں سے جوان کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس نے ان کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاشتیمنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے۔ سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔ حرشی نے خجندہ کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی۔ حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی کارزنج نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اس کی اطلاع دے۔ حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا۔ ثابت نے بالکل انکار کیا۔ مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اسے قتل کیا ہے۔ اس کی پاداش میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔ کارزنج کے غلام نے آ کر کارزنج سے ثابت کے قتل کی خبر دی۔ یہ سن کر کارزنج نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور دانتوں سے کاٹنے لگا' اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا۔ ایوب سے کہا کہ میں تمہارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تمہارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کیا جائے۔ ایوب نے کہا کہ یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انہیں لے لو۔ کارزنج نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے کپڑے پہنے ہوئے قتل کیا جاؤں' میرے بھتیجے جلنج کے پاس اپنا غلام بھیج دو' کہ وہ نئے کپڑے میرے لیے لے آئے۔

جلنج کا قتل:

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگواؤں تم سمجھ لینا کہ اب میں قتل کر دیا جاؤں گا۔

جلنج نے کپڑے بھیج کر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا۔ اس کی پٹیاں کاٹیں اور انہیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور ان سب کو لے کر نکلا۔ مسلمان سامنے آئے' بہتوں کو اس نے شہید کر ڈالا یحییٰ بن حصین کے پاس پہنچا' اس کے پاؤں پر تلوار کا وار کیا' جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگ کرنے لگا' اہل لشکر میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈال دی اور ان کا بہت سا نقصان کیا ہوتے ہوتے جلنج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا' ثابت نے اسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا۔

مسلمان قیدیوں کی شہادت:

اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے ان میں سے انہوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے (بعض راویوں نے چالیس بیان کیے ہیں) ان کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اس سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا۔ حرشی نے روساء سغد سے دریافت کیا ان سب نے انکار کیا' اس پر حرشی نے ایک شخص جوان کی حالت سے بخوبی واقف تھا دریافت حال کے لیے بھیجا۔ اس نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ اس پر حرشی نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ البتہ تاجران

سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ چار سو تاجر تھے اور ان کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔

اہل سغد کا قتل عام:

ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سغد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت کی مگر سب کے سب مارے گئے۔ دوسرے دن حرشی نے دوسرے کاشتکاروں کو بلوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کے اور ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے۔ ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا۔ مسلمان ایک فصیل سے دوسری فصیل تک اسے لے جاتے اور قتل کر دیتے' ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حرشی نے جریر بن ہمیان حسن بن ابی العمرطہ اور یزید بن ابی زینت کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیں۔ یہ تاجر اور دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ حرشی نے سغد کے تمام مال و متاع عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے جو چیز اسے پسند آئی پہلے خود لے لیے پھر مسلم بن بدیل العدوی عدی الرباب کو بلا کر حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمہارے سپرد کی جاتی ہے۔ مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جب کہ ایک رات کامل آپ کے کارندے اس میں عمل دخل کر چکے ہیں۔ یہ کام کسی اور کے سپرد کیجیے۔

حرشی نے عبیداللہ بن زہیر بن حیان العدوی کو مقرر کیا' انہوں نے خمس نکال کر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہ راست یزید بن عبدالملک کو لکھ بھیجی' اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی' یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جن کی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت بن قطنہ کے اشعار:

ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سغد کے ان بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا ہے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے:

اقر العین مصرع کارزنج ۔۔۔ وکشین و مالاقی بیار

و دیواشنی و مالاقی جلنج ۔۔۔ بحصن خجندة اذ دمر و فباروا

ترجمہ: ''کارزنج کشین بمیار' دیواشنی اور جلنج کی موت نے جو قلعہ خجندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہو گئے' میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشنی اصل میں ایک سمرقند کا رئیس تھا' اس کا نام دیواشنج تھا' دیواشنی اس کا معرب بنا لیا گیا ہے۔

علیاء بن احمر:

بیان کیا گیا ہے کہ خجندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کے لیے علیاء بن احمر الیشکری مقرر تھا' ایک شخص نے اس سے دو درہموں کو ایک چمڑے کی تھیلی خریدی' اور اس شخص نے اس میں سونے کی سلاخیں پائیں۔ وہ واپس آیا' ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ اسے آشوب چشم ہے۔ اس نے تھیلی واپس کر دی' اپنے دو درہم واپس لے لیے' جب اس کی تلاش کی گئی تو اس کا پتہ نہ چلا۔

دیواشنی کا محاصرہ:

حرشی نے سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جس کے صرف ایک سمت سے دریائے سغد بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک خوارزم شاہ' عورم رئیس آخرون اور شومان تھے۔ سلیمان نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مسیب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا۔ کفار نے قلعہ سے باہر ایک فرسخ کے فاصلہ پر کوم نام ایک موضع میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ مسیب نے انہیں شکست دے کر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ سلیمان نے اس قلعہ اور اس کے رئیس کا جس کا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔

حرشی کی دیواشی سے مصالحت:

حرشی نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لیے بھیج دی جائے' سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں نبرد آزما ہیں۔ جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں۔ آپ کس جائیے اور ہم ان شاء اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں۔

دیواشنی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حرشی کے حکم پر حوالے کرتا ہوں۔ مجھے مسیب کے ساتھ حرشی کے پاس بھیج دو۔ سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشنی کو سعید الحرشی کے پاس بھیج دیا۔ سعید نے دکھلاوے کے لیے اس کی بہت خاطر مدارات کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ ان کے سو خاندان والے آدمیوں کو معہ ان کے جورو بچوں کے چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سلیمان نے حرشی کو لکھا کہ بعض معتمد علیہ دیانتدار لوگوں کو بھیج دیئے تاکہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیں۔

حرشی نے محمد بن عزیز الکندی علیاء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیج دیا۔ ان دونوں نے تمام مال غنیمت کو ہراج کر دیا۔ اور خمس لے کر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

اہل کس کی اطاعت:

حرشی کس آیا۔ اہل کس نے دس ہزار راس پر صلح کر لی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس کے رئیس نے جس کا نام دیک تھا' چھ ہزار راس پر صلح کر لی' اور ادائی کے لیے چالیس دن کی مہلت لی اس شرط پر کہ حرشی اب اس پر حملہ نہ کریں۔ کس سے فارغ ہونے کے بعد حرشی نے ربنجن کا رخ کیا۔ دیواشنی کو قتل کر کے اسے ایک دخمہ پر سول پر لٹکا دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام باشندوں کے سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کی برطرفی:

حرشی نے نصر بن سیار کو کس کے تاوان کو وصول کرنے کے لیے متعین کیا۔ پھر سورہ بن الحر کو موقوف کر کے اس کی جگہ نصر بن سیار کو حکم مقرر کیا اور سلیمان بن ابی السری کو کس اور نسف کا فوجی اور ملکی عامل مقرر کیا۔ حرشی نے دیواشنی کے سر کو عراق بھیج دیا' اور اس کا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس ملخارستان بھیج دیا۔

قلعہ خزار کی تسخیر:

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحرشی سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا

ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کر لے۔ سعید نے کہا' ہاں! ضرور بتائیے۔ جشر نے مسربل الخریت بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اسے خزار بھیج دیا۔ مسربل بادشاہ خزار کا جس کا نام سبقری تھا دوست تھا۔ وہاں کے تمام لوگ مسربل سے محبت کرتے تھے۔ مسربل نے بادشاہ سے جا کر جو کچھ سعید نے اہل خجندہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا' اور اسے سعید کی طرف سے ڈرایا۔ بادشاہ نے کہا پھر تمہاری کیا رائے ہے۔ مسربل نے کہا کہ امان لے کر اپنے آپ کو سعید کے حوالہ کر دو' بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں۔ مسربل نے کہا انہیں بھی اپنے عہد امان میں شریک کراو۔ چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی' مسلمانوں نے اسے اور اس کے شہروں کو وعدۂ امان دے دیا۔

سبقری کا قتل:

اب حرشی مرو آیا۔ اس کے ساتھ سبقری بھی تھا' جب آسنان آیا تو یہاں سے اس نے مہاجر بن یزید الحرشی کو اپنے آگے روانہ کیا اس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیشاہ کا گھوڑا لے کر مجھ سے ملے اور پھر اس مقام پر حرشی نے سبقری کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا' باوجودیکہ اس کے ساتھ عہد نامہ صلح تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمیندار کا نام ابن ماجر تھا۔ ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا۔ اور اس نے اہل سغد کے لیے وعدۂ امان لے لیا تھا۔ مگر حرشی نے اسے قہندز مرو میں قید کر دیا اور جب مرو آیا تو اسے سامنے بلا کر قتل کر دیا اور میدان میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کی ابن ضحاک کے خلاف شکایت:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا۔ یہ اس سنہ کے نصف ماہ ربیع الاوّل کا واقعہ ہے' عبدالرحمٰن مدینہ پر تین سال سے عامل تھا۔ اور نیز اسی سنہ میں یزید نے عبدالواحد النضری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ کو نکاح کا پیام دیا۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی' اور میں تو اب اپنے ان بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں۔ اور اب آپ اس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انہیں ان کی جانب سے پیدا ہو گیا۔ اس کے سامنے آنے کو برا سمجھتی تھیں' مگر عبدالرحمٰن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمہارے بڑے بیٹے کو شراب نوشی کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا (بڑے بیٹے سے مراد عبداللہ بن حسن ؒ ہیں) یہ سلسلہ جاری تھا کہ اس زمانہ میں ابن ہرمز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر منشی تھا یزید بن عبدالملک نے اسے لکھا کہ میرے پاس آ کر حساب پیش کرو اور دفتر عبدالرحمٰن کے سپرد کرو۔ ابن ہرمز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لیے گیا' اور پوچھا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ ابن الضحاک جس طرح مجھ سے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اس کی اطلاع امیر المومنین کو کر دینا۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا جس میں اپنی قرابت اور رشتہ داری کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اس بنا پر اس نے مجھے یہ دھمکی دی ہے۔

یزید بن عبدالملک اور ابن ہرمز:

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے۔ ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا' یزید نے اس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی اور عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا کہ اتنے میں حاجب نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہ کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔ اب ابن ہرمز نے امیرالمومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا' فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک پیام آپ کے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے۔ یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اتر آیا اور کہنے لگا خدا تمہارا برا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجوبہ خبر ہو تو بیان کرو مگر تم نے بیان نہیں کی۔ ابن ہرمز نے کہا۔ جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔

قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کی باریابی:

یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی' قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لے لیا اور خود پڑھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک بید تھا اسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا' اللہ اکبر' ابن الضحاک اور یہ جرأت۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اسے ایسی سخت سزا دے کہ اس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النضری کا نام لیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کی معزولی:

یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اس وقت طائف میں تھا۔ ''سلام علیک! اما بعد۔ میں نے تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دیا۔ جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار اس پر جرمانہ عائد کرو' اور اسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اس کی آواز سن لوں''۔

ٹپہ رساں خط لے کر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا۔ مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس نے ٹپہ رساں کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتا دو جس کے لیے بھیجے گئے ہو تو میں تمہیں یہ ایک ہزار دینار دوں گا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔

ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبدالملک سے درخواست امان:

ٹپہ رساں نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتا دی۔ ابن الضحاک نے ٹپہ رساں کو تین دن تک اس لیے ٹھہرایا کہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ ٹپہ رساں ٹھہر گیا۔ پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا' تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہوا مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجیے۔ مسلمۃ دوسرے دن یزید کے پاس گیا۔ ادھر ادھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض پرداز ہوا کہ میں ایک غرض لے کر حاضر ہوا ہوں۔ یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمہاری ہر درخواست مجھے منظور ہے۔ مسلمۃ نے کہا مجھے ابن الضحاک ہی کے بارہ میں عرض کرنا تھا۔ یزید نے کہا اس نے ایسی ناشائستہ بات کی ہے کہ میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کا انجام:

یزید نے اسے نضری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ پشمینہ

کا جبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ نضری نے اس پر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اس کا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔

نصف ماہ شوال ۱۰۴ھ بروز شنبہ نضری مدینہ آیا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا ابن ضحاک کے متعلق بیان:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرأت کرتے ہو۔ حالانکہ وہ ہر ایسی بات کو جو ان کے طرز عمل کے خلاف ہو برا سمجھتے ہیں' لہٰذا تم اجماع امت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ سے مشورہ لے لیا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمہیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دیں گے۔

مگر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس شخص نے اس مشورہ سے ذرا سا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی۔ ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابوبکر بن حزم کو محض ظلم و زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اس کی ہجو نہ کہی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اسے برا بھلا نہ کہا ہو۔ ہشام کے دور خلافت میں میں نے اسے نہایت ذلیل و خوار حالت میں دیکھا تھا۔ اس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر مدینہ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی۔ اور جس قدر مدینہ والے اسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو انہوں نے ایسا نہ سمجھا تھا۔ ہمیشہ نیکی کے راستہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے کوئی کام نہیں کرتا تھا''۔

بلنجر کے قلعوں کی تسخیر:

اس سال جراح بن عبدالحکمی آرمینیا اور آذربیجان کے عامل نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا' قلعہ بلنجر اس کے ہاتھوں مسخر ہوا' اس نے ترکوں کو شکست دی اور انہیں اور ان کے متعلقین کو پانی میں غرض کر دیا۔ بہت سے لونڈی غلام قید کیے اور وہ قلعے بھی جو بلنجر کے قریب تھے اس نے فتح کر لیے اور ان کے باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔

ابوالعباس کی پیدائش:

اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا' اسی سنہ میں ابومحمد الصادق اور ان کے چند خراسان کے دوست محمد بن علی کے پاس آئے ابوالعباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمد بن علی ایک خرقہ میں ابوالعباس کو ان کے پاس لائے اور کہا بخدا اس کام کو یہ لڑکا پورا کرے گا' یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لو گے۔

اسی سنہ میں عمر بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا۔ اور اسی کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعۃ الکلابی کو مقرر کیا۔

حرشی کے خلاف تحقیقات:

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا تھا کہ دیواشنی کو چھوڑ دو مگر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس بنا پر عمر و سعید سے ناراض ہو گیا۔ علاوہ بریں سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروا نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا پیہ رساں عراق سے آتا تو اس سے پوچھتا کہ اے ابوالمثنیٰ کیسا ہے اور اپنے کاتب سے جب کوئی خط لکھواتا تو کہتا لکھو ابوالمثنیٰ کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو۔ اور اکثر کہا کرتا ''ابوالمثنیٰ نے کہا اور ابوالمثنیٰ نے کہا''۔ ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا' اس نے جمیل بن عمران کو بلا کر کہا کہ مجھے ہرشی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم ان کی

تحقیقات کے لیے خراسان جاؤ اور ظاہر یہ کرنا کہ دفاتر کی تنقیح کے لیے آئے ہو اور پھر آ کر مجھ سے اصل حقیقت بیان کرو۔

حرشی کی معزولی:

جمیل خراسان آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا کہ ابوالمثنیٰ کو تم نے کس حال میں چھوڑا جمیل دفاتر کی تنقیح کرنے لگا۔ مگر حرشی سے کسی نے کہا کہ دفاتر کی تنقیح کے لیے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اصل میں وہ تمہاری حالت دریافت کرنے آیا ہے۔ حرشی نے خربوزہ مسموم کر کے جمیل کو تحفتہً بھیجا۔ جمیل نے اسے کھایا اور بیمار پڑ گیا' اس کے سارے بال گر پڑے۔ جمیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اس کا علاج کیا گیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ جمیل نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ صورت حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے حرشی تو آپ کو اپنا ایک عامل سمجھتا ہے' یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حرشی پر برہم ہوا' اور اسے برطرف کر دیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں' اور اس کے پیٹ میں چیونٹیاں بھر دیں۔

حرشی پر عتاب:

حرشی نے اپنی معزولی کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لیے بھی ایک درہم مجھ سے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا' مگر جب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ تو جرمانہ ادا کر دیا۔ اس پر ایک شخص نے اس سے کہا کہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ تم اسے ایک درہم بھی نہ دو گے۔ حرشی نے کہا کہ اب تم اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو۔ جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔

حرشی کی برطرفی کی وجہ:

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حرشی سے اس لیے ناراضی ہوا تھا کہ اس نے معقل بن عروہ کو ہرات کا مل بنا کر یا کسی اور کام کے لیے بھیجا۔ معقل حرشی سے ملے بغیر سیدھا ہرات آیا۔ مگر جس کام کے لیے ہرات آیا تھا اس کام کو وہ اس لیے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ معقل نے حرشی کو اس کی شکایت لکھی۔ حرشی نے اپنے عامل ہرات جانے سے پیشتر تم کیوں میرے پاس نہ آئے۔ معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا عامل ہوں اس نے مجھے عامل مقرر کیا ہے جس طرح کہ اس نے تمہیں عامل مقرر کیا۔ حرشی نے اس کے دو سو کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا ڈالا۔ اس بنا پر ابن ہبیرہ نے حرشی کو موقوف کر دیا اور اس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور حرشی کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔ خط پڑھ کر سعید نے کہا کہ خود وہ بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔

حرشی کی معقل کو حوالگی:

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ہمراہ حرشی کو میرے پاس بھیج دو۔ ابن ہبیرہ نے حرشی کو معقل کے حوالے کر دیا۔ معقل اس کے ساتھ بدسلوکی اور سختی کرنے لگا۔ ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حرشی کے متعلق حکم دیا' معقل نے اسے خوب زدو کوب کیا' ابن ہبیرہ نے اس سے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔ رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کی' اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے' سب نے کہا خود امیر' ابن ہبیرہ نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس خیال کو چھوڑ دو' قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے اگر وہ کسی رات میں بگل بجائے تو بیس ہزار قیس کے جوانمرد فوراً اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے اور یہ بھی نہ پوچھیں گے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے' اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جس کے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر

ہے۔ البتہ شاید میں خیر سگال کہلانے کا مستحق ہوں گا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو اور اسے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اس کے کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا۔ اس پر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کر رہے ہیں' اگر ایسے ہی ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر ترین آدمی کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل نہ کرو۔

ابن ہبیرہ اور حرشی:

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو الحرشی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھ کر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی نے اسے آلیا۔ کشتی کے صدر میں ابن ہبیرہ کا غلام قبیص بیٹھا ہوا تھا' حرشی نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قبیص ہو؟ قبیص نے کہا جی ہاں! حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابوالمثنیٰ ہے؟ غلام نے کہا جی ہاں! ہیں۔ اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اپنے ایک ہم قوم کو ایک قریش کے حوالہ نہ کریں گے۔ حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لیے سلامتی ہے۔

ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق معقل کی گفتگو:

جب ابن ہبیرہ نے حرشی کو قید کر دیا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا۔ اس کی رسوائی اور تذلیل کی۔ اگرچہ میں خود بھی اس سے خوش نہیں ہوں' مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم میرے اور اس کے درمیان میں رہے ہو۔ تمام واقعات سے واقف ہو۔ جب میں عراق آیا۔ میں نے اسے بصرہ کا عامل مقرر کیا' پھر خراسان کا صوبہ دار بنایا۔ اس نے میری توہین کے لیے مجھے ایک بڈھا ناکارہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پروا نہیں کی' خیانت کی' میں نے اسے معزول کر دیا۔ جب میں نے اسے ابن نسعہ کہا تو اس نے بھی مجھے الٹ کر ابن بسرہ کہا۔ اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس فاحشہ کے بیٹے نے بے شک برا کیا۔

معقل کی حرشی سے بدکلامی:

اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اس نے کہا' اے نسعہ کے بیٹے تیری ماں فاحشہ تھی' میں نے اسے اسی خارشتی بھیڑوں کے عوض میں خریدا تھا' وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی' جس سے باری باری ہر ایک متمتع ہوتا تھا اور ہر آنے اور جانے والے کے لیے وہ وقف تھی تو اسے حارث بن عمرو بن حرجۃ کی بیٹی کے مماثل پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔

معقل کے خلاف حرشی کی انتقامی کارروائی:

خالد نے حرشی کو معقل بن عروۃ پر مسلط کر دیا' حرشی نے شہادت پیش کی کہ اس نے مجھے حرامزادہ کہا تھا۔ خالد نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ معقل پر حد جاری کی گئی۔ حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کر دیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کر دیتا۔ اس پر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اسے درے لگائے جا رہے تھے' معقل سے کہا کہ تو نے یہ برا کیا کہ اپنے ایک

بھائی سے بدسلوکی کی اور اسے حرام کا ٹھہرایا۔ یہ سنتے ہی معقل نے اس وقت پھر حرشی کو حرام زادہ کہا۔ خالد نے حکم دیا کہ اس پر دوبارہ حد شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کر دیا۔ عمرو بن ہبیرہ کی ماں بسرہ بنت حسان قبیلہ عدی الرباب کی ایک عدوی عورت تھی۔

مسلم بن سعید ابن اسلم:

اس سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو موقوف کرنے کے بعد خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ جب سعید بن اسلم مارا گیا' تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی' رموز سیاست اور دستور حکومت سے آگاہ ہو گیا اور ممتاز قابلیت حاصل کی۔ جب عدی بن ارطاۃ عراق آیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اسے کسی جگہ کی نظامت دے۔ اس بارہ میں اپنے کاتب سے مشورہ لیا۔ اس نے کہا کہ ایک چھوٹی نظامت پر اسے سرفراز کر دیجیے۔ اور پھر ترقی دے دیجیے گا۔ چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا عامل بنا دیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

امارتِ خراسان پر مسلم بن سعید کا تقرر:

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ لے کر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اس نے مسلم کو کسی جگہ کا صوبہ دار بنانے کا ارادہ کیا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ اب مسلم جوان نہ رہا تھا۔ جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو اس کی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے۔ ابن ہبیرہ نے یہ دیکھ کر تکبیر کہی۔ ایک رات ابن ہبیرہ قصے سن رہا تھا اور مسلم بھی اس صحبت میں موجود تھا' داستان گو تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اسے اس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں خراسان کا صوبہ دار بنا دوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں! ابن ہبیرہ نے کہا کل ان شاءاللہ۔ صبح کو دربار منعقد ہوا۔ درباری حاضر ہوئے' ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا صوبہ دار مقرر کیے جانے کا اعلان کیا۔ اور پروانہ تقرر لکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ۔ ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیل داروں کو احکام جاری کر دیئے کہ آئندہ وہ مسلم سے مراسلت کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے جبلہ بن عبدالرحمٰن باہلہ کے آزاد غلام کو بلایا اور اسے کرمان کی صوبہ داری عطا کی۔ اس پر جبلہ نے کہا ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں برتا گیا۔ مسلم کو یہ آرزو کرنا زیبا تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤں گا اور پھر میں مسلم کو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کر دوں گا' مگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوا کہ اسے تو خراسان کی صوبہ داری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی عاملی۔

مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد:

غرضکہ مسلم آخر ۱۰۴ہجری میں خراسان دوپہر کے وقت پہنچا' دارالامارۃ کے دروازہ پر آیا' اسے بند پایا۔ پھر اصطبل آیا۔ اس کا دروازہ بھی بند پایا۔ مسجد میں آیا۔ مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا۔ مسلم نے نماز پڑھی۔ مسجد کے چھوٹے دروازے سے ایک خدمت گار داخل ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں۔ خادم ان کے آگے آگے چلا۔ صوبہ دار کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس سے پچھوایا کہ آیا صوبہ دار ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کی غرض سے مسلم نے

جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ ایسا شخص خراسان میں نہ محض سیر کی غرض سے آیا کرتا ہے' اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔

حرشی کی گرفتاری:

حرشی اس کے پاس آیا۔ مسلم نے اسے گالیاں دیں اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا مسلم نے حکم دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈال دیا' اور بیڑیاں پہنا دیں۔ مہتمم مجلس کو حکم دیا کہ اسے اور بیڑیاں پہنا دو۔ حرشی مہتمم مجلس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حرشی نے مہتمم مجلس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمہارے مہتمم مجلس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ تم نے اسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے زیادہ بیڑیاں ڈالی جائیں۔ اگر یہ آپ کے افسر بالادست کا حکم ہے تو اس کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمہاری تجویز ہے تو یہ تمہاری فطرت اصلیہ کا مقتضی ہے۔ اس نے یہ شعر اس وقت پڑھا۔

هم ان يثقفوني يقتلوني ومن اثقف فليس الى خلود

ترجمہ: ''انہوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے' مگر جو پکڑے گا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے''۔

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔

ابن ہبیرہ کا حرص:

ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اس نے یزید بن المہلب کے داروغہ کو جو خراسان اور خراسان کے عمائد سے بخوبی واقف تھا' گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ایک اشراف وہاں کا ایسا نہ بچا جس پر ابن ہبیرہ نے خیانت وتغلب کا الزام نہ لگایا ہو۔ ابوعبیدہ عنبری اور ایک اور شخص خالد نام کو حرشی کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انہیں ابوعبیدہ کے حوالے کر دو' تاکہ یہ ان سے سرکاری مطالبہ وصول کر لے۔

سرکاری واجبات کے متعلق مسلم کو مشورہ:

حرشی نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور اس کے قاصد کو واپس کر دیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بنایا تو حکم دیا کہ یہ رقمیں وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ ان لوگوں کو جن پر یہ سرکاری رقمیں واجب الادا ٹھہرائی گئی تھیں گرفتار کر لے۔ مگر لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ اور اگر آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور ان سے مطالبہ نہ چھوڑ دیا' تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائے گی انہیں پر خراسان کا دارومدار ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ جنہیں آپ ان مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سربرآوردہ اور بااثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ ان پر عائد کیا گیا وہ غلط ہے' جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے۔ اس میں ایک لاکھ کی زیادتی کر دی گئی اور اس طرح چار لاکھ ہو گئے۔ جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لیے گئے ہیں' ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں' جن پر ان کی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے۔

مہزم بن جابر اور ابن ہبیرہ:

یہ معاملہ مسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک وفد بھی اس کے پاس بھیجا جن میں مہزم بن جابر بھی تھا۔ مہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے' اور

اگر ہوگی بھی تو بہت تھوڑی جس کی ادائی کے لیے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا ﴾

''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم دے دو امانتوں کو ان کو جن کی وہ امانتیں ہیں''۔

مہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھیے:

﴿ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾

''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو''۔

مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقوم تو میں ضرور وصول کروں گا۔ مہزم نے کہا کہ اگر تم ان مطالبات کو وصول کرو گے تو ایسے لوگوں سے لو گے جو بڑے دب دبہ والے، تمہارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگ جو ہیں اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤ گے، ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اور مقطع سب خطرہ میں پڑ جائیں گے۔ ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسر معرکہ رہتے ہیں جب ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں تو اس کے اتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بلکہ یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہو جاتا ہے اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منہ ہم سے پھیر لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کیے گئے ہیں وہ خراسان کے سر برآوردہ لوگ ہیں، بڑے بڑے مستاجر ہیں اور جہاد کے لیے فوج اور مال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں، یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ و دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے، مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے، اور خوب روپیہ کمایا جو ان کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ ان سے اتنا روپیہ وصول کر لو جتنا یہ بیان کرتے ہیں کہ ان پر واجب الادا ہے۔

امیر حج عبدالواحد بن عبداللہ و عمال:

جب مسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اس نے مستاجروں سے اس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا کہ ان پر سختیاں کرے حاجب نے ان سے سرکاری مطالبات جو ان پر باقی نکالے گئے تھے وصول کر لیے۔ اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی امارت میں جو مکہ مدینہ اور طائف کا اس سنہ میں صوبہ دار تھا حج ہوا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا۔ حسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے، اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۰۵ھ کے واقعات

جراح بن عبداللہ کا لان پر جہاد:

اس سنہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی نے لان پر جہاد کیا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر ان شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو ماوراء النہر واقع تھے ان میں سے بعض کو اس نے فتح کر لیا' اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلاوطن کر دیا اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ ایک ہزار سپاہ کی ایک مہم بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

مسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس چلا آیا۔ اس کے بعد فشینہ پر جو سغد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کر لی۔

مسلم بن سعید نے بہرام سیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اسے فوج کا پیشتر و مقرر کیا۔ اس سنہ کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس پلٹ آیا۔ ترکوں نے اس کا تعاقب کیا' اور جب اس کی فوج دریائے بلخ کو عبور کر رہی تھی' سعید کو آ لیا' اس وقت بنی تمیم ساقہ لشکر پر تھے' عبیداللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا۔ بنی تمیم نے دشمن کے یلغار کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریا کو عبور کر لیا۔

مسلم بن سعید کی شاہ افشین سے مصالحت:

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہو گیا' مسلم نے افشین پر چڑھائی کی۔ افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار راس پر صلح کر لی اور قلعہ کو مسلم کے حوالہ کر دیا۔ مسلم ۱۰۵ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کر کے اپنے دار الحکومت کو واپس آیا۔

یزید بن عبدالملک کی وفات:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اڑتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواح دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال بیان کی ہے۔ اور بعض نے چھتیس سال کہے ہیں۔ ابی معشر' ہشام بن محمد اور علی بن محمد کے نزدیک یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔ ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔

یزید کی عمر و مدت حکومت:

علی بن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن عبدالملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ ہجری ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا' مقام اربد واقعہ علاقہ بلقاء میں اس کی موت وقوع پذیر ہوئی۔ اس کے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہشام بن عبدالملک اس روز حمص میں تھا۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۳ سال کی عمر میں وفات کی۔

علی کہتے ہیں کہ ابو ماویہ یا کسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کرو گے۔ اس پر کسی اور یہودی نے کہا خدا اس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا' اصل میں اس کا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا' اور قصبہ ایک مہینہ کی مدت کو کہتے ہیں۔ اس طرح اس نے ایک ماہ کو ایک سنہ قرار دیا۔

یزید بن عبدالملک کی موت پر سلامہ کے اشعار:

یزید بن عبدالملک ایک رنگیلا نوجوان تھا ایک روز حالت سرور ونشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اس کے پاس اس وقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں اڑوں گا۔ اس پر حبابہ نے کہا اور امت محمدی کو کس پر چھوڑو گے۔ جب یزید کا انتقال ہو گیا' تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے:

لا تلمنا ان خشعنا　　　　او همنا بالخشوع

ترجمہ: ''اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرنے کا ارادہ کیا تو اس پر ہمیں ملامت نہ کر۔

قد لعمری بت لیلی　　　　کاخی الداء الوجیع

ترجمہ: میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اس مریض کی طرح حالت کرب و بے چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔

ثم بات الهم منی　　　　دون من لی من ضجیع

ترجمہ: پھر چلا گیا درد میری طرف سے قریب اس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔

للذی حل بنا الیو　　　　م من الامر الفظیع

ترجمہ: اس اندوہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔

کلما ابصرت ربعا　　　　خالیا فاضت دموعی

ترجمہ: جب میں خالی مکان کو دیکھتی ہوں میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

قد خلا من سید کا　　　　ن لنا غیر مضیع

ترجمہ: ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لیے غیر سودمند نہ تھا''۔

ان اشعار کو پڑھ کر وہ چلاتی امیر المومنیناہ۔ (یہ شعر کسی انصاری کے ہیں)

یزید بن عبدالملک اور حبابہ:

یزید سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں حج کرنے گیا تھا۔ وہاں اس نے حبابہ کو جس کا اصل نام عالیہ تھا چالیس ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہل بن حنیف سے خریدا۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کر دے۔ یہ دیکھ کر یزید نے حبابہ کو واپس کر دیا اور اسے ایک مصر کے رہنے والے نے خرید لیا۔ ایک دن سعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے۔ یزید نے کہا: ہاں! حبابہ۔ سعد نے ایک شخص کو بھیج کر چار ہزار دینار کے عوض

حبابہ کو خرید منگوایا' اسے نہایت آسائش اور راحت پہنچائی۔ جب اس کی سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لے کر آئی مگر پہلے اسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لیے باقی ہے؟ یزید نے کہا۔ یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمہیں اپنی تمنا بتا دی تھی۔

حبابہ کا انتقال:

اب سعدہ نے پردہ اٹھایا اور کہا لیجیے یہ حبابہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر اس کے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات سے یزید کے دل میں سعدہ کی بڑی گنجائش پیدا ہوگئی اور اسے بہت کچھ انعام واکرام دیا۔

سعدہ یزید کی بیوی تھی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھی۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا:

بین التراقی و اللهاة حرارة ما تطمئن و ما تسوغ فتبرد

ترجمہ: ''سینہ اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دبتی ہے اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑ جائے''۔

یہ سن کر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اس نے اڑ جانا چاہا۔ حبابہ نے کہا امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اس کی حالت خراب ہوگئی۔ یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو' اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یزید رو پڑا' اور اس نے یہ شعر پڑھا:

لئن تسل عنك النفس او تذهل الهوى فباليأس يسلو القلب لا بالتجلد

ترجمہ: ''اگر مجھے تمہارا صبر آ جائے یا محبت کم ہو جائے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ناامیدی سے دل کو تسلی ہو جائے گی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش کرنا چاہتا ہوں''۔

حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی:

كفى حزنا بالهائم الصب ان يرى منازل من يهوى معطلة قفرا

ترجمہ: ''عاشق فریفتہ کے رنج وغم کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ کے مکانات کو خالی دیکھے''۔

یزید نے یہ شعر سنا اور پھر یہی اس کی زبان پر بھی ورد ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا۔ دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی' مگر اسے یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ فرط غم سے مجھ پر جو بے خودی طاری ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے۔

باب ۳

ہشام بن عبدالملک

اسی سنہ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبدالملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی عمر میں خلیفہ ہوا۔

عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل:

جس سال مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے یعنی ۷۲ ہجری۔ اسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اس کی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اس کے لوگوں نے اسے منع کر دیا تھا کہ تاوقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبدالملک سے بات نہ کرنا۔ یہ گاؤ تکیوں کو دوہرا کر دیتی اور ان پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی۔ گویا کوئی سواری ہے۔ لوبان خرید کر اسے چباتی اس سے مورتیں بناتی اور مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور ان مورتوں کو ان ناموں سے پکارتی۔ عبدالملک نے اس کے پاگل ہونے کی وجہ سے اسے طلاق دے دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی عبدالملک مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے گیا اور انہیں قتل کیا۔ انہیں قتل کرنے کے بعد ہی اسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی۔ عبدالملک نے اس کا نام تفاؤل کے طور پر منصور رکھا۔ مگر اس کی ماں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا اور عبدالملک نے اس کی مخالفت بھی نہ کی۔ ہشام نے ابوالولید اپنی کنیت قرار دی تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی دمشق میں آمد:

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرہ میں تھا کہ اس سے کہا گیا آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔ جس مکان میں ہشام اس وقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خاتم خلافت ہشام کے حوالے کی' اور خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ہشام رصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا۔

بکیر بن ماہان کی معزولی:

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان سندھ سے آیا' یہ سندھ میں جنید بن عبدالرحمٰن کا ترجمان تھا۔ جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ میں چلا آیا۔ اس کے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی۔ یہ ابوعکرمہ صادق میسرہ۔ محمد بن خنیس سالم الاعین اور ابویحییٰ بنی سلمہ کے آزاد غلام سے ملا۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ بنی ہاشم کے لیے جو تحریک کی جا رہی ہے' اس میں تم شریک ہو جاؤ۔ بکیر نے اسے قبول کر لیا۔ اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے انہیں لوگوں پر خرچ کر دیا۔ اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اس اثناء میں میسرہ نے انتقال کیا۔ محمد بن علی نے اسے میسرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل:

اس سنہ میں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل امیر حج تھا' نضری مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے گیا تو اس نے عطاء بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں۔ عطاء نے کہا بعد ظہر' ماہ ذی الحج کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے مگر ابراہیم

نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا۔ اور کہا کہ میرے قاصد کے ذریعہ عطاء نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ مگر عطاء نے کہا۔ نہیں! میں نے بعد ظہر خطبہ کے لیے کہا تھا۔ اس روز اس واقعہ سے ابراہیم جھینپ گیا۔ لوگوں نے اس کے فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔

اسی سنہ میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القشیری کو ماہ شوال میں مقرر کیا۔

عمر بن یزید کی اہل یمن کی مخالفت:

عمر بن یزید بن عمیرۃ الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن عبداللہ بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت وفرمانبرداری کا تذکرہ کر رہا تھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا' اور کہا کہ بخدا ایسی جھوٹی بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا۔

اسلام میں جس قدر فتنے اٹھے ان کے بانی مبانی ہمیشہ اہل یمن ہی تھے۔ انہیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا' انہیں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہے۔ جب میں دربار سے واپس آنے لگا تو خاندان مروان کا ایک شخص جو دربار میں اس وقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا' اے بھائی تمیمی تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں نے تمہاری بات سنی۔ امیر المومنین خالد کو عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں۔ اب تمہاری خیر نہیں۔

زیاد بن عبداللہ اور خالد بن عبداللہ القسری:

زیاد بن عبداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا اور وہاں جا کر مقروض ہو گیا' ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا یمنی ہوں۔ اس شخص نے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا زیاد بن عبیداللہ بن عبدالمدان۔ یہ سن کر اس شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمعیت کے پاس جا کر کہہ دو کہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں' اور انہوں نے مجھے روانگی کا حکم دے دیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کرا دے۔ میں نے پوچھا جناب والا کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسری ہوں۔ اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمہیں میرے کپڑوں کی مندیل اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دے دیں۔ میں ان سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بلایا اور کہا اے نوجوان اگر تم کبھی میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آ جانا۔

امارت عراق پر خالد بن عبداللہ القسری کا تقرر:

غرض کہ جب میں نے اس کے لشکر میں جا کر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ امیر المومنین ان سے خوش ہو گئے ہیں' اور انہوں نے تمہارے امیر کو روانگی کا حکم دے دیا ہے تو فرط محبت سے کوئی تو مجھ سے بغل گیر ہوا' اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ جب میں نے ان کی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو میں نے کہا کہ امیر نے اپنی مندیل اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ سب لوگوں نے کہا: ہاں! ضرور لیجیے' بڑی خوشی سے۔ چنانچہ وہ چیزیں مجھے دے دی گئیں۔ اور اس شام کو اس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے دن پر نہ تھا۔ اور نہ مجھ سے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری

کے لیے تھا۔ تھوڑی ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے۔ اس خبر سے مجھے ایک فکر سی دامن گیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا۔ میں آپ کو متفکر پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں! اس کا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی ہو گئے۔ یہاں میری کچھ معاش ہوگئی ہے جو ذریعہ زندگی ہے۔ میں اسی شش و پنج میں ہوں کہ اسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے' اسی ادھیڑ بن میں ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔

زیاد بن عبداللہ کی روانگی کوفہ:

میرے دوست نے کہا۔ اچھا ایک بات ہے کیا آپ اسے منظور کرتے ہیں؟ میں نے کہا کیا؟ اس نے کہا کہ یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ' اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائے گی' اگر تمہیں وہاں ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑے تو واپس چلے آنا میں یہ واپس کر دوں گا۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔ کوفہ آیا اچھے کپڑے زیب تن کیے اور دربار میں گیا۔ لوگ آنا شروع ہوئے۔ میں نے ان سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ جب سب اپنی اپنی نشستوں میں بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام کیا' اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور تعریف کی۔ خالد نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ میں اپنی جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد و جنس کی شکل میں خالد کی طرف سے موصول ہوئے' اس کے بعد سے میں اس کے پاس آنے جانے لگا۔

ایک دن خالد نے مجھ سے پوچھا تمہیں لکھنا آتا ہے؟ میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہار تاسف کے طور پر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ کہنے لگا۔ افسوس! میں جو کچھ تمہارے ساتھ کرنا چاہتا تھا اس میں سے نو حصے جاتا رہا۔ اب تمہارا صرف ایک حصہ باقی ہے' خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمہاری مدت العمر کے لیے کفایت کرے گا۔ میں نے عرض کی' کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے۔ خالد نے کہا تو پھر کیا کرو گے' میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیج دیں جو مجھے لکھنا سکھا دے' خالد نے کہا نہیں' یہ بات تمہاری شان سے گری ہوئی ہے۔ میں نے کہا جی نہیں' اس میں کیا مضائقہ ہے۔

غرض کہ خالد نے ایک لکھنے والا حساب دان غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیج دیا' اور اب میں ہمہ تن کتابت کے سیکھنے میں منہمک ہو گیا۔ البتہ رات ہی کے وقت اس کے پاس آتا تھا۔ پندرہ راتیں گزری تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آ گیا۔

زیاد بن عبداللہ بحیثیت عامل رے:

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہو کچھ اس بات کو حاصل کیا۔ میں نے کہا جی ہاں! جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں۔ خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شد بد ہونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں' ایسی بات نہیں ہے۔ خالد نے گدیلا اٹھایا' وہاں ایک لپیٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو۔ میں نے جو کچھ اس میں تحریر تھا پڑھ دیا' یہ اس کے عامل رے کا خط تھا۔ خالد نے کہا اچھا تم رے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ میں رے آیا' افسر مال گزاری سے کہا کہ جائزہ دو' اس نے کہلا بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو' امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مال گزاری مقرر نہ کیا ہوگا' اور تم ناظم فوج داری اور کوتوالی مقرر ہو کر آئے ہو گے' مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو' تین لاکھ تمہارے لیے نذرانہ موجود ہے۔

زیاد بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

اب میں نے اپنے فرمان تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر کیا گیا تھا۔ میں نے کہا میں تو اس توہین کو گوارا نہ کروں گا۔ میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تو میں نے خیال کیا تھا ہر محکمہ میرے ماتحت ہوگا' مگر یہاں آ کر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مال گزاری نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ میں اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ تین لاکھ دینے کے لیے تیار ہے۔ اس کے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اسے قبول کر لو' معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں کچھ روز تو وہاں رہا' پھر میں نے خالد کو لکھا کہ میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں آپ مجھے بلا لیجیے۔ اس نے بلا لیا۔ جب میں اس کے پاس آ گیا تو اب اس نے مجھے اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

عمال:

اس سنہ میں مکہ' مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا۔ حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے' موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ ہجری میں خراسان و عراق کا والی مقرر کیا' اور اس ۱۰۵ھ میں عمر بن ہبیرہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

۱۰۶ھ کے واقعات

عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی برطرفی:

اس سنہ میں ہشام نے مکہ' مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو برطرف کر دیا اور اس کی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو والی مقرر کیا۔ ابراہیم ۱۷/ جمادی الآخر ۱۰۶ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اس طرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔

حجاج بن عبدالملک کی لان پر فوج کشی:

اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لیے گیا' اور نیز حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوج کشی کر کے اس کے باشندوں سے صلح کر لی اور انہوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سنہ کے ماہ رجب میں عبدالصمد بن علی پیدا ہوا' امام طاؤس بجیر بن ریسان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے ان دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۵ ہجری کے ماہ ذی حجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ قاسم اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ ہشام نے ان کی خیریت مزاج دریافت کی' قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں۔ ہشام کہنے لگا۔ بخدا! میری یہی آرزو ہے کہ اللہ تمہیں خیریت سے رکھے۔ ہشام نے مدینہ میں جب

لوگوں کی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کی جائے' اسی بنا پر اس سنہ کا نام چار ہزاری سال ہو گیا۔
نیز اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے محمد بن صفوان الجمحی کو قاضی بنایا۔ پھر انہیں معزول کر کے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔

مضری اور یمنی عربوں کی باہمی عداوت:

اسی سنہ میں مضری' یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بروقان علاقہ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔
مسلم بن سعید نے جب جہاد کے ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے دیدہ و دانستہ اس کے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا۔ جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اس نے نصر بن سیار' سلیم بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم' بمعاء بن مجاہد بن بلعاء العنبری' حفص بن وائل الحنظلی' عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذواشبہ کو بلخ واپس بھیجا۔ ان سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کی ہے میرے پاس روانہ کرو۔ نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے دروازہ کو جلا ڈالا۔ اس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم:

اب اس اثنا میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور نصر مقام بروقان میں آ کر فروکش ہوا۔ باشندگان صنعانیان اس کے پاس آئے' مسلمۃ العصقانی التیمی اور حسان بن خالد الاسدی پانچ پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آ ملے۔ اسی طرح سنان الاعرابی' زرعۃ بن علقمہ سلمۃ بن اوس' اور حجاج بن ہارون النمیری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کر لی ہیں اب امیر کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ' کیونکہ انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور ازد عمرو بن مسلم کے پاس جمع ہو گئے' بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسلم بن سعید امیر المومنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ ہمیں اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کر رہا ہے۔ بنی تغلب نے عمرو بن مسلم سے کہا دیا کہ تم ہم میں سے ہو' اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اور اس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا' اور چونکہ بنو قتیبہ باہلی تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ ہم تغلبی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلبی ہونا پسند نہ کیا' تا کہ بنی تغلب کی تعداد زیادہ نہ ہو سکے۔
بیان کیا گیا ہے کہ بنی معن جو قبیلہ ازد سے تھے باہلہ کہلاتے تھے۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مسلم بنی معن کے مجالس میں آ کر کہتا تھا کہ اگر میں تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں۔ جب ایک تغلبی نے اس کی نسبت بھی تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمہاری حمایت اور حفاظت ضرور کروں گا۔

عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ:

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آ جمے اور خطرہ یقینی ہو گیا' تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدانی سفیر بن کر نصر کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا' نصر واپس جانے لگا' مگر عمرو بن مسلم اور بختری کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا اور پکارنے لگے۔ کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے۔ بنی بکر پریشان ہو گئے۔

مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا' اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باہلی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے۔ اس معرکہ میں عمرو بن مسلم کے اٹھارہ آدمی کام آئے۔

کردان فراقصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اسحٰق نام بھی مارے گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

عمرو بن مسلم کی شکست و امان:

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دے دیجیے۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے اس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لیے امان حاصل کر لیجیے' نصر نے اسے امان دے دی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جاں بخشی کر کے بکر بن وائل پر اپنا اور احسان کرنا چاہتا ہوں اس لیے تجھے چھوڑے دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے۔ نصر نے اسے امان دے دی اور اس سے اور زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ اچھا تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

معرکہ بروقان:

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمنیوں کے تیس آدمی مارے گئے' اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں۔ ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اس نے اس سے بھی انکار کیا' اس لیے انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ازد ی لڑے' انہیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے۔ نصر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عبار کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم۔ بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کو پکڑ لیا۔ نصر نے ان کے سو سو کوڑے لگوائے' ان کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے' یہ بھی بیان کیا گیا ہے بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا۔ وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اس نے شکست دی' اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اس کے پاس تھا پوچھا کہو بھائی تمیمی تمہاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی۔ اس بات کو اس نے بنی تمیم کی شکست پر طعن کرنے کے لیے اس سے کہا۔ مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا۔ عمر کے ساتھیوں کو شکست ہوئی' اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعاء بن مجاہد بنی تمیم کی ایک جماعت کو لیے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے ڈھوروں کو طرح مار مار کر بھگا رہا ہے۔ اب اس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔

عمرو شکست کھا کر بھاگا۔ بلعاء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو' انہیں ننگا کر دو اور ان کے پائجامے سرینوں پر سے قطع کر دو۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

اسی سنہ میں مسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اسے خالد بن عبداللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبداللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا' میدان یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا'' مجھے سب سے زیادہ ان لوگوں کی وجہ سے فکر دامن گیر ہے جو ارادتاً پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے' یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں۔ مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے دیواروں کو پھاندیں گے۔ اے خداوند! تو انہیں سزا دے اور میں بھی انہیں سزا دوں گا۔ میں نے نصر کو حکم دے دیا ہے کہ جس کے پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اسے قتل کر ڈالے' اور مجھے عمرو بن مسلم اور اس کے ساتھیوں پر اس عذاب کی وجہ سے جو ان پر نازل کرے گا کوئی ترس نہیں آتا۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی:

بخارا میں مسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا۔ جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا اور لکھا تھا کہ تم اس جہاد کو پورا کر لو۔ مسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اس موقعہ پر ابوالضحاک الرواحی' بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جن کا شمار ازدیوں میں تھا اعلان کر دیا کہ اس سال جو شخص پیچھے رہ جائے گا اس پر کوئی جرم نہیں۔ اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد:

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ خاقان اس کے مقابلہ کے لیے بڑھ آیا ہے۔ شمیل یا شبیل بن عبدالرحمن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج کو بچشم خود دیکھا ہے۔ مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلا کر حکم دیا کہ روانگی کی تیاری کرو' صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لے کر مسلم نے کوچ کیا۔ ایک دن میں تین منزلیں طے کیں' دوسرے دن پھر روانہ ہوئے' وادی سبوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آ گیا اور اس کا رسالہ مسلم کے قریب آ پہنچا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ پر ترکوں کا حملہ:

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور موالیوں کو دشمن کو روکنے کے لیے اتار دیا۔ ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا' سب کو شہید کر ڈالا' اور مسلم کی سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے۔ مسیّب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کے مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے' غوزک کا بھائی بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔

عامر بن مالک کی علمبرداری:

مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انہیں مسلمانوں کے فرودگاہ سے نکال باہر کیا۔ مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحمانی کے حوالے کیا اور فوج کو لے کر واپس روانہ ہو گیا۔ آٹھ روز برابر چلتے رہے۔ مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنے کا ارادہ کیا۔ اور لوگوں سے اس بارہ میں مشورہ لیا۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم ان قریب کے پانی پر جا اتریں گے' اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی میوہ توڑنے چلے جائیں گے اور دشمن آپ کے فرودگاہ کو لوٹ لے جائے گا۔ مسلم نے سورہ بن الحر سے پوچھا کہو ابوالعلاء تمہاری کیا رائے ہے۔ سورہ نے کہا کہ جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لیے اتر پڑا۔

مجاہدین کی پسپائی و مراجعت:

لشکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئی بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جن کی وجہ سے بوجھ بڑھ گیا تھا جلا ڈالا۔ اسی طرح انہوں نے دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلا ڈالا۔ صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کے آگے مزاحمت کے لیے مستعد ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں ہی تلواریں نظر آتی تھیں۔ پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے' اس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھہرایا اور دوسرے دن دریا کو عبور کیا۔ خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

حمید بن عبداللہ کا ترکوں پر حملہ:

حمید بن عبداللہ نے جو مسلمانوں کے ساقہ فوج پر تھا مسلم سے کہلایا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھہر جایئے میرے پیچھے دو سو ترک ہیں۔ میں ذرا ان سے نپٹ لوں۔ حمید اس وقت اگرچہ زخموں سے چور تھا' مگر فوج کے ٹھہرتے ہی ترکوں پر پلٹ پڑا۔ اہل سغد اور ان کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لیے گئے۔ سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے۔ بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اس کے گھٹنے میں آ کر لگا اور اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ:

تمام فوج کو پیاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی' عبدالرحمٰن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھاگلیں پانی سے بھری ہوئی بار کر لی تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر اس نے انہیں نکالا اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اس کے لیے پانی لایا گیا' جابر یا حارثہ بن کثیر' سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اس برتن کو اس کے منہ سے چھین لیا۔ مسلم نے کہا اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی جدت سے بے تاب ہو کر اس نے اس پانی کو چھینا ہے۔ بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو جھیلنے کے بعد مسلمان خجندہ آئے' اور ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ اسی اثناء میں دو سوار عبدالرحمٰن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاؤنی میں آئے' اور اسد بن عبداللہ کی طرف سے عبدالرحمٰن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا عبدالرحمٰن نے اسے مسلم کو پڑھ کر سنایا' مسلم نے بے چون و چرا اس کی تعمیل کے لیے آمادگی ظاہر کی۔

عبدالرحمٰن ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمے لگائے۔ اسحٰق بن محمد الغدانی نے ''پیاس والے دن میں'' سب سے پہلے صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم' شدید' عبدالسلام' ابراہیم اور مقداد تھے۔ ان میں سے نعیم اور شدید بڑے ہی سخت جنگجو تھے۔

حوثرہ بن یزید اور نصر بن سیار کی شجاعت:

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خزرج التغلبی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا' ان کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے۔ مگر حوثرہ بن یزید بن الحر بن الحنیف بن نصر بن یزید بن جعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک ان سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا۔ پھر نصر بن سیار

نے تمیں شہسواروں کے ساتھ ترکوں پر اسی دلیری سے حملہ کیا کہ انہیں ان کی جگہوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا' اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ حوثرہ رقبہ بن الحر کا بھتیجا ہے)

عمرو بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایات:

مسلم کر خراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمہارے موالیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اسے اپنا حاجب مقرر کرنا کیونکہ حاجب تمہاری زبان ہے اور وہ جو کہے گا وہ تمہاری ہی جانب سے سمجھا جائے گا' اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانت داری سے انجام دے' عمال عذر مقرر کرنا۔ مسلم نے پوچھا کہ عمال عذر کیا ہیں۔ عمرو بن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اسی کو ان کا عامل بنا دینا اگر وہ اچھا ثابت ہوا تو اس کا فائدہ تم کو پہنچے گا اور اگر وہ برا ثابت ہوا تو اس کا نقصان باشندوں کو اٹھانا پڑے گا۔ تم اس کے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عائد نہ ہوگی۔

توبہ بن ابی اسید:

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ توبہ بن ابی اسید بنی العنبر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیج دیجیے۔ ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کر دو۔ عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

توبہ ایک وجیہہ' بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا۔ جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اسے مسلم کے پاس بھیج دیا مسلم نے اپنی مہر اس کے حوالے کر دی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو۔ اسید بن عبداللہ کے خراسان آنے تک توبہ مسلم کے ساتھ رہا۔ جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی اس کے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمہاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی مجھے ہے۔ غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا' تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا' نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا۔ فوج والوں کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

ایمان توبہ:

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تا کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے' مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ توبہ کے بعد جو اور لوگ اس کی خدمت پر آئے' انہوں نے پھر فوج سے یہ ہی قسم لینا شروع کر دی تھی۔ جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اس کے لیے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم ان لوگوں میں اس قدر مشہور ہوگئی تھی کہ وہ ''ایمان توبہ'' کے نام سے مشتہر ہوگئی۔

ہشام بن عبدالملک اور سعید بن عبداللہ کی گفتگو:

اس سال خود ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ ابوالزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے

پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان ومناسک لکھ دیجیے میں نے انہیں لکھ دیا' اور ابوالزناد نے ہشام سے جا کر ملاقات کی۔ ابوالزناد لکھتے ہیں کہ اس روز میں ہشام کے پیچھے سواری میں شریک تھا' اتنے میں سعید بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہشام سے آ کر ملا۔ چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لیے سعید بھی سواری سے اتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اس کے پہلو میں چلنے لگا۔ اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی' میں آگے بڑھ آیا اور میں اس کے دوسرے پہلو میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا (میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا) امیر المومنین! اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کے خاندان پر اپنا انعام واکرام کرتا رہا ہے' اور خلیفہ مظلوم کی امداد کرتا رہا ہے۔ ان مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیر المومنین کے خاندان والے ابو تراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں۔ اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اس مقدس جگہ میں ان پر لعنت بھیجیں یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری' اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا اس پر لعنت بھیجنے نہیں آئے' بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں۔ پھر بات کاٹ کر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہو عبداللہ بن ذکوان جس معاملہ کے متعلق میں نے تمہیں لکھا تھا اسے پورا کر دیا میں نے کہا جی ہاں چونکہ میں نے سعید کی اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقع پر سعید کو بہت شاق گزری' چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے جھینپ جاتا۔

ابراہیم بن محمد کی ہشام سے درخواست:

اسی سنہ میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوا تھا کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ آپ کو اللہ اور بیت اللہ اور اس شہر کی جس کی تعظیم کے لیے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے' مجھے واپس دے دیں۔ ہشام نے پوچھا کیا؟ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیر المومنین عبدالملک کے زمانہ میں کیوں چارہ جوئی نہ کی۔ ابراہیم نے کہا بخدا! اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا۔ ابراہیم نے کہا اس نے میرے ساتھ ناانصافی کی۔ ہشام نے کہا عمرو بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ہوتا' ابراہیم نے کہا کہ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک انہوں نے میرا مکان مجھے واپس دے دیا تھا' ہشام نے کہا یزید بن عبدالملک سے کیوں نہ کہا۔ ابراہیم نے کہا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد اس نے پھر مجھ سے چھین لیا' اور اب وہ تمہارے قبضہ میں ہے۔

ہشام نے کہا بخدا اگر تمہیں مارا جاتا تو میں ضرور تمہیں مارتا۔ ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا۔ ابرش اس کے پیچھے تھا۔ ہشام نے اس سے پوچھا کہو ابومجاشع یہ زبان تمہیں کیسی معلوم ہوئی؟ ابومجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے ہشام نے کہا۔ یہ قریش ہیں اور یہ ان کی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہے گی' میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

امارت خراسان پر اسد بن عبداللہ کا تقرر:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری عراق کا والی مقرر ہو کر کوفہ آیا' اور اس نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا' اسد جب خراسان آیا تو اس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا' جب عبور کرنے کے لیے دریا پر آیا تو اشہب بن عبید التمیمی الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اسے روکا۔ اسد نے اس سے کہا کہ مجھے دریا کے پار کرادو۔

اشہب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کر دی گئی ہے۔ اسد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد اور لالچ دلا کر کام نکالو مگر اس نے پھر بھی انکار ہی کیا۔ اب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ اشہب نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں۔ اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کر لیں گے۔ اسد دریا کو عبور کر کے سغد آیا اور اس کی گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ ہانی بن ہانی جو سمرقند کی مال گذاری کا افسر اعلیٰ تھا لوگوں کو لے کر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اس کے سامنے آئی۔ لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد علیٰ حجر (شیر پتھر پر بیٹھا ہے) یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ہانی نے اس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجیے تا کہ ہم آپ کا اسی طرح استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں۔ اسد نے کہا ہاں میں امیر ہو کر آیا ہوں۔ پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اسی مقام پر کھانا کھایا' اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلو میں چلنا چاہے اسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ تیرہ درہم دیئے جائیں گے جو میری آستین میں ہیں۔ اسد اپنے اس استقبال کو دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کی واپسی کا حکم:

بہر حال اب باقاعدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا دو شخصوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کے سپہ سالاری کے حکم تقرر کو دے کر روانہ کیا۔ یہ دونوں شخص عبدالرحمٰن بن نعیم کے پاس جو اس وقت وادی افشین میں مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصہ پر تھا آئے' فوج کے پچھلے حصہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو موالی تھے' اور اہل کوفہ تھے' ان دونوں نے لوگوں سے عبدالرحمٰن کو پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ساقہ لشکر میں ہیں' یہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور حکم تقرر اسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلے آؤ' اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے۔ عبدالرحمٰن نے خط پڑھا۔ اس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لا کر دیا۔ مسلم نے کہا میں بلا پس و پیش تعمیل کے لیے تیار ہوں۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کی مراجعت:

جب اس ردوبدل کی خبر عام ہوئی تو عمرو بن ہلال السدوسی یا تمیمی نے آ کر مسلم کے دو کوڑے اس زیادتی کی وجہ سے جو اس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی' مارے' اور حسین بن عثمان بن بشر بن المحتضر نے اسے گالیاں دیں' مگر عبدالرحمٰن بن نعیم ان کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا انہیں ڈانٹا' ان پر سختی کی اور حکم دیا کہ انہیں میرے سامنے سے نکال دو۔ چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گے۔ اب عبدالرحمٰن تمام فوج کو لے کر واپس ہوا' اور مسلم بھی اس کے ہمراہ روانہ ہوا۔

حسن بن ابی العمرطہ عامل سمرقند:

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا۔ اسد سمرقند سے مرو آیا۔ ہانی کو معزول کر کے اس کی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العمرطۃ الکندی کو جو آکل المرار کی اولاد میں تھا' عامل مقرر کیا۔ حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اس کے پاس آئی' یعقوب بن القعقاع اس وقت خراسان کے قاضی تھے۔ حسن اپنی بیوی کو لینے کے لیے شہر سے باہر گیا۔ اسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آ گئے ہیں۔ ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی' حسن نے سن کر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے ان پر جارحانہ کارروائی کی' ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا' انہیں غلام بنایا' مگر باوجود اس کے بخدا! میں تمہیں ان سے

قریب کروں گا۔ اور تمہارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں سے ملا دوں گا۔

حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید:

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا۔ مگر اس نے اتنی دیر لگا دی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق و ذوق سے جلدی جلدی گیا' مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اس قدر دیر لگا دی۔ حسن کو بھی اس کانا پھوسی کی خبر ہوئی۔ لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور عیب لگاتے ہو۔ اے اللہ! تو ان کا نشان مٹا دے' ان کی موتوں کو جلد بھیج دے' ان پر مصیبت اور تنگی نازل کر دے اور خوشی اور فارغ البالی کو ان سے اٹھا لے۔ یہ تقریر سن کر لوگوں نے دل ہی دل میں اسے خوب گالیاں دیں۔

سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت:

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔ ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اس کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اور بول نہ سکا۔ کہنے لگا مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ. جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہوگئی اور ایک لفظ پھر زبان سے نہ نکل سکا۔ جب منبر سے اتر آیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

ان لم اکن فیکم خطیبا فاننی بسیفی اذا جدا الوغی الخطیب

ترجمہ: ''اگر میں تمہارے سامنے زبان سے تقریر نہ کر سکا تو مجھے کیا پرواہ ہے۔ کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں''۔

اس پر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی آپ خطیب ہوتے۔

عمال:

اسی سنہ میں عبدالصمد بن علی ماہ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال مکہ' مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھا۔ عراق وخراسان کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ القسری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لیے خالد کی طرف سے عقبہ بن عبدالاعلیٰ مقرر تھے' مالک بن المنذر بن الجارود کوتوال تھا۔ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۰۷ھ کے واقعات

اسی سنہ میں عباد الرعینی خارجی نے یمن میں خروج کیا۔ یوسف بن عمر نے اسے اور اس کے تین سو ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام کی قبرص میں آمد:

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرص آیا۔ اس کے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جس کی بھرتی کا ہشام نے اپنے ۱۰۶ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا' یہ جمعیت ۱۰۷ ہجری میں جن کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں شام آئی' اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لیے گئے اور نصف وہیں رہے۔

ابوعکرمہ اوراس کے ساتھیوں کا انجام:

مسلمۃ بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔ اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا۔ نیز اس سال بکیر بن ماہان نے ابوعکرمہ‘ ابومحمد الصادق‘ محمد بن خنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرف داروں کے ساتھ جن کے ہمراہ زیادہ ولید الارزق کا ماموں بھی تھا۔ اپنے اغراض کی اشاعت وتبلیغ کے لیے خراسان بھیجا بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے ان کی چغلی کھائی۔ ابوعکرمہ محمد بن خنیس اور ان کے تمام ساتھی گرفتار ہو کر اسد کے پاس لائے گئے۔ البتہ عمار بچ کر نکل گیا۔ جو لوگ اس کے قبضہ میں آ گئے۔ اسد نے ان کے دست و پا کو قطع و برید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمار بکیر بن ماہان کے پاس آیا‘ ساری سرگذشت سنائی۔ بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کو لکھ بھیجا۔ محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے تمہاری خبر اور تمہاری دعوت کو سچ کیا ہے‘ تم میں سے جو بچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائیں گے۔

مسلم بن سعید سے حسن سلوک:

اسی سن میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا۔ جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اس کی ہمیشہ تعظیم وتکریم کی۔ کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اسے قید کیا۔ مسلم عراق آ گیا‘ ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا‘ مگر مسلم نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمنی ہمارے متعلق اس سے زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم ان کے متعلق رکھتے ہیں۔

نمرون کا قبول اسلام:

اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غرشستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا‘ نمرون نے اس سے صلح کر لی اور اسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہاں کے باشندے آج تک یمنیوں کے موالی ہیں۔

اسد بن عبداللہ کی غور پر فوج کشی:

نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے جہاد کیا۔ جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو باشندوں نے اپنے تمام مال ومتاع کو ایک ایسے عمیق غار میں ڈال دیا جہاں تک پہنچنا غیر ممکن تھا۔ اسد نے صندوق بنوائے اور ان میں آدمیوں کو بٹھا کر رسوں کے ذریعہ نیچے اتارا۔ یہ لوگ جس قدر مال ومتاع نکال سکے نکال لائے۔

بروقان کی فوج کی بلخ میں منتقلی:

اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کر دیا‘ اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے انہیں بلخ میں مکانات بنوا دیئے۔ اور جن کے نہ تھے انہیں بھی بنوا دیئے‘ اور ارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصوں پر تقسیم کر کے ہر حصہ کو علیحدہ علیحدہ بسا دے مگر اس کے دوستوں نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس طرح ان میں دھڑے بندی ہو جائے گی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے۔ اس بنا پر اسد نے ان سب کو خلط ملط کر کے بسا دیا۔ شہر کی تعمیر کے لیے اسد نے معمار و مزدور مقرر کر دیئے۔ ہر پرگنہ پر اس کے محاصل کے اعتبار سے ان کے اخراجات کا بار ڈال دیا‘ اور برمک خالد بن برمک کے باپ کو شہر کی تعمیر کا مہتمم مقرر کر دیا۔

بروقان میں زیادہ تر امراء اور رؤسا بود وباش رکھتے تھے‘ اس کے اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اور بلخ اور نو بہار کے درمیان دو سو قدم کا فاصلہ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے جن کا ذکر ۱۰۶ ہجری کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

۱۰۸ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے جہاد کیا رومیوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ کے متصل واقع ہے جا پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کرا دیا۔ نیز اس سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور رومیوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا۔

عمار العبادی کا انجام:

اس سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا۔ خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبداللہ سے ان لوگوں کی چغلی کھائی۔ اسد نے عمار کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے‘ اس کے ساتھی البتہ بچ کر نکل آئے‘ اور بکیر بن ماہان سے آ کر تمام ماجرا سنایا۔ بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھی بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمہاری دعوت کو سچا کیا اور تمہارے طرف داروں کو بچایا۔

اسی سال میں مقام والق میں آگ لگی‘ جس سے تمام چراگاہ نیز جانور اور آدمی جل گئے۔

اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی:

نیز اسی سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آ لیا۔ مگر اسد قواریان کی طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی عبور کر آیا تھا‘ اس لیے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور ان کا سخت نقصان کیا۔ اس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا:

از ختلان آمذی برو تباہ آمذی

''تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا''۔

اگرچہ سبل اس وقت خاقان سے برسرپیکار تھا مگر خاقان نے اس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

واپسی میں اسد نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ درہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب چل پڑے۔ اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھا دیئے اور ایک رات میں سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا۔ فوج نے تکبیر کہنا شروع کی۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں۔ اس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کر دو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا‘ جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا۔ اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا سامنا کیا اور نہ ترکوں نے انہیں چھیڑا۔

سلم بن احوز کا کارنامہ:

غرض کہ اسد تو بلخ آ گیا' اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے' ترکوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔ ایک دن تو وہ ان سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔ اثنائے جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آ کر میدان جنگ میں نیزہ گاڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک سبز کپڑا اس کے سر پر لپٹا ہوا تھا جس سے اس کا امتیاز ظاہر تھا۔ سلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے۔ میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں۔ شاید میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے۔ نصر نے کہا تمہاری مرضی۔ سلم نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا۔ مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آ رہا اور گھوڑے نے اسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا' مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لیے نکلا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کیے' سلم نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر خود بھی زخمی واپس آیا۔

ترکوں کی شکست:

اب کے نصر نے سلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ نصر بڑھا' دشمن میں جا کر گھس گیا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا اور اپنی جگہ ٹھہر ا رہا۔ اور سلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری اس کارگزاری سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اسے کبھی خوش نہ کرے۔ سلم نے کہا ہاں میرا بھی یہی گمان ہے' اتنے میں اسد کا قاصد ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر تم سے فرما رہے ہیں کہ صبح سے تمہاری کارروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی مطلق خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے' دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔ اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے۔ اس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا' دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا' مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی' مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے شہروں پر تسلط جما لیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سال مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔

اسد کی ختل پر فوج کشی:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں ختل سے شکست کھا کر واپس آیا' جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے:

از ختلان آمذی برو تباہ آمذی

بیدل فراز آمذی

اس ختل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لیے بھیجے اور حکم دیا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا جب غلام انہیں لے کر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انہیں صرف ابن الشخیر خریدے گا (یہ اس وقت بیرونی چوکی میں تھا) شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے دیکھے' انہیں فوراً پانچ سو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو بھیج دیا۔ غلام نے واپس آ کر اسد سے سارا قصہ سنایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

ابن الشخیر اصل میں عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ہے' جو مطرف بن عبداللہ بن الشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔ ابراہیم بن ہشام جو مکہ' مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا۔ اور نیز اس سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو ستہ گذشتہ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۰۹ھ کے واقعات

عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد:

اس سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے ان کے ایک قلعہ طیبہ نام کو مسخر کیا' اس کے ساتھ جو اہل انطا کیہ تھے ان میں سے اکثر لوگ میدانِ جنگ میں کام آئے۔

عمر بن یزید الاسیدی کا قتل:

اسی سال مالک بن المنذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسیدی کو قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ' عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا۔ اس کی کارگذاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ عراق کا جواں مرد ہے۔ یہ تعریف خالد کو بہت بری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المنذر کو توال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کو بہت وقعت کرنا اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا' تا کہ لوگ تمہارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبیداللہ بن عامر کا تذکرہ کیا' مالک نے اس کے خلاف کوئی بات کہی۔ عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اس پر سختیاں کرنا شروع کر دیں۔ کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کی معزولی:

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا۔ نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کر دیا۔ اس کارروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں دھڑے بندی ہوگئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمٰن بن صبح کے پاس لے چلو' (عبدالرحمٰن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا) اس ازدی نے عبدالرحمٰن سے جا کر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری' ہمارا بھائی' معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے' آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا ہے:

ان تنقض الازد حلفا كان اكده — فی سالف الدهر عباد و مسعود
و مالك و سويد اكداه معا — لما تجرد فيها ای تجريد؟
حتى تنادوا اتاك الله ضاحية — و فی الجلود من الايقاع تقصيد

ترجمہ: ''اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گذشتہ زمانہ میں عباد اور مسعود نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی تو اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہوگی' یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا اٹھیں' خدا انہیں رسوا کرے' اس حال میں کہ ان کی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کر دی گئی ہوں''۔

یہ سنتے ہی ابوالبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھ ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ شعر کہا ہے:

الازد اخوتنا وهم حلفاؤنا ما بيننا نكث و لا تبديلٌ

ترجمہ: ''بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں' نہ ہمارے درمیان بدعہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی''۔

عبداللہ نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔

ابوالبرید خاندان علیا بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا۔

اسد بن عبداللہ کا مضریوں پر جبر و تشدد:

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں۔ ان کے کوڑے بھی لگوائے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس نے خطبہ میں کہا' خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے' یہ چہرے فتنہ پردازوں' منافقوں اور مفسدوں کے ہیں' اے اللہ! تو ان میں اور مجھ میں تفریق کر دے۔ اے اللہ تو مجھے میرے مرز بوم اور وطن کو پہنچا دے۔ اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑبڑائے اسے ذلیل کر دے' امیر المومنین میرے ماموں ہیں' خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے' اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمنی تلواریں ہیں۔ یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اس کی ملاقات کے لیے آنے شروع ہوئے۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا' اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سیار' عبدالرحمٰن بن نعیم العامری' سورہ بن الحر الابانی' ابان بن دارم اور بختری بن ابی درہم (از قبیلہ بنی الحارث بن حباد) کا ذکر تھا۔ اسد نے انہیں سامنے بلایا اور انہیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ ساکت و صامت بیٹھے رہے' کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ سورہ نے کھڑے ہو کر اپنا طرز عمل' اطاعت کیشی' اور خلوص کا اظہار کیا۔ اور عرض کی کہ جناب والا کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں ان کا ہمارا سامنا کرایا جائے' مگر اسد نے اس کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے۔ چنانچہ ان کے کپڑے اتار لیے گئے' اور اس نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا۔ ان کا پیٹ بہت بڑا تھا۔ مگر سرین بہت دبلے تھے۔ جب ان پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہو گئے اور ان کی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کا ایک عزیز ایک ہردی چادر اس کے لیے لے کر اٹھا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا' اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دے دے تو اسے ازار پہنا دے۔ اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دے دی' وہ شخص اس کے قریب پہنچا۔ اسے ازار پہنا دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوشمیلہ نے اسے ازار پہنائی' اس سے یہ بھی کہا ابوزہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ محض تادیباً ایسا کر رہے ہیں۔

تمیں بن حمان کی طلبی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے ان لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں میں پٹوایا۔ جب ان کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا تمیں بن حمان کہاں ہے؟ اس پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے بھی پٹوائے' حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے پٹوا چکا تھا۔ کسی نے کہا کہ یہ تمیں بن حمان موجود ہے اور جناب والا حال ہی میں اسے سزا دے چکے ہیں تمیں بن حمان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمہ بن یزید بن حجر بن خنیق بن حمان بن کعب بن سعد ہے۔

نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی روانگی عراق:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے ان کے سر منڈوا ڈالے' انہیں عبدربہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے' جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسیٰ بن ابی بریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیج دیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں ابن ابی بریق کی یہ حالت تھی کہ ان لوگوں میں سے جس کسی کے بال اگ آتے انہیں فوراً منڈوا دیتا۔

بختری بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نصر بن سیار کو پٹواتا۔ بختری کی یہ خواہش اس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہو گیا تھا۔ بنو تمیم نے نصر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہیں ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیں' مگر نصر نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت لعنت ملامت کی اور کہنے لگا کہ اس نے ان کے سروں کو کیوں نہ بھیج دیا۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ سے خطاب:

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا' اس میں کہتا تھا ''اے بلخ والو! تم نے میرا نام زاغ رکھا ہے۔ بخدا میں تمہارے دلوں کو ٹیڑھا کر دوں گا' مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اس کی وجہ سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا' اور دھڑے بندی ہو گئی تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کر دو' چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا' اور اسد خالد سے حج کی اجازت لے کر ماہ رمضان ۱۰۹ ہجری میں عراق آ گیا' اس کے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے۔ اسد نے حکم بن عوانۃ الکلبی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا۔ حکم نے موسم گرما کی مہم تو تیار کی' مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

زیاد ابو محمد داعی بنی عباس:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبداللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کے لیے دعوت دو' اہل یمن میں جا کر فروکش ہونا' اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش آنا۔ اور ابر شہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا' کیونکہ اسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان البلخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لے کر خراسان کے

باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

زیاد اور غالب میں مباحثہ:

بہرحال جب زیاد نے خراسان پہنچ کر بنی عباس کے لیے تحریک و دعوت شروع کر دی تو بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثناء میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا۔ غالب بنی فاطمہ کی فضیلت پیش کرتا تھا اور زیادہ بنی العباس کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا۔ زیادہ نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا۔ اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اسے ملنے آیا کرتے تھے۔ زیاد سوید الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آ کر قیام پذیر ہوا تھا۔

زیاد ابومحمد کی طلبی:

اس زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا' جب اسے زیاد کی کاروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسد بن عبداللہ کو اس کی اطلاع دی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ ابوموسیٰ نے کہا جی ہاں! اسد نے کہا میں نے تمہیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا۔ ابوموسیٰ نے کہا جی ہاں۔

زیاد اور اس کی جماعت کا قتل:

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمہارے متعلق یہ باتیں سنی ہیں' تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے۔ میں تجارت کی غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے' جب مجھے اس کی قیمت وصول ہو جائے گی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ۔ زیاد اسد کے پاس سے آ گیا اور اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہ رنگ دیکھ کر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے' یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اس کا تدارک کیجیے۔ اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اسے دیکھتے ہی کہا۔ کیا میں نے تمہیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی خدشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اسد نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے تمام ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس پر ابوموسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (پورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سن کر اسد کا غصہ اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابوموسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنایا ہے۔ غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دیئے گئے' اس روز صرف دو لڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ سکے' باقی لوگوں کے قتل کا بھی حکم دے دیا گیا۔ وہ مقام کشانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔

زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت:

بعض لوگوں نے یہ بھی کیا ہے کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کے کمر سے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ زیاد دو کے درمیان لٹایا گیا' جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اُچٹ گئی۔ بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے' کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا۔ اس نے ابو یعقوب کو ایک تلوار دی۔ ابو یعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا۔ تماشائیوں کا

اژدحام تھا۔ ابو یعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا۔ تلوار اُچٹ گئی' مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے برأت و بے تعلقی کا اقرار کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے' مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا۔ البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا۔ مگر ان دو میں سے بھی ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی متمکن تھا آیا۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کیا یہ ہمارا کل کا قیدی نہیں ہے؟ اس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجیے۔ لوگ اس کی تشہیر کے لیے بازار میں لائے۔ یہ شخص کہتا جاتا تھا' ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب' اسلام ہمارا مذہب اور محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اس کی گردن مار دی۔ یہ واقعہ یوم اضحیہ سے چار دن پہلے کا ہے۔

کثیر کوفی اور خداش:

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا' ابوالنجم کے پاس آ کر اترا۔ زیاد کے ملاقاتی اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ یہ ان سے باتیں کرتا اور اپنی تحریک پھیلاتا تھا' ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا۔ کثیر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ اب خداش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اس کے پاس آیا اور اب یہ کثیر کے بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمدیہ ﷺ میں اختلاف پیدا کر دیا اس کا نام خداش ہو گیا' اسد نے اپنی امارت کے عہد اوّل میں عیسیٰ بن شداد الرجمی کو ثابت قطنہ کی بجائے کسی سمت کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا' اس پر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کی ہجو کی۔

امارت خراسان پر اشرس بن عبداللہ کا تقرر:

اس سال ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسد بن عبداللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا' اسے حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو۔ اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا۔ لوگ اس کی فضیلت کی وجہ سے اسے کامل کہتے تھے۔ وہ خراسان آیا تو لوگ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے عمیرہ ابوامیۃ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کر کے سمط کو اس کی جگہ مقرر کیا' ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ انہیں قضاءت کا کچھ علم نہ تھا۔ اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا' مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لیے پیش کیا اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے۔ سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں' عبدالملک بن وثار الباہلی کو ان پر متعین کیا۔ تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو:

اشرس جب خراسان آیا لوگوں نے فرط انبساط میں نعرہ تکبیر بلند کیا' جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا' حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں۔ اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھئے' چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکیے' یہاں تک کہ آگ نکلنے لگے' اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں' اشرس نے کہا حیان! میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں' مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آگ کو پیش کر دوں۔ پھر وہ ٹھہر گیا اور گھوڑوں پر سوار ہو گیا۔

یحییٰ بن حصین کا بیان:

یحییٰ بن حصین کہتا ہے اشرس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ ''تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آ رہا ہے جو سخت سینہ والا' کمزور جثہ اور نامبارک ہے''۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ دوسری رات میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو کر آیا ہے' جو سخت سینہ والا (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم' نامسعود' اپنی قوم سے خیانت کرنے والا شکرا ہے:

لقد ضاع جیش کان جعفر امیرھم　　　فھل من تلاف قبل دوس القبائل

فان صرفت عنھم بہ فلعلہ　　　والا یکونوا من احادیث قائل

ترجمہ: ''سمجھ لو کہ وہ فوج تباہ ہوگئی' جس کا سردار شکرا ہو۔ کیا قبائل کے پائمال ہونے سے پہلے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ان کی سرداری سے ہٹ دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے۔ ورنہ یہ سب کے سب اس طرح تباہ ہو جائیں گے' کہ بس ان کا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا''۔

خراسان میں لوگ اشرس کو شکرا کہا کرتے تھے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ابراہیم نے مقام منا میں یوم النحر کے دوسرے دن خطبہ دیا اور کہا کہ میں ابن الوحید ہوں' جو چاہو مجھ سے دریافت کرو' کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے۔ اس پر عراق کے ایک شخص نے اس کی طرف بڑھ کر پوچھا قربانی واجب ہے یا نہیں؟ ابراہیم اس کا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ' مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا۔ بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا۔ ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے' بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا۔ خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ الانصاری بصرہ کے قاضی تھے۔ اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

۱۱۰ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ:

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا۔ بڑھتے بڑھتے باب اللان تک جا پہنچا۔ یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا' ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست و گریبان رہے۔ شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی' اس نے واپسی کی راہ لی' اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اس نے مسجد ذی القرنین کی راہ اختیار کی۔ اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے صمالہ فتح کیا۔

اہل سمرقند و ماوراء النہر کو دعوتِ اسلام:

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفہری امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا' نیز اسی سال اشرس نے ذمی باشندگان سمرقند اور

ماوراء النہر کو دعوتِ اسلام دی' اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی ان پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اس کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے بغاوت برپا کر دی۔

ابوالصیداء صالح بن طریف:

اشرس نے اپنے زمانہ حکومت خراسان میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایک ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لیے ماوراء النہر بھیج دوں۔ لوگوں نے ابوالصیداء صالح بن طریف بنی ضبہ کے آزاد غلام کا نام لیا۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ربیع بن عمران التمیمی ان کے ساتھ کیے گئے۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوتِ اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ خراسان کا خراج ہر فرد پر مشخص ہے۔ اشرس نے یہ بات مان لی۔ ابوالصیداء نے مزید احتیاط کے لیے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں اس کام کے لیے جاتا تو ہوں۔ اگر یہ عمال اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری امداد کرنا۔ سب نے اس کی حامی بھری۔ ابوالصیداء سمرقند روانہ ہوئے۔ حسن بن ابی عمرطۃ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

اہل سمرقند کا قبول اسلام:

ابوالصیداء نے باشندگان سمرقند اور اس کے مضافات کو اسلام کی دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کر دیا جائے گا۔ لوگ جوق در جوق آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ رنگ دیکھ کر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مال گزاری بہت کم ہو گئی ہے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو لکھا کہ خراج کی وصول یابی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچتی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل سغد اور ان جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں' بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں۔ تم دیکھو جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو' فرائض دین کو بجا لاتا ہو' اس کے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ دے تو اس کا خراج معاف کر دیا جائے۔ اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو محکمہ مال گزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ نیز اشحیذ کو اس کی مددگاری پر متعین کیا۔ ابن ابی العمرطۃ نے ابوالصیداء سے کہا کہ اب مال گزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا' لہٰذا آپ اب ہانی اور اشحیذ سے اس معاملہ میں گفت وشنید کریں۔ ابوالصیداء نے ان لوگوں کو نومسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھ بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے مسجدیں بھی بنا لی ہیں' ان حالات کو دیکھ کر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لیں گے سارے باشندے تو عرب ہو گئے۔

نومسلموں سے خراج کا مطالبہ:

اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا ان سے اب بھی لیا جائے۔ چنانچہ ان نومسلموں پر پھر جزیہ عائد کیا گیا۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا' اور سات ہزار سغد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ ابوالصیداء' ربیع بن عمران التمیمی قاسم الشیبانی' ابو فاطمۃ الازدی' بشر بن جرموز الضبی' خالد بن عبداللہ النحوی' بشیر بن زنبور الازدی عامر بن قشیر ابوبشیر' الجندی۔ بیان العنبری اور اسمٰعیل بن عقبہ ان کی امداد کے لیے ان کے ساتھ جا شریک ہوئے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو فوج کی سپہ سالاری سے موقوف کر دیا۔ اور اس کی جگہ مجشر بن

مزاحم السلمی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی کو اس کا مددگار بنایا۔

ابوالصیداء کی گرفتاری:

مجشر نے سمرقند پہنچتے ہی ابوالصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آ کر ملیں۔ اور اپنے ساتھ دوسرے اپنے ساتھیوں کو بھی لائیے۔ ابو الصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے۔ مجشر نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ ابوالصیداء نے کہا تم نے بدعہدی کی اور جو قبول کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بدعہدی نہیں کہا جا سکتا۔ ہانی نے ابوالصیداء کو تو اشرس کے پاس بھیج دیا اور ثابت کو اپنے ہی پاس قید رکھا۔ جب ابوالصیداء اس طرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیج دیئے گئے تو ان کے ساتھی ایک جا جمع ہوئے اور انہوں نے ہانی سے لڑنے کے لیے ابوفاطمۃ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ہانی نے کہا ذرا ابھی ٹھہرے رہو میں اشرس کو لکھتا ہوں' ان کی رائے معلوم ہو جانے دو' جیسا وہ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ ان لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا۔ اشرس نے جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے۔ یہ سنتے ہی ابوالصیداء کے متبعین چلے گئے مگر اس سے اب ان کی طاقت بہت کمزور ہوگئی۔ جتنے ان میں سر برآوردہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لیے گئے۔ اور انہیں مرو بھیج دیا گیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔

عجمی سرداروں کی اہانت:

اشرس نے ہانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بھی شریک افسر مال گزاری مقرر کیا۔ ہانی اور دوسرے مال گزاری کے عہدہ داروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں' بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی۔ مجشر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا۔ یہ لوگ سامنے کھڑے کیے گئے' ان کے کپڑے پھاڑے گئے۔ ان کے ٹپکے ان کی گردنوں میں ڈالے گئے۔ یہاں تک کہ نومسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہوگیا اور ترکوں میں اس وجہ سے جوش وخروش پیدا ہوگیا۔

نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک:

ثابت اسی طرح عرصہ تک قید میں پڑا رہا۔ جب نصر بن سیار مجشر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیثی کی نگرانی میں اشرس کے پاس بھیج دیا۔ اشرس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ چونکہ نصر بن سیار ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا۔ اس کے ساتھ ملاطفت عطوفت برتی تھی اس لیے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدہ بھی کہا۔

اشرس کی آمل میں آمد:

اشرس جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ آمل آیا۔ یہاں تین ماہ تک پڑا رہا۔ قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا۔ قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ اہل سغد' اہل بخارا جن کے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے۔ کفار نے قطن کا اس کی خندق ہی میں محاصرہ کر لیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا کہ زینیں کھول کر گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانور کھلے بندوں چر رہے تھے' انہیں لوٹ کر لے گئے اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ اس جماعت نے ترکوں

کا تعاقب کیا' آ مل میں ان سے جا لڑے اور جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے اسے چھڑا لائے۔ جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا عبور کر کے ان پر آئے۔ اب اشرس تمام فوج کے ساتھ دریا کے اس پار قطن بن قتیبہ سے آ ملا۔ اشرس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے بڑھایا۔ ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ یہ بھی ان سے لڑ پڑے' بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے۔ مسعود شکست کھا کر اشرس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

اشرس اور ترکوں کی جنگ:

دشمن اور آگے بڑھا۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچا' مسلمانوں نے حملہ کیا' ترکوں نے بھی معرکہ جدال وقتال گرم کر دیا۔ مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا' مگر انہوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی سے داد مردانگی دی کہ دشمن کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ اور اس نے شکست کھائی۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ اور ہلاکت:

اشرس مسلمانوں کو لے کر بیکند پہنچا۔ ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی' دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے' کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا۔ پیاس نے بیتاب کر دیا۔ مجبوراً اس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا۔ اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دشمن نے ان کی مزاحمت کی' یہ ان سے نبرد آزما ہو گئے۔ مگر پیاس کی اس قدر شدت بڑھی کہ اس کی تاب نہ لا سکے' سات سو جان بحق ہو گئے اور ان میں لڑنے کی طاقت نہ رہی۔ رباب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے۔ ضرار بن حصین تھک کر اس قدر چور ہو گیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے۔ اس نازک حالت کا احساس کر کے حارث بن سریج نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاسے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقبیٰ میں باعث اجر عظیم ہے۔ یہ کہتے ہیں حارث بن سریج' قطن بن قتیبہ اسحٰق بن محمد وکیع کا بھتیجا' بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بے جگری سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹا دیا۔ تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے' سب نے سیر ہو کر خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ:

ثابت قطنہ کا عبدالملک بن وثار الباہلی کے پاس گزر ہوا۔ ثابت نے اس سے کہا کہو عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگالوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبدالملک ان کاموں سے فارغ ہو کر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لیے چلے۔ ثابت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول وطریقوں کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ ثابت نے مسلمانوں کو مرنے مارنے کے لیے جوش دلایا سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا۔ نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ثابت اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صخر بن مسلم بن النعمان العبدی' عبدالملک بن وثار الباہلی' وجیہہ الخراسانی' عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا۔ مگر قطن بن قتیبہ اور اسحٰق بن محمد بن حسان نے بنی تمیم وقیس کے کچھ سواروں کو ایک جا جمع کیا۔ ان سب سے آخر دم تک لڑنے کا عہد لیا' اور دشمن پر ٹوٹ

پڑے۔ ترکوں نے بھی مقابلہ کیا' مگر مسلمانوں نے انہیں زک دی اور ان سے میدان کو صاف کر دیا۔ اور انہیں قتل کرتے ہوئے ان پر چڑھ بیٹھے' پردۂ شب نے آ کر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا۔ دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آ کر ان کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔

وجیہہ البنانی کا بیان:

وجیہہ البنانی نے خانہ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا' مسلمانوں میں سے بہت سے آدمی شہید ہو گئے میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا۔ جب میں پڑا ہوا تھا' میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے' ترک میرے پاس بھی پہنچے' ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اسے نہ مارو۔ کیونکہ ابھی اسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے' اور اس کی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا۔ اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کر لیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے۔

وجیہہ البنانی کی شہادت:

حج کے بعد یہ شخص پھر خراسان واپس چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا۔ وازع بن فائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجیہہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گذرا' میں نے ان سے پوچھا ابو آسما آج آپ کی صبح کیونکر ہوئی' اس نے جواب دیا کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان و سرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی' اے اللہ! تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے' یہ کہہ کر وجیہہ عام فوج میں جا ملا۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا' اور ان کی تلوار ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی' اسی حالت میں جا کر شہید ہوا۔ ہیثم بن المنخل العبدی بھی شہید ہوا۔

ثابت قطنہ کی شہادت:

جب اشرس اور ترکوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی:

''اے خداوند! میں گذشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا۔ آج رات تو مجھے اپنا مہمان بنا لے' بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی امیہ مجھے فولادی بیڑیوں میں مقید دیکھیں''۔

اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا۔ اس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھلائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ ایک تیر اس کے گھوڑے کو لگا' گھوڑا اچھلا اور الف ہو گیا' ثابت نے اسے مار کر آگے بڑھایا۔ اب خود ثابت پر تلوار کا ہاتھ پڑا اور وہ زخمی میدان جنگ سے اٹھایا گیا۔ جب میدان میں پڑا ہوا تھا کہہ رہا تھا:

''اے خداوندا! آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تھا آج شام کو تیرا مہمان ہوں' تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجیو''۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمے نصب کیے۔ چونکہ یہاں انہیں پانی دستیاب نہ ہوا' اس لیے دوسری صبح کو وہاں سے کوچ کر دیا۔ جب رئیس بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اس کا محل ایک میل کے فاصلہ پر رہ گیا۔ ایک ہزار سوار اس کے سامنے آئے' انہوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ کا احاطہ کر لیا۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھا گئی

کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

غوزک کی علیحدگی:

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور دیسی رؤسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہوگئی تھی اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھ کر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہوگیا۔ حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں' اگرچہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر اس واقعہ میں ترکوں سے جا ملا۔ قطن نے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا' اس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قاصد آ رہا ہے غوزک ترکوں سے جاملا۔

غوزک کی علیحدگی کی وجہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا' اس لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوایا۔ غوزک نے اشرس کے قاصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہین کرسکوں اس لیے تم اس کا مطالبہ نہ کرو' مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیج دو۔ اس پر غوزک نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اشرس کا بوادرہ میں قیام:

اس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا' اور عمیرۃ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمہ مال گزاری کا افسر اعلیٰ تھا۔ اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے۔ عمیرۃ ان لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔

قریش بن ابی کہمس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمہارے سارا لشکر موجود ہے۔ اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا اس وقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فروکش ہوا۔ پھر اسی مقام سے ہٹ کر اس گھاٹی کی طرف جسے بوادرہ کہا جاتا تھا چلا گیا۔ سیابہ یا شبابہ قیس بن عبداللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں سے آ کر مل گیا۔ جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے۔

سیابہ کا مسلمانوں کو مشورہ:

خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں مخصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے۔ سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمہارے پاس سے گزرے گا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اس کے سامنے آ جائیے۔ جب وہ آپ کے مستعدی اور ساز و سامان دیکھے گا تو اسے آپ پر فتح حاصل کرنے کی توقع جاتی رہے گی۔ اس پر کسی مسلمان نے کہا کہ اس کی ضمانت لے لی جائے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے۔ مگر اوروں نے اس کا کہنا نہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے۔ ہم اس کی خیر خواہی اور خلوص نیت سے واقف ہیں' اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا تھا۔ صبح کو خاقان ان کی طرف بڑھا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اس کا قصد بخارا جانے کا ہے'

بخارا جانے والا راستہ لے لیا۔ مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اتر پڑا' اور حملہ کے لیے تیار ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی' عین اس وقت جب کہ ترکوں نے ابھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور کرنا ہی چاہتے تھے کہ مسلمان اس ٹیلہ پر چڑھے' وہاں جا کر دیکھا کہ فولاد کا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے۔ جس میں اہل فرغانہ طار بند' افشینہ' نسف اور بخارا کے رؤسا شامل ہیں۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ:

اس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کلیب بن قنانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ترکیب یہ کرو کہ اپنے گھوڑوں کو فولادی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لے جاؤ یہ ظاہر کرنے کے لیے گویا تم انہیں پانی پلانے لے جا رہے ہو۔ جب وہاں پہنچ کر ان کی جھولیں اتار دو تو شہر کے دروازہ کے راستہ پر پڑی جانا کیے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں۔ ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اس طرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گذار مواقع میں حملہ کر دیا۔ مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے۔ اس لیے ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جا لملایا اور مہلب نام ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساقہ فوج میں تھا شہید کر ڈالا' ترک ان سے لڑے اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے۔ اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی۔ ایک عرب نے سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے ان کے منہ پر پھینکا' جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین و مجروحین سے دور چلے گئے۔ شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔

خسرو بن یزدجرد کی پیشکش:

خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا' اور کہنے لگا عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو' یہ میں ہوں جو خاقان کو اس لیے لایا ہوں کہ تا کہ وہ میری سلطنت مجھے دلا دے اور میں تمہارے لیے اس سے وعدۂ امان حاصل کرلوں گا۔ مگر عربوں نے اسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

بازغری کی سفارت:

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا۔ یہ ماوراء النہر کے باشندوں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا' خاقان اس کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہمراہ خاقان کے اعزا میں سے بھی دو شخص تھے اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے' بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجیے تا کہ میں قریب غری شہر کے بالکل قریب آ گیا۔ مسلمان شہر کی فصیل پر آئے دیکھا کہ اس کے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجئے تا کہ میں اس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے مہرہ باشندہ ورثن کے آزاد غلام حبیب کو اس کے پاس بھیجا۔ ترکوں نے اس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے۔ مسلمانوں نے یزید بن سعید الباہلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لیے بھیجا۔ بازغری نے کہا یہ دیکھئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور

عمائدین عرب اس کے پاس قید ہیں' مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ چھ سو ہے میں ایک ہزار کر دوں گا اور جس کی تین سو ہے' اس کی میں چھ سو کر دوں گا اور اس کے بعد ہی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات کرنے کے لیے تیار ہے۔

یزید بن سعید الباہلی کی تجویز:

یزید نے کہا اس طرح صلح نہیں ہو سکتی' عرب اسے کیونکر منظور کریں گے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑ یئے ہیں اور ترک بکریاں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہو سکتی۔

بازغری کو یہ جواب سن کر بہت طیش آیا۔ دو ترک جو اس کے ہمراہ تھے کہنے لگے ہم کیوں نہ اس کی گردن مار دیں۔ بازغری نے کہا مگر وہ امان لے کر ہمارے پاس آیا ہے' یزید ان کی گفتگو کو سمجھ گیا ڈرا اور کہنے لگا ہاں! سنو بازغری تمہاری بات اس طرح مانی جا سکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کر دو' ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے۔ پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہو تو ہم اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہو گا جو دوسرے اہل سغد کے شہروں کا ہو گا۔

یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت:

اس تجویز کو بازغری اور ان دونوں ترکوں نے جو اس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جا کر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جس پر ہمارا تمہارا سمجھوتہ ہوا ہے۔

یزید شہر کی طرف آیا۔ اس نے رسی کا سرا تھام لیا اور فصیل پر سے دوسرے لوگوں نے اوپر کھینچ لیا۔ فصیل شہر پر پہنچ کر یزید نے بلند آواز سے کہا' اے کمرجہ کے باشندو متحد ہو جاؤ' کیونکہ یہ لوگ ایمان کے بعد تمہیں کفر کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے۔ یزید نے کہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو' تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر ظاہر کر دو۔

مسلمان قیدیوں کے زرفدیہ کی پیشکش:

تمام باشندے ترکوں کے قاصدوں کے سامنے شہر کی فصیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم ان مسلمان قیدیوں کو جو تمہارے قبضہ میں ہیں' بھیجتے ہو تو ہم ان کا فدیہ ادا کر دیتے ہیں' البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کے ماننے کے لیے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ بازغری نے کہا۔ تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے' کیونکہ ہم تمہیں بھی اسی طرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جس طرح کہ ہمارے پاس یہ قیدی ہیں۔ ترکوں کے پاس حجاج بن حمید النضری بھی قید تھا۔ اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کیوں کچھ نہیں بولتے۔ حجاج نے کہا میں مجبور ہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

بازغری کا خاتمہ:

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں۔ ترکوں نے گیلی لکڑیاں خندق میں بھرنا شروع کیں' مگر ساتھ ہی اہل کمرجہ خشک

لکڑیاں ڈال دیتے' یہاں تک کہ خندق پر ہوگئی' تاکہ ترک اس پر سے گذر کر شہر پر حملہ کر سکیں' مگر اہل کمرجہ نے اس لکڑی کے انبار میں آگ لگا دی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ اسی وقت شدید ہوا چلنے لگی' لکڑیوں نے فوراً آگ لے لی اور مشتعل ہوگئیں' اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا وہ ایک گھنٹہ میں آگ کی نذر ہوگیا۔ علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقعہ پر ترکوں پر خوب تیر برسائے انہیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا' ایک تیر بازغری کی ناف میں آ کر لگا۔ جس سے اس کا پیشاب بند ہوگیا اور وہ اسی رات کو مر گیا۔ اس کے ماتحت ترکوں نے اس کی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لیے۔ صبح کے وقت ایک عجیب حالت ان پر طاری ہوئی' اپنے سروں کو نیچے کیے اس کی موت پر رونے لگے' اور واقعی اس کی موت کا انہیں بہت سخت صدمہ ہوا۔

مسلم قیدیوں کی شہادت کا انتقام:

جب دن زیادہ چڑھ گیا' ترک ان سو مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابوالعوجا العتکی اور ان کے ساتھی تھے' اور ان سب کو شہید کر ڈالا۔ اور حجاج بن حمید النضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کی طرف پھینک دیا' مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دو سو آدمی تھے یا ان کے پاس بطور یرغمال تھے۔ مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور اب موت کے لیے تیار ہوگئے۔ جنگ نے شدید صورت اختیار کر لی' مسلمان خندق کے دروازہ پر آ جمے۔

جنگ کمرجہ:

شہر پناہ پر پانچ سردار علیحدہ علیحدہ مقامات پر مقابلہ کے لیے متعین ہوگئے' کلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا' کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو۔ ظہیر بن مقاتل الطفادی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں' وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا' اپنے نوجوانوں سے کہا تم میرے پیچھے آؤ۔ اس روز ان سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے۔ کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کیسی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراء النہر کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کمرجہ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گذری کہ میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا' باشندگان کمرجہ کی یہی حالت عرصہ تک قائم رہی' پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آ کر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ خاقان نے اہل سغد' فرغانہ' شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اس میں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اسے پانچ دن میں فتح کر لوں گا۔ حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک شہر سر نہ ہو سکا' اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر چلو' مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو اسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ کل تشریف لایئے پھر تماشہ دیکھئے۔

ملک طار بند کا حملہ:

دوسرے دن خاقان آیا' اور ایک جگہ آ کر ٹھہر گیا۔ ملک طار بند نے اس کے پاس جا کر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقع پر کامیابی سے گذرو گے۔ خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا' ملک طار نے کہا' عرب لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجیے اور میں ان پر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے اس کی درخواست کو منظور کیا۔ ملک طار بند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا۔ اس کے آٹھ آدمی کام آ گئے۔ یہ شہر پناہ کے ایک شگاف پر آیا۔ اس شگاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جس کا راستہ اسی شگاف کی طرف سے تھا۔ مکان کے اندر ایک تمیمی عرب

مریض پڑا ہوا تھا اس نے ملک طار بند پر چمٹا پھینک کر مارا' وہ اس کی زرہ ہی میں اٹک رہا۔ پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو آواز دی' مگر ترکوں نے کمند ڈال کر کھینچ لیا' یہ منہ اور گھٹنے کے بل گرا' کسی نے ایک پتھر اس کے رسید کیا جو اس کی کان کی جڑ میں آ کر لگا' جس سے وہ گر پڑا' ایک شخص نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرد نوجوان ترک نے آ کر اس کو بالکل ہی ختم کر ڈالا۔ اس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

ملک طار بند کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اس طرح شہید کیے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت وحمیت دلائی تا کہ اس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھروندا بنایا تھا اور اسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جما دیا تھا۔ اس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اس کے پیچھے قادر انداز بٹھا دیئے تھے۔ جن میں غالب المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے۔ جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔ ملک طار بند شہر کے قریب آ کر خندق میں اترا' ناجی نے اس پر تیر مارا' جو اس کی ناک کے بانسہ پر لگا' مگر چونکہ وہ تبتی نقاب دار خود پہنے تھا اس لیے تیر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ شیبانی نے بھی اس پر تیر مارا حالانکہ سوائے اس کی دونوں آنکھوں کے اس کے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اس کے سینہ میں جا کر پیوست ہو گیا' جس کے صدمہ سے وہ الٹ گیا' اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے' ان کے دل بڑھے اور حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس روز خوب داد مردانگی دی۔

خاقان کی اہل کمرجہ کو پیشکش:

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا کر بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کیے بغیر اسے چھوڑتے نہیں' اس لیے ہم تو یہاں سے جائیں گے نہیں' بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اس کے جواب میں کلیب بن قنان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تاوقتیکہ مر نہ جائیں دشمن کے حوالے کر دیں' اس لیے جو تمہارے جی آئے تم کرو۔ اب ترکوں نے دیکھا کہ اس طرح ان کا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے۔ اس لیے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کو ساتھ لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔ تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے گی' تمہیں اختیار ہے چاہے سمرقند چلے جاؤ یا دبوسیہ' مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کر لو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

غالب بن مہاجر الطائی کی روانگی سمرقند:

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی ان تکالیف وشدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سمرقند سے مشورہ کر لیں۔ غالب بن مہاجر الطائی اس کام کے لیے روانہ کیا گیا۔ یہ دریا کے ایک مناسب مقام پر اتر کر فرزانہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا' جس کا رئیس اس کا دوست تھا۔ غالب نے اس سے کہا کہ میں سمرقند بھیجا گیا ہوں تو تم کوئی سوار مجھے دو۔ اس رئیس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے پچاس جانور ایک باغ میں ہیں۔ غالب اور دونوں اس باغ میں آئے۔ غالب نے ان میں سے ایک اچھا سا گھوڑا لیا' اس پر سوار ہوا' اور ایک اور کوتل اپنے ساتھ لے

لیا۔غرض کہ یہ اسی رات کو سمرقند پہنچا' سارا ماجرا انہیں سنایا اہل سمرقند نے اسے دبوسیہ کا مشورہ دیا اور کہا' تم سے زیادہ قریب واقع ہے۔غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

کورصول کی بطور یرغمال طلبی:

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لیے تاکہ ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے' اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لیے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ترکوں نے کہا جسے چاہو تمہارے حوالے کر دیں۔مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا' اور یہ اس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزل مقصود کو نہ پہنچ گئے۔

محصورین کرجہ کی روانگی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا' اس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو۔مگر مختار بن غوزک اور سغد کے رؤساء نے اس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ انہیں امان دے دیجیے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے ان کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت ان کے لیے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کے ہمراہ رہے کہ اگر کوئی شخص ان کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اسے روک دے۔

خاقان کی مراجعت:

غرض کہ ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔خاقان بھی وہاں سے روانہ ہو گیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے۔مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو یرغمال تھے ان میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے۔جب خاقان روانہ ہو گیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو' مگر عربوں نے کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادا ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں۔علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہ ہی آتش جنگ وجدال مشتعل ہو جائے گی' جس کی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ:

یہ تقریر سن کر کورصول خاموش ہو رہا۔جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہو گئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کر لی کورصول نے اب انہیں کوچ کے لیے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا ڈر ودہشت ہے یہ صرف یہاں سے دو فرسخوں تک ہے' اس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگیں گے۔غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے۔ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے ان میں شعیب البکری یا نصری' سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے' روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لے کر بیٹھ گیا اور اس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا۔غرض کہ اس طرح عرب ان یرغمالوں کو لے کر چلے۔پھر عجمیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگ جو

موجود ہیں اس لیے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔عربوں نے کہا اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمہاری حمایت میں ان سے لڑیں گے۔ چلتے چلتے جب دبوسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہ گیا' تو شہر والوں نے سواروں اور بیرقوں کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کمرجہ مسخر ہو گیا ہے' اور اب خاقان نے ان پر چڑھائی کی ہے۔

محصورین کا دبوسیہ میں استقبال:

جب یہ جماعت اور قریب پہنچی دیکھا کہ دبوسیہ کے باشندے مقابلہ کے لیے بالکل تیار صف بستہ ہیں۔کلیب بن قنان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لیے شہر کی طرف دوڑایا۔عقیل بن ورادالغدی دبوسیہ کا حاکم تھا۔ جب ضحاک ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ضحاک نے جا کر ساری کیفیت سنائی۔اب کیا تھا' اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دبوسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کو دوڑ پڑے' جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا' اسے انہوں نے سوار کرالیا۔پھر کلیب نے محمد بن کراز اور محمد بن درہم کو بلایا' تاکہ وہ دونوں سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع کرائیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

یرغمالوں کا تبادلہ:

اب عربوں نے یرغمالوں کو چھوڑنا شروع کیا۔صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ اب صرف سباع بن النعمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہ گیا۔اب ہر فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا' مگر سباح نے کہا کہ ترکوں کے یرغمال کو چھوڑ دو' چنانچہ مسلمانوں نے اسے بھی رہا کر دیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہ گیا۔کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا۔سباع نے کہا مجھے تمہاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے ارفع ہو کر ایسے موقع پر بدعہدی کرو۔کورصول یہ سن کر بہت خوش ہوا' اسے اپنا دوست بنالیا ہتھیار دیئے اور ایک گھوڑے پر سوار کر کے سباع کو اس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیج دیا۔

کمرجہ اٹھاون دن محصور رہا' پینتیس دن تک مسلمانوں نے اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا۔خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کر دی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ ان کا گوشت کھالو' اور ان کی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو پاٹ دو' فوج نے حسب الحکم تعمیل کی' مگر خدا نے بادل بھیجے' اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے' خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔

اہل کمرجہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جن میں ابن شیخ بن ناجیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

اہل کردر کی بغاوت وسرکوبی:

اسی سنہ میں اہل کردر نے بغاوت کر دی۔مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی۔ترکوں نے اہل کردر کی امداد بھی کی تھی۔اشرس نے اس فوج کی امداد کے لیے جوان کی سرکوبی کے لیے روانہ کی گئی تھی' ایک ہزار کی تعداد میں ان مسلمانوں کو بھی جو کردر کے قریب تھے روانہ کر دیا تھا۔یہ جماعت بھی اسی مقام پر جا پہنچی' مگر اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست

دے کر بھگا دیا تھا اور اب اہل گرزر پر بھی فتح حاصل کر لی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ نے بلال بن ابی بردہ کو کوتوالی' محافظ دستہ کی افسری اور قضاۃ کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کر دیا تھا گویا اس طرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اس نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو منصب قضا سے برطرف کر دیا تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل کی امارت میں حج ہوا' اور یہ ہی اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ' بصرہ اور تمام عراق کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ تھا' اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

باب ۴

جنید بن عبدالرحمٰن

۱۱۱ھ کے واقعات

عبداللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے دائیں جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی۔ ہشام نے حکم بن قیس بن مخزمہ عبدالمطلب بن عبدالمناف کو تمام اہل شام ومصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

اشرس کی معزولی:

ترکوں نے آذربائیجان کی سمت پیش قدمی کی' حارث بن عمرو نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔ ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ جنید بن عبداللہ المزنی کو مقرر کیا۔ شداد بن خالد الباہلی نے ہشام سے جا کر اشرس کی شکایت کی' ہشام نے اشرس کو موقوف کر دیا اور جنید بن عبدالرحمٰن کو اس جگہ خراسان کا والی مقرر کر دیا۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا امارتِ خراسان پر تقرر:

جنید کے اس عہدہ پر سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جواہرات کی ایک مالا تحفتہً نذر دی جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے خود ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفتہً نذر دیا اس کے صلہ میں ہشام نے اسے خراسان کا والی بنا دیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اس کی سواری کے لیے دیئے' اگرچہ جنید نے ان سے زیادہ کی درخواست کی مگر ہشام نے اسے منظور نہیں کیا۔

جنید کی خراسان میں آمد:

جنید پانچ سو ہمراہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اس وقت اشرس اہل بخارا' اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا۔ جنید نے لوگوں سے کہا کہ مجھے کوئی شخص بتاؤ جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے۔ خطاب بن محرز السلمی اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا۔ جب جنید آمل پہنچا' تو خطاب نے اسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اس کے گرد کے لوگوں کو حکم دیجیے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں' مگر جنید نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ دریا کو عبور کیا اور اشرس کو لکھا کہ آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لیے بھیج دیجیے۔ نیز اسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اس کے کہ رسالہ میری امداد کو پہنچے دشمن راستہ روک دے۔

عامر بن مالک الحمانی کی روانگی:

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا۔ یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اس کے سامنے آ گئے تاکہ جنید کے پاس پہنچنے سے اسے روک دیں۔ عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا اور اس دیوار کے شگاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم' اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا دشمن کا ایک تیر اس کے سوراخ بینی میں آ کر پیوست ہوا جو دوسرے سوراخ بینی تک سرایت کر گیا۔ عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا اے ابوالزاہر تم تو کڑک مرغی معلوم ہوتے ہو۔

خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ:

اس شگاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جس کے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور واصل بن عمرو القیسی خدمت گاروں کو لے کر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے' اور وہاں لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انہیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اس پر بیٹھ کر اس جوہڑ کو اس طرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے ان کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اس کے خدمت گاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس جھڑپ میں واصل کے زیر ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا۔ خاقان اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے۔ عامر بن مالک اس دیوار کی پناہ سے نکل کر جنید سے آ ملا جس کے پاس اس وقت سات ہزار فوج تھی اور اب اس کے ساتھ ہو کر پھر میدان کارزار کی سمت چلا' جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

ترکوں کی شکست:

جب یہ فوج بیکند سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہ گئی تو ترکوں کا رسالہ ان کا مزاحم ہوا' اور جنگ شروع ہو گئی' اس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ دیا وہ بڑھ کر دشمن کے پڑاؤ پر آ پہنچا۔ جنید کو فتح ہوئی اس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ اب خاقان نے اس کی طرف پیش قدمی کی اور مقام زرمان واقع علاقہ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا قطن بن قتیبہ' جنید کے ساقہ لشکر تھا اور واصل اہل بخارا کی جماعت میں تھا' اور اس مقام میں آ کر قیام کیا کرتا تھا۔ ملک شاش کو زہر دے دیا گیا۔ جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ نیز اس جہاد میں اس نے مجشر بن مزاحم کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا' سورہ بن الحر کو از قبیلہ بنی ابان بن دارم' کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید کے وفد کی روانگی دمشق:

جنید نے ان واقعات کی جو اسے اس سمت میں پیش آئے تھے اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عمارہ بن معاویہ العدوی محمد بن الجراح العبدی اور عبدربہ بن ابی الصالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آ کر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے۔ اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے مرو آ گیا۔

خاقان نے اس موقع پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اس ناز و نعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دے دی مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

مضری عربوں کی تقرری:

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیئے مگر صرف مضری عربوں کو عہدے دیئے۔ قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا' ولید بن القعقاع العبسی کو ہرات کا عامل مقرر کیا۔ حبیب بن مرۃ العبسی کو اپنی فوج خاص کا سردار بنایا اور مسلم بن عبدالرحمٰن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ اس کے تقرر کے وقت نصر بن سیار بلخ کا عامل مقرر تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اس وقت وہ سو رہا تھا' لوگ اسے محض ایک قمیص ہی میں جو وہ اس وقت پہنے تھا' لے آئے' پائجامہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اسی قمیص کو اپنے بدن پر سمیٹتا جاتا تھا۔ مسلم یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہوا' اور لوگوں سے کہنے لگا' مضر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے' تم نے برا کیا۔ پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی عاملی سے معزولی کر کے اس کی جگہ یحییٰ بن ضبعیہ کو مقرر کیا۔ شراد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مال گذاری کا افسر مقرر کیا۔ سمہری بن قعنب بھی جنید کے ساتھ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا' اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جس کا کہ گذشتہ سنہ میں تھا۔ خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۱۲ھ کے واقعات

فتح خرشنہ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا اور ملطیہ کے راستہ سے پیش قدمی کر کے خرندیہ کو جلا ڈالا۔

ترکوں کا اردبیل پر قبضہ:

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے۔ جراح بن عبداللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر چونکہ اس کے پاس اس کی پوری فوج نہ پہنچ سکی' اس لیے جراح معہ اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل فتح کر لیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو آرمینیا پر اپنا جانشین چھوڑا تھا ترکوں نے جب مقام بلنجر پر جراح کو شہید کر ڈالا' اور ہشام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی' اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو بلایا' اور اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا۔

سعید بن عمرو الحرشی کی روانگی:

حرشی نے عرض کیا' امیر المومنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈر اس قدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے پیٹھ موڑنے والا نہ تھا۔ بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے پوچھا اب کیا کرنا چاہیے۔ حرشی نے کہا جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرما دیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے سرداروں کو حکم بھیج دیں کہ وہ مجھ سے آملیں' ہشام نے اس کی درخواست کے مطابق عمل کیا تھا۔

جراح بن عبداللہ کی شہادت کی وجہ:

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بنا کر خاقان کے پاس لے گئے۔ مگر حرشی نے ان قیدیوں کو ترکوں کے پنجہ سے نکال لیا' اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔

جنید بن عبدالرحمٰن نے دوران جنگ میں کسی رات کو کہا کہ اس گھاٹی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہوگا جو جراح کا ہوا۔ اس پر اس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جراح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جوشیلے جانباز تھے مقابلہ میں شہید ہو گئے رات ہوتے بیشتر لوگ پردۂ شب کی آڑ لے کر اپنے آذر بائیجان کے قصبات میں اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ صبح کے وقت جراح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہ گئی۔ اس وجہ سے جراح مارا گیا۔

مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب:

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمۃ بن عبدالملک کو ترکوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اثناء پیش قدمی میں شدید سردی' بارش اور برف باری کا اسے مقابلہ کرنا پڑا' مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں باب سے بھی آگے نکل گیا اور حارث بن عمرو الطائی کو باب پر چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں شہید جنگ ہوئی۔ نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔

سورہ بن الحر کی جنید سے امداد طلبی:

۱۱۳ھ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا' اور دریائے بلخ پر آ کر فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان روانہ کیا۔ اور ابراہیم بن بسطام اللیثی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری سمت بھیجا' ترک بھی لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاد سورہ بن الحر متعلقہ بنی ابان بن درام متعین تھا آ دھمکے' سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لے کر چڑھ آیا ہے' میں نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اس کے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لیے آپ میری امداد کو پہنچئے۔

جنید کی پیش قدمی:

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر مجشر بن مزاحم السلمی' ابن بسطام الازدی' اور ابن صبح الحرقی نے اس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اور جیسا نہ سمجھیں' یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے۔ اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منقسم کر دیا ہے۔ مسلم بن عبدالرحمٰن نیروذ میں ہیں۔ بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے۔ عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔

مجشر نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ ابھی توقف کیجیے اور جلدی نہ کیجیے۔

جنید نے کہا مگر سورہ اور اس کے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کا کیا حال ہوگا' اگر صرف بنی مرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں

سے آئے تھے وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انہیں لے کر دریا کو عبور کر جاتا۔

جنید کی کس میں آمد:

بہرحال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے کس آیا۔ اشہب بن عبید الحنظلی کو دشمن کی خبر لینے کے لیے بھیج دیا گیا تھا۔ اس نے واپس آ کر جنید سے کہا کہ دشمن آ پہنچا ہے۔ اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجیے۔

مجشر بن مزاحم کا مشورہ:

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی' انہوں نے کس کے راستہ میں جس قدر کنوئیں تھے انہیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کون سا راستہ زیادہ مناسب اور سہل المرور ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ۔ مگر مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کے مقابلہ میں تلوار سے مارا جانا زیادہ اچھا ہے۔ جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھاس کثرت سے ہے' کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی' جس کی وجہ سے جھاڑیاں اور گھاس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں۔ اگر خاقان کا آمنا سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دے گا اور ہم سب کے سب آگ اور دھوئیں سے جل بھن کر تباہ ہو جائیں گے۔ اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اسی کو اختیار کیجیے۔ کیونکہ اس راستہ میں جو دقتیں ہمیں پیش آئیں گی وہی ہمارے دشمن کے لیے بھی ہیں۔

بہرحال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ مجشر نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک دولت مند شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہو گئی' اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی نہ ہوں' جنید نے کہا کہ تم اپنے دل میں سے اس خوف کو نکال دو۔ مجشر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جا سکتا۔

جنید کی حرب سے گفتگو:

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی۔ صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا۔ اب اسی طرح ٹھہرے ہوئے اور کوچ کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا' ایک سوار اس کے سامنے آیا۔ جنید نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا۔ اس نے محربہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جنید نے یہ سن کر کہا خدا تجھ پر جنگ' مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی:

چلتے چلتے جنید اس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ رہ جاتا ہے صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سغد' شاش' فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر بڑھے۔ خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کی قیادت عثمان بن عبداللہ الشجر کے سپرد تھی حملہ کیا' یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی' اور ترک برابر ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے اور ہر طرف سے آ کر انہیں گھیر لیا۔ اخرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آ پہنچا ہے اس لیے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجیے۔ دشمن کے اگلے دستے جب نمودار ہوئے تو لوگ اس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔

عبیداللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے ان پر پڑی مگر اس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اس لیے خبردار نہیں کیا کہ تاکہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں' مگر ابوالذیال نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو دشمن اسے نظر آ گیا۔ اس نے فوراً کہہ دیا کہ دشمن آ پہنچا۔ یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو ہو کر جنید کے پاس پہنچے۔

مجاہدین کی صف بندی:

بنی تمیم اور بنی ازد میمنہ پر ہو گئے' اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے ملا ہوا تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اس رسالہ کے دستہ پر جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبیداللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا' اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں ان کی قیادت عمر یا عمرو بن جرقاش بن عبداللہ بن شقران المنقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحمانی بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا۔ بنی ازد کا سردار عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا۔ بنی ازد کے رسالہ کے ہر دو قسم کے دستے ایک جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جن پر یہ جھولیں نہ تھیں۔ فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوذان کے ماتحت تھے' ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبداللہ بن موذان الجہضمی کے اس کا بھائی بشر بن حوذان رسالہ کا سردار تھا۔

یوم الشعب:

اب جنگ شروع ہوگئی' چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے' اس لیے ان پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس میں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ایستادہ تھے۔ جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حیان بن عبیداللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پاپیادہ ہوگیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبدالملک کے حوالے کر دیا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل ناتجربہ کار نوجوان ہے۔ اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے۔ حیان نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا۔ اس پر اس نے کہا حیان اگر تم اس وقت مارے گئے تو تم گنہگار مارے جاؤ گے۔ یہ سنتے ہی حیان پھر اس جگہ پلٹ آیا جہاں اس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ اس کا بھائی اصل فوج میں جا ملا ہے۔ اور گھوڑا باندھ گیا ہے۔ حیان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف بڑھا اس اثنا میں دشمن نے اس جگہ کو گھیر لیا تھا' جہاں اس نے اپنے باپ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔ انہیں اس خطرہ میں دیکھ کر جنید نے نصر بن سیار کو سات آدمیوں کے ساتھ جن میں جمیل بن غزوان العدوی بھی تھا ان کی امداد کے لیے بھیجا۔

ترکوں کا جوابی حملہ:

عبیداللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہوگیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں اس مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے۔ اس وقت عبیداللہ بن زہیر' ابن حوذان ابن جرقاش اور فضل بن ہناد یہاں مارے گئے۔ اور میمنہ کی ترتیب درہم برہم ہوگئی۔

بنی ازد کی شجاعت:

جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا' یہ حالت دیکھ کر میمنہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آ کر کھڑا ہوگیا۔ چونکہ اس

نے ازدیوں پر ظلم کیا تھا اس لیے بنی ازد کا علمبردار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لیے نہیں آئے ہو کہ ہم سے محبت کر دیا ہماری عزت بڑھاؤ۔ لیکن اس لیے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہمیں فتح ہوئی تو اس کا سہرا تمہارے ہی سر بندھے گا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لیے دو آنسو نہیں بہائے گا۔ اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو تم سے کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا۔ اب ابن صجاعر نے جھنڈا لے لیا اور وہ بھی مارا گیا۔ غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا' مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے' آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنا شروع کیا' آخر کار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہو گئے اور دونوں میں معانقہ ہوا' علیحدہ ہٹ گئے اور لڑائی موقوف ہوگئی۔

یزید بن مفضل رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن حجاعتہ العتکی' محمد بن عبداللہ بن حوذان الجہضمی عبداللہ بن بسطام المعنی' اس کا بھائی زنیم' حسن بن شیخ' فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحدانی شہید ہوئے' یزید بن المفضل نے حج کیا تھا۔ اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کیے تھے' اور اپنی ماں وشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لیے دعا کیجیے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے۔ اس نے اس خلوص سے دعا کی کہ بیہوش ہو کر اپنے بیٹے پر گر پڑی۔ حج سے آکر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجہ شہادت ملا۔ اس کے ہمراہ اس کے دو غلام بھی دشمن سے لڑے' اگرچہ اس نے انہیں واپس جانے کا حکم دے دیا مگر انہوں نے نہ مانا۔ داد مردانگی دی اور شہادت حاصل کی۔ اس جنگ میں یزید بن المفضل نے سو اونٹ مسلمانوں کے لیے ستو سے لدوائے' اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے جس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہو گئے۔ آخر کار خود آگے بڑھے اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شجاعت وشہادت:

محمد بن عبداللہ بن حوذان اس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جس پر سنہری جھول پڑی ہوئی تھی لڑ رہا تھا' اس نے سات حملے کیے اور ہر حملہ میں ایک دشمن کو قتل کر کے اپنی جگہ واپس آ جاتا تھا' جو کفار اس سمت میں تھے وہ اس سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ یہ رنگ دیکھ کر دشمن کے ایک ترجمان نے محمد سے پکار کر کہا کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ ہم اپنے اس بت کو چھوڑ کر جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ تمہاری پرستش کریں گے۔ محمد نے جواب دیا میں تم سے اس لیے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو۔ یہ کہہ کر محمد نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا' اس جنگ میں جشم بن قرط الہلالی الحارثی بھی کام آیا۔

نصر بن راشد العبدی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

نصر بن راشد العبدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت پیا جب کہ فوج مصروف پیکار تھی' یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا بتاؤ تمہارا کیا حال ہوگا اگر میں کسی نمدے میں خون لتھڑا ہوا تمہارے سامنے لایا جاؤں۔ اس کی بیوی نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا

اور آہ و بکا کر دی۔ نصر نے کہا بس خاموش رہو۔ اگر تمام عورتیں میرے لیے اسی طرح آہ و بکا کریں تو بھی حورعین کے شوق میں ان کی گریہ وزاری کی پروانہ کروں یہ کہہ کر یہ شخص پھر میدان جنگ میں واپس آیا' اور شہید ہو گیا۔ خدا اس پر اپنا رحم کرے' جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اٹھا۔ اس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پا پیادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھود لے' حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھودی اور اس میں کھڑے ہو گئے۔

جنید نے عبدالرحمٰن بن مکبہ ' دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لٹکتی ہوئی سونڈ کیا ہے۔ کہا گیا کہ یہ ابن مکبہ ہے۔ جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے۔ خدا ہی کے لیے اس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں فریق مقابلہ سے ہٹ گئے۔ بنی ازد کے ایک سو نوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔ مسلمانوں کا خاقان سے جمعہ کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

عبداللہ بن معمر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری کو حکم بھیج دیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اس راستہ سے گذرے اسے روک لے۔ سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کرو۔ موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اس کے پاس آئے' دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عبداللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا۔

خاقان کی پسپائی:

اب سنیچر کی صبح ہوئی۔ نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لیے آگے بڑھا۔ جس مقام میں بکر بن وائل استادہ تھے اس کے نقطہ نگاہ سے جنگ کے لیے وہ ہی سب سے زیادہ اسے آسان نظر آیا۔ زید بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا' خاقان نے ان کا رخ کیا' بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ ہم کو اجازت دو کہ ہم ان پر حملہ کر دیں قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کرے۔ زیاد نے کہا کہ مجھے ترکوں سے جنگ کا سترہ سال کا تجربہ ہے' اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے تو تم شکست کھا جاؤ گے۔ بہتر یہ ہے ابھی کچھ نہ بولو قریب آ جانے دو' بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے۔ جب ترک ان کے بالکل قریب آ گئے تب انہوں نے ان پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ڈھکیل دیا۔ جنید نے سجدۂ شکر ادا کیا' اور خاقان نے اس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی تنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے تو وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان سے کچھ نہ بولا جائے' تا وقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں' کیونکہ تم لوگ ایسے موقوں پر ان کے حملہ کی تاب نہیں لاتے۔

عبیداللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ:

جنید کی لونڈیاں واویلا کرتی ہوئی نکلیں۔ اس پر بعض شامیوں نے کہا خوب اے اہل خراسان تم کہاں چلیں۔ اور جنید نے کہا یہ رات جراح کی رات کی طرح ہے اور یہ دن اس کے دن جیسا ہے۔ اسی سنہ میں سورہ بن الحر التمیمی مارا گیا۔ عبیداللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجیے یا سورہ کی۔ جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں۔ عبیداللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بھیجے کہ وہ اہل سمرقند کو لے کر آپ کے پاس چلے آئیں۔ جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت

سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ اس کی طرف پلٹ پڑیں گے اور اس سے لڑیں گے۔ جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔

سورہ بن الحر کی طلبی:

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو۔ عبادہ بن سلیل المحاربی ابوالحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا' دیکھو' سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کرو' اور اس میں سو رہو' کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کرو گے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں (یعنی قتل کر دیئے جاؤ گے) جلیس بن غالب الشیبانی نے سورہ سے کہا کہ تمہارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں' اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہیں اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کا عذر:

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں۔ جنید نے جواب دیا اے حرامزادے! نکل آ' ورنہ میں شراد بن خالد الباہلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ (شراد سورہ کا جانی دشمن تھا) تم میرے پاس آؤ اور فلاں شخص کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ فرختاذ میں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا پانی کو نہ چھوڑنا۔

سورہ کی روانگی:

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ وجف بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور عرب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے۔ عبادہ اور جلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلیے۔ سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستہ سے تو میں دو دن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا' مگر اس دوسرے راستہ سے میرے اور اس کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے۔ صبح کے وقت اس کے قریب پہنچ جاؤں گا۔ اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لے گی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لوں گا۔ دوسری طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرارداد کو معلوم کر کے انہیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کا حکم دے دیا۔

خاقان کی مزاحمت:

موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن حنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا' اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا' ایک پہاڑ کی چوٹی پر اسے صبح ہوئی' کارتقید نامی ایک اسی علاقہ کے باشندے نے اسے یہ راستہ بتایا تھا۔ صبح کے وقت خاقان اس کے سامنے آ گیا۔ سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا اور اب اس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا بعد باقی رہ گیا تھا۔ خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں جنگ شروع کر دی۔ خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اس کے مقابلہ پر جمے رہے' یہاں تک کہ گرمی شدید ہو گئی۔

غوزک کا خاقان کو مشورہ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لیے تم مسلمانوں سے اس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے انہیں تپا نہ دے' کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں' جب گرمی بڑھ جائے گی' ان

ہتھیاروں کا بوجھ ان پر دوبھر ہو جائے گا۔ چنانچہ خاقان ابھی ان سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا' خشک گھانس میں آگ لگا دی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر جما رہا۔ سورہ نے عبادہ سے پوچھا کہیے ابوالسلیل اب کیا کیا جائے' عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ان ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہ ہو۔ اس لیے آپ ان تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالیے' جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالیے اور تلوار نیام سے باہر کر لیجیے' اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دے دیں گے۔

عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز:

پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو۔ عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا۔ سورہ نے کہا بہر حال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہیے کہ ہم نیزے علم کر لیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں' ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جا ملیں۔ سورہ نے کہا نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے۔ سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور ان لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لیے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔

سورہ بن الحر کا حملہ:

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا' ترک پیچھے ہٹے غبار کا ایسا بادل چھایا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا۔ بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اس آگ میں گر پڑے۔ سورہ گھوڑے سے گر پڑا اس کی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہو گئی تھی' جب اندھیاری چھٹ گئی تو معلوم ہوا کہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو چکے تھے۔ ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا' سب کے سب ترکوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ جو لوگ اس قتل عام سے بچے تھے ان میں عاصم بن عمیر السمرقندی بھی تھا۔ اسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دے دی۔

جلیس بن غالب الشیبانی:

جلیس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اس خدا کے لیے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے جلیس کو شہید کیا۔ میں نے اسے حجاج کے دور اقتدار میں خانہ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا' میں سخت عذاب دینے والا ہوں۔ اینٹوں اور ڈنڈوں سے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوندا یہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیت محرم پر پھر اسے شہادت نصیب ہوئی۔ مہلب بن زیاد العجلی جس کے ہمراہ قریش بن عبداللہ العبدی بھی سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا' مہلب بن زیاد کام آ گیا' اور راب وحف بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنا لیا۔ اشکند رئیس نسف رسالہ لے کر جس کے ساتھ غوزک بھی تھا ان پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وحف تمہیں امان دی جاتی ہے' قریش نے کہا ان پر ہرگز اعتماد نہ کرو۔ جب رات ہو گئی ہم ان میں سے ہو کر سمرقند پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہو گئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

غوزک کی بدعہدی:

مگر تمام فوج نے قریش کا کہانہ مانا اور ٹھہر گئے۔ غوزک انہیں خاقان کے پاس لے کر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدۂ امان دیا ہے میں اسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وجف سے کہا کہ میں اس معاملہ میں مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں۔ مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وجف اور اس کے ساتھی ترکوں سے لڑ پڑے اور سوائے ان سات شخصوں کے جنہوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی' باقی سب کے سب شہید ہو گئے۔

سورہ بن الحر کا خاتمہ:

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شگاف پر رکھ دیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے آ کر اس درخت کو ہٹا دیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اس مقام سے نکلا۔ یہ سب ایک دخمہ میں آ کر چھپ رہے' دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے۔ چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے۔ سورہ بھی مارا گیا۔

جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی:

جب سورہ مارا گیا تو جنید اس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اس سے کہا کہ ہاں چلئے چلئے۔ مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جا رہا ہے' مجشر گھوڑے سے اتر پڑا' اور اس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا: بخدا! اب تم نہ جاؤ' تم کو طوعاً و کرہاً اترنا پڑے گا۔ ہم تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس ہجری کے کہنے سے ہلاک کر ڈالو' اترو' ناچار جنید اتر پڑا۔ اس کے اترتے ہی تمام فوج اتر پڑی۔ ابھی ساری فوج اتر نہ چکی تھی کہ ترک سامنے آ گئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کر ڈالتے۔ صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہوئی' اس کی بنا پر تمام فوج میں بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کر دو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے۔ اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اس قدر بے جگری اور شجاعت و بسالت سے لڑے کہ لوگوں کو دیکھ کر تعجب ہوا' ایک غلام نے یہ کیا کہ نمدے کو لے کر قطع کیا اور تعویز کے طور پر اسے گلے میں ڈال لیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کے اس صبر و استقلال کو دیکھ کر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا' مگر مسلمانوں نے ثابت قدمی سے اسے روکا۔ آخر دشمن شکست کھا کر بھاگا' اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النصر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھ کر آپ لوگ خوش ہوئے بخدا! کسی دن آپ ان کے ہاتھوں اس سے زیادہ تکلیف و مصیبت اٹھائیں گے۔

جنید کی روانگی سمرقند:

جنید سمرقند روانہ ہو گیا' دشمن نے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اس کی مشکیں باندھیں اور اس کے گلے میں بلعا العنبری بن مجاہد بن بلعا کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے۔ بنی تمیم نے اس سر کو لے کر دفن کر دیا۔ جنید سمرقند آ گیا' یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال کو سوار کر کے مرو بھیج دیا۔ اس نے سغد میں چار ماہ قیام کیا۔ خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام مجشر بن مزاحم السلمی' عبدالرحمن بن صبح الخرقی اور عبیداللہ بن حبیب الہجری کے متعلق تھا۔ مجشر فوج کے مختلف دستوں کو ان کے

جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا' اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ ان امور انتظام و ترتیب فوج میں اس کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی۔ عبدالرحمٰن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آ جاتا تو ایسے موقع پر ان کی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبیداللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا۔ ان کی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جن کی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی دقیع نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیسا کہ ان لوگوں کا دیکھا جاتا تھا' ان میں فضل بن بسام' بنی لیث کے آزاد غلام' عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جنید کا ہشام کے نام خط:

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن وصاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے جانے سے بزدلی کی وجہ سے انکار کر دیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے استعفاد ے دیا۔ جنید نے اسے قبول کر لیا اور نہار بن توسعہ' متعلقہ قبیلہ بنی تمیم آلات اور زسیل بن سوید المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) ان کی بجائے روانہ کیا' اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارہ کو نہ چھوڑنا' مگر اس نے ایسا نہیں کیا' اس کی جماعت متفرق ہو گئی' ایک گروہ کس آیا' ایک نسف آیا' اور ایک نے سمرقند کی راہ لی' اور اس طرح اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔

تہار بن توسعہ کا بیان:

ہشام نے تہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی۔ تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے:

لعمرك مَا حابتني اذ بعثتني — و لكنما عرضتني للمتالف
دعوت لها قوما فهابوا ركوبها — و كنت امراءً ركابة للمخاوف
فايقنت ان لم يدفع الله انني — طعام سباع اولطير عوائف
قرين عراك وهو اسير هالك — عليك وقدزملته بصحائف
فانى و ان اثرت منه' قرابة — لاعظم حظافى حباء الخلائف
على عهد عثمان و فدنا و قبله — و كنا اولى مجد تليد و طارف

ترجمہ: ❶ ''تیری جان کی قسم! جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی' بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔

❷ تو نے بعض لوگوں کو جو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لیے سوار ہوتا ہے۔

❸ میں نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خور پرندوں کا طعام بن جاؤں گا۔

❹ عراک کا قرین تھا اور اس کی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لیے زیادہ آسان تھا اگرچہ تو نے اسے خطوط حوالے کیے تھے۔

❺ کیونکہ میں' گو تو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اسے ہم پر ترجیح دی۔ خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصہ پاتا رہا ہوں۔

❻ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیک نامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئے ہیں۔

عراک بھی ان کے ساتھ اس وفد میں تھا اور یہ جنید کا چچا زاد بھائی تھا۔

ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان:

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہاری امداد کے لیے بھیج دی ہے۔ دس ہزار اہل بصرہ عمر بن مسلم کی زیر قیادت میں' اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کی زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھالیں بھی بھجوا دی ہیں' فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لیے بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوج خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کی جائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شکار کے لیے نکلا' ترکوں نے اس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔

جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا خراسان میں سورہ کی شہادت اور باب میں جراح کی شہادت دونوں سانحہ عظیم ہوئے ہیں۔

نصر بن سیار کی شجاعت:

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت و بسالت کا اظہار کیا تھا جب اس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنے لگا۔ ایک شخص کو اس نے انہیں تسموں سے اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گیا۔

سورہ کے ہمراہ اس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمن الحنفی بھی گیارہ ہمراہیوں کے ساتھ لڑا اور ہلاک ہوا۔ سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔

عبداللہ بن حاتم کا بیان:

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان و زمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کے لیے ہیں' جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور ان کے ساتھیوں کے لیے۔ دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ شہید ہو گئے' ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گزرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اس مقام کو مہکا ہوا پایا' باوجود اس بات کے کہ نصر نے جنگ میں خوب ہی دادِ مردانگی دی مگر جنید نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس پر نصر نے چند شعر کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جنید کی گھاٹی میں قیام گاہ:

اس گھاٹی والی جنگ میں جنید نے اپنی قیام گاہ اس خیال سے گھاٹی میں قائم کی کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اس پر حملہ نہ کر

سکے گا۔ ابن الشخیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا۔ ساقہ فوج بھی بنایا تھا مگر میمنہ ومیسرہ قائم نہیں کیے تھے۔ جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور ان لوگوں میں سے اکثر مارے گئے۔ خاقان نے جنید پر میسرہ کی سمت سے اور جیغو یہ میمنہ کی سمت سے بڑھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت سے ازدی اور تمیمی کام آئے' ترکوں نے جنید کے بعض شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لیے۔ شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جا کر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور ان کا کیا حال ہے۔ اس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آ کر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے۔ ترک اور سغد پہاڑوں کی بلندیوں سے اتر کر آ رہے تھے' غلاموں نے ان کا مقابلہ کیا اور گرزوں سے ان پر حملہ کیا' اور نو ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ جنید نے مقتول ترکوں کا لباس اور ان کے اسلحہ غلاموں کو ہی دے دیئے۔

خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی:

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کی طرف چلا۔ قطن بن قتیبہ بخارا کا والی تھا۔ لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں۔ جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا' بعضوں نے کہا کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں امیر المومنین کو لکھیے کہ تا کہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چل کر ربنجن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نسف پہنچ جایئے' وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائیں گے۔ پھر دریا کو عبور کر کے آمل پہنچ کر پڑاؤ کیجیے۔ اس طرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ:

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے۔ عبداللہ نے اس سے یہ عہد لے لیا کہ جو میں مشورہ دوں گا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ جنید نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کر لو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ ڈالو اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا۔ تیسرے یہ کہ حضر وسفر میں میرے مشورہ پر کاربند رہنا۔ جنید نے یہ سب باتیں تسلیم کر لیں۔ عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور شاہراہ عام کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اس راستہ سے فوج کو لے کر چلے تو ان کے بازو کمزور ہو جائیں گے اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی ہمتیں پست ہو جائیں گی' نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوگی۔ اگر چہ آج اس نے بخارا سے حوالگی اور راستہ سے لے گئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لیں گے۔ جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے۔ البتہ اگر آپ نے شاہراہ اعظم اختیار کی تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائے گی' اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لیے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ

کے ان ساتھیوں کے اہل وعیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں' انہیں ان کے خاندان والوں پر خبر گیری کے لیے تقسیم کر دیں اور انہیں اپنے ساتھ سوار کر کے لے چلیں۔ اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن پر آپ کو فتح دے گا' اور ہر اس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت:

جنید نے اسی رائے پر عمل کیا۔ عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور ان سب کو ہتھیار دیئے۔ ان لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کے معرض میں رکھوایا ہے اس سے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقہ میں آج کتنی فوجیں متعین کی گئی ہیں اس نے کہا سولہ سو' عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دیئے گئے ہیں۔

جنید کی سمرقند سے روانگی:

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل وعیال سوار کیے جائیں۔ اور اب وہ تمام فوج کو لے کر چلا۔ ولید بن القعقاع العبسی' اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گرداوری کرنے والی جماعتوں پر متعین تھے۔ جنید نے اشہب بن عبید اللہ الحنظلی کو فوج کے طلیعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ فوراً خیریت کی خبر دینے کے لیے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

عطاء الدبوسی کی جنید سے درخواست:

اب جنید روانہ ہوا۔ جب قصر الریح پہنچا تو عطاء الدبوسی نے آکر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اس کے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا۔ جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو' اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ ضعیف العمر میں ہوں۔ مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجیے' تلوار دیجیے' ترکش دیجیے' ڈھال اور نیزہ دیجیے' اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لے کر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں۔ ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع:

جنید نے اس کی درخواست منظور کی۔ اثناء راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی اور طواویس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کومینیہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہو گئے۔ جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا۔ محمد بن الزیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخررات میں آیا۔ چونکہ یہ کومینیہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اس نے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آکر جنید سے اطلاع کی۔

جنید اور خاقان کی جنگ:

جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے بیڑوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لیے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہو گئی' ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! تم خارجی ہو گئے ہو اسی لیے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں' بس تمام تعریف اس خدائے برتر کے لیے زیبا ہے جس نے ان خشک پہاڑوں میں دشمن سے تمہارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں۔ میں اور آپ خندق کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے' وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد و نوش موجود ہے۔ تھوڑی دیر تک ترک مسلمانوں سے لڑے اور واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کی تجاویز:

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لیے کہا۔ جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلئے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اس طرح وہ جب چاہے آپ کا محاصرہ کر لے۔ جنید نے کوچ کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہلا بھیجا کہ اب اتر پڑیئے۔ جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو ہے نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کر دو ورنہ یاد رکھو خراسان تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے خطاب:

جنید اتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونے کا حکم دیا۔ پیدل تیر انداز جن کی دو صفیں تھیں سیراب ہونے کے لیے چلے گئے۔ یہاں رات بسر کی' صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصہ کو یہ نہ چاہیے کہ وہ دوسرے کو برا کہے یا اسے کم سمجھے۔ کیونکہ ہر حصہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں' مقدمۃ الجیش تو وہی قلب لشکر بھی ہے' میمنہ' میسرہ اور ساقہ' اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کر دے چاہے وہ تمہارا ساقہ ہی ہو تو ہم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے' اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایسا کرنا چاہیے' اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا۔ اس لیے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کر دو۔

ترکوں کی شکست و پسپائی:

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور فولادی جھولوں والے سواروں کو عبداللہ کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا' ترک آئے اور انہوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمان طواویس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کر لی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی دادِ مردانگی دی۔ سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے ترکوں نے شگون بدلیا' وہ طواویس سے واپس پلٹ گئے مسلمان چلتے چلتے عید مہرجان کے دن بخارا پہنچ گئے۔ جنید نے ہر شخص کو دس دس بخاری درہم دیئے۔

عبدالمومن بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو ان کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا' عبداللہ

نے کہا بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اس کے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔

جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک ادنیٰ ناپاک چیتھڑا ہے۔ ایک ذلیل بے یار و مددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے' اور ایک جرئ ہے۔

امدادی فوج کی خراسان میں آمد:

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت' اور اہل کوفہ عبدالرحمٰن بن نعیم العامری کے ماتحت خراسان آئے' جنید اس وقت صغانیان میں تھا جنید نے حوا ثرہ بن یزید العنبری کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کی ہمراہی میں ان کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل وعیال کو بھی سواریوں پر لے آیا جائے اور صرف سپاہی وہاں چھوڑے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں ۱۱۴ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہی بیان ہے مگر ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو ۱۱۱ ہجری میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۱۳ھ کے واقعات

عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت:

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطال عبداللہ کے ساتھ تھا رومیوں کے علاقہ میں مارا گیا۔ عبدالوہاب بطال کے ہمراہ ۱۱۳ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا۔ فوج بطال کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا۔ اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں تو اللہ مجھے ہلاک کر دے' اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے انہیں مخاطب کر کے چلایا' میں عبدالوہاب بن بخت ہوں' تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو' اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا۔ ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا۔ عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے۔ یہ کہہ کر دشمن سے گڈمڈ ہو گیا اور وہ اور اس کا گھوڑا دونوں کام آئے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اسی سال مسلمۃ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں' جنہوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے۔ قیدی اور لونڈی غلام پکڑے۔ ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے تئیں آگ میں ڈال کر خودکشی کر لی' کوہستان بنجر کے پیچھے جو قومیں آباد تھیں وہ ان کی مطیع ہو گئیں اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا۔ معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا' اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لیے مستعد رکھے۔ اور پھر واپس پلٹ آئے۔

بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں آمد:

اسی سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ان پر قابو پائے اس کے لیے ان کا خون بہانا مباح ہے۔

امیر حج سلیمان بن ہشام:

اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام المخزومی امیر حج تھا۔ اسی سال بھی وہ لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے۔

۱۱۴ھ کے واقعات

قسطنطین کی گرفتاری:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام داہنی جانب سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے۔ معاویہ بن ہشام نے ربض اقرن کو مسخر کیا۔ عبداللہ البطال سے قسطنطین کا مقابلہ ہوا جس کے پاس کافی فوج تھی۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا۔ اور سلیمان بن ہشام قیساریہ پہنچا۔

ابراہیم بن ہشام کی معزولی:

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک ماہ ربیع الاول کے نصف میں مدینہ آیا۔ ابراہیم بن ہشام آٹھ سال مدینہ کا والی رہا۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام المخزومی مکہ کا والی بنایا گیا۔ مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہشام ۱۳۰ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ پر برقرار رہا۔

اس سنہ میں واسط میں مرض طاعون شائع ہوا۔ مسلمہ بن عبدالملک خاقان کو شکست دینے کے بعد یاب سے واپس آیا۔ مسلمہ نے شہر یاب کی تعمیر کی اور اسے مستحکم کیا۔ ہشام نے مروان بن محمد کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا۔ ابومعشر کے بیان کے مطابق ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک والی مدینہ امیر حج تھا۔ دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا۔ اس آخری بیان کو واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے۔ مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابومعشر نے مجھ سے یہ بیان کیا۔ ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک امیر حج تھا' اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا' اور یہی بیان واقدی کے نزدیک زیادہ معتبر ہے۔ اس سنہ میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے' البتہ مدینہ کا عامل اس سنہ میں خالد بن عبدالملک' مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینیا اور آذربائیجان کا مروان بن محمد تھا۔

۱۱۵ھ کے واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا۔ نیز اسی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

محمد بن ہشام امیر مکہ و طائف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۱۴ ہجری میں تھے۔ البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ عمارہ بن حریم المری خراسان کا عامل تھا۔ جو صاحب اس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اس سنہ میں انتقال کر چکا تھا' اور اس نے امارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے ۱۱۶ ہجری میں وفات پائی۔

خراسان میں قحط:

اس سنہ میں خراسان میں شدید قحط پڑا' جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم جاری کیا۔

(مرو) كانت آمنة ياتيهارزقهار غداً من كل مكان فكفرت بانعم الله.

''(مرو) ایک امن و اطمینان والی بستی تھی جس کے لیے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا''۔

اس لیے سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سنہ میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے۔ پھر جنید نے مرو کے لیے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی:

﴿ و ضرب الله مثلا قرية كانت امنة مطمئنة ﴾

۱۱۶ھ کے واقعات

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاوہ پر جہاد کیا' اس سنہ میں عراق و شام میں شدید طاعون پھیلا اور اس کی سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔

جنید کی معزولی کی وجہ:

اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمٰن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی خراسان کا والی مقرر ہوا۔ چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا' اور اس نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کو استسقا ہو گیا تھا۔ ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور اس میں تھوڑی سی جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب

عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تھا۔

امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر:

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبلہ ابن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لیے گیا۔ جنید نے جبلہ سے پوچھا کہو لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا' آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا' آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرھادی خراسان پر آ رہا ہے۔ جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے۔ پھر جنید نے پوچھا اور کون؟ جبلہ نے کہا عصمہ یا عصام۔ (جبلہ نے اس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آ رہا ہے تو وہ تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے' مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا انتقال:

جنید نے اسی مرض سے محرم ۱۱۶ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر دیا۔ ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ جنید نے مرو میں وفات پائی۔

ابوالجویریہ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اس کا پہلا مصرع یہ ہے:

هلك الجود و الجنيد جميعًا

''سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے''۔

جنید کے عمال پر جبر و تشدد:

یہی شاعر خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آیا اور ان کی مدح میں قصیدہ پڑھا۔ خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا هلك الجود و الجنيد جميعًا میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے' ابوالجویریہ چلا آیا۔ اور پھر اس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچا زاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ یہ عمارہ وہ ہی شخص ہے جو ابوالہیند ام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ داری تحریک کا سرغنہ تھا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

حارث بن سریج کی بغاوت:

اس سنہ میں حارث بن سریج نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اس کے اور عاصم بن عبداللہ کے درمیان جنگ ہوئی۔

جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سریج نخد سے چل کر فاریاب پہنچا۔ اس نے اپنے آگے بشر بن جرموز کو روانہ کیا۔ عاصم نے خطاب بن محرز السلمی' منصور بن عمر بن ابی مصقلا کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے ہمیں اس کے پاس نہ جانا چاہیے' مگر اور لوگوں نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ جب یہ سب لوگ اس کے پاس فاریاب پہنچے اس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک شخص کو ان کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ ان سب نے مل کر اپنے محافظ کو باندھ دیا' قید خانہ سے نکل آئے' اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے' ڈاک کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ باندھ لائے' طالقان سے گزرے' سہرب رئیس طالقان نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا

اور انہیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے حارث کی حالت بیان کرو انہوں نے تقریر کیا' حارث کی بدطینتی اور عذر کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ حارث بلخ آیا نصر بلخ کا عامل تھا۔ اہل بلخ نے اس کا مقابلہ کیا' انہیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا۔

حارث بن سریج کا بلخ پر قبضہ:

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی سمت پیش قدمی کی اس وقت تجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے۔ جنید نے انہیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کو بڑھا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی۔ حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ' اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جس کو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی' اس پر قطن بن عبدالرحمن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمہاری داہنی جانب جبرئیل علیہ السلام اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام بھی ہوں تو بھی ہم کبھی تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے۔ اس کے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آ کر پیوست ہوا' اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا۔ اہل بلخ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے' حارث نے ان کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا' نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچا کر چلتا بنا۔ حارث نے حکم دے دیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستہ میں گذر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی کہ اے میرے باپ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اس نے پوچھا یہ کون رو رہا ہے' کہا گیا کہ یہ قطن بن عبدالرحمن بن جزعی کی بیٹی ہے۔ اس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا باعث ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا بے شک۔

تجیبی کا قتل:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اس وقت تجیبی بلخ کا عامل تھا' نصر نے اسے قید کر دیا۔ اور وہ اس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک کہ حارث نے نصر کو شکست دے کر بلخ سے نہ نکال دیا۔ جنید کے زمانہ حکومت میں تجیبی نے حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے۔ حارث نے اسے زم کے قلعہ باذکر میں منتقل کر دیا۔ بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعویٰ کیا کہ جب تجیبی نے اس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لیے تیار ہوں مگر اس نے نہ مانا اور اسے قتل کر ڈالا۔

حارث کی جوزجان میں آمد:

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانہ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا۔ حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو بلخ کا امیر مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوزجان پہنچا تو وابصة بن زرارة العبدی و جاجتة العجلی' وحش العجلی' بشر بن جرموز' اور ابو فاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے؟ ابو فاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے' ان کے بہادروں کی کثرت ہے۔ اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی

سے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکال دیں گے' بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھہرو' اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم ان کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کر دینا۔

حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی:

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے' میں خود ان پر بڑھ کر جانا چاہتا ہوں' غرضیکہ اب حارث نے بلخ' جوز جان' فاریاب' طالقان اور مروالروز پر قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیش قدمی شروع کی۔ مرو کے اہل الرائے سے اس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابرشہر (نیشاپور) چلا گیا تو ہماری جماعت منتشر ہو جائے گی اور اگر اس نے ہمارا رخ کیا تو ہم اسے ذلیل شکست دیں گے۔

عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ:

ادھر عاصم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرو والے حارث سے ساز باز رکھتے ہیں' اس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا اور باشندوں کو مخاطب کر کے کہا' اے خراسانیو! تم نے حارث بن سریج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ جس شہر کا اس نے رخ کیا تم نے اسے حارث کے لیے بغیر لڑے بھڑے خالی کر دیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابرشہر جاتا ہوں اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لیے دس ہزار شامی فوج بھیج دیں۔

طلاق کی شرط پر بیعت:

مجشر بن مزاحم نے کہا کہ اگر یہ لوگ غلاموں کی آزادی اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کر لیں تو یہیں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر ابرشہر چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھنا کہ وہ تمہاری امداد کے لیے اہل شام کو بھیج دیں۔

خالد بن ہریم (از قبیلہ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابو محارب ہلال بن علیم نے کہا ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے۔ چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لیے اس کارروائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی۔ اگر آپ روپیہ خرچ کر دیں تو تا دم مرگ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی آپ کے ہمراہ نہ لڑوں تو امرو بن قرۃ الریاحی کی بیٹی پر تین طلاق ہوں۔ (یہ اس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں' سب نے کہا ہم تیار ہیں۔ سلمہ بن ابی عبداللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سردار ان سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا۔

حارث بن سریج کی جماعت:

حارث بن سریج ایک جماعت عظیم کے ساتھ جس کی تعداد ساٹھ ہزار بیان کی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اس کے ہمراہ ازد اور تمیم کے شہسوار بھی تھے جن میں محمد بن المثنیٰ حماد بن عامر بن مالک الحمانی۔ داؤ الاعسر بشر بن انیف الریاحی' عطاء الدبوسی اور مقامی رؤسا میں سے جوز جان' اور نزسل' فاریاب کا زمیندار سہرب' طالقان کا بادشاہ قرباقس مرو کا زمیندار اور ان جیسے اور بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے۔

پلوں کا انہدام:

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھا گر جے کے پاس مقام جیا سر میں اس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا۔ ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اس سے علیحدہ ہوگئی۔ اب عاصم نے ہر شخص کو بلا تخصیص تین تین دینار دیئے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دیئے گئے۔

محمد بن مثنیٰ اور حماد بن عامر:

حارث کے ہمراہیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل بے آب و گیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو۔ ہمیں اجازت دو کہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس غرض سے ہم لڑنے کے لیے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں، مگر اہل مرو نے ان کی درخواست رد کر دی، حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں مار کر ہٹا دیا۔ محمد بن المثنیٰ القراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لے کر عاصم سے آملا۔ عاصم نے اسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بنی ازد میں آ کر شریک ہوگیا۔ اسی طرح حماد بن عامر بن مالک الحمانی بھی عاصم سے آملا اور بنی تمیم میں آ کر شامل ہوگیا۔ حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جن میں محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس غرض سے بھیجا تا کہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ حارث بن سریج اس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا۔

حارث بن سریج کا مرو پر حملہ:

جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا اور طرفین نے جنگ شروع کر دی۔ سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان جارود سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑے دریا میں غرق ہوئے۔ مقامی رؤساء اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب بن الجارود کا چہرہ زخمی ہوگیا۔

محمد بن مسلم کی سفارت:

عاصم بن عبداللہ نے مومن بن خالد الحنفی، علیاء بن احمر الیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان النبطی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ دریافت کریں کہ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے۔ حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں، اجازت دیجیے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں، اور اس دوران میں ہمارے اور آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے اگر معاملہ اس طرح طے پا جائے تو فبہا ورنہ پھر تمہیں اختیار عمل حاصل ہوگا۔ عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت و ترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے خراسانیو! ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے، ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی، ہماری طاقت دشمن کے مقابلہ میں مجتمع تھی۔ تمہارے سردار نے جو کاروائی کی ہے ہم اسے سخت بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہاء اور قاریوں کو اس کے پاس بھیجا اس کے جواب میں اس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

محمد نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تا کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے دعوت دوں' اور جو آپ چاہتے ہیں' وہ بھی انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

حارث و عاصم کی جنگ:

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا۔ نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ صبح کے وقت عاصم بھی اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبداللہ بن زرارۃ التغلبی سردار تھا۔ نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ یحییٰ بن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن سریج کر رہا تھا) اور بہت بری طرح اس کی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریائے مرو کو عبور کر کے راہبوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا۔ سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے سعید بن سعد بن جز الازدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبداللہ بن حازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہو گیا۔ اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

حارث بن سریج کی شکست وفرار:

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اس کا سختی سے پیچھا کرتا تو اسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہلا بھیجا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمہارے اور تمہاری فوج کے لیے جس بات کی ضمانت کی تھی اسے پورا کر دوں گا۔ حارث نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبیداللہ بن حبیب اس کے پاس آیا اس وقت حارث کے تمام ساتھی اس کا ساتھ چھوڑنے کے لیے آمادہ ہو چکے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ تمہاری حمایت میں علم بھی بلند نہ ہوگا' مگر خالد نے آ کر انہیں سمجھا بجھا دیا۔

عطاء الدبوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اس نے جنگ رزق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لیے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ۔ تا کہ میں اس گدھے کو میدان جنگ میں کھلاتا کداتا پھروں یہ سوار ہو کر کے میدان مصاف میں آیا۔ مبارزت طلب کی' ایک طالقان کا رہنے والا اس کے مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ اور اپنی زبان میں اس سے کہا' اے کیر خر۔

امیر حج ولید بن یزید و عمال:

اس سنہ میں ولید بن یزید بن عبدالملک ولی عہد خلافت کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال وہی لوگ عمال خلافت تھے جو گذشتہ سال تھے۔ البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبداللہ الہلالی تھا۔

۱۱۷ھ کے واقعات

رومی علاقوں پر فوج کشی:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک داہنی سمت سے علاقہ جزیرہ کی طرف سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ جہاد میں کرنے گئے۔ سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوج دستے

مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہمیں روانہ کیں۔ ایک نے لان کے تین قلعے فتح کیے اور دوسری فوج نے نو مالشاہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں اس کے باشندوں نے صلح کر کے ہتھیار رکھ دیئے۔

عاصم بن عبداللہ کی معزولی:

ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا۔ خراسان کو بھی خالد بن عبداللہ ہی کے ماتحت کر دیا' خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے ۱۱۶ ہجری میں برطرف کر کے خراسان کو خالد بن عبداللہ کے ماتحت کیا تھا۔

عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

عاصم بن عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کو لکھا:

''ایک رہبران لوگوں سے جس کی رہنمائی اس کے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ امیر المومنین نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اس کا اقتضا یہ ہے کہ میں اس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں' خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کر دیا جائے تا کہ فوج وضروریات مایحتاج کی بہم رسانی' اور حادثات و ناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اس کی امداد قریب سے ہو سکے' کیونکہ امیر المومنین خود خراسان سے فاصلہ بعید پر ہیں اور اس کی بنا پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگ جاتی ہے''۔

جب یہ خط جا چکا تو عاصم اپنے دوستوں یحییٰ بن حضین' مجشر بن مزاحم اور ان کے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اس خط کی اطلاع دی۔ مجشر نے سن کر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور ادھر سے اسد تمہاری جگہ آیا۔ چنانچہ ہوا بھی یہی کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیج دیا۔

حارث نے جب مرو کی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کر لیا تھا۔ اور یہ مرجئہ فرقہ کے عقائد کا ماننے والا تھا۔

حارث بن سریج اور عاصم میں مصالحت واتحاد:

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے لیے واپس آیا۔ مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبداللہ آ رہا ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دندانقان پہنچ چکا ہے اس نے حارث سے صلح کر لی اور یہ عہد نامہ ان دونوں کے درمیان طے پا گیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کر لے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ اگر ہشام ان کی دعوت پر لبیک کہہ دے تو فبہا ورنہ پھر وہ دونوں مل کر کارروائی کریں گے۔ بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مہریں ثبت کر دیں مگر یحییٰ بن حضین نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے۔

عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ:

عاصم بن سلیمان بن عبداللہ بن شراحیل الیشکری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا یحییٰ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط

کے مضمون سے انحراف کر جائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائیں گے' اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو اور دستخط کر دو۔

عاصم کے نقیب کا اعلان:

عاصم بن عبداللہ اعلیٰ مرو میں بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بنی العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ اب یہ دونوں حریف رسالہ اور پیدل سپاہ کو لے کر ایک دوسرے کے مقابل آئے۔ عاصم کے ہمراہ بنی عبس کا ایک شخص پانچ سو شامیوں کے ساتھ تھا' اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا۔ عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر کاٹ کر لائے گا اسے تین سو درہم انعام ملے گا۔ اس کے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لے کر آیا۔ اور وہ اس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبداللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص اور سر لے کر آیا۔ اس پر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کافروں کے سر کاٹ لائیں گے۔ عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جو لائے گا اسے ہم کچھ نہ دیں گے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی' بہت سے قیدی گرفتار کیے گئے۔ عاصم کی فوج نے عبداللہ بن عمرو المازنی اہل مروالروز کے سردار کو بھی گرفتار کر لیا۔ کل اسی قیدی تھے جن میں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبداللہ نے دندانقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ:

یمنی جماعت نے باہمی کش مکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نام کے ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پانچ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سریج کا سر لے کر تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبارزت پیش کی' حارث بن سریج مقابلہ کے لیے نکلا' اس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اس کے ساتھیوں نے اسے آ کر بچا لیا اور پھر گھوڑے پر سوار کر دیا اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو! حارث بن سریج کی حالت دیکھو۔

حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیر لگا' حارث نے اس تیر کو باہر کھینچ کر نکال لیا۔ گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا' یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا پسینے پسینے ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا۔

ایک شامی کا حارث پر حملہ:

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا' اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اس کے پیوست ہونے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے چلا۔ اس شامی نے کہا کہ میں حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے۔ حارث نے کہا' تو گھوڑے سے اتر' چنانچہ وہ شخص اتر پڑا' اور حارث اس پر سوار ہو گیا۔ شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے۔

قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص نے یہ دوشعر کہے:

تولت قریش لذة العيش واتقت بنا كل فج من خراسان اغبرا

فليت قريشاً اصبحوذات ليلة يعومون فی لج من البحر اخضر

ترجمہ: ''قریش نے لذت عیش سے دوستی کر رکھی ہے' اور ہماری وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ پس کاش! قریش کوئی رات ایسی گذارتے کہ وہ فوج کے سبز عمیق دریا میں تیرے''۔

یحییٰ بن حضین:

چونکہ یحییٰ بن حضین نے عاصم کے اس خط پر جو اس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کیے اس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحییٰ کی بڑی عزت پیدا ہوگئی۔ انہوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العنبری اور ایک اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا۔ یہ لوگ مقام رے یا بیہق میں اسد بن عبداللہ سے ملے۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ لوگ واپس جائیے' میں اس معاملہ کو ٹھیک کر دوں گا۔ محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کرا دیا گیا ہے۔ اسد نے کہا میں اسے بنوا دوں گا اور جو جو مظالم تم پر ہوئے ہیں ان کی پابجائی کر دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط:

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اس میں اس بات کا ادعا کیا کہ میں نے ہی حارث کو شکست دی۔ اس کے علاوہ اسد نے اس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھ دیا تھا۔ خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کیے اور سو حلے خلعت دیا۔ عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری:

اب اسد خراسان پہنچ گیا۔ اس سے پہلے ہی حارث واپس جا چکا تھا۔ اسد نے عاصم کو قید کر دیا اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا' ایک لاکھ درہم اس کے ذمہ واجب الادا نکالے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا۔ عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنہیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اسد سے ملے۔ اسد نے پوچھا کہو تمہارے ساتھ میں اپنا سا طرز عمل اختیار کروں یا تمہاری قوم ایسا؟ ان لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاؤ کیجیے۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

جب ہشام بن عبدالملک کو حارث بن سریج کی بغاوت کی اطلاع ہوئی تو اس نے خالد بن عبداللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجو' تاکہ وہ اس فساد کی اصلاح کرے اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک ہے تو ذرا اس کی خبر لے۔

اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی:

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان روانہ کیا۔ جب اسد خراسان پہنچا تو اس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابرشہر تھے۔ حارث بن سریج مروالروز میں تھا' اور خالد بن عبداللہ الھجری آمل میں تھا۔ اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لیے مروالروز جاتا ہوں تو خالد بن عبیداللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہو جائے گا' اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مروالروز کی سمت سے مرو میں داخل ہو جائے گا۔ اب طے یہ پایا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لیے مروالروز روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لے کر آمل کی طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر

حوثرہ بن یزید العنبری کو سردار مقرر کیا۔ اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان النبطی کا آزاد غلام تھا اس فوج کا عثمان کے کنویں کے قریب مقابلہ ہو گیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہو کر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اس نے پھر جوابی حملہ کیا۔ اسد بن عبداللہ کے ایک غلام حیلہ نام کو جو اس کا علمبردار تھا قتل کر ڈالا۔ اور وہ لوگ جا کر اپنے تین 1
قصبوں میں قلعہ بند ہو گئے۔

اہل آمل کی اطاعت:

اب اسد نے جا کر ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبداللہ الہجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس نے منجنیقیں محصورین کے مقابلہ پر نصب کر دیں۔ محصورین نے امان طلب کی' روید بن طارق القطعی ان کا آزاد غلام ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ روید نے کہا یہ ہم تمہارے لیے منظور کرتے ہیں۔ محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بنا پر ان شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔ روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمہارے لیے منظور کیے لیتا ہوں اسد نے ان لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلہ بنی ثعلبہ بن شیبان مصقلہ بن ہبیرہ کے بھتیجے کو عامل مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ:

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا' راستے میں اسے مسلم بن عبدالرحمٰن کا ایک آزاد غلام ملا جس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے لیے بیعت کر لی' اسد بلخ آیا' کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا' دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ جس کے ہمراہ حجاج بن ہارون النمیری اور زرعہ کے بیٹے اور عطیۃ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے۔

حارث کا محاصرہ ترمذ:

اسد دریا کے اسی پار اتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کر سکا اور نہ محصورین کی امداد کر سکا۔ اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی' حارث پہلے تو ان کے سامنے سے خود پسپا ہو گیا پھر ان پر پلٹ پڑا اہل ترمذ پسپا ہوئے یزید بن الہیثم بن المحل اور عاصم بن معول البجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے۔ بشر بن جرموز' ابو فاطمہ الایادی اور دوسرے قرا جو حارث کے ہمراہ تھے' شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے روتے' مروانیوں کے جور و ستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھ دیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی ان کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے مگر محصورین اس دعوت کو رد کر دیتے۔

سبل کی حارث سے علیحدگی:

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی بنا مزامیر اور طبلوں کی آواز کے ساتھ کی گئی ہے' یہ اس طرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہو سکتا' صرف تلوار اسے فتح کر سکتی ہے۔ اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو' یہ کہہ کر سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔

اصغر بن عینا اور داؤ دالاعسر کی جنگ:

اسد جب زم کے علاقہ سے گذر رہا تھا تو اس نے قاسم الشیبانی سے جو زم کے ایک قلعہ باذ کر نام میں مقیم تھا تعرض کیا' مگر پھر اسے چھوڑ کر ترمذ کا راستہ لیا' ترمذ پہنچ کر دریا کے اسی کنارے اتر پڑا' اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا' اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے۔ شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کی کشتیوں میں اترتے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھ کر ان سے لڑتا تھا۔ آخر الامر دونوں حریفوں کی کشتی میں مڈبھیڑ ہوگئی' ایک میں اسد کے ہمراہی جن میں اصغر بن عیناء الحمیری بھی تھا سوار تھے' دوسری میں حارث کے طرف دار جن میں داؤ دالاعسر بھی تھا سوار تھے۔ اصغر نے کوئی چیز پھینکی جس کی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری نوجوان ہوں' اس پر داؤ دالاعسر نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا مرز بوم نہیں ہے داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملا دی اور دونوں میں خوب جنگ ہوئی اس موقع پر اشکند بھی آ پہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کر چکا تھا۔ اشکند نے کہا کہ میں آپ کی امداد کے لیے آیا ہوں' اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمین گاہ میں چھپ رہا۔

اہل ترمذ کی شکست وفرار:

حارث اپنی فوج کو لے کر روانہ ہوا۔ اہل ترمذ اس کی طرف بڑھے۔ حارث نے ان کے سامنے سے پسپائی شروع کر دی۔ اہل ترمذ نے اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اس حالت کا معائنہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک دم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس طرح حارث نے اہل ترمذ سے بری چال چلی' مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا' اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمین گاہ سے اچانک نکل کر اہل ترمذ پر حملہ کر دیا۔ اہل ترمذ نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن الہثیم بن المتخل الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا' اور اہل ترمذ حارث کے مقابلہ پر نکلے' انہوں نے حارث کو شکست دی۔ ابو فاطمہ' عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کا ہثیم الشیبانی کو پیغام:

بعد ازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اس نے ہثیم الشیبانی کے پاس جو اس وقت باذ کر میں تھا اور حارث کے طرف داروں میں تھا' اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہثیم سے جا کر یہ پیام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے مخالف ہو گئے۔ مگر اس کی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استحلال فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی' کہ مشرکین نے اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمہارے لیے کسی بری بات کی ابتداء نہ ہوگی۔ علاوہ بریں میں تمہارے ساتھ دوستی' نرمی و ملائمت برتوں گا اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں' اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المومنین اور امیر خالد کی مجھ پر ہیں میں تمہیں آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اس کے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کیے ہوں مگر میں تمہیں ہرگز ہرگز امان نہ دوں گا۔ اور نہ اپنے وعدہ کو ایفا کروں گا۔

اسد بن عبداللہ کی ہثیم کو امان:

ہثیم اس وعدۂ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آ گیا۔ اسد نے حسب وعدہ اسے امان دی۔ ہثیم اس کے ہمراہ سمرقند چلا' اسد نے اس کی فوج کو دوہری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا ان پر انہیں سوار کرا لیا' نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لے کر آیا تھا۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اس کے ساتھ تھیں جنہیں اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

اسد کا بلخ میں قیام:

اس انتظام کے بعد اسد ورغسر کی جانب بڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا' اسد نے اس نالہ پر بند باندھ کر اس کا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا اٹھا کر بند میں پھینکتا تھا۔ اس کے بعد وہ سمرقند سے واپس آ کر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

امیر حج خالد بن عبدالملک وعمال:

خالد بن عبدالملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال مدینہ' مکہ اور طائف کا والی تھا' خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

نیز اسی سال فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ' اور سکینہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا۔

بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری:

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں پکڑا' ان میں سے بعضوں کو قتل کرا دیا بعضوں کے اعضاء قطع کرا دیئے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم موسیٰ بن کعب' لاہز بن قریظہ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے' جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کیے گئے' اسد نے کہا اے فاسقو! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

﴿ عفا الله عما سلف' و من عاد فينتقم الله منه و الله عزيز ذو انتقام ﴾

''گذشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ اس سے ضرور بدلہ لے گا' اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے''۔

سلیمان بن کثیر کا عذر:

اس پر سلیمان بن کثیر نے کہا' کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں' اسد نے کہا ہاں بولو۔ سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے:

لو بغير الماء حلقي شرق كنت كالغصان بالماء اعتصاري

ترجمہ: ''اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اچھو ہو جائے تو میں اسے حلق سے اسی طرح نیچے اتار دوں گا جس طرح کہ

پانی سے اچھو ہو جانے والا کرتا ہے''۔

آپ ہمارے قصہ سے واقف ہیں۔ سنیئے خدا کی قسم چغل خوروں نے آپ سے آ کر چغلیاں کھائی ہیں۔ ہم آپ کے ہم قوم ہیں۔ اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکائتیں محض اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے۔ یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اس بنا پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہیے کہ اس شخص کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں۔ پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو؟ اس لیے کہ ہم ہی اس کے سب سے زبردست دشمن تھے اسد نے ان سب کو جیل بھیج دیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن نعیم سے بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اس طرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے۔ اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیموں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ انہیں بھی رہا کر دیجیے۔ اس نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ آپ اس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا! میں اسے آزادی دینے والا ہوں۔

موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کا انجام:

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ۔ گدھے کی لگام اس کے لگائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اسے کھینچا جائے' چنانچہ اس طرح کھینچا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ پڑے' پھر حکم دیا کہ اس کے چہرہ کو مارو' اس کی ناک پچی کر دی گئی۔ ڈاڑھی نوچ لی گئی' اس کے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا۔ پھر اسد نے لاہز بن قریظ کو سامنے بلایا۔ لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں۔ اسد نے تین سو کوڑے اسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دو۔ مگر حسن بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ۔ حسن نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں' وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

۱۱۸ھ کے واقعات

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

عمار خداش کی دعوتِ بیعت:

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان بھیجا۔ عمار' مرو میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا۔ محمد بن علی کی بیعت کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ جلد جلد اس کے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اسے قبول کرنے لگے' اس کی ہر بات کو غور سے سنتے اور اس تحریک کی اطاعت کرتے' مگر پھر اس نے اپنی اس تحریک کو جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا۔ اب اس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اس کی دعوت دینے لگا اور اپنے معتقدین کو اجازت دے دی کہ ایک دوسرے کی عورتیں ان کے لیے حلال

ہیں اور کہا کہ میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی جانب سے کر رہا ہوں۔

عمار خداش کا انجام:

اسد بن عبداللہ کو اس کی خبر ہوئی۔ اس نے اپنے مخبر اس کی گرفتاری کے لیے لگا دیئے' آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا۔ اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا' اسد نے اس سے واقعہ دریافت کیا' خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اس کے ہاتھ کٹوا دیئے' زبان نکلوا دی اور اسے اندھا کرا دیا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتداء میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خداش اس کے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اسے قرعہ طبیب کے سپرد کر دیا۔ قرعہ نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔ اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اس نے تجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا۔ پھر اسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دے دیا۔ سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اس کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ یحییٰ نے اسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

قلعہ تبوشکان کی فتح:

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجر بن دارۃ الضبی کا آزاد غلام آیا' اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کر دیا۔ سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی ٹھہرا اور جدیع الکرمانی کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جس میں حارث اور اس کے ساتھیوں کا مال واسباب تھا۔ اس قلعہ کا نام تبوشکان تھا' یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا۔ نبو برزی التغلبی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہتے تھے۔ کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا' جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا' اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالا' اور اس کے تمام باشندوں کو جن میں عربی موالی اور ان کے اہل وعیال شامل تھے۔ لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لا کر ہراج کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی انتقامی کارروائی:

علی بن یعلی جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لیے اسد نے اس کے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھے' اس میں بشر بن انیف الحظلی اور داؤد الاعسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو اسی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کر دو۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمہاری درخواست کو قبول کر لے گا' اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دے گا' مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جایئے اور ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے۔

بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری:

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لیے بھیجا۔ اسد نے ان دونوں کو امان دی' ان کی خاطر ومدارات کی۔ ان دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والوں سے بے وفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور نہ پانی۔ اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جن میں سالم بن منصور البجلی دو ہزار فوج پر

از ہر بن جرموز النمیر ی اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جس کی مجموعی تعداد دو ہزار سردار تھے اور پانچ سو شامیوں کے ساتھ جن پر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا۔ کرمانی نے سالم بن منصور کو اس کی فوج کے ساتھ دشمن کے سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کر کے رات بسر کی' صبح ہوئی فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کر لے کر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی' اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے۔ کشتم پہنچا جو جغیونہ کے علاقہ میں واقع تھا' ایک ایسے احاطے کے پاس پہنچا جس میں زراعت تھی اور اس کے گرد سرکنڈے کی باڑ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لیے اس کھیت میں چھوڑ دیئے' اب ان کے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کر کے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو مخبر نے آ کر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لیے آ گیا ہے اور مہاجر بن میمون ان کا سردار ہے۔ جب یہ جماعت کرمانی نے پیش قدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آ کر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانسو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آ پہنچا۔ اور راز ہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آ کر شامل ہوگئی۔

کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب:

جب سب جمع ہو گئے کرمانی نے تقریر کی' حمد وثناء کے بعد کہا۔ اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دی جا سکتی ہے کہ جس کی یہ حالت ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اس پر قابو پالیتا ہے' حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا' تم نے اپنا شہر اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے تمہارے اشراف کو قتل کر ڈالا اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا' پھر تم اس کے ہمراہ بادل نخواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی' اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب وہ شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھ کر تیر کے ذریعے دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اس کے ہاتھ کٹوا ڈالوں گا اور سولی پر لٹکا دوں گا۔ البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرے خاص اعتبار کے لوگوں ہیں کہ جن کے عذر کا مجھے اندیشہ نہیں۔

محصورین کا انجام:

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسرے دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے لڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے' اس وجہ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو۔ غرضیکہ محصورین نے اسد کے حکم پر سرخم کرنے کے لیے ہتھیار ڈال دیئے۔ چند روز اسی طرح گذرے پھر مہلب بن عبدالعزیز العتکی اسد کا خط لے کر پہنچا' جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جن میں مہاجر بن میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیج دو۔ ان سرداروں کو اسد کے پاس بھیج دیا گیا' اسد نے انہیں قتل کر ڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمہاری پاس باقی ہیں انہیں تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دو' ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کر دو۔

کرمانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ قلعہ سے ان کے اہل وعیال کو نکالا اور انہیں ہراج کر دیا۔ جن لوگوں کو اس نے قتل کیا یا سولی پر

لٹکا یا تھا ان کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنالیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لیے گئے۔ چھاونی بنائی گئی۔ پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جیغویہ کے علاقہ پر فوج کشی کی' کچھ علاقہ فتح کیا اور لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کیے گئے۔

خالد بن عبدالملک بن حارث کی معزولی:

اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا' اسی دن ابوبکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر ان کی امارت کا حکم پہنچا۔ ابوبکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر محمد بن ہشام مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال:

اس سنہ میں علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابو محمد ان کی کنیت تھی اُٹھہتر یا ستہتر سال کے سن میں مقام حُمیمہ واقعہ علاقہ شام میں ان کی وفات ہوئی' کہا جاتا ہے یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا' وہ ۴۰ ہجری کی سترھویں ماہ رمضان تھی ان کے باپ نے ان کا نام علی رکھا اور کہا میں نے اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اور ابوالحسن ان کی کنیت مقرر کی۔ جب یہ عبدالملک بن مروان سے ملنے گئے' اس نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی' اپنے برابر تخت پر جگہ دی' ان کی کنیت پوچھی' انہوں نے اپنی کنیت بتائی' اس پر عبدالملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہوسکتی' پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو۔ اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا انہوں نے اس کی اطلاع دی اس پر عبدالملک نے ان کی کنیت ابو محمد مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

محمد بن ہشام امیر مکہ' مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبدالملک تھا' البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقدی کا ہے۔

خالد بن عبداللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا۔ خراسان پر اس کا بھائی اسد بن عبداللہ اس کی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عامل بھی تھے کوتوال بھی تھے اور پیش امام بھی وہی تھے' مروان بن محمد بن مروان آرمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔

اس نے اسد کو اطلاع کی کہ آپ ختل سے چلے جائیے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمہارے پیچھے آ رہا ہے اسد نے اس کے پیامبر کو گالیاں دیں اور اس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس ختل نے پھر کہلا کر بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اسے تمہارے یہاں آنے اور تمہاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اس کے لیے یہ اچھا موقع ہے۔ اور میں نے اس سے امداد طلب کی تھی۔ اگر چہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے' اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا ہے' مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لے گا۔ اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہیں گے' دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اس کے مطالبات اور فوج کے لیے ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی میرے لیے ایک نہایت دشوار بات ہوگی۔ علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھے گا کہ میں نے تمہارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا' اور تمہیں تمہارا ملک واپس دلایا۔

مال و متاع کی روانگی:

اس پیام سے اسد کو اس کی صداقت کا یقین ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی البختری کی (جو بعد میں سجستان کا والی ہو گیا تھا) نگرانی میں آگے روانہ کر دیا جائے' انہی کی نگرانی میں اس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن امیہ ابو سلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المہری اور سنان بن داؤد القطعی تھے کو آگے روانہ کر دیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا۔ تمام مال غنیمت کی نگرانی' عثمان بن شباب الہمدانی قاضی مرو کے دادا کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو جنہیں اس نے کسی سمت پہلے بھیج دیا تھا لکھا کہ خاقان سامنے آ گیا ہے تم دونوں مال و متاع کی حفاظت کے لیے ابراہیم بن عاصم سے جا ملو۔

اسد کی شہادت کی افواہ:

داؤد اور اصبغ کے پاس ایک دبوسی شخص نے آ کر یہ خبر مشتہر کر دی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دے دی اور اسد کو شہید کر ڈالا۔ اس پر اصبغ نے کہا اگر اسد اور اس کے تمام ہمراہی کام آ گئے ہیں تو کیا ڈر ہے۔ ہشام زندہ ہیں ہمیں سب کو ان کے پاس چلے جانا چاہیے۔ داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزا نہیں رہا اصبغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے۔ جب جراح اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اسی طرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہو گئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ تو حی و قیوم ہے' امیر المومنین زندہ ہیں' مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے۔ داؤد نے کہا اچھا چل کر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے تاکہ اصلی خبر کو لیتے چلیں۔

داؤد اور اصبغ:

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ انہیں ابراہیم کی فوج نظر پڑی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے۔ داؤد نے کہا یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کیے جاتے ہیں۔ اصبغ نے کہا معلوم ہوتا ہے وہ تنگی

میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی رینگ انہیں سنائی پڑی۔ داؤد نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اصبغ نے کہا کل انہیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے۔ مگر ایک یا دو دن میں کھانہ سکے ہوں گے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جا کر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے' انہوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جا کر تکبیر کہی۔ ادھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا۔ جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت' اور ابراہیم کے ہمراہ اہل سغانیاں اور اس کا رئیس صغان خذاہ بھی ہے۔ خبر ہوتے ہی ابراہیم پیشوائی کے لیے جھپٹا۔

اسد بن عبداللہ کی بلخ سے روانگی:

اسد بلخ سے جبل الملح کی سمت بڑھا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ دریائے بلخ کو عبور کرے۔ ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لے کر اس دریا کو عبور کر آیا تھا۔ اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا۔ اس سے پہلے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گذری ہیں' ابو تمام بن زحر اور عبدالرحمٰن بن خنفر جو دونوں ازدی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اسے بہت اچھی طرح سر انجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کرا کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہاتھ دے کر باہر نکال دو۔ چنانچہ اس حکم کی حسب تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد وہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر روانہ ہوا۔ دریا میں تین مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے' اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کنارے تک آتا تھا' اس مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے۔ اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھالی۔

عثمان بن عبداللہ کا اسد کو مشورہ:

اس پر عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر نے اس سے کہا جس وجہ سے آپ یہ بھیڑیں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ' اس کے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے' ان کے دھیان کو بٹا دیا ہے اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے' آپ ان بھیڑوں کو چھوڑ دیئے اور ان پر لعنت بھیجئے۔ عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لیے تیار ہو جانے کا بھی حکم دیا' مگر اسد نے ایک نہ سنی اور حکم دے دیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لیے بغیر عبور نہیں کر سکتا تا آنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا میں اس کے ہاتھ کٹوا ڈالوں گا۔ مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اٹھانا شروع کی۔ سوار اسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اسے اپنی گردن پر اٹھا لیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سم دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے۔ اس کی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے۔ یہ حالت دیکھ کر اسد نے حکم دیا کہ بھیڑیں دریا میں پھینک دی جائیں۔

ابھی پوری فوج نے دریا کو عبور نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آ پہنچا۔ جو لوگ عبور نہ کر سکے تھے انہیں دشمن نے قتل کر ڈالا۔ اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے۔

خاقان کی آمد:

بیان کیا جاتا ہے کہ ساقہ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے۔ اسی طرح کمزور ناتوان اشخاص بھی پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ اسد سوار ہو کر دریا کے کنارے پہنچا۔ اونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں دریا کے پار لایا جائے' تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں' تو انہیں پر مال غنیمت بار کیا جائے۔ اسی ثناء میں ختل کی سمت سے ایک غبار اٹھا' معلوم ہوا کہ خاقان آ پہنچا' خاقان کی فوج کا اگلا حصہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آ گیا۔ اس نے بنی تمیم اور ازد پر حملہ کیا۔ یہ جماعت پسپا ہوگئی۔ اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور لشکر کے پڑاؤ پر آ گیا اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنہیں اس نے اپنے آگے روانہ کر دیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پیٹے میں جہاں ہیں وہیں اپنے گرد خندق کھود لیں۔

اشتیخن کی تجویز:

خاقان قریب آ گیا' اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دریا حائل تھا مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ خاقان دریا کو عبور کر کے ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اس زمانہ میں نساء کا اصبہذ تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے' اور بہادروں' جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کر کے اسد پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ البتہ اشتیخن کے پاس جب یہ پہنچا تو اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے۔ جب ہم ایک دم سب مل کر دریا میں کود پڑے گے تو ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اس کی روانی کی تیزی دور ہو جائے گی۔

خاقان کی پیش قدمی و مراجعت:

اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری۔ اسد اور اس کی فوج نے خیال کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے' ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے' جس سے پانی میں ایک سخت شور اور ہل چل برپا ہوگئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھ کر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کر لیا' اب وہ آگے بڑھے' غبار کا ایسا گھٹا ٹوپ طوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا نظر نہ آتا تھا' اور نہ کوئی کسی کو شناخت کر سکتا تھا۔ مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرز لے کر ترکوں پر حملہ آور ہوئے ان کے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ ترک پلٹ گئے۔

اسد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

اسد نے رات بسر کی' رات ہی سے اس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صباحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لیے تیار کر دیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتداء دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی و عافیت کو قبول کیجیے۔ اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا' اس نے ہم پر فتح پائی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت میں اس نے حاصل کیے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اس کے ہاتھ آئے ہیں انہوں نے اسے ہمارے مال و متاع کے مقام سے جو ہمارے آگے جا رہا ہے اطلاع دی ہوگئی اور اس کے لالچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے۔

اسد بن عبداللہ کو قیام کا مشورہ:

اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل وحرکت کو معلوم کرنے کے لیے گرد آور جماعتیں روانہ کیں۔ ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اشکند کے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے' مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا' جانوروں پر بار بہت تھا۔ سرداران فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کر دیجیے اور عافیت و سلامتی قبول کیجیے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں' یہ تو ایک مصیبت ہے اور جان و مال کا نقصان ہے۔

نصر بن سیار کی تجویز:

شام کے وقت اسد ایک مکان میں رات بسر کرنے کے لیے ٹھہرا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا' یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا' وہ کام کیجیے جس میں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال و متاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو بچ جائیں گے۔ اس گفتگو کے وقت نصر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اس طرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ چلتے رہیں گے تو ان لوگوں کی امداد کو پہنچ سکیں گے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انہیں دشمن کے چنگل سے بچالیں گے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی ان تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہوں گے' تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لیں گے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اس کے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

اسد بن عبداللہ کا ابراہیم کے نام خط:

اس کے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو ختل کی سرزمین سے اچھی طرح واقف تھا بلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا کہ تم جنگ کے لیے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمہارے آگے کی سمت بڑھ رہا ہے۔

اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کہیں ہو رات سے پہلے یہ خط اسے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمہیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں یہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان کو بلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرا دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کے قاصد کی روانگی:

سعید نے کہا آپ اپنا کمیت گھوڑا اذنوب نامی مجھے دے دیجیے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان دینے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمہیں نہ دوں تو میں بڑا ہی بخیل ہوں گا۔ اسد نے گھوڑا اس کے حوالہ کر دیا۔ سعید اپنے ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اس کے ہمراہ اس کا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوتل چلا۔

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے ان کا پیچھا کیا' سعید فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گھوڑے کو ایڑ دی' ترک اسے نہ پا سکے۔ یہ ابراہیم کے پاس خط لے کر پہنچ گیا۔ تقریباً بیس ترک اب تک اس کا تعاقب کرتے رہے مگر جب انہوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا' پلٹ گئے۔ اور خاقان کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔

خاقان کا ابراہیم پر حملہ:

دوسرے دن علی الصباح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کر چکا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی۔ جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ ابراہیم نے اہل سغد کو جنگ کا حکم دیا۔ جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی چوکی کے قریب پہنچ گئے۔ اہل سغد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ترک مارا گیا۔ خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کون سی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے۔

خاقان کی حکمت عملی:

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ٹیلہ پر چڑھ جاتا۔ جب مسلمانوں کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا اسی طرح سے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیتا' فوج اس کے حکم کی تعمیل کرتی۔ جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جس کے سامنے ایک جوہڑ تھا۔ اپنے بعض ترک سرداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ' اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے ان پر حملہ کرو۔ پہلے عجمیوں اور اہل صنعانیاں پر حملہ کرنا۔ اس کے علاوہ ان کے جو عرب ہیں انہیں مت چھیڑنا۔ (خیموں کی شناخت اور جھنڈوں کی وجہ سے انہیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا) خاقان نے یہ بھی کہا کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر تمہاری طرف بڑھے گا تو اس طرف سے ہم ان کی خندقوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہے گا تو تم پیچھے سے انہیں آ لینا۔

ترکوں کا عقبی حملہ:

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی' اور جدھر عجمی فوج تھی اس کی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوئے' انہوں نے صنعان کے رئیس اور اس کی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

اسد بن عبداللہ کی آمد:

ابراہیم کے پڑاؤ میں در آئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا' اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے کہ اتنے میں غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لے کر آ پہنچا۔ ترک اس فوج کو دیکھ کر مسلمانوں کو چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو ان کی علیحدگی سے تعجب ہوا' کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے' بہت سوں کو قتل کر چکے تھے۔ اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی امید نہ تھی۔ دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی' وہ بڑھتا ہوا اس ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا' جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھ کر پہاڑ کی سمت ہٹ گیا۔

رئیس صغان کی بیوی کا نوحہ:

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بقیۃ السیف اسد کے پاس چلے آئے' ان میں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتھوں کام آ چکی تھی۔ برکتہ بن خوائی الراسبی۔ کثیر ابوامیہ اور بنی خزاعتہ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے

گئے۔صغان کے رئیس کی بیوی اپنے خاوند پر نوحہ و بکا کرتی ہوئی اسد کے پاس آئی' اسد بھی اسے دیکھ کر اس کے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اس کی آواز دوسروں نے سن لی۔خاقان اپنے قیدیوں کو ان کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر اونٹوں کو جولدے ہوئے تھے اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتا بنا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ:

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو روکیں مگر اسد نے انہیں اس سے باز رکھا' اور کہا کہ اس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے' ان کا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے اس وقت تم ان کے سامنے مت آؤ۔

اسد بن عبداللہ پر طنزیہ فقرے:

حارث بن سریج کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنزیہ فقرے کسے' اس نے پکار کر کہا کہ اے اسد! کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لیے کافی نہیں؟ تو بڑا ہی حریص ہے۔کیا ختل کے علاوہ اور کہیں تیرے لیے گنجائش نہ تھی۔وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے۔اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں' دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا۔

ایک ترک سردار کا بیان:

کورمغانوں ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے مال غنیمت والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی۔لوگوں نے پوچھا کیسے' کہنے لگا کہ مجھے اس جنگ میں بہت سا مال و متاع ملا۔عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اس قدر بد ہیئت اور بری حالت میں نہیں دیکھا' ان میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان مسلمانوں کے مال و متاع کی طرف بڑھا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی۔خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا۔مسلمان مقابلہ کے لیے رک گئے۔ترک مسلمانوں سے لڑے' مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا' ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر ان عجمی فوجوں کی طرف جھکے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں' ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا۔پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کرا لیا' اور غروب آفتاب کے وقت اسد سے پڑاؤ کے سامنے آ پہنچے۔اسد اپنی فوج لے کر چلا اور پھر اس نے مع مال و متاع کے پڑاؤ کیا۔دوسرے دن عید الفطر تھی' صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا' اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔اسد بلخ آ گیا۔بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا۔جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لیے چلے گئے۔خود اسد بھی شہر میں آ گیا فارسی کے یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے:

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی
ایار باز آمدی خشک نزار آمدی

''تو ختلان سے نہایت بری حالت میں تباہ ہو کر پھر آ گیا''۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ کو خطبہ:

اس وقت حارث بن سریج طخارستان کے اطراف میں تھا۔ یہ بھی خاقان سے جاملا۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جزہ میں آ کر پڑاؤ کیا ہے۔ اسد نے حکم دیا شہر کی فصیل پر آگ روشن کر دی جائے۔ چنانچہ آگ روشن کی گئی' اور اسے دیکھ کر لوگ آس پاس کے قریوں اور منڈیوں سے شہر بلخ میں آ گئے۔ صبح کو اسد نے دوگانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سریج کفار کو اپنی مدد کے لیے بلا کر لایا ہے تا کہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے اور اس کے دین کو وہ بدل دے' ان شاء اللہ خداوند عالم اسے ذلیل کرے گا۔ تمہارا دشمن کتا ہے' تمہارے جو بھائی اس کے پنجوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہوئے۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرنا چاہے تو تمہیں تمہاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ سے امداد طلب کرو' مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں اب منبر سے اتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں۔ اللہ سے دعا مانگو' اپنے رب کے سامنے سجدہ کرو اور خلوص دل سے دعا مانگو۔ غرض کہ سب نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے اپنے سر سجدہ سے اٹھائے تو انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا۔

اسد بن عبداللہ کا عزم:

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اتر آیا' قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لیے لوگوں سے مشورہ لینے لگا۔ بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باک نہیں کرتے' اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو خطرہ سے مملو سمجھتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤں گا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت۔

افواج خاقان کا خلم کی گھاٹی پر اجتماع:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان اسد کی طرف بڑھا تو اس نے دریا پار علاقہ' اہل طخارستان اور جبغویہ الطخاری سے امداد حاصل کر لی تھی۔ اہل طخارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے آملے۔ اب یہ تمام فوجیں خلم کی گھاٹی میں آ کر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی' ابوالعوجا بن سعید العبدی اس کا افسر تھا' ترکوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی' مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور باقاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز نخشین علاقہ طخارستان کی راہ چلنے لگے۔ ابوالعوجاء نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

مرو جانے کی تجویز:

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابوالعوجاء اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحد چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اس چوکی سے گزر جانے کے بعد اسد کو اس کی اطلاع دے دی تھی کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے۔ اور پوچھا کہ اب کیا طرز عمل اختیار کیا جائے' بعض لوگوں نے کہا آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجیے' خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجیے۔ دوسروں نے کہا کہ زم کے راستے سے چلیے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائیے۔ اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھیے اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجیے۔

چونکہ خود اسد ترکوں کے مقابلہ کی اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

خاقان کی پیش قدمی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا اور طخارستان کے علاقہ میں جیغویہ کے پاس فروکش ہو گیا۔ موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی' اور جزہ کے پاس سے گذر کر جوز جان کی طرف بڑھا اور اس نے غارت گری کرنے والی جماعتیں ادھر ادھر روانہ کیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سریج نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لیے سامنے نہیں آئے گا۔

بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ:

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لیے بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو ادھر ادھر پھیلا دیا ہے' اب آپ جوز جان چل کر قیام کیجیے۔ چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہیے میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لیے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم دے دیئے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔

بلخ پر کرمانی بن علی کی قائم مقامی:

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا' چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آ کر کھٹ کھٹائیں۔ اس پر نصر بن سیار اللیثی' قاسم بن بخیت المراغی الازدی' سلیم بن سلیمان السلمی' عمرو بن مسلم بن عمرو' محمد بن عبدالعزیز العتکی' عیسیٰ الاعرج الحنظلی' بختری بن ابی درہم البکری' سعید الاحمر' اور سعید الصغیر بنی باہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجیے اور ہماری اطاعت و فرماں برداری پر شبہ نہ کیجیے۔ اسد نے انہیں اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی دعا:

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا۔ بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اس کے لیے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے۔ نصب کیے گئے۔ اسد نے دوگانہ پڑھایا' پھر بہت طول طویل نماز پڑھی' قبلہ رو ہو کر دعا کے لیے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں۔ اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا' دعا میں فتح کی درخواست کی' تمام لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے' اسد نے کہا' رب کعبہ کی قسم تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی' پھر قبلہ کی سمت سے رخ پھیر کر اس نے لوگوں سے تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے ان شاء اللہ تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔

اسد بن عبداللہ کے نقیب کا اعلان:

اس کے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے ساتھ لے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مالی ساقط ہو جائیں گے۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی:

ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا' اور اس لیے اس نے ام بکر اپنی ام ولد کو اور اپنے بیٹے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔ اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ دریافت کیا جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے' ایک سوار پہنچا۔ دریافت حال کر کے واپس آیا اور عرض کیا کہ یہ لونڈی زیاد بن الحارث البکری کی ہے' زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا' اسد نے غصہ سے گھورا اور کہا کہ تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے' جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جس کی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اسے آگے پیچھے سے خوب ماروں۔ زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے' جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے۔ یہ شخص میرا دشمن ہے' میرا حاسد ہے۔ اب اسد نے کوچ کیا' جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اس روز کرمانی کی جگہ بنی ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے چاہئیں' تاکہ میں انہیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دریا کے اس پار چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔

مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا اور اس کے قتل کا حکم بھی دے دیا گیا۔ مگر کئی شخصوں نے اس کی سفارش کی اور اسد نے اسے معاف کر دیا۔

سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ:

پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اترا' وہاں اس نے رات بسر کی' اور خود اس کا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام کرے گا' مگر غدافر بن زید نے جب آ کر اسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرما رہیں تو مناسب ہے' تاکہ تمام لوگ یہاں آ کر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے کوچ کا حکم دے دیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پرواہ نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔

اسد نے یہاں سے کوچ کیا' اس کے مقدمۃ الجیش میں تین سپاہی سالم بن منصور البجلی کی قیادت میں تھے ان کا مقابلہ تین سو ترکوں سے ہوا جو خاقان کا طلیعہ تھے۔ سالم نے ترکوں کے سردار اور اس کے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کر لیا۔ باقی ترک بھاگ گئے۔ جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا' رونے لگا۔ اسد نے اس کی وجہ پوچھی کہنے لگا میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں۔ اسد نے پوچھا یہ کیسے: اس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلا دی ہے۔

ریحان بن زیاد کی معزولی:

اسد اور آگے بڑھ کر بلخ کے ایک کریہ سدرہ نام پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا' اب اسد نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی خریستان میں آمد:

اسد سدرہ سے چل کر خریستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اس نے سنی۔ پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے۔ کہا گیا عقار بن زغیر کا اس کے اور اس کے باپ کے نام سے اس نے برا شگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے واپس کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ کل

جب میں ترکوں پر حملہ آور ہوں گا تو مجھے درجہ شہادت ملے گا۔ اسد نے کہا: اللہ تجھے ہلاک ہی کرے۔ اسد اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زریں یا زریں بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا: ''خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اے زریں تمہارے پیچھے کیا ہے؟'' زریں نے کہا کہ اگر آپ ہماری امداد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن کا غلبہ ہو جائے گا۔ اسد نے کہا مقدام بن عبدالرحمٰن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانبا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوز جان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر پہنچ کر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آمنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حارث نے کہا یہ محمد بن المثنیٰ اور اس کا نشان ہے۔

خاقان کی حارث سے جواب طلبی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گرد آوری کرنے والی جماعتوں نے آکر اسے اطلاع دی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے۔ خاقان نے حارث کو بلا کر اس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لیے نہیں آئے گا' اور یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اٹھا ہے۔ حارث نے کہا' نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرف داروں میں سے ہے۔ خاقان نے خبر لینے کے لیے طلائع روانہ کیے اور انہیں حکم دیا کہ دیکھ کر آنا کہ آیا اونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں۔

طلائع نے آکر اسے بتایا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

سالم بن جناح کی مخبری:

اسد سو قدم آگے بڑھا ہوگا کہ سالم بن جناح مجرا بجالایا اور عرض پرداز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے یہ چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ ان شاء اللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ مجشر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا: ''امیر یہاں آپ اپنی پیدل۔ پاہ کو اتار دیجیے''۔ اسد نے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجشر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے۔ تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادرو اتر پڑو۔ سب لوگ اتر پڑے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے قریب کر لیا اور تیر و کمان سنبھال لیے خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا' جوز جان سے گذرا جسے خاقان لوٹ چکا تھا۔ اس کا رسالہ شیورقان تک پہنچ گیا تھا۔ جوز جان کے تمام قصر اس وقت بری حالت میں تھے۔

اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب:

مقدام بن عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی عامل جوز جان' اپنی سپاہ اور اہل جوز جان کے ساتھ اسد کے پاس آیا اور اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جا کر قیام کریں۔ اسد نے جوز جان بن جوز جان کو حکم دیا کہ تم

میرے ہمراہ چلو' قاسم بن نجیت المراغی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کوارٹر ماسٹر) اسد نے بنی ازدٗ بنی تمیم' جوز جان بن جوز جان اور اس کے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے میمنہ پر تعین کیا نیز اس حصہ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جس پر صغرابن احمر سردار تھا شامل کر دیا۔ بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جس کا افسر اعلیٰ یحییٰ بن حصین تھا' نیز ان کے ساتھ اس نے اہل حمص کے دستہ کو جس کا سردار جعفر بن حنظلۃ البھرانی تھا اور اہل ازد کو جن پر سلیمان بن عمرو المقری الحمیری سردار تھا شامل کر دیا۔ منصور بن مسلم البجلی مقدمۃ الجیش پر تھا اہل دمشق کو جو حملۃ بن نعیم الکلبی کی زیر قیادت تھے اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ چوکیدار' پولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی مقدمۃ الجیش پر تھے۔

خاقان کی صف بندی:

دوسری جانب خاقان نے حارث بن سریج اور اس کی جماعت' بادشاہ سغد' رئیس شاش خرابغرہ (خاقان خرہ کا باپ اور کاؤس کا دادا) رئیس ختل' جیغو یہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر متعین کر دیا۔

جنگ خریستان:

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ تو حارث اور اس کے ہمراہ اہل سغد یا نابیہ اور دوسری جو فوجیں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دو دستے تھے حملہ کیا۔ حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا۔ کوئی شے اس کی مزاحم نہ تھے صرف اسد کے خیموں نے اسے روک کر واپس کیا۔ مگر اتنے ہی میں اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازدٗ تمیم اور جوز جان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہو گئے اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوندا! انہوں نے میری نافرمانی کی مگر تو ان کی مدد کر۔

خاقان کی شکست:

اب ترکوں نے گریز کے لیے میدان سنبھالا' تتر بتر ہو کر جس کا جدھر منہ اٹھا چلتا بنا' ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ مسلمان تین فرسخ تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے' جس پر دسترس ہوتا قتل کر دیتے۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہنکا لائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ حارث بن سریج اسے بچاتا جاتا تھا' ظہر کے رقیب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آ کر ٹھہرا تو ان دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے۔ چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا۔ اس پر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کرا دیتے ہو۔ اسد کے حکم سے خیمہ اکھاڑ دیا گیا۔ اب جنگ کی باد تند جسے ہفافہ کہتے ہیں زور و شور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی' مسلمان قبلہ رو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

خاقان کا فرار:

خاقان تقریباً چار سو شہسواروں (جن کے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نامی سے اس

نے کہا آج سے تم جوزجان کے رئیس ہو۔ اگر عرب صلح کرلیں تو اہل جوزجان میں سے جس نے ان کا ساتھ دیا ہوا سے قتل کر دینا۔
دوسری جانب جوزجان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اس کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہو تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تا حیات تمہاری شہرت باقی رہے۔ عثمان نے کہا وہ کیا جوزجان نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ۔ عثمان نے کہا بہتر ہے۔ غرض کہ عثمان ورا وک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے۔ ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسپائی کے لیے چوب پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے دوسری چوب پڑی' پھر بھی نہ بھاگ سکے' تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے۔ ابن الشخیر اور جوزجان نے خاقان پر حملہ کیا' خاقان نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی۔

جنگ خریستان کا مال غنیمت:

مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا' ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو پکتا ہو چھوڑ گئے۔ کچھ عرب عورتیں' کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں بھی چھوڑ کر چلتے بنے۔ خاقان کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا مگر حارث بن سریج نے اسے بچا لیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے۔ ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شے ملی' چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔
خصی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھا لے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روک دیا۔ مگر اس نے عورت کے خنجر بھوک دیا۔ مسلمانوں نے اسے آ کر دیکھا تو اس میں جان تھی' انہوں نے اس کا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیج دیا اور ان کے عوض جو مسلمان عورتیں ان کے پاس تھیں انہیں واپس طلب کر لیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا رہا۔ اس اثناء میں ترکوں کے وہ سوار جو ادھر ادھر منتشر کر دیئے گئے تھے۔ جب اسد کے سامنے آتے اسد انہیں قتل کر ڈالتا۔ آخر کار اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آ گیا۔

ا قان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ:

کوچ کے دوسرے دن اسد جزۃ الجوزجان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا' اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اس کے تعاقب کے لیے فوج میں منادی کر دی کہ کون کون جانا چاہتا ہے۔ اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لیے تیار ہوئی۔ اسد نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اس جماعت کا سردار مقرر کیا۔ یہ فوج چلتے چلتے علاقہ جزیہ کے درد نام ایک قصبہ میں آ کر ٹھہری اور یہیں انہوں نے رات بسر کی۔ شب میں بادو باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شب میں برف گری تھی۔ بہر حال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آ گئی۔

مروالروذ میں مقیم ترکوں کا قتل:

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جغویہ الطخاری کے پاس جا کر مقیم ہوا' ابہرانی اسد کے پاس واپس آ گیا اور اسد بلخ آ گیا۔ واپسی

میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مروالروذ میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لیے ٹھہرا ہوا تھا' جس پر بس چلا مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ ترک مروالروذ کے گرجا تک پہنچ گئے تھے۔ اس روز اسد کو چار ہزار زر ہیں مال غنیمت میں ملیں۔ جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خرابغرہ کا خاقان سے حسن سلوک:

اسد کرمانی کی زیر قیادت سرایا بھیجتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک دو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی تھیں خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جبغو یہ خرلجی کی عزت افزائی کے لیے اس کے پاس مہمان رہا۔ خاقان نے نقاروں کے بنانے کا حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا۔ جب شروسنہ پہنچا تو خرابغرہ خانا خرہ کا باپ کاؤس افشین کے باپ کا دادا اس کی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کے لیے تحائف اس کے اور اس کی فوج کے لیے گھوڑے نذر کیے۔ اگرچہ یہ اظہار عقیدت مندی ان تعلقات کے منافی تھا جو ان دونوں میں چلے آتے تھے مگر جب خرابغرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے احسان سے زیر بار کر دے۔ اسی بناء پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے لا کر نذر کر دیا۔

خاقان کا قتل:

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا' اس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کے لیے پھر جنگ کی تیاری شروع کی۔ حارث بن سریج اور اس کی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لیے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روز خاقان کورصول کے ساتھ ایک تیتر کی شرط پر نرد کھیلنے لگا۔ کورصول القرقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اس سے شرط کا تیتر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں گا۔ دوسرے نے کہا نر دوں گا۔ اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کورصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا' کورصول کو اس دھمکی کی اطلاع ہوئی۔ وہ الگ ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اس نے خاقان پر شب خون مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔

ترکوں میں خانہ جنگی کا آغاز:

زریق بن طفیل الکشانی اور حموکین کے خاندان کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے' خاقان کو اٹھا لے گئے اور اسے اس کے مرتبہ کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں۔ اس موقع کو مناسب خیال کر کے اہل سغد نے شاش واپس چلے جانے کا ارادہ کیا۔

جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لیے ادھر ادھر پھیل گئے تھے ان میں سے سوائے زرابن الکسی کے کوئی نہ بچا۔ یہ البتہ اپنی جان بچا کر طخارستان پہنچ گیا۔

ہشام بن عبدالملک کو نوید فتح:

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن وصاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا' یہ شورقان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام

سرحدی چوکی کا افسر تھا' اس نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا۔ یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ (وہاں سے[1] یہ ہشام کے پاس آیا' اور اسے تمام کیفیت سنائی) ہشام یہ حالت سن کر بہت پریشان ہوا بلکہ اس نے اس کی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع سے کہا افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور مصیبت کی خبر لے کر آیا ہے' مگر میں اسے سچ نہیں سمجھتا۔ اچھا تم جاؤ اسے لالچ دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ کہے اس سے مجھے اطلاع دو۔ ربیع نے احکام کی تعمیل کی' قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام نے بیان کیا تھا' اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہوگئی۔ کچھ روز کے بعد ہشام نے پھر اسے بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن نجیث' خراسان کی فوج میں کیا ہے۔ قاصد نے کہا وہ تو میر عسکر ہے۔ ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے' سیف نے کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی۔ واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی اسد نے قاسم کو فتح کی خوش خبری پہنچانے کے لیے ہشام کے پاس بھیج دیا' قاسم نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اسی طرح تکبیر کہتا ہوا قصر میں داخل ہوا۔ ہشام اسی اثناء میں اس کی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا۔ اسی صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا امیر المومنین کو فتح کی خوش خبری سنائی' تمام واقعہ بیان کیا۔ ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

علماء اسلام کے نزدیک سجدۂ شکر ایک سجدہ ہے۔

مقاتل بن حیان کی طلبی:

اس خبر سے قیسی عرب اسد اور خالد سے حسد کرنے لگے' انہوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھئے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کر مقاتل بن حیان کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے۔ ہشام نے خالد کو لکھ دیا۔ خالد نے اسد کو اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو۔ جو کچھ کہنا سچ سچ کہنا' کیونکہ تم ان شاءاللہ تعالیٰ سچ ہی کہو گے۔ جو ضرورت ہو وہ لے لو اس پر اور لوگوں نے اسد سے کہا کہ اس طرح اگر آپ ان سے کہیں گے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لیں گے۔ اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو۔ غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لیے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اس وقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو۔

مقاتل بن حیان کا بیان:

مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی' ہمیں سخت مصیبت اٹھانا پڑی' اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آ لیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اسے انہوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکر گاہ کے بعض حصہ پر انہوں نے کامیابی سے غارت گری کی۔ پھر ہم نے خلم کے قریب انہیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لیے مکانات میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جوزجان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کیے ہوئے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا

---

[1] یہاں یہ جملہ میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے کیونکہ طبری میں یہ مذکور نہیں مگر سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو مطلب خبط ہو جاتا اور یہ ترجمہ کی غلطی سمجھی جاتی۔ (مترجم)

مگر اسد ہم سب کو لے دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا' ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقہ جوز جان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ ہم نے اس پر حملہ کیا' اس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے' ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے پیچھے ہٹا دیا' اس کے بعد ہمارے میمنہ نے ان پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارت گری کی اسے لوٹ لیا اور خاقان کو وہاں سے نکال دیا۔

اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا' جب قاصد نے خود خاقان کے لشکر گاہ پر غارت گری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا ہے۔ مقاتل نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک ختل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے۔ اس پر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے۔ مقاتل نے کہا امیر المومنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجیے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اس کے امکان سے باہر تھا۔

مقاتل بن حیان کا مطالبہ:

اب ہشام نے پوچھا کہو تم کیا چاہتے ہو۔ مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلاوجہ لے لیے تھے۔ ہشام نے کہا میں اس معاملہ میں تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھالو۔ مقاتل نے قسم کھائی۔ ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانہ عامرہ سے مقاتل کو دلا دی۔ خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دے دو۔ خالد نے اسد کو لکھ دیا اور اسد نے حسبِ تعمیل کر دی۔ جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انہوں نے اسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر ان کا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دے دے۔

اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے سرفرازی:

خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبدالحنظلی کے ذریعہ پہنچی۔ جنگ سنان میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لیے اسد نے ایک وفد خالد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا۔ اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے' خالد نے اس وفد کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ' انہوں نے قسم کھالی۔ ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔

شاہ سبل کی ابن السائجی کو نصیحت:

سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السائجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو اسے تین نصیحتیں کیں۔ پہلی یہ کہ تم اہل ختل کے ساتھ اس طرح تکبر و غرور سے پیش نہ آنا جس طرح میں کرتا رہا ہوں اس لیے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاہ نہیں ہو بلکہ تم بھی انہی جیسے ایک عام باشندے ہو۔ اس لیے وہ تمہارے طرز عمل کو اس خاموشی سے برداشت نہیں کریں گے جس طرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دے کر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا۔ بادشاہ رعایا

کے بمنزلہ اس لڑی کے ہوتے ہیں جس میں دانے پروئے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد کنجروں کی طرح رہتی ہے۔ عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں تک ہو سکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں ان سے بچانا۔

سبل کی ابن السائجی کو مسلمانوں سے لڑنے کی ممانعت:

یہ باتیں سن کر ابن السائجی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل ختل سے تکبر اور غرور سے پیش نہ آؤں' اس کے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح ہے۔ البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ میں نے تمہاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے ان کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اٹھا کر واپس ہونا پڑا' اور اگر تم ان سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمہاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے) چین بھاگ گیا تھا' اور ابن السائجی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبداللہ کو خاقان کی اس کی طرف پیش قدمی کی اطلاع دی تھی' کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا' خالد نے انہیں گرفتار کر لیا اور قتل کرا دیا۔

مغیرہ بن سعید:

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد' ثمود' اور بہت سے دوسرے ان کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ یہ شخص مقابر میں جا کر اسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے ٹڈیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

مغیرہ بن سعید کی ساحری:

محمد بن عبدالرحمٰن ابی لیلیٰ بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لیے ہمارے پاس آئے' وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لے جا اور اس کی مچھلی خرید لا۔ یہ حکم دے کہ میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے۔ مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تمہاری خادمہ کس کام کے لیے گئی ہے۔ میں نے کہا نہیں' پھر اس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام محمد کیوں رکھا ہے' میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہموں کی مچھلی خریدنے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی ہم دونوں اس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی۔ خالد نے اسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔

مغیرہ اور بیان کا قتل:

عمرو بن حریث کا آزاد غلام سعید بن مروانیہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اس کا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے

گٹھے اور نفط منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے۔ مغیرہ رکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اس کے سر پر کوڑے پڑنے لگے۔ اب مغیرہ نے گٹھا اکٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ اسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا' اس پر اور گٹھے پر نفط ڈالا گیا اور انہیں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اس کے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی' سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا۔ اس خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو' کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا' پھر اسے بھی جلا ڈالا۔

مالک بن اعین کو معافی:

ابو زید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کرا دینے کے بعد مالک بن اعین الجہنی کو بلوایا اور اس سے پوچھا' اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا خالد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب یہ شخص ان لوگوں میں جاملا جن کی مدد سے وہ اپنے کو لے جا سکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا۔ تو اس نے یہ اشعار کہے:

ضربت لـه بيـن الطريقين لاحبا وطنـنـت عليه الشمس فيمن يطينها

والـقيتـه فـي شبهة حيـن سـالـنـي كما اشتبها فى الخط سين و شينها

ترجمہ: ''میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا' اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتاب کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کر لیا۔ میں نے خالد کو جب اس نے مجھ سے سوال کیا شبہ میں ڈال دیا جس طرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتے ہیں''۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کر ڈالتا کیونکہ اس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' یہ لوگ وصفا (خدام) کہلائے جاتے تھے۔ انہوں نے کوفہ کے عقبہ حصہ میں خروج کیا تھا۔ جس وقت ان کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا۔ یہ سنتے ہی اس نے پانی مانگا۔ اس پر ابن نوفل نے اس کی ہجو میں چند شعر کہے جن میں اس کی بزدلی کا بھی اظہار تھا۔

اس سنہ میں بہلول بن بشر جس کا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا۔ اس نے بغاوت کی' اور مارا گیا۔

بہلول بن بشر خارجی:

بہلول ایک عابد زاہد کم خوراک شخص تھا اس کی شجاعت کی شہرت سے ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا' یہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا' اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لے کر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جا کر واپس کر دے اور درہم لے آئے' غلام کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا۔ اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی' عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کر دی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔

بہلول خارجی کی جماعت:

بہلول حج کرنے چلا گیا' حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اس سے ملے ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کر لیا۔ چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے۔ بہلول کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کیا' اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اس سے یہ ہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کر کے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلا دے۔

خالد بن عبداللہ کو قتل کرنے کا مشورہ:

غرض کہ جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے یہ ہی کہتے۔ اس ترکیب سے انہوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لیے۔ جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے' جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اس کو سرکہ کے عوض شراب دی گئی تھی' تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہیے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی۔ کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے۔ اس پر اس کے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم نے اس عامل سے ابتداء کر دی تو ہماری شہرت ہو جائے گی۔ خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کر لیں گے۔ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں' ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائے گا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے گرجاؤں اور آتش کدوں کی تعمیر کراتا ہے' مجوسیوں کو مسلمانوں پر والی مقرر کرتا ہے۔ مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے بیاہ کراتا ہے' شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں۔

بہلول بن بشر کا خروج:

مگر بہلول نے ان کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس بات کو جس کا کرنا مجھے اس وقت ضروری ہے اس بات کی خاطر جو اس کے بعد ہو گی نہیں چھوڑ سکتا' اور مجھے توقع ہے کہ میں اس شخص کو قتل کروں جس نے مجھ سے اس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی جا لوں گا۔ اور اسے بھی قتل کر ڈالوں گا۔ اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائے گی اور یہ شخص ہمارے پنجہ سے نکل جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ﴾

''ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو' اور چاہیے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں''۔

اس کے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجیے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں۔ سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے' ڈاک لے جانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اس کی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے۔ اس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے۔ خالد واسط سے روانہ ہو کر حیرہ آیا' اس وقت اس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا۔

خوارج کے خلاف قینی کی روانگی:

اس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شامی سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا یہ فوج اس عامل کی امداد کے لیے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا خالد نے اس فوج کے

سردار کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم ان خارجیوں سے لڑو' تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کرے گا میں اسے علاوہ اس تنخواہ کے جو اسے شام سے مل چکی ہے اور بھی انعام دوں گا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دوں گا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے اس وجہ سے انہوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کر کے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔ قبینی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اس کے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے ان کے ساتھ کر دیئے۔ دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا۔ قبینی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی' اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل علیحدہ کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو۔ اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اسی کی فوج دشمن سے نپٹ لیں تاکہ فتح کا سہرا صاف انہیں کے سر رہے' اور خالد کے وعدوں سے یہی متمتع ہوں۔

بہلول خارجی کا قبینی پر حملہ:

اب بہلول مقابلہ کے لیے اس فوج کی طرف بڑھا اس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کر لیا' تھوڑی دیر اس کے لیے رکا اس کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا۔ بہلول قبینی پر حملہ آور ہوا۔ اس کی زرہ میں ایک فرجہ تھا' بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا' نیزہ اس کے جسم سے آر پار ہو گیا۔ قبینی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لے جائے۔

قبینی کا قتل اور شامی دستہ کی پسپائی:

سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی' اس کے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے' اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے' بہلول اور اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے لگے' چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لیے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آ سکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آ لیا۔ کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں۔ بہلول ان کے سروں پر نیزہ کا بانس مارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ۔

بہلول خارجی کی انتقامی کارروائی:

بہلول نے دیکھا کہ قبینی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اس نے اسے اٹھا لیا' اسی زمانہ میں خود کوفہ میں چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے' یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دیئے گئے۔ اب بہلول اس تھیلی کو لے کر ان کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کس کس نے انہیں قتل کیا ہے تاکہ میں اسے یہ رقم انعام میں دوں۔ یہ سنتے ہی ایک نے کہا "میں نے" دوسرے نے کہا "میں نے"۔ اس ترکیب سے بہلول نے انہیں شناخت کر لیا۔ یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے' ان کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انہیں انعام دینے آیا ہے۔ بہلول نے گاؤں والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے کہ انہیں لوگوں نے ان اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں! بہلول نے یہ تصدیق اس لیے کی کہ اسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں ان کے قتل کا ادعا کیا ہو۔ بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیان قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے اس فعل پر اسے برا کہا۔ بہلول نے اپنے فعل کی دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اس کے فعل کے جواز کو مان گئے۔

عامل موصل کی ہشام سے امداد طلبی:

اس فوج کی شکست اور اہل صریفین سے جو لوگ مارے گئے تھے' ان کی اطلاع خالد کو پہنچی' خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب بن یزید بن رویم کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا' بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا۔ اس نے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمہارے مقابلہ سے ہٹ کر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا۔ یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھ کر جو اس کے پاس امنڈ آئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عامل موصل کو جو اس کی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کر کے اودھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آتا' آپ ان کے مقابلہ کے لیے فوج بھیج دیجیے۔ ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیج دو' ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا۔ اس پر عامل نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

کحیل پر ہشام کی افواج کا اجتماع:

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم اس نصرانی عورت کے بیٹے (یعنی خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے۔ ہم نے صرف اللہ کے لیے خروج کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور موید بن خالد پر حکومت کرتا ہے چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا' اس پر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلا مزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گزر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اس کے لیے خالد نے عراقیوں کا عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کے لیے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اس کے مقابلہ کے لیے بھیج دیا۔ جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی ان کے مقابلہ پر آ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کحیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

شامی فوج پر بہلول کا حملہ:

بہلول اس خانقاہ کا دروازہ روک کر اتر پڑا۔ حریف نے اس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تا کہ سامنے آ کر مقابلہ کریں' بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آئیں۔ جب اس نے اس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جس میں صرف سترہ آدمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کر دیا اور مقابلہ کے لیے سامنے آ گیا اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمہارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کر کے صحیح وسالم اپنے شہر اور اہل وعیال میں جا ملے گا۔ سب نے کہا ہاں ان شاء اللہ ہمیں ایسی ہی امید ہے۔ اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اس نے چھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

شامی فوج کی پسپائی:

حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہو گئے' ان کے پاؤں میدان سے اکھڑ گئے' بھاگ کر اس دیر میں آئے' بہلول نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار بیس ہزار فوج ان کی امداد کے لیے آئی۔ اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ کر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیے

کہ اپنے گھوڑے ذبح کر ڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کر دیں' مگر بہلول نے کہا ایسا نہ کرو تا کہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جمے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اس روز شام ہونے تک لڑے انہوں نے مقابل فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا۔ پھر بہلول اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا' پا پیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے' دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔

بہلول خارجی کا خاتمہ:

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے' خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلہ بنی جدیلہ قیس کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموت تھی بہلول پر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک ہی وار سے اسے زمین پر گرا دیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ کسی شخص کو مقرر کر جایئے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو۔ بہلول نے کہا اگر میں مر جاؤں تو دعامتہ الشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں گے۔ اگر وہ بھی مر جائیں تو عمر والیشکری امیر المومنین ہوں۔ ابو الموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا' جب صبح ہوئی تو دعامتہ اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا' ان کے ایک شاعر نے اس کی ہجو میں ایک شعر کہا۔ ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اس میں اس کے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔

عمر والیشکری خارجی اور عنزی خارجی کا خروج:

بہلول کے قتل کے بعد عمر والیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا اس کے بعد عنزی صاحب الاشہب کے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا' خالد نے سمت بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمط پر حملہ کیا اور تلوار اس کی انگلیوں کے درمیان ماری سمط کی تلوار گر پڑی اور اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سمط نے خارجیوں پر حملہ کیا' خارجیوں کو شکست ہوئی۔ دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور سفلے لوگوں نے ان خارجیوں کو آ لیا اور پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔

وزیر السختیانی کا خروج:

اس کے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا' جس گاؤں میں اس کا گزر ہوتا اسے جلا دیتا اور جو شخص اسے ملتا اسے قتل کر ڈالتا۔ حیرہ کے بیت المال اور تمام مال و متاع پر اس نے قبضہ کر لیا۔ خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا' وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا' آخر دم تک لڑتا رہا۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے' یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا۔ خالد کے سامنے لایا گیا۔ جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا۔ اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں خالد یہ سن کر بہت خوش اور متاثر ہوا' اس کے قتل کے ارادہ کو ترک کر دیا اور اپنے پاس ہی اسے قید کر دیا۔

وزیر خارجی کو قتل کرنے کا حکم:

اس کے بعد خالد کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ راتوں کو اسے اپنے پاس بلا لیتا اور اس سے باتیں کرتا اور مختلف باتیں پوچھتا۔ ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی کسی نے اس سے کہہ دیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا۔ آگ لگائی لوٹ مچائی' گرفتار کر

کے جان بخشی کی اور پھر اس نے اسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے' ہشام کو یہ سن کر غصہ آیا اس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے برا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل و غارت کا ارتکاب کر چکا ہو جاں بخشی نہ کرو۔

وزیر خارجی کا قتل:

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس خط کو پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا۔ خالد نے اس کے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کر دیجیے۔ یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادتاً تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچا رہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اسے فرمان لکھا جس میں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کر ڈالو اور جلا ڈالو۔ اس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اس کی تعمیل میں تاخیر کرتا۔ اس نے وزیر اور اس کے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کیے گئے تھے بلایا ان کے قتل کا حکم دے دیا' یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سرکنڈے کے گٹھے بھی لائے گئے۔ ان سب کو ان گٹھوں میں باندھ کر ان پر نفط چھڑک دیا گیا۔ پھر انہیں چوک میں لا کر ٹلٹکیوں سے باندھ کر ان میں آگ لگا دی۔

سوائے وزیر کے سب نے آہ و اویلا مچایا' البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا اور بدرطرخان بادشاہ ختل کو قتل کیا۔

اسد بن عبداللہ کی ختل پر فوج کشی:

جب اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا (غزوۂ بدرطرخان یہی ہے) تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا۔ چلتے چلتے یہ بدرطرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اسد کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ مصعب نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ اب خود اسد جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اسد نے بدرطرخان سے کچھ مالی مطالبات کیے جس کے دینے سے اس نے انکار کر دیا۔ مگر پھر اس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرما لیجیے۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے' تجھے ختل سے کیا تعلق' تو جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جا۔ اس پر بدرطرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی تو خراسان میں صرف دس دم بریدہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانچ سو اونٹ بھی تمہارے لیے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اس نے اسد سے کیں اور کہا میں ختل میں کچھ لے کر آیا تھا' جو میں لایا تھا وہ مجھے دے دو میں جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جاؤں گا۔

اسد بن عبداللہ کی بدرطرخان سے گفتگو:

اسد نے پوچھا کیا لے کر آئے تھے۔ بدرطرخان نے کہا میں ختل میں جب داخل ہوا نوجوان تھا' میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی۔ تم مجھے میری جوانی واپس دے دو۔ میں یہاں سے چلا جاتا ہوں' کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں' میں ان کے بعد کس طرح زندگی گزار سکتا ہوں۔ اسد اس تقریر کو سن کر برہم ہو گیا۔ مگر بدرطرخان کو وعدۂ امان پر بھروسا تھا۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگا لے' کیونکہ

مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے۔ بدرطرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں بجائے اپنی گردن کے داغدار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پاؤں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے پاس پہنچا دیں۔ مگر اب اسد نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تاوقتیکہ اس کی گردن میں داغ نہ دے دیا جائے۔ چنانچہ اس کی گردن میں داغ دے کر اسد نے اسے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالے کر دیا۔ ابوالاسد اسے لے کر روانہ ہوا اور شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

سلمہ اور ابوالاسد کی بدرطرخان کے متعلق گفتگو:

سلمہ بن ابی عبداللہ بھی موالیوں میں مصعب کے ہمراہ تھا۔ ابوالاسد سلمہ سے ملا جو اس وقت منجنیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا۔ سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ سپہ سالار نے بدرطرخان کے معاملہ میں کیا کیا؟ ابوالاسد نے سارا ماجرا سنا دیا کہ اس طرح بدرطرخان نے جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر نے اجازت نہ دی۔ اب میرے ساتھ اسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اسے قلعہ میں پہنچا دیا جائے تمام واقعہ سن کر سلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اس کا برا نتیجہ دیکھ لے گا۔ اور اپنے کیے پر نادم ہو گا' اسے یہ کرنا چاہیے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اس نے آمادگی ظاہر کی تھی اسے لے لیتا یا اسے قید کر دیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہو سکتا۔ ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بنایا ہے' پل قائم کیے' تنگ ناؤں کو درست کیا' اور اس نے ہم سے اس لیے تعارض نہیں کیا کہ اسے صلح ہو جانے کی امید تھی۔ اب جب کہ اسے صلح سے مایوسی ہو گئی ہے تو وہ کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھا نہ رکھے گا۔ تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں رکھو' مصعب کے پاس نہ لے جاؤ' کیونکہ اس وقت مصعب اس کا انتظار کر رہا ہو گا کہ وہ آئے تو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی:

چنانچہ ابوالاسد اور بدرطرخان سلمہ کے خیمہ میں ٹھہر گئے' دوسری جانب سے خود اسد اپنی فوج لے کر آگے بڑھا' اس نے پیش قدمی کے لیے ایک تنگ گھاٹی اختیار کی' جس کی وجہ سے فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ بڑھتے بڑھتے اسد ایک ندی پر پہنچا' اسے پیاس معلوم ہو رہی تھی' اس کے خدمت گاروں میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ نہ تھا۔ اسد نے پانی مانگا' سغدی بن عبدالرحمٰن ابوطعمۃ الطبری مع اپنے ایک خدمت گار کے وہاں موجود تھا' اس کے خدمت گار کے پاس ایک تبتی چھاگل تھی۔ سغدی نے اس چھاگل میں ستو ڈالا' پھر ندی سے پانی لے کر اس میں ڈال کر ہلایا۔ اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اسے نوش کیا۔

اسد بن عبداللہ پر مجشر کی تنقید:

اسد ایک درخت کے سایہ میں اتر پڑا' فوج خاصہ کے ایک سپاہی کو بلایا اور اپنا سر اس کی ران پر رکھ لیا۔ مجشر بن مزاحم السلمی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا آیا اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا۔ اسد نے اس سے پوچھا اے ابوالعدلیس کیسے ہو؟ مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا۔ اسد نے کہا کیسے؟ مجشر نے کہا بدرطرخان ہمارے قبضہ میں تھا' اس نے اتنی رقم پیش کی' نہ امیر نے اس کی پیش کش کو قبول کیا اور نہ اس کی مشکیں بندھوائیں بلکہ اسے جانے دیا' خود اس کے وعدہ امان کے ایفا کے خیال کے مطابق اسے قلعہ میں جانے کی اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی پشیمانی:

اس تقریر کو سن کر اسد اپنے کیے پر نادم ہوا' اس نے اہل ختل میں سے ایک راستہ جاننے اور ایک شامی ناقد نامی کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدرطرخان کو قبل اس کے کہ وہ قلعہ میں داخل ہو جائے تو میں تجھے ہزار درہم انعام دوں گا۔ اسد نے ان دونوں کو بھیج دیا۔ یہ مصعب کے لشکر میں پہنچے۔ شامی نے پکار کر پوچھا کہ اس کافر کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سلمہ کے پاس ہے راستہ بتانے والے نے واپس آ کر اسد کو اس کی اطلاع دی اور وہ شامی شخص بدرطرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہو گیا۔

بدرطرخان کا قتل:

اسد نے بدرطرخان کو پھر اپنے پاس بلوالیا' جب وہ سامنے آیا' اسے گالیاں دیں اب بدرطرخان تاڑ گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اس نے چند کنکریاں اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے' پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا یہ محمد ﷺ کا عہد ہے۔ اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیر المومنین کا عہد ہے۔ اور یہ مسلمانوں کا عہد ہے۔ اس پر اسد نے اس کے ہاتھ قطع کرا دینے کا حکم دے دیا۔ اسد نے اپنی فوج میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابوفدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے۔ جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا۔ ایک ازدی ابوفدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے۔ جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا۔ ایک ازدی نے کہا میں ہوں۔ اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اس کی گردن مار دو' اس نے اس کی تعمیل کر دی۔ اسد نے بڑے قلعہ پر تو قبضہ کر لیا' البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدرطرخان کے اہل وعیال اور مال ومتاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا۔ مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے۔ اسد نے اپنے سواروں کو ختل کی وادیوں میں پھیلا دیا۔

اسد مرو آیا' ایوب بن ابی حسان التمیمی مرو کا عامل تھا۔ اسد نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے عمزاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کر دیا۔

فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق:

جب اسد بلخ چلا آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کر لی ہے۔ اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہہ دو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دے دے' اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دی جائے۔ خالد نے اسے بلایا۔ اس وقت خالد کے پاس عذافر بن زید التمیمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ عمارا نے کچھ انکار کے بعد طلاق دے دی' اس پر عذافر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور ان کا سردار ہے۔ یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جس کی بنا پر وہ اس سے اشرف سمجھی جائے۔ اس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر البجلی کو اس نے اپنا جانشین چھوڑا۔

صحاری بن شبیب خارجی:

اسی سنہ میں صحاری بن شبیب نے اپنے تئیں خدا کے لیے بیچ ڈالا (یعنی خارجی ہو گیا) اور مقام جبل میں اس نے خارجیوں کا شعار بلند کر دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شبیب ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوایئے۔ خالد نے کہا بھلا شبیب کا سپوت بیت المال سے حق لے کر کیا کرے گا۔ صحاری خالد سے رخصت ہو کر چلا آیا' مگر اس کے جانے کے بعد خالد اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور اسے یہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کر دے۔ لوگوں کو بھیجا کہ اسے بلا لاؤ' صحاری نے ان سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس سے ہو کر آیا ہوں مگر ان لوگوں نے اس کی کچھ نہ سنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمہیں لے کر جائیں گے۔ صحاری نے تلوار سے ان پر حملہ کیا' تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ صحاری گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا بنا۔ جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنے کے لیے اس نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا' اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ پھر وہ بنی تیم اللات بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے' تلوار حمائل کیے ان کے پاس پہنچا' سارا ماجرا جو اس کے اور خالد کے درمیان گزرا تھا ان سے بیان کیا۔ ان لوگوں نے صحاری سے کہا کہ بھلا طلب فریضہ سے تمہاری کیا توقع تھی' تمہارے لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ و خالد بن عبداللہ کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اسے قتل کر ڈالتے۔

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم:

صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اس تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا تھا' تاکہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض میں اسے میں دھوکہ سے قتل کر ڈالوں گا (خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصفر یہ کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں قتل کر دیا تھا) اس کے بعد صحاری نے انہیں دعوت دی کہ میرے ساتھ چل کر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو۔ بعض نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا' بعضوں نے کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے۔ بعضوں نے بالکل ہی اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جس میں اس نے اپنے عزم و استقلال کا اظہار کیا کہ چاہے دوسرے حیل و حجت کریں میں خدا کی راہ میں ان ظالم سرکشوں سے جو برسر اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شے لگا دوں گا۔

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم:

بہر حال تیس آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جبل ہی میں انہوں نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی آخر دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ لوگ مبارک آئے' خالد کو اس کی اطلاع ہوئی' اس نے سن کر کہا مجھے پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا۔ پھر اس نے ایک فوج ان کے مقابلہ پر بھیجی۔ مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا' بے جگری سے لڑے' مگر پھر فوج نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

امیر حج ابو شاکر مسلمہ بن ہشام و عمال:

اسی سنہ میں ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا' امام ابن شہاب الزہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا۔ عراق اور مشرقی صوبہ جات کا خالد بن عبداللہ القسری صوبہ دار تھا' خالد کی جانب سے اس کا بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کا عامل تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پا چکا تھا اور اس نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد نے ۱۲۰ ہجری میں انتقال کیا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

۱۲۰ھ کے واقعات

فتح سندرہ:

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور سندرہ فتح کیا۔ نیز اسحٰق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا' تو مان شاہ کے کئی قلعے فتح کر لیے اور اس کے علاقہ کو برباد کر دیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا' مدائنی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا۔

عید مہرجان پر اسد بن عبداللہ کے لیے تحائف:

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا' جب وہ بلخ میں تھا تو عید مہرجان واقع ہوئی' امراء ورؤساء تحائف پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے' ان لوگوں میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہرات کا عامل تھا اور خراسان اور ہرات کا رئیس بھی تھا۔ یہ دونوں جو تحائف لے کر آئے تھے ان کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی۔ ان تحائف میں دو محل تھے' ایک چاندی کا اور ایک سونے کا۔ نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں جس وقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا۔ خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا' اور ان کے پیچھے دوسرے ظروف مروی۔ قوی اور ہردی دیبا کے تھان اور دوسری اشیاء رکھ دیں' جن سے سارا فرش بھر گیا۔ ہرات کا رئیس اسد کے لیے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا۔

رئیس ہرات کی تقریر:

ان سب چیزوں کے رکھ دینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا' اللہ امیر کو نیک ہدایت دے' ہم عجمی ہیں ہم چار سو سال سے دنیا کے فوائد سے حلم' عقل اور وقار کی وجہ سے تمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے۔ ایک وہ اقبال مند شخص کہ جدھر اس کا رخ ہوا اللہ نے اسے فتح دی۔ پھر اس کے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا' اور چونکہ وہ ایسا تھا اس وجہ سے اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اس پر سلامتی بھیجی گئی' اس کی تعظیم کی گئی' اسے سردار بنایا گیا۔ اور آگے رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ شخص ہے جس کا سینہ فراخ اور ہاتھ کشادہ تھا وہ لوگوں کے لیے آمال گاہ بن گیا' اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ وہ صفات جو ان تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جن کی وجہ سے ہم چار سو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں' وہ تمہاری اکیلی ذات میں جمع کر دی ہیں۔ ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو۔ آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور موالیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ ان میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے' یا کسی امیر و فقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے۔ پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ ان میں کوئی عیب نہ پائے گا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کیسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے' اور یہ آپ

کی اقبال مندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ حالانکہ اس کے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سریج بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مگر آپ نے اسے شکست دی' اسے بھگا دیا۔ اس کی فوج کو قتل کر ڈالا۔ اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آپ کی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کون سا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے' آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے' بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے۔

عید مہرجان کے تحائف کی تقسیم:

اس تقریر کو سن کر اسد ہنسا' اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو' اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ وہ اس نے رئیس کو دیا' رئیس نے اس کو سجدہ کیا' اسد نظر نیچے کیے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ داہنی جانب دیکھا اور کہا' اے عذافر بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھا لے جائے۔ پھر محسن بن احمر سردار قیس سے (یا قنسرین سے) کہا کہ کسی کو حکم دو کہ یہ محل لے جائے۔ پھر کہا فلاں! تو یہ آفتابہ لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے۔ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے' صرف دو تشتریاں بچیں' ابوالصیداء کو حکم دیا کہ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے' صرف دو تشتریاں بچیں' ابوالصیداء کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو' انہوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر وزن کا اندازہ کیا پھر اسے رکھ کر دوسری کو اٹھا کر دیکھا۔ اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اسے لوں۔ اسد نے کہا تم دونوں لے جاؤ۔ اسی طرح اس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دی تھیں دے ڈالیں۔ ابو یعفور جن کی خدمت یہ تھی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو' اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا' یہ دونوں دیبا کے تھان تم لے لو' اسی طرح میمون العذاب نے کہا' مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو۔ اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو۔ غرضیکہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر اشیاء رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کر دیں۔

اس پر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کیا:

تقلون ان نادی لروع مثوب وانتم غداة المهرجان كثير

ترجمہ: ''اگر جہاد کے لیے تمہیں بلایا جائے تو تم کم ہوتے ہو مگر عید مہرجان کی صبح کو تم بہت تھے''۔

اسد بن عبداللہ کا انتقال:

پھر اسد بیمار پڑ گیا۔ مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا ناشپاتیاں پیش کی گئیں' جو فصل میں پہلی مرتبہ آئی تھیں۔ اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک ہی اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی' اس جھٹکے سے اس کا پھوڑ پھٹ گیا اور اسد کا انتقال ہو گیا۔ جعفر البہرانی کو اس نے اپنا جانشین مقرر کر دیا یہی جعفر بن حنظلہ ہے۔ ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ چار ماہ تک یہ شخص عامل رہا۔ پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب ۱۲۱ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدی اور سلیمان بن قتیبہ بن تیم بن مرہ کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اس کے مرثیے کہے۔

خراسانی شیعیان بنی عباس سے محمد بن علی کی ترک مراسلات:

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بنا کر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کی اور ان کی تحریک کی حالت سے انہیں پوری طرح باخبر کر دے۔

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیروں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے خداش کی اطاعت قبول کر لی تھی جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں اور جو غلط باتیں اس نے ان سے بیان کی تھیں اسے انہوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ اس وجہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کر دی۔ جب عرصہ سے ان کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے' اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد بن علی کے پاس جا کر ہماری پوری حالت ان سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اس کے جواب میں اس سے کہیں اس سے ہمیں آ کر اطلاع دیں۔

محمد بن علی کا اظہار ناراضگی:

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے سلیمان نے ان سے ساری کیفیت بیان کی۔ محمد بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر و توبیخ کی' اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اس کے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے۔ سلیمان خراسان واپس ہو گیا۔ محمد بن علی نے اس کے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھ دیا سلیمان ان لوگوں کے پاس اس سربمہر خط کو لے کر آیا۔ خط کھولا گیا مگر اس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا' اس سے ان لوگوں کو سخت صدمہ ہوا' اور اب انہیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے ان سے آ کر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں۔

بکیر بن ماہان کی روانگی خراسان:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دے کر بھیجا' جس میں انہیں بتایا تھا کہ خداش نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا۔ جب بکیر اس خط کو لے کر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اس کے بیان کو غلط سمجھا اور اس کی بات پر بالکل اعتنا نہیں کیا' بکیر پھر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ اس مرتبہ محمد بن علی نے اس کے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جن میں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی۔ بکیر انہیں لے کر خراسان آیا۔ اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اس نے ایک ایک عصا دیا۔ اس سے وہ سمجھے کہ اب تک ان کا جو طرز عمل رہا ہے وہ ان کی سیرت کے مخالف تھا۔ ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے افعال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا' اور تمام وہ علاقے جو اس کے ماتحت تھے اس کی امارت سے نکال لیے۔

خالد بن عبداللہ اور حسان النبطی میں کشیدگی:

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے متعلق کئی بیان ہیں ان میں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انہیں ہم یہاں

موضع میں قیام پذیر تھا' اسی بنا پر اسے فروخ الرمانی کہتے تھے۔ خالد کو اس کا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گزر رہا تھا۔ ایک دن اس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ جس قدر رقم دیتا ہے اس پر اضافہ کردو۔ حسان ہشام کے پاس آیا اور دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا' انہوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروغ سے لے لیا' مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لیے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہوگیا۔ اس نے حسان کو ستانا شروع کیا۔ حسان اس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بناؤ میں تو تمہارا ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں' مگر خالد نے اس کی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اسے دق کرتا رہا۔

حسان النبطی کی خالد کے خلاف شکایت:

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اس نے آب پاشی کی نہروں کے مہرے توڑ دیئے' جن سے تمام مقطع برباد ہوگیا۔ پھر حسان نے ہشام سے آ کر کہا کہ خالد نے نہروں کے مہرے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دیئے۔ ہشام نے ایک شخص کو اس کی تصدیق کے لیے بھیجا' اس نے آ کر بیان کر دیا۔ حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اس طرح کہہ دو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا پہلے دلا دیجئے' پھر جو آپ چاہیں میں کہہ دوں گا۔ چنانچہ حسان نے وہ رقم اسے دے دی اور اس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ' اور جب وہ رونے لگے تو اس سے کہو کہ چپ رہو' کیا تم خالد القسری کے بیٹے ہو جس کے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سنی کر گیا' جب اس کے بعد حسان اس کے پاس آیا تو اس نے حسان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہوگی' حسان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ۔ ہشام نے کہا تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا' یہ بات ہشام کی پوری طور پر دل نشین ہوگئی اور اس نے خالد کی برطرفی کا فیصلہ کرلیا۔

خالد بن عبداللہ کا اظہارِ تفخر:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کرسکتا ہے کہ جن پر کوئی اور فخر نہیں کرسکتا۔ میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دیئے دریائے دجلہ کا بندھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

ابن عمرو کی اہانت:

یہ بھی کہا جاتا ہے' کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے' خالد نے ان کی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انہیں کہے۔ انہوں نے ہشام کو اس کی شکایت لکھی۔

ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط:

اس پر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا:

حمد و ثناء کے بعد! اگرچہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جن کی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دے دی گئی ہے' اور جن کا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دے دی ہے کہ انہیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دے گا۔ اور انہیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسا تھا۔ مگر اس کے معنی یہ نہ تھے کہ انہوں نے اپنے خاندان

والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانے کے لیے بچھا دی ہیں۔ بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو ٹیڑھی نگاہ سے بھی ان کی طرف دیکھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے اب بتا کہ تو نے کیوں عراق میں ان کی عزت پر حملہ کیا اور کیوں زجر و توبیخ کے الفاظ انہیں کہے' کیا اس سے اس کی تذلیل و تحقیر مقصود تھی' یا تو اپنے تئیں اس کا ہمسر سمجھتا ہے' اور اسی بناء پر دربار عام میں اسے سخت سست الفاظ کہنے کی تجھے جرأت ہوئی اور کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لیے نہیں اٹھا۔ حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور انہیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے۔ مگر تو اس مرتبہ پر پہنچا کہ جس کے ذریعہ سے آل عمرو نے تجھ کو تیری خاص کر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کر دیا اور تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڈھے سرداروں کے برابر کر دیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو ان پر فخر کرتا ہے' اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے۔ پس اے ذلیل عورت کے بیٹے! تو اپنی اصل نسل پر غور کر' جب وہ تیرے پاس آئے تھے تو تو نے ان کے قدم چومے ہوتے انہیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا' اپنی صدر مسند سے ان کی تعظیم کے لیے ہٹ جاتا اور پھر بڑھ کر امیر المومنین کے لحاظ سے خندق روئی سے ان کا استقبال کرتا اور جب تو انہیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتا تو تجھے چاہیے تھا کہ ان کی قرابت اور حق کا لحاظ کر کے تو انہیں خوش و خرم زندگی بسر کرنے کی دعا دیتا' اس لیے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں' وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں۔

امیر المومنین قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برا نہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹا دیتے اور تجھے اس حال میں کر دیتے کہ جس کی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحن میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سواریوں کا ہجوم رہتا ہے اور ابھی میں نے اسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے ان لوگوں کا دست نگر بنا دوں جواب تک تیرے دست نگر رہے ہیں۔ اس لیے جب امیر المومنین کا قاصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ پیدل چل کر عمرو کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو' پھر نہایت عاجزی سے ان سے ملنے کی اجازت طلب کر اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں تو کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جا' اگر تو نے ان کے جذبات رحم و کرم کو متحرک کر دیا تو وہ تیرے اس بے اجازت آ جانے کو درگزر کر دیں گے اور اگر اس وجہ سے انہیں حمیت و غیرت آ گئی تو پھر تو پورے ایک سال ان کے دروازہ پر بغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اس کے بعد تیرے عزل و نصب کا پورا اختیار انہیں رہے گا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کر دیں۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے کون بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اس معاملہ میں ان پر اعتماد کرے۔

اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دریدہ دہنی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں' تیری یہ اہانت آمیز گفتگو ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں کی ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل اور حق دار ہیں' امیر المومنین نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس تحریر کے مضمون سے جو انہوں نے تجھے لکھی ہے۔ اطلاع دے دی ہے۔ کیونکہ اس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہے' اور انہیں لکھ دیا ہے کہ انہیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کر دیں یا ناراض ہو کر تجھے سزا دیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اسی پر کاربند ہوں گے اور اس کی تعمیل کرائیں گے' ان شاء اللہ۔

ہشام کا ابن عمرو کے نام خط:

ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا:

حمد وثناء کے بعد! امیر المومنین آپ کا خط ملا دربار عام میں خالد نے جو اہانت آمیز گفتگو آپ سے کی آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قرابت اور ان کے آپ سے جو مربیانہ تعلقات ہیں ان کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اس پر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور ان کے دبدبہ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسا تھا۔ آپ نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی اہانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا' اور جب آپ اس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود امیر المومنین نے اس کی زبان کو آزادی دی ہے' اس کی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے' اسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے' اس گمنامی کو شہرت دی ہے اس کے پاس چلے آئے تو اس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کر دیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفروں کی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو۔ تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمہارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہ مثال ہے۔ آپ نے اس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور ان کے دبدبہ سلطنت کی جیسی توقیر کی اسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اس کے وہ شکر گزار ہیں۔ انہوں نے خالد کے معاملہ میں اب آپ کو کامل اختیار دے دیا ہے' چاہے اسے آپ معزول کر دیں یا برقرار رکھیں' اگر آپ اسے معزول کر دیں گے تو امیر المومنین فوراً اس کی تعمیل کرائیں گے' اور اگر آپ اسے بحال رکھیں گے تو یہ احسان آپ کا اس پر ہوگا۔ امیر المومنین اس بارے میں آپ کے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اسے ملے گا تو اس کا سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ امیر المومنین نے اسے حکم دیا ہے کہ شب و روز میں جس حال اور جس وقت امیر المومنین کا خط اور ان کا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چل کر آپ کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو۔ اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روک دیں' اسے بحال رکھیں یا معزول کر دیں' امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اس کے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اس کے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کر کے اس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اس سزا کا اجرا نہ کرے۔ بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اس کی ضرور تعمیل کریں گے کیونکہ انہیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے' وہ آپ کی ذاتی عزت' قرابت اور رشتہ داری کا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سر انجام دیں۔

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھئے' چاہے اس میں آپ کی طرف سے ابتداء ہو' یا آپ جواب لکھ رہے ہوں یا محض یوں ہی گپ شپ کے لیے ہو' یا کسی ضرورت کے لیے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپ کو یا آپ کے خاندان والوں کو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعد مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں' یا ان ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود

امیر المومنین کے پاس نہ آ سکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجیے اور مکرر سہ کرر یاد دہانی سے نہ گھبرائیے گا۔ ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے' وہ اس کی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے' آپ ان کے لیے روپیہ مانگ سکتے ہیں' ان کی ضروریاتِ زندگی کا انتظام کرا سکتے ہیں' یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پا رہے ہیں۔ ان کے ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور ان کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس حسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں' اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی ان کا مالک اور آقا ہے۔ والسلام۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو اہانت آمیز الفاظ و القاب سے یاد کرتا تھا' ابن الحمقا کہا کرتا تھا' کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی۔ ہم اس سے پہلے اس کا قصہ بیان کر چکے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھ کر ہشام کو سخت غصہ آیا اور ہشام نے اسے لکھا ''اے اپنی ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لیے باعث عزت و شرف نہیں' حرامزادے' بھلا عراق کی حکومت تیرے لیے باعث شرف کیوں نہیں' بتا کیا تو بنی بحیلہ سے نہیں ہے جن کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں۔ میں بتائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کمسن بھی آ کر تیری مشکیں کس دے گا۔

خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے شکایات:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف ترین شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں تجھے ایسا ذلیل کر دوں گا کہ پھر تو اپنا خچر اور فیروزی پگڑی سنبھال لے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے ''جب امیر المومنین کے بیٹے تجھ سے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا'' اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انہیں بیان نہیں کر سکتا' ہشام نے کہا کیا اس نے لاحول کہا؟ انہوں نے کہا نہیں' بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے۔ ہشام نے کہا ہو کیا؟ انہوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا۔ غرض کو اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں' آخر کار ہشام کے خیالات اس کی طرف سے بگڑ گئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کا فیصلہ:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلقدار خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادہ کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اس کی اطلاع ہو گی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے' اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انہیں اس بات کا مشورہ دیا ہو گا۔ اس تعلقدار نے اس بات کا اقرار کیا۔ خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو

اس کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اسے نہیں ملتا۔

جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اس نے اس کو برطرف کر دینے کا ارادہ کرلیا۔ مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم:

ہشام نے خالد کو معزول کر دینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا' بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے رات بسر کی' خالد کے افسر مال گذاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی اور اس تقریب کے موقع پر اس نے ایک ہزار آزاد غلام' ایک ہزار خادم اور ایک ہزار چھوکریاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں۔ رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گذرے' یوسف اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اس کے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا راہ گیر ہیں۔ گشت کرنے والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا بعض مواضعات میں۔ گشت والے طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے۔ یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے' ہمارا خیال ہے کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں۔ اگر یہ خارجی ہوئے تو ان کے شر سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر وہ تمہارے لیے آئے ہوں گے تو آپ کو اس کا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لیے وہ آئے ہوں گے اس کے خلاف تیاری کر لیں گے۔ مگر طارق نے ان کے قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو:

جب صبح کو یوسف اور اس کے ہمراہی اس مقام سے اٹھ کر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گذر ہوا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ راہ گیر ہیں۔ سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا بعض دیہات میں۔ یہ گشت والے پھر طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں قتل کر دیں' مگر سب لوگوں نے انہیں منع کر دیا۔

خالد بن عبداللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

ادھر یوسف نے ایک ثقفی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس شخص نے اس کے حکم کی تعمیل کی' فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موذن کو اقامت کا حکم دیا۔ موذن نے کہا امام کو آ جانے دیجیے۔ یوسف نے اسے ڈانٹ بتائی۔ موذن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا' اس نے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعہ اور دوسری میں سأل سائل' تلاوت کی' پھر خالد' طارق اور ان کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کرلیا اور ادھر دعوت کے لیے دیگیں پک رہی تھیں۔

ربیع بن سابور کا بیان:

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جن کے پاس ہشام کی مہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جندب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط

لے کر ہشام کے پاس آیا تھا' ہشام نے اس خط کو پڑھا' اور پھر سالم عتبہ بن عبدالملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنی ہی طرف سے اس کا جواب دے دو۔ مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا مجھ سے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میر منشی تھے) میں اس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں لپیٹ دیا' پھر مجھے حکم دیا کہ اس پر مہر لگا دؤ میں نے مہر لگا دی پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے آگے تجاوز کر گیا ہے' اور ایسی شے کی درخواست کرتا ہے جو اس کے مرتبہ سے ارفع ہے۔ ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اس کے کپڑے پھاڑ ڈالو' اپنے حکم سے اس کے کوڑے لگوائے' اور کہا اسے میرے پاس سے نکال دو اور یوسف کا یہ خط اسے دے دو۔ میں نے وہ خط جندب کو دے دیا اور کہا جا تیری جان بچی۔

بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط:

بشیر بن ابی ثلجہ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ یہ محض دکھاوا ہے' امیر المومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کر دیا۔ اس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمہارے گھر والوں نے تمہیں یمنی کپڑا بھیجا ہے' جب وہ تمہارے پاس پہنچے تم اسے پہن لو (یعنی قتل کر ڈالو) اور اللہ کا شکر کرو۔ مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمہارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب کپڑا نہیں بھیجیں گے' لہٰذا اب تم اس پر بھروسا رکھو۔ عیاض اس دوسرے کو خط لے کر طارق کے پاس آیا۔ طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے' مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دوست اطلاع دے کر نادم ہوا اور اسے یہ خوف ہوا کہ مبادا یہ بات ظاہر ہو جائے۔ اس لیے اس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی روانگی واسط:

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسط میں تھا' ایک دن اور رات چل کر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا۔ داؤد البربری نے جو خالد کا میر منشی حاجب اور فوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا' خالد سے جا کر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برافروختہ ہوا۔ مگر جب طارق سامنے آیا تو اس سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ اس کی تلافی کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خالد نے پوچھا کیا۔ طارق نے کہا اسد کی وفات' اگر چہ میں نے جناب والا کو تعزیت کا خط لکھ دیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چل کر آپ کی خدمت میں پرسے کے لیے حاضر ہوتا' خالد کا دل بھر آیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جایئے۔ طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے۔ خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے داؤد کو یہ جملہ برا معلوم ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔

طارق بن ابی زیاد کا خالد بن عبداللہ کو مشورہ:

طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپ کی ان سے کی گئی ہے تو اس کی معافی چاہیے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت ان کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی برا آدمی ہوں گا۔ طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجیے' خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جایئے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لیے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی

انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائے گی۔ خالد نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں۔ طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اس کی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لیے فرمان استقلال لے آتا ہوں۔ خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہو گی۔ طارق نے کہا دس کروڑ۔ خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملے گی' میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کروڑ دیں گے' زینی اور ابان بن الولید دو کروڑ دیں گے' بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجیے۔ خالد نے کہا کہ اگر میں کسی کو دے کر واپس لوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دے کر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں۔ اور اس طرح یہ موجودہ نعمت حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہے گی۔ یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آ کر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اس وقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے' جو اس وقت سینے نکالے ہوئے ہیں' اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کر دیئے جائیں تاکہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائیں۔ خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ طارق نے اس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی مراجعت:

طارق چلا آیا۔ اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا۔ داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جا نہیں سکتے' اس لیے اس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دے کر خود شام جائے اور پھر وہ اور اس کا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمران ہو کر آئیں۔ طارق کوفہ چلا گیا اور خالد حمہ کی طرف روانہ ہوا۔

یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد:

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اس کا قاصد آیا تو اس نے قاصد سے پوچھا کہو خیر ہے۔ قاصد نے کہا خیر نہیں ہے امیر المومنین ناراض ہیں۔ انہوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میر منشی سالم کا خط ہے۔ یوسف نے خط چاک کیا اسے پڑھا' جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا۔ اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو اس کی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اس کے عمال کو گرفتار کر کے مجھے ان کی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یمن میں صلت بن یوسف کی قائمقامی:

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو۔ چند آدمی پیش کیے گئے' یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اسی روز روانہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ صلت باپ کی مشایعت کے لیے کچھ دور آیا' جب واپس جانے لگا تو یوسف نے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ یوسف نے سو کوڑے اس کے مارے اور کہا اے حرامزادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھوں گا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہے گی' چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا' یہ راستہ کہاں جاتا ہے؟ کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے۔ یوسف نے کہا عراق ہی کو لے چل۔ غرض کہ اسی طرح یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

حسان النبطی کا بیان:

حسان النبطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لیے حلوا تیار کیا تھا۔ میں اس کے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا' اتنے میں اس نے مجھ سے کہا حسان یمن میں سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ ہشام نے یہ شعر پڑھا:

امـرتك امـرا حـازمـا فعصيتني فـاصبحـت مسلوب الامارة نادما

ترجمہ: ''میں نے ایک دور اندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی مگر تو نے نہ مانی' نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا''۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۱۲۰ہجری کا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی طلبی:

سالم بن زتبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ' میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا' مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کس طرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسر اقتدار ہے عہدہ برا ہو سکتا ہوں' کوفہ آ کر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو۔ انہوں نے مجھے پیٹا۔ میں نے چلا کر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہو کر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود ان کے پاس آتا ہوں۔

طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جا کر طارق کو میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ خود آ رہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر عزت سے لانا اور اگر نہ آ رہا ہو تو گھسیٹتے ہوئے لاؤ۔ کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا۔ یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسانے اس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے اور انہوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکیں باندھ کر اس کی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لے کر طارق کی قیام گاہ پہنچا۔ طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اس کے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے۔ اس غلام نے طارق سے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالتا ہوں' پھر آپ کو موقع مل جائے گا' جدھر چاہیں چلے جایئے گا۔

بہر حال طارق نے کیسان کو اندر بلا لیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے ہیں۔ کیسان نے کہا: ہاں! طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا۔ یہیں ان کی ملاقات ہوئی' یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اسے پٹوایا۔ کہا جاتا ہے کہ پانچ سو کوڑے لگوائے یوسف کوفہ میں داخل ہوا' اور عطا بن مقدم کو اس نے خالد کے پاس حمہ بھیجا۔

عطاء بن مقدم کی روانگی حمہ:

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا' میں نے اس سے کہا میرے لیے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ۔ دربان منہ بنا

کر اندر چلا گیا۔ خالد نے پوچھا کیا ہے؟ دربان نے کہا خیریت ہے۔ خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی۔ دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آ کر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں۔ خالد نے کہا انہیں آنے دو۔ میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اس کی ماں سخلہ کا برا ہو' میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم بن الصلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے ان سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہوگا وہ تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ کو خطاب:

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جس میں اس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عاملوں کو گرفتار کر کے امیر المومنین کو ان کی جانب سے مطمئن کر دوں۔ میں اس حکم کی پوری تعمیل کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو! جو تم میں منافق ہیں انہیں تلوار سے قتل کروں گا اور تمہارے فاسقوں و بدمعاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کروں گا۔ اتنا کہہ کر یوسف منبر سے اتر آیا' اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری وضمانت:

یوسف نے خالد کو قید کر دیا مگر ابان بن الولید اور اس کے دوستوں نے نوے لاکھ درہم پر اس کی جانب سے صلح کر لی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کیے پر نادم ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اس سے دس کروڑ وصول کرتے۔ یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا۔ میں اقرار کر چکا ہوں۔ خالد کے دوستوں نے خالد کو اس کی اطلاع دی۔ خالد نے کہا تم نے برا کیا کہ پہلے ہی دہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لیے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائے گا۔ اور مزید رقم کا مطالبہ کرے گا۔ تم لوگ اس کے پاس پھر جاؤ۔

ابان بن الولید کی ضمانت سے دستبرداری:

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لیے تیار نہیں' وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کر سکتا۔ یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہو گے یا تمہارا دوست میں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں روکتا بھی نہیں۔ انہوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں۔ یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں! یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقض عہد کی ابتداء تم نے کی ہے اس لیے اب میں نہ یہ رقم قبول کروں گا اور نہ اس کی دوگنی اور نہ چوگنی۔

چنانچہ یوسف نے اس سے کہیں زیادہ رقم اس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس کروڑ لیے۔

خالد بن عبداللہ کی دولت وجائیداد:

ابن عیاش راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کی خالد نے عراق میں بڑی جائیداد پیدا کر لی تھی' نہریں کھدوائی تھیں' جن کی آمدنی دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی' اسی طرح باجوی' بار مانا' مبارک' جامع' کورا مابور اور قیلیح کی نہریں تھیں' مگر باوجود اس کے خالد اکثر کہا کرتا تھا' بخدا! میں مظلوم ہوں۔ یہ جس قدر زمین ہے از روئے حق میری ہے' اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بجیلہ کو دے

دیا تھا۔

عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ:

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اس جیسے کسی اور کو کبھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے۔ یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا اس سے کیا کیا باتیں پیدا ہوں گی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں' یہ قریش ہیں آپ کے اور ان کے درمیان کوئی ناتا یا قرابت بھی نہیں ہے' انہیں آپ کی پرواہ نہیں' مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہیے میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائیداد و املاک کی مفصل اطلاع دے دیتے اور جو چیز ان کو پسند آئے اسے کیوں نذر نہیں کر دیتے۔ کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا' چاہے وہ اسے دل سے چاہتا ہو۔ میں قسمیہ کہتا ہوں۔ کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اس کے بیان کو سچ سمجھ لے گا' تم اگر اپنی خوشی سے یہ دے دو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

خالد بن عبداللہ کی ضد:

خالد نے سن کر کہا میں تم پر بدنیتی کا الزام نہیں رکھتا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوگا' اس پر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجیے' مجھے اپنا وکیل بنا کر ہشام کے پاس متعین کر دیجیے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اسے مضبوطی سے کس دوں گا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اسے کھول دوں گا۔ خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں نے اس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد و املاک اسی کی سلطنت میں ہیں' کیا اگر وہ انہیں لے لے تو آپ اسے روک سکتے ہیں۔ خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا۔ میں نے کہا ہاں تو پھر یہ بہتر ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اسے نذر کر دیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دے دے گا اور اس وجہ سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔ اور اگر چہ آپ پر سوائے اس کے کہ جس سے وہ آپ ابتداء کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائیداد کو سنبھال لیں اور اس پر قبضہ رکھیں۔ خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہوسکتا۔

تب میں نے اس سے کہا اچھا اگر وہ تمہیں برطرف کر دے اور تمہاری تمام جاگیر و جائیداد کو ضبط کر لے تو تم کیا کرو گے' بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتداء کرو' اور یہ سب کچھ اس کے نذر کر دو۔ اس لیے کہ اس کے بھائی' بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمہاری بہت کچھ شکایت کر دی ہے اور پھر تمہیں یہ موقع ملے گا کہ تم اپنی چالوں سے ان کی سازش کو انہیں پر الٹ دو۔ اور پھر ہشام سے تم جس طرح چاہنا اپنی منہ مانگی مرادیں حاصل کر لینا۔

خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے' اس کا مال ضبط کر لیا گیا ہے' اس پر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اس کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ بعینہ ایسا ہی ہوا۔

بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبداللہ سے درخواست:

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اس نے خالد کو لکھا کہ ایک معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہوں گے۔ ایک دن میں آپ کے پاس رہوں گا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کر کے اپنے مستقر پر آ جاؤں گا۔ خالد نے لکھ دیا کہ جب چاہو آ جاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا' ایک دن اور ایک رات چل کر مغرب کی نماز کوفہ میں آ کر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسی فرسخ تھا۔ خالد کو اس کے آنے کی اطلاع پہنچ گئی۔ خود خالد اس کے پاس آیا مگر ذرا اس سے برافروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اس سے پوچھا کہو ابوعمرو کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں! خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا! ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی۔ بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ ان کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی ان سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود ان کے پاس جائیں ہمارا کچھ روپیہ انہیں دینے کا وعدہ کیجیے اس کے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجیے تاکہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال و متاع ان کے سامنے پیش کر دیجیے اس میں سے جتنا وہ لیں گے اس کے عوض میں اتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دے دیں گے۔

بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ:

خالد نے کہا میں تم پر الزام نہیں رکھتا' مگر مجھے غور کرنے دو۔ بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہیں گے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائے گی۔ خلد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپ کے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شے جبراً تو کبھی بھی نہ دوں گا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو۔ بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول درجہ رکھتا ہے۔ وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اس وقت کچھ نہ تھا' مگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جواب تیرے پاس جمع ہو گئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا۔ ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان النبطی اسے ایسے سبز باغ دکھائے گا کہ آپ اس کا ادراک بھی نہیں کر سکتے اس لیے اس مہلت کو غنیمت سمجھئے۔ خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ۔ بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دور کا شخص اس پر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے' جو تند خو بدطینت' بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد سے اس کے دیکھنے کی استدعا کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا' اس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بن گیا۔

خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرخ گراں کر دیتا ہوں' جو ایسا کرتا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو' اصل

بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھا دیا تھا جب تک ہماری خام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں۔ اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلجہ[1] غلہ ایک درہم کو بکنے لگا۔

شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کا والی مقرر ہوا' اور جمادی الاوّل ۱۲۰ ہجری میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

جعفر بن حنظلہ کی برطرفی:

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا' اس کے آنے کا و قعہ اور سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن حنظلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کا والی مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیبہ کو خراسان کا والی کرنا چاہا۔ ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اس تقرر کی اجازت چاہی' ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیبہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اس کا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اس کا باپ قتل نہ کیا جاتا۔

کرمانی کا امارت خراسان پر تقرر اور معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے اسد اور اس کے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور لڑائیاں ہوئیں' انہیں اور جو فلاح و بہبودی کے کام اہل خراسان کے لیے اسد کے ہاتھوں سرانجام پذیر ہوئے انہیں بیان کیا' پھر اس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا اور اس کی تعریف کی' پھر یوسف کے عراق کا والی ہونے کی خبر لوگوں کو بتائی' حکومت کی فرمانبرداری اور یک جہتی اور اتحاد کی تاکید کی اسد کے لیے دعاء مغفرت مانگی' معزول شدہ کے لیے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارک باد دی اور پھر منبر سے اتر آیا۔

اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مرافع بن ربیعہ بن حری بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبد مناۃ بن کنانہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ ان کی ماں زینب بنت حسان التغلبی تھیں۔

---

[1] غلہ کا ایک پیمانہ جو ۱۵/۱۶ من کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)

باب ۶

نصر بن سیار

امارتِ خراسان پر نصر بن سیار کا تقرر:

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کی بوجہ احسن چلا سکے ان لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کیے اور ہشام کے پاس ان کے نام لکھ کر پیش کر دیئے' جن اصحاب کی اس عہدہ کے لیے سفارش کی گئی تھی ان میں یہ لوگ تھے' عثمان بن عبداللہ بن الشخیر' یحییٰ بن منذر الرقاشی' نصر بن سیار اللیثی' قطن بن قتیبہ بن مسلم' مجشر بن المزاحم السلمی (از قبیلہ بنی حرام) عثمان بن عبداللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں۔ مجشر کے لیے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ابن حصین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں بڑائی کا خیال اور نخوت ہے۔ قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لیے یہ انتقام جو ہیں' نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جس کی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں۔ غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔

نصر بن سیار کے نام فرمانِ تقرری:

عبدالکریم بن سلیط بن عقبہ الہقانی (ہفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمان تقرر دے کر روانہ کیا۔ عبدالکریم اسے لے کر خراسان روانہ ہوا' اس کے ہمراہ اس کا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا' جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا' حفص بن عمر بن عباء التیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا' ابوالمہند نے اسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا۔ حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلیط بھی مرو آ گیا۔ ابولمہند نے کرمانی کو بھی اس کی اطلاع دے دی' کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر الکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا' مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا' اور اسی نے سب سے پہلے امیر کہہ کر نصر کو سلام کیا' نصر نے اس سے کہا تو مکار شاعر معلوم ہوتا ہے۔ پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔'

اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا' منصور بن عمرو کو ابرشہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا۔

نصر بن سیار اور بختری:

جعفر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمانِ تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا' بختری نے کہا (یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں) اس سے کہا کہ تم اسے قبول مت کرو۔ نصر نے وجہ پوچھی' بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اس وقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اس لیے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر اسے مل گیا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اس

کے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہو گی۔ بختری نے آ کر نصر کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ نصر نے پوچھا آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی۔ بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے' میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سرداروں کی سفارش:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لیے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط' تدابیر اور شجاعت کے کرمانی اس کے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے میں نے کہا جدیع بن علی۔ اس نام سے انہوں نے برا شگون لیا اور کہا میں اسے نہیں کرنا چاہتا' کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا' چرب زبان آزمودہ کار یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی ابوالمسیلا ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنے جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو اس نے ناپسند کیا ہے آؤ مضر میں سے کسی کا نام لے کر دیکھوں۔ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیثی بھی ہیں اگر آپ ان کی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ عفیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انہیں بھی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقا السلمی اگر آپ ان کی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ ان کی صورت منحوس ہے۔ ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا مجشر بن مراحم السلمی عاقل وشجاع ہیں مدبر ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ ہشام نے کہا جھوٹ بولنے میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا۔ یحییٰ بن حصین' ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی غرض کہ اس طرح جس کی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتا میں نے ارادتاً نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع' دانا اور تجربہ کار سیاست تھا' میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیثی۔ ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے۔ میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اس کا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے' اگر چہ وہ عفیف و تجربہ کار اور فرزانہ ہیں۔ ہشام نے کہا آخر کہو وہ کیا کمی ہے۔ میں نے کہا خراسان میں ان کا خاندان وقبیلہ بہت کم ہے۔ ہشام نے کہا کیا ڈر ہے' کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزومند ہے۔ میں اس کا خاندان اور حامی ہوں۔

یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش:

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں۔ لوگوں نے اسے مسلمہ بن سلیمان بن عبداللہ بن حازم' قدید بن منیع المنقری' نصر بن سیار' عمرو بن مسلم' مسلم بن عبدالرحمٰن بن سلم' منصور بن ابی الخرقا' سلم بن قتیبہ' یونس بن عبدربہ اور زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کے نام بتائے۔ یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیج دیئے' قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی' اس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب کے آخر میں لکھا ہے۔ یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے۔ ہشام نے اس کے جواب میں یوسف کو لکھا' تمہارے خط کے مضمون سے

میں آ گاہ ہوا' تم نے قیسی سرداروں کی جو اتنی تعریف کی ہے اسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اس کے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جا سکتا ہے کہ جس کا میں خود حامی ہوں۔ تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ دوں گا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کر دو' اس کے حامی کم نہیں ہیں' جس کے خود امیر المومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنی یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہو گے) یوسف نے سلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اس کی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اس نے اسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اس نے شریک بن عبدربہ النمیری کو ہشام کے پاس بھیجا اور اس کی سفارش کی کہ اسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجیے' مگر ہشام نے اسے بھی نے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

حفص کا نظر بن سیار کے نام خط:

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمیر الاسدی کو بھیجا اور اس کی سفارش کی یوسف نے اسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روک دیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا۔ ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبدالکریم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ ان کا میر منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی' یہ وہی ٹھہر گئے۔ حفص بن عمرو بن عباد التیمی کے پاس مہمان رہے۔ حفص بن عمرو سے کہا کہ میں نصر کا فرمان تقرر لے کر آیا ہوں۔ یہ ان دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفص نے اپنے غلام کو ایک گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا' اسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوئے چلے جاؤ چاہے گھوڑا مر ہی نہ جائے' جب یہ بیکار ہو جائے اور خرید لینا' غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ۔

نصر بن سیار اور ابوحفص بن علی الحنظلی کی گفتگو:

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اس وقت بازار میں تھا۔ غلام نے خط اس کے حوالہ کیا۔ نصر نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ اس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا۔ نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبا لیا' گھر آیا' مگر ابھی سے یہ خبر عام ہو گئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آ گیا ہے۔ نصر کے بعض خاص دوست آئے' انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اس روز نصر اٹھہرا رہا۔ دوسرے دن ابوحفص بن علی الحنظلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا۔ یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولت مند تھا۔ اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمہارے خراسان کا والی مقرر ہونے ے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں' کیا واقعی تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف انکار کر دیا۔ یہ اٹھ کر جانے لگا' نصر نے کہا ذرا ٹھہریئے اور پھر وہ خط پڑھ کر اسے سنایا۔ ابوحفص نے کہا حفص تمہیں جھوٹ نہیں لکھے گا۔ ابھی وہ اس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبدالکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی' اور فرمان تقرر ان کے حوالے کیا' نصر نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔

نصر بن سیار کے عمال:

پھر نصر نے مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا' وشاح بن بکیر بن وشاح کو مروالروذ کا' حارث بن عبداللہ بن

الحشرج کو ہرات کا زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کو ابرشہر کا' ابوحفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا' ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھ کر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا۔ غرض کہ نصر نے اس کے بعد آئندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس کے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ مال گذاری میں بھی کمی کر دی' اس کی حکومت اور مال گذاری کی وصول یابی نہایت کامیاب رہی۔ سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

نصر بن سیار کی تقریر:

رجب ۱۲۰ہجری میں نصر کو فرمان تقرر ملا۔ بختری نے اس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمان تقرر پڑھ کر سنا دیجیے' اور کچھ تقریر بھی کیجیے۔ چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھیے کیونکہ ہم آپ کی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے اس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عراق اور مشرق کا ناظم اعلیٰ یوسف بن عمرو تھا نصر بن سیار خراسان کا والی تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حنظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبداللہ السلمی بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدۃ الباہلی بصرہ کے قاضی تھے' مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔ ابن شرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۲۱ھ کے واقعات

فتح مطامیر:

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا' اور مطامیر فتح کیا۔ مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس کے قلعے سر کیے' علاقہ کو برباد کر ڈالا' اسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار اس سے سالانہ جزیہ ٹھہرا' باقاعدہ ادائی کی ضمانت کے لیے یرغمال لے لیے اور مروان نے اسے اسی کے علاقہ کا رئیس بنا دیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں واقدی کے بیان کے مطابق زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ البتہ ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ:

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ زید بن علی' محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' خالد بن عبداللہ کے پاس جو اس وقت عراق کا والی تھا آئے' خالد نے ان کو بہت سا روپیہ ہدیۃً دیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھ دی جو خالد نے انہیں دی تھی۔ نیز

اپنے خط میں اس کا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر انہیں واپس دے دی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے دریافت کیا' کہ ان لوگوں نے اس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ کے خالد نے انہیں دیا تھا باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا۔ ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا' زید نے انکار کیا اور حلف اٹھایا۔ ہشام نے ان کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ:

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علی کا پہلا قصہ یہ ہے کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کیا کہ ہمارا روپیہ زید بن علی محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما' ابراہیم بن سعید بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری رضی اللہ عنہ اور ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ المخزومی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہے۔ یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا' زید بن علی اس وقت رصافہ میں اپنے چچازاد بھائیوں بنی الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف کے متعلق مقدمہ لڑ رہے تھے۔ محمد بن عمرو بن علی رضی اللہ عنہ اس وقت زید بن علی کے ہمراہ تھے۔ جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد مدعی ہے کہ ان کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ انہوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تا کہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرا دے۔ زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں۔ ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کرے گا۔ ہشام نے کہا وہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

ہشام بن عبدالملک کی یوسف بن عمر کو ہدایات:

ہشام نے اپنے میر منشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کہ جب فلاں فلاں اشخاص تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا یزید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا' اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دینا۔ اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے بہت ثبوت طلب کرنا اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یزید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد انہیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائے گا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں الجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کیے دیتا ہوں تا کہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلدی آپ کو اس قضیہ سے فراغت مل جائے۔ سب نے ان کا شکریہ ادا کیا دعا دی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

زید بن علی کی برأت:

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیج دیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبدالملک کی والدہ ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن ولید بن المغیرۃ المخزومی کی اولاد میں تھی اور یہ ہشام کے ماموروں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس

دعویٰ میں ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے' یوسف نے انہیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی' اس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی نرم و تواضع کے لہجہ میں ان سے سوال کیا پھر سب سے روپیہ کے متعلق دریافت کیا' سب نے انکار کیا اور کہا کہ اس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کچھ واجب الادا ہے۔ خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے یزید بن خالد کو ان کے سامنے بلوایا اور اس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمد بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں جن کے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ یزید نے کہا ''ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے''۔ یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے؟ چنانچہ اس روز یوسف نے اسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اسے ہلاک ہی کر دیا گیا۔ مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لیے' سب نے قسمیں کھالیں۔ زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں۔ مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا۔ یوسف نے ہشام کو اس کی اطلاع دی۔ ہشام نے اسے لکھا کہ ان سے حلف لے کر چھوڑ دو' یوسف نے انہیں چھوڑ دیا' یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

زید بن علی کا عراق جانے سے گریز:

عطاء بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انہوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے۔ اس خواب نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ پھر وہ خواب بیان کیا۔ اس کے بعد ہشام کا خط ان کی طلبی کے لیے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جایئے۔ انہوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اس کے پاس بھیج دیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اس دنیا میں ایک جا جمع نہ ہوں گے۔ مگر ہشام نے کہا جیسا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کیجئے' چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔

زید بن علی کی طلبی:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے زید بن علی' داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا جمحی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے۔ اس کے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلا کر اس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اس کی تعمیل ضروری ہے۔

زید بن علی کی الزامات سے تردید:

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیج دیا اور وہاں جا کر انہوں نے نہایت سخت قسم کھا کر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔ داؤد نے یہ بھی کہا میں عراق میں اس کے پاس گیا تھا اور اس نے ہدیۃً مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے ہشام نے کہا

میں ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں۔ آپ یوسف کے پاس جائیے تاکہ وہ آپ کا اس سے مواجہہ کرا دے اور آپ اس کے منہ پر اسے جھٹلا دیں۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہما کی مقدمہ بازی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے خلاف دعویٰ کرنے کے لیے ہشام کے پاس آئے تھے۔ جویریۃ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوقاف کے متعلق تھی دیکھی ہے۔ زید بنی الحسین رضی اللہ عنہ کی جانب سے اور جعفر بنی الحسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے۔ جعفر اور زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر اٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو ان میں ہو چکی ہوتی تھی اس کا ایک حرف واپس نہیں لیتے تھے۔ جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب کون جعفر کے بجائے ہماری حمایت میں پیروی کرے گا۔ حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کی جگہ کام کروں گا۔ عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں' اور اب میں ہی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لوں گا۔ حسن نے کہا آپ کے دلائل آپ کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے۔ عبداللہ نے کہا حجت کو تو میں تکمیل کو پہنچا دوں گا۔ اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی۔ ابراہیم بن ہشام اس وقت عامل مدینہ تھا۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ:

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اسی بنا پر انہیں زیادہ وراثت نبوت ملی۔ عبداللہ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔ غرض کہ اس روز ایک نے دوسرے کو برا کہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دوسرے دن والی نے پھر انہیں بلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب وسوال شروع ہوئے' ایک انصاری نے آگے بڑھ کر ان کے درمیان میں مداخلت کی' زید نے اس سے کہا تمہیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو' اس انصاری نے کہا بخدا! میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ و ماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں۔ زید یہ جواب سن کر چپ ہو گئے' مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا! تو نے جھوٹ بولا۔ زید باعتبار اپنی ذات باپ ماں کے اوّل و آخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل واعلیٰ ہیں' والی نے کہا تمہیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس قریشی نے کنکریاں مٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا۔

عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں مصالحت:

اب عبداللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے۔ عبداللہ کچھ کہنا چاہتے تھے۔ کہ زید نے ان سے التجا کی اور وہ چپ رہے۔ پھر زید نے والی سے کہا۔ بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمیں کبھی نہ بلاتے۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤں گا۔ پھر زید نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے چچیرے بھائی! اب یہاں سے اٹھ چلو دونوں اٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں نوک جھونک:

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے جعفر کے بعد عبداللہ سے مقابلہ رہا۔ جب ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں ان کے سامنے رجوع ہوئے۔ عبداللہ نے زید کو سخت برا بھلا کہا اور ہندکیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا۔ زید ہنسے اور کہا اے ابومحمد آپ نے اس سخت کلامی کی ابتداء کی۔ پھر زید نے بھی ان کی ماں کے متعلق بعض نا ملائم الفاظ کہے۔

زید بن علی کی ندامت و پشیمانی:

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبداللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں۔ برخلاف دوسروں کے کہ ان سے صبر نہ ہو سکا۔ مگر پھر زید کو اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اس بنا وہ اپنی چوپی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک ان کے سامنے نہیں گئے' مگر پھر خود انہوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبداللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبداللہ نے تمہاری ماں کو برا کہا ہے تو تم بھی ان کی ماں کو برا کہو۔ انہوں نے عبداللہ سے پوچھا کیا تم نے زید کی ماں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا جی ہاں! فاطمہ نے کہا بخدا! تم نے بہت برا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری:

پھر خالد بن عبدالملک نے ان دونوں سے کہا کل صبح آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرا دوں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی' جتنے منہ اتنی باتیں' کوئی کہتا تھا زید نے ایسا کہا کوئی کہتا تھا عبداللہ نے ایسا کہا ہے۔ دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا' تمام لوگ جمع ہوئے' ان میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین' خالد نے دونوں مصاحبان کو سامنے بلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ان کی جگ ہنسائی ہو' عبداللہ گفتگو کرنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے کہا اے ابومحمد! آپ جلدی نہ کیجیے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاصمت کرے تو اس کے تمام اونڈی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کر کے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے جس کے لیے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی انہیں اپنے پاس نہیں بلاتے تھے۔ خالد نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے۔

عمرو بن حزم انصاری کی دریدہ دہنی:

انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن حزم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی تراب رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ احمق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا ان کی اطاعت تیرے لیے ضروری نہیں ہے۔ زید نے کہا اے قحطانی تو خاموش رہ' میں تجھ ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہٹتے ہیں' بخدا! میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے۔ زید ہنسے اور کہنے لگے گروہ قریش دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت

ہوگیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر اس کے حسب چلے نہیں جاتے۔

ابن واقد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زید کی حمایت:

عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے قحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل ونسل کے اعتبار سے افضل ہیں اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں انہوں نے کیں۔ اس قحطانی نے ان سے کہا ابن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے افسوس! بخدا ہم ایسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا۔ زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے۔ وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں ان کے پاس جاؤ اس پر زید کہتے بخدا! اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤں گا میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لیے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں۔ آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے ان کو باریابی کا موقع دیا۔

زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات:

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں۔ کہ جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے ان کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند شہ نشین پر چڑھ گیا۔ پھر انہیں آنے کی اجازت دی۔ ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اس طرح ان کے پیچھے پیچھے رہو کہ تمہیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں وہ سنتے جاؤ۔ یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھیوں پر میں ان کے پیچھے ہولیا زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لیے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرالیں اور کوفہ چلے گئے۔ ہشام اس بات کو اپنے خادم کو پوچھنا ہی بھول گیا اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا۔ خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اس کی طرف دیکھا ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے۔ چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔

زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی:

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی ہشام نے کہا میں تمہیں سچا نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اسے یہ جرات ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اس نے کسی کے درجہ کو اس قدر گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اسے سچ نہ مانا جائے۔ ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر ایسی توقع کیونکر کر سکتے ہو؟ میں نے کہا امیر المومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے۔ ہشام نے کہا کہو۔ میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ ارفع واعلیٰ نہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور ان کے پوتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بہترین نبی ہیں حالانکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام لونڈی کے بیٹے تھے اور ان کے بھائی بیوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمٰعیل کو ان کے بھائی پر ترجیح دی اور ان کی اولاد میں سے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں' اور رسول اللہ ﷺ کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ ان کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے انہیں نکل جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی۔ سالم نے ان سے کہا' اے ابوالحسین رضی اللہ عنہ آپ کو یہ بات ہرگز نہ کرنا چاہیے تھی۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کا کوفہ میں قیام:

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے انہیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور و کامیاب ہوں گے اور یہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جس میں بنوامیہ ہلاک ہو جائیں گے۔ زید کوفہ میں مقیم رہے۔ یوسف بن عمر بھی ان کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اس وقت تو اقرار بھر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے۔ ایک مرتبہ یوسف نے پھر انہیں پوچھا' معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر ان سے چلے جانے کے لیے کہلوایا۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیاء خریدنا ہیں انہیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیار کر رہا ہوں۔

زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت:

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو انہوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے چل کر قادسیہ آ گئے۔ بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے ان کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا کہ یہ انہیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں' آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جواں مرد تلوار لیے موجود ہیں جو آپ کے لیے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور آپ کے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبائل مذحج' ہمدان تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا ان کا مقابلہ کرے تو اللہ کے حکم سے وہ ان کے لیے بالکل کافی ہے۔ ہم آپ کو اس لیے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں۔

یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری:

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ انہیں کوفہ میں واپس لے آئے۔ اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے ان سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے کوئی رقم آپ کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ زید نے کہا بھلا وہ کیونکر میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا' وہ تو برسر منبر میرے آباؤ اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا۔ یوسف نے اس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جن کے متعلق تو نے دعویٰ کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھوائی تھی' یہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ کا جو گناہ اپنے سر لیا ہے اس کے ساتھ اس مابہ البحث واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے۔ میں انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب و شتم کرتا رہا ہوں۔ میں کیونکر کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھواتا۔ یوسف نے یہ جواب سن کر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ۔

ابوعبیدہ کا بیان:

مگر ابوعبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اس کے متعلق زید کے بیان انکاری کو ہشام نے تو صحیح تسلیم کر لیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ان سبھوں نے میرے پاس حلف اٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کر لیا ہے اور میں نے انہیں ادائی رقم سے بری کر دیا مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا ان سے مواجہہ کرادو تا کہ یہ اسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے ان صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی۔

یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک:

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اس نے انہیں اپنا مہمان رکھا ان کی تعظیم و تکریم کی اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اس سے کہا کہ ان سب صاحبوں نے حلف اٹھالیا ہے اور اس بارہ میں امیر المومنین کا یہ حکم ان کی برأت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو۔ مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا۔ اس پر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں یہ جھوٹا دعویٰ کیا۔ خالد نے کہا چونکہ مجھ پر شدید سختیاں کی جارہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کر دے۔

یوسف نے ان سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دے کر جانے کی اجازت دے دی دونوں قرشی جمحی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے۔

زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کوفہ کو لکھتا رہتا' زید کو کوفہ سے خارج کر دو۔ زید اس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبیداللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائیداد کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں اس کا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں۔ عامل یہ بات یوسف کو لکھ دیتا۔ یوسف نے چندے توقف کیا اور جب اسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کر دو۔ اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور ان کی طرف سے کوئی مختار وکالت کرے۔

زید بن علی کی قادسیہ میں آمد:

اسی اثنا میں ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس میں سلمہ بن کہیل' مصیر بن خزیمۃ العبسی' معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری حجۃ بن اخلص الکندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے۔ جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا' بھائی آپ ان کے دھوکہ میں آ کر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیے' آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور ان لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لیے درس عبرت ہے۔ مگر زید نے جواب دیا اے داؤد بنی امیہ سرکش ہو گئے ہیں ان کے قلب سخت ہو گئے ہیں۔ داؤد ہمیشہ انہیں سمجھاتے رہے۔ آخر کار انہوں نے روانگی کی ٹھان ہی لی' اور یہ دونوں کوفہ سے چل کر قادسیہ پہنچے' مگر کوفہ والوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا' ثعلبیہ تک ساتھ آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جانثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ علاوہ بریں

انہوں نے عہود اور میثاق ان سے کیے اور سخت قسمیں کھائیں' زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ گے جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔

داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت:

داؤد بن علی نے ان سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں' کیا انہوں نے ان حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپ کے مقابلہ میں ان کے نزدیک زیادہ معزز تھے' آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے ان کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انہیں پر یہ چڑھ دوڑے' ان کی رداان کے دوش سے اتار لی' ان کے خیمہ وخرگاہ کو لوٹ لیا۔ انہیں مجروح کر دیا۔ کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے آپ کے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بلوایا اوران کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لیے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کا ساتھ چھوڑ کر انہیں دشمن کے حوالے کر دیا' اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز ان کی درخواست کو قبول نہ کریں اوران کے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک وحسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اوران کا خاندان خلافت کے لیے آپ سے زیادہ مستحق ہے' اسی بنا پر یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

زید بن علی کی مراجعت کوفہ:

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے مکروفریب اوراہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے' اور یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کی جا رہی ہے' مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ ان کے ہمراہ واپس چلے گئے تو ان سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل وظالم نہ ہوگا' اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے۔

سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو ان کے شہر بھیج دو' کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائیں گے' اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لیے دعوت دیں گے وہ ضرور ان کی دعوت کو قبول کریں گے' چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکال دیا۔ جب یہ ثعلبیہ یا قادسیہ پہنچے تو بدبخت اہل کوفہ ان کے پاس آئے انہیں واپس لے گئے اوران کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا۔ جب ملاقات کی اجازت لے کر اندر آیا تو زید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اوران کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا' زید نے بھی اس کے جواب میں عمدہ تقریر کی' سلمہ نے امان طلب کی زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو ان کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انہیں امان دے دی' سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے۔ سلمہ نے پوچھا اوران میں سے کتنے ان کے وفادار ہیں؟ زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا؟ زید نے کہا میرے دادا۔ سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جس میں آپ نے خروج کیا ہے' بہتر

ہے یا وہ زمانہ جس میں آپ کے دادا نے خروج کیا تھا؟ زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانہ میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا۔ سلمہ نے کہا کیا آپ کو یہ امید ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہوں گے؟ زید نے کہا انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور ان کے لیے اس پر کاربند ہونا ضروری ہے۔

سلمہ بن کہیل کی روانگی یمامہ:

سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ زید نے اس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں کہیں کوئی تکلیف دہ بات پیدا ہو جائے اور اس وقت میں بالکل بے بس ہوں۔ زید نے اسے اجازت دی' یہ یمامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا' قتل کیے گئے اور سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اس نے کیوں سلمہ بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف ان کی موجودگی ان اور ان رسالوں کے دستوں سے زیادہ کارآمد ہوتی۔

عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسن نے زید بن علی کو لکھا تھا کہ ''اے میرے چچا کے بیٹے! اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں' حالت اطمینان میں اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں' فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں۔ مگر جنگ میں جزع وفزع کرنے لگتے ہیں۔ ان کے دل ان کی زبانوں کی پیروی نہیں کرتے' حوادث کے لیے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولت شہادت کے حصول کا ارادہ رکھتے ہیں' میرے پاس ان کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے ان کی ایک نہ سنی' ان کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکال دیا۔ کیونکہ مجھے ان کی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں ان سے کوئی تعلق قائم نہیں رکھنا چاہتا' ان کی مثال بعینہٖ وہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا:

> ''اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جاتے ہو' اگر تمہیں لڑایا جاتے تو بزدلی دکھاتے ہو۔ اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کر لیں تب بھی تم اس کی مخالفت کرتے ہو' اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکمے ثابت ہوتے ہو''۔

زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف کے نام خط:

ہشام بن عبداللہ نے زید بن علی کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا۔ اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اس سے تم واقف ہو وہ انہیں ان کی اہل بیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر انہوں نے ان کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اور انہیں کے مسلک پر چلنا وہ واجب سمجھتے ہیں۔ اور ان کی خاطر انہوں نے آئندہ کے واقعات کے متعلق پیشین گوئیاں بھی کیں۔ یہاں تک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر ان کے دماغوں میں خروج کی سوجھی' زید بن علی عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے' میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑالو چرب زبان' تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلہ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنے حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جری بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ مقدمات ونزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے

لیے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں' اسی لیے تم انہیں فوراً حجاز بھیج دو اور اپنے پاس مت رہنے دو کیونکہ اگر لوگوں نے ان کی باتیں سننا شروع کر دیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملائمت' زبان کی شیرینی اور اس کے ساتھ پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت کا اظہار' یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ ان کی طرف جھک پڑیں گے۔ نہ ان کے دل ٹھکانے رہیں گے نہ عقلیں اور نہ ان کے اخلاق اور ان کا دین' زید کے معاملہ میں تمہارا تھوڑا سا تجاہل و تساہل ان کے لیے باعث تکلیف ثابت ہوگا' ان کا اخراج اور ان کو اس طرح چھوڑ دینا کہ جس میں سب کی سلامتی ہو' خون نہ بہے' ان کا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ ان کا خون بہے ان کا نام باقی نہ رہے اور ان کی نسل منقطع ہو جائے۔ جماعت اللہ کی مضبوط رسی ہے تم کوفہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ اور ان کا تمام مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا' جو لوگ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کر چکے ہیں وہ ان کا ساتھ نہ دیں گے' صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجت مند جو فتنہ و فساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی ان کی حمایت میں کھڑے ہوں گے' یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتا ہے اس لیے پہلے انہیں محض دھمکاؤ' پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف داعیان کو ڈرانا' اور ادنی رذیل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا' یہ سمجھ لو کہ تم محبت کے دروازہ پر کھڑے ہو۔ امیر المومنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو' اتحاد و جماعت کے لیے ترغیب و تحریص دے رہے ہو۔ اور دین الٰہی کے لیے مستعدی کا اظہار کر رہے ہو' ایسی صورت میں تم ان کی کثرت تعداد سے پریشان نہ ہو جانا' خدا کی ذات پر بھروسہ' اپنے دین کی حمایت کا جوش' شیرازۂ اتحاد جماعت کی صیانت کا خیال اور اس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اس دروازہ کو جس میں اللہ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا مامن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لیے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے' اس لیے اب کسی شخص کے لیے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے' جو خود اس کے نفس نے اس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جنہوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احمقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جس کی وجہ سے یہ باغی نہایت ہی بدبخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل ان کو سخت تلخ معلوم ہوگا' البتہ امیر المومنین کے لیے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اس کو فرو کرنا آسان ہوگا۔ اس لیے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بری حالت دیکھیں جو ان کے لیے عذاب اور تباہ کن ہو' اسی لیے وہ ہمیشہ واقعات کو غور سے دیکھتے رہتے ہیں۔ راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوفناک مقامات سے انہیں بچانے کے لیے آگاہ کرتے ہیں' سیدھے راستوں پر لے جاتے ہیں اور خطرہ کے مقامات سے ہٹاتے رہتے ہیں' ان کا یہ طرز عمل اس شفیق والد جیسا ہے۔ جو اپنی اولاد کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے' یا تجربہ کار و ہوشیار چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔

جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو تم اسی وقت اللہ کی مدد کے مستحق ہو سکو گے جب تم ان کی خواہشات کو پورا کرو' ان کی آل و اولاد کو ان کے سپرد کر دو' اپنی فوج کو منع کر دو کہ وہ ان کے گھروں میں اور ان کے زنان خانوں میں نہ گھسے' اس لیے اب تم فوراً کارروائی شروع کر دو' چونکہ اللہ کے لیے یہ کارروائی کی جا رہی ہے اس لیے اس کی مرضی بھی اسی میں ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے'

باغیوں کو سزا دینے میں جلدی کرو' کیونکہ شیطان نے انہیں دھوکہ میں ڈالا ہے' اور برا راستہ بتایا ہے۔ یہ زیادہ اچھا ہے کہ بغاوت ہونے ہی نہ پائے' امیر المومنین ان باغیوں وغیرہ کے خلاف اللہ سے طالب امداد ہیں اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جن کی حالت بگڑ چکی ہے اسے درست کر دے اور انہیں کامیابی ونجات کی طرف جلد لے آئے بے شک خداوند عالم سننے والا اور قریب ہے۔ (یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کی بیعت:

زید کوفہ آ کر چھپے رہے' جب انہوں نے کوفہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں خدا کا واسطہ دلا کر اپنے وطن واپس چلنے کے لیے کہا اور کہا کہ آپ ہرگز اپنے ان دعوت دینے والوں میں سے کسی کی بات کو منظور نہ کریں' اس لیے کہ یہ ہرگز آپ کے وفا شعار نہ رہیں گے' مگر زید نے ایک نہ سنی اور کوفہ چلے آئے کوفہ آنے کے بعد شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرنے لگے۔ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیعت کرنے والوں کے نام لکھے گئے۔ زید کوفہ میں چند ماہ مقیم رہے۔ البتہ اس میں سے دو ماہ انہوں نے بصرہ میں بسر کیے' اور کوفہ آ گئے اور یہاں سے انہوں نے علاقہ سواد اور اہل موصل کے پاس اپنی بیعت کے لیے قاصدوں کو روانہ کیا۔

بنت عبداللہ بن ابی العنس سے زید بن علی کا نکاح:

زید نے کوفہ آ کر یعقوب بن عبداللہ السلمی الفرقدی کی پوتی اور عبداللہ بن ابی العنس الازدی کی بیٹی سے نکاح بھی کیا۔ اس نکاح کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی ماں ام عمر بنت الصلت شیعہ تھی' جب اس کو زید کے کوفہ میں آنے کا علم ہوا یہ ان کے سلام کے لیے حاضر ہوئی' یہ ایک حسین وجمیل وجیہہ وگداز بدن عورت تھی اس کی عمر اگر چہ زیادہ ہو چکی تھی مگر صورت سے زیادہ عمر کی معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب اس نے زید کو آ کر سلام کیا زید نے خیال کیا کہ یہ جوان ہے۔ جب اس نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ نہایت خوش بیان بھی ہے۔ زید نے اس کا نسب پوچھا' اس نے اپنا نسب اور خاندان بیان کیا' زید نے کہا تم مجھ سے نکاح کرو گی؟ اس نے کہا اگر میں نکاح کر سکتی تو میں شوق سے آپ سے نکاح کر لیتی۔ زید نے پوچھا کیا وجہ مانع ہے' اس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے زید نے کہا میں تمہارے انکار پر راضی ہوں مگر میں اسے نہیں مانتا کہ تم سن رسیدہ ہو' اس نے کہا میں اپنا حال آپ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہوں' اور مجھے معلوم ہے کہ زمانہ نے مجھ میں کیا انقلاب پیدا کر دیا ہے' اگر اب میں شادی کرتی تو آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح نہیں دیتی' مگر میری ایک بیٹی ہے جس کا باپ میرا چچیرا بھائی تھا' وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اگر آپ پسند کریں تو میں اسے آپ کے نکاح میں دے دوں گی' زید نے کہا مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ وہ تم ہی جیسی ہو' اس نے کہا اس کے پیدا کرنے والے مصور نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اسے مجھ ہی جیسا بناتا اسے مجھ سے زیادہ گورا' زیادہ خوبصورت' زیادہ گداز جسم اور نہایت عمدہ شکل و ناز و انداز والا پیدا کیا۔ زید ہنسے اور کہنے لگے کہ اللہ نے جیسی خوش بیانی اور لطافت لسانی تمہیں بخشی ہے ایسی اسے کہاں نصیب ہو گی۔ اس نے کہا ہاں یہ میں نہیں جانتی کیونکہ میری نشو ونما حجاز میں ہوئی ہے اور میری بیٹی نے کوفہ میں آنکھ کھولی۔ ممکن ہے کہ میری بیٹی کی زبان پر کوفہ کی زبان کا اثر ہو گیا ہو۔ زید نے کہا خیر یہ کوئی اہم بات نہیں جو میرے ارادہ میں مانع آئے۔

زید نے اس سے وعدہ لے لیا' وہ اس وعدہ پر ان کے پاس آئی' اپنی بیٹی کو ان کے عقد میں دے دیا۔ یہ اسے بیاہ کر اپنے گھر لے آئے۔ ایک لڑکی اس کے بطن سے ہوئی جو بعد میں مرگئی۔ زید اس پر عاشق تھے۔ زید کوفہ میں مختلف مکانات میں آ کر رہتے تھے' کبھی اپنی ازدی بیوی کے مکان میں ٹھہرتے کبھی اپنے دوسرے سسرال والے سلمیوں کے پاس قیام کرتے' کبھی بنی عنس میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے' کبھی بنی نمیر میں قیام کرتے' پھر بنی نمیر سے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے پاس جبانۃ سالم السلولی میں منتقل ہو گئے' یہ بنی نہد اور بنی ثعلب میں بھی بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہوئے ہیں۔

زید بن علی کی بیعت کی شرائط:

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے۔ جب بیعت لیتے تو کہتے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ' ظالموں سے جہاد' کمزوروں کی مدافعت' محرومین کو عطاء حق' سرکاری مال گذاری کی علی السویہ تقسیم' مظالم کا رد' کروڑ گیری کی موقوفی' اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنہوں نے ہمارے حقوق کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا ہے دعوت دیتا ہوں' کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو؟ اگر وہ اقرار کر لیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے' میرے دشمن سے لڑو گے۔ ظاہر و باطن میں میرے خیر خواہ رہو گے۔ اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کر لیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوا دیتے اور پھر کہتے اے خداوند! تو گواہ رہ۔

چند ماہ یہی ہوتا رہا' جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کا حکم دیا' ان میں سے جو لوگ واقعی اپنے عہد کو پورا کرنا اور ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے' انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اس سے ان کی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔

اس سنہ میں نصر بن سیار نے دو مرتبہ علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کرنے کے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

نصر بن سیار کا اہل مرو سے خطاب:

نصر نے بلخ سے بڑھ کر ماوراء النہر پر باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا' تقریر کی اور کہا بھرا مجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کی اپنی عطاو جود سے بہرہ اندوز کرتا تھا' ان کی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور ان کی ذمہ داریوں کو مسلمانوں پر ڈالتا تھا۔ اشبداد بن جریجور عیسائیوں کا سردار تھا' عقیبۃ الیہودی یہود کا سردار تھا۔ میں مسلمانوں کا سردار ہوں' ان کو عطا یا دوں گا' ان کی حفاظت و مدافعت کروں گا' ان کے بوجھوں کو مشرکین پر ڈال دوں گا' مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ میں سوائے اس کے کہ پورا پورا اخراج جس طرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہو کر بیت المال میں آ جائے اور کسی بات کو قبول نہیں کروں گا میں نے منصور بن عمر بن ابی الخرقا کو تمہارا افسر مال گذاری مقرر کیا ہے' انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا تشخیص مال گذاری میں اس پر سختی کی گئی ہو اور اس کے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ جمع بندی میں رعایت کی گئی ہو یہ حق ہے کہ وہ ان کے پاس مرافعہ کرے' یہ اس رقم کو مسلم کے ذمہ سے کاٹ کر مشرک پر ڈال دیں گے۔

اہل مرو کی ادائیگی خراج:

دوسرا جمعہ بھی نہیں گذرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشرکین جن سے جزیہ لینا موقوف کر دیا گیا تھا'

منصور بن عمر کے پاس آئے منصور نے جزیہ کی رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈال دی۔ پھر اس نے مال گذاری کی مختلف قسمیں متعین کیں اور انہیں اسی طرح واجب الادا قرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا' اور وہی رقم جس پر صلح ہوئی تھی عائد کی' چنانچہ بنی امیہ کے عہد میں مرو سے خراج کے علاوہ ایک لاکھ اور وصول کیے جاتے تھے۔

نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی:

نصر نے دوسری مرتبہ واغر اور سمرقند پر جہاد کیا' واپس آیا۔ تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا' مرو سے شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی دریائے شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی' یہ فوج اجرت دے کر اکٹھا کر لی گئی تھی۔ ہر شخص کو ہر ماہ ایک شقہ حریر جس کی قیمت اس وقت پچیس درہم تھی ماہانہ ملتا تھا۔ دونوں حریفوں میں تیر اندازی ہوئی' مگر ترکوں نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روک دیا۔

کورصول کا شب خون:

حارث بن سریج اس وقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابلہ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک چھوٹا تیر مارا۔ تیر نصر کے اس خدمت گار کے جو اسے وضو کرا رہا تھا جبڑے میں آ کر لگا' نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا۔ نیز حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ کو اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا' فوج والوں پر شب خوں مارا' اہل بخارا کی جو ساقہ لشکر میں تھے کچھ بھیڑیں لوٹ لیں' اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگایا۔ اس وقت نصر کے ہمراہ اہل بخارا' سمرقند' کس اور اشروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے۔ نصر نے سب فوجی حصوں میں منادی کر دی کہ کوئی شخص اپنے قیام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر حملہ:

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا' کورصول کا رسالہ اس وقت وہاں سے گذر چکا تھا۔ ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گذرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ والا ترکوں کا کوئی بادشاہ ہے' لوگ اسے نصر کے سامنے لائے' دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سن رسیدہ شخص ہے' اس کی زرہ ایک ایک بالشت زمین پر گھسٹتی تھی۔ دیباج کے موزے پہنے تھا جن میں حلقے تھے' فرزند کی قبا تھی جس میں دیباج کی کور لگی تھی۔

کورصول کی گرفتاری:

نصر نے اس سے نام پوچھا' اس نے کہا کورصول۔ نصر نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کرایا۔ کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے' میں تمہیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیتے ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی طاقت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو۔ نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو' سب نے کہا اسے چھوڑ دیجیے۔ نصر نے اس سے اس کی عمر دریافت کی۔ کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر

نے پوچھا کتنی لڑائیوں میں تم نے شرکت کی۔ کورصول نے کہا بہتر لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں۔ نصر نے پوچھا کیا تم اس جنگ میں شریک تھے جس میں مسلمانوں کو شدت پیاس کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی تھی۔ کورصول نے کہا ہاں! یہ سنتے ہی نصر نے کہا تمہارے ان مشاہدات کے بعد اگر تم سارا جہان بھی مجھے دے دو تو بھی اب تم میرے ہاتھ سے نکل کر نہیں جا سکتے۔

کورصول کا قتل:

نصر نے عاصم بن عمیر العدی کو حکم دیا کہ اس کا سارا لباس وغیرہ اتار کر تم لے لو۔ جب کورصول کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ بتاؤ مجھے گرفتار کس نے کیا تھا' نصر نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ یزید بن قران الحنظلی نے' اور ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ بھی کیا۔ کورصول نے کہا اسے تو چوتڑ دھونے کی بھی تمیز نہیں یہ مجھے گرفتار نہیں کر سکتا۔ سچ سچ بتایئے کہ مجھے کس نے گرفتار کیا ہے کیونکہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھے سات مرتبہ قتل کیا جائے۔ عاصم بن عمیر کا نام لیا گیا۔ کورصول نے کہا میں اس میں تو قتل کرنے کا مس بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ جس شخص نے مجھے گرفتار کیا ہے وہ تو عربوں کا کوئی بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا' نصر نے دریا کے کنارے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

یہ عاصم بن عمیر وہی ہے جس کا لقب ہزار مرد تھا یہ قحطبہ کے زمانہ میں نہاوند میں مارا گیا۔

کورصول کی لاش کا انجام:

کورصول کے مارے جانے سے ترکوں کی ہمتیں پست ہو گئیں' ان پر اضمحلال واداسی طاری ہو گئی' انہوں نے کورصول کے خیموں کو آ کر جلا ڈالا' اپنے کان کاٹ لیے اپنے چہرے ننگے کر لیے اور اس کی موت پر آہ و بکا کرنے لگے۔ رات کو جب نصر نے اس مقام سے کوچ کا ارادہ کیا تو نفط کا ایک شیشہ کورصول کی لاش پر ڈال کر آگ لگوا دی تاکہ ترک اس کی ہڈیوں کو بھی نہ لے جا سکیں' اس واقعہ کا ترکوں پر اس کے قتل سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ نصر یہاں سے فرغانہ چلا گیا اور وہاں سے اس نے تیس ہزار لونڈی غلام مال غنیمت مین حاصل کیے۔

حارث بن سریج پر حملہ کرنے کا حکم:

یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے مقابلہ کے لیے جاؤ جس نے شاش کو اپنا مامن بنا رکھا ہے۔ یعنی حارث بن سریج کے مقابلہ کے لیے' اگر اس پر اور اہل شاش پر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح فرمائے تو تم ان کے شہروں کو ویران کر دینا' ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لینا' مگر خبردار مسلمانوں کو خطرہ سے بچانا۔

یحییٰ بن حضین کا نصر کو مشورہ:

نصر نے سرداران فوج کو بلا کر یہ خط سنایا اور پوچھا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ یحییٰ بن حضین نے کہا آپ امیر المومنین اور امیر یوسف کے حکم کی تعمیل کیجیے نصر نے ان سے کہا اے یحییٰ! آپ نے ایک نیک شخص کی راتوں میں ایک جملہ کہا' جس کی وجہ سے آپ خلیفہ تک پہنچے۔ ان کے انعام واکرام سے مستفید ہوئے۔ آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا گیا اور آپ کے گھر والوں کے مناصب بھی مقرر ہو گئے' اور آپ اس بلند درجہ تک پہنچے اس وقت آپ نے وہ بات کہی کہ میں بھی وہی کہنے والا تھا' اس مہم پر چلنے میں نے آپ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا' لوگوں نے اس مشورہ دینے پر یحییٰ کو آ کر برا بھلا کہا۔

اخرم ترک کا قتل:

نصر نے ایک دن کہا کہ اس خطرہ سے زیادہ اور کیا بات خطرناک ہو سکتی ہے' کہ ہم سفر میں ہوں اور ہمارے دشمن مقیم ہوں' نصر شاش کی طرف بڑھا' حارث اس کے مقابلہ کے لیے آیا اس نے دو عرادے[1] بنی تمیم کے مقابل نصب کیے' جب اس سے کہا گیا کہ سامنے بنی تمیم ہیں تو اس نے انہیں وہاں سے ہٹا کر بنی ازد کے مقابل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بکر بن وائل کے سامنے نصب کر دیا۔ اخرم ایک مشہور ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے سات کو گرفتار کر لیا۔ نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجنیق کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انہیں نہایت شدید صدمہ ہوا' اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے پسپا ہو گئے۔

نصر واپس پلٹا' اس نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اس میں مزاحمت کی گئی۔

بخارا خذاہ اور واصل بن عمرو کا قتل:

جس سنہ میں نصر کا مقابلہ حارث بن سریج سے ہوا' اسی سال نصر سمرقند میں آ کر ٹھہرا۔ یہاں بخارا خذاہ واپس ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ بیرونی جنگی چوکی پر دشمن کی دیکھ بھال اس کی جمعیت کے متعلق تھی۔ ان کے ساتھ بخارا کے دو زمین دار بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے' انہوں نے واصل بن عمرو القیسی کو جو نصر کی جانب سے بخارا کا عامل تھا اور بخارا خذاہ کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ دونوں بخارا خذاہ کے ظلم کے شاکی تھے۔ بخارا خذاہ کا نام طوق سیادہ تھا' اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں؟ نصر نے ان سے کہا واقعی تمہارا کیا طرز عمل ہے کہ باوجود اسلام لے آنے کے تم خنجر لگائے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارے اور بخارا خذاہ کے درمیان عداوت ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے۔ نصر نے ہارون بن سیاوش بنی سلیم کے آزاد غلام کو جو رابطہ فوج پر رہتا تھا حکم دیا کہ خنجر ان سے لے لو۔ ہارون نے دونوں خنجروں کو کھینچ کر توڑ ڈالا۔ بخارا خذاہ اٹھ کر نصر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے متعلق گفتگو کرتا ہوا چلنے لگا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ کریموں کی موت مرنا بہتر ہے۔ ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا۔ اس کے پیٹ میں چھری بھونک دی' واصل نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ کاسہ سر الگ جا پڑا اور وہ فوراً مر گیا' دوسرا بخارا خذاہ کی طرف لپکا' جماعت نماز کھڑی ہو چکی تھی' اس وقت بخارا خذاہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا' نصر یہ گڑبڑ دیکھتے ہی خیموں کی قناتوں میں جھپٹ کر جا چھپا' بخارا خذاہ بھی بھاگا' مگر قناتوں کے دروازہ کے پاس لغزش کھا کر گر پڑا۔ اس زمیندار نے اس کے نیزہ مارا مگر جوزجان بن الجوز جان نے اس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضربت سے اسے قتل کر دیا۔ بخارا خذاہ اٹھا کر خیمہ میں لایا گیا۔ نصر نے اس کے لیے تکیہ منگوایا' بخارا خذاہ نے تکیہ پر ٹیکہ دے دیا۔ قرعۃ طبیب نے آ کر علاج شروع کیا' بخارا خذاہ نے نصر کو وصیت کی اور اسی گھڑی مر گیا۔ واصل خیموں ہی میں دفن کیا گیا' نصر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ البتہ طوق سیادہ کا گوشت اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اور اس کی ہڈیاں بخارا لے گئے۔

---

[1] لکڑی کا گھروندہ جس میں بیٹھ کر تیر اندازی کی جاتی تھی۔

نصر بن سیار کی روانگی شاش:

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے رئیس ایاراخرہ نے اسے روپیہ نذر دیا۔ نصر شاش چلا گیا' محمد بن خالد الازدی کو فرغانہ کا عامل مقرر کر کے دس آدمیوں کے ہمراہ اسے فرغانہ روانہ کیا' اور فرغانہ سے جیش کے بھائی کو اور ختل کے دوسرے دہقانوں وغیرہ کو جو اس کے ہمراہ تھے واپس بلا لیا' یہ بہت سی مورتیں بھی اپنے ساتھ لایا جنہیں اس نے اشروسنہ میں نصب کر دیا۔

شاہ شاش کی نصر کی اطاعت:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش آیا تو شاش کے بادشاہ قدر نے نصر کا استقبال کیا' خود صلح کی درخواست کی' تحائف پیش کیے اور یرغمال بھی دیئے۔ نصر نے اس سے یہ شرط بھی کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقہ سے خارج کر دے۔ چنانچہ تدر نے حارث کو فاراب کی طرف نکال دیا۔ نصر نے نیزک بن صالح' عمرو بن العاص کے آزاد غلام کو شاش پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر نصر نے فرغانہ کے علاقہ میں قبا میں آ کر پڑاؤ کیا۔ باشندوں کو اس کی پیش قدمی کا علم ہو چکا تھا' انہوں نے گھاس جلا ڈالی' اور سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔

محمد بن المثنیٰ کی کارگزاری:

۱۲۱ ہجری کی بقیہ مدت ہی میں نصر نے ایک فوج رئیس فرغانہ کے ولی عہد کے مقابلہ پر بھیجی' مسلمانوں نے ترکوں کو ان کے ایک قلعہ میں محصور کر لیا۔ محاسرہ میں مسلمانوں سے کچھ غفلت ہوئی۔ ترک مسلمانوں کے جانوروں پر ٹوٹ پڑے انہیں ہنکا لے گئے' اور کچھ مسلمانوں کو بھی قید کر لے گئے۔ نصر نے ان کے مقابلہ کے لیے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ ان کے ہمراہ محمد بن المثنیٰ مشہور بہادر بھی تھے' مسلمانوں نے ان سے ایک چال چلی' اپنے جانوروں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا اور خود کمین گاہ میں بیٹھ گئے۔ ترک پھر قلعہ سے نکلے بعض جانوروں کو ہنکا لے گئے' مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا' انہیں شکست دے کر بھگا دیا' ان کے ایک بڑے زمیندار کو قتل کر دیا۔ بعض قیدی بھی گرفتار کیے' اس مقتول زمیندار کے بیٹے نے محمد بن المثنیٰ پر حملہ کیا' محمد نے ہوشیاری سے گرفتار کر لیا۔ یہ ایک امرد لڑکا تھا' محمد اسے نصر کے پاس لائے' نصر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

سلیمان بن صول کی سفارت:

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کرنے کے لیے خط دے کر رئیس فرغانہ کے پاس بھیجا تھا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میں شاگرد پیشہ ہوں۔ امیر کے میر منشی کا مددگار ہوں' رئیس فرغانہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے ہمارے خزانوں کی سیر کراؤ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے مالی ذرائع کیا ہیں' مجھے حکم دیا گیا کہ چلئے' میں نے کہا میں پیدل نہیں چل سکتا۔ رئیس نے حکم دیا کہ ان کی سواری کے لیے گھوڑا لاؤ۔ میں اس کے خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اے سلیمان اسرائیل اور بشر بن عبید تمہاری اس ناکامی پر بغلیں بجائیں گے۔ یہ خزانہ مجھے اس لیے دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ صلح کرنا نہیں چاہتے' معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ناکام واپس جانا پڑے گا۔

سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو:

میں خزانہ دیکھ کر رئیس کے پاس آیا' اس نے مجھ سے پوچھا کہو ہمارے اور تمہارے درمیان میں جو راستہ ہے وہ کیسا ہے۔ میں

نے کہا بہت سہل ہے' پانی و چارہ کی افراط ہے' اس جواب سے اسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو۔ میں نے کہا غرشتسان' غور' ختل اور طبرستان کی مہموں میں لڑ چکا ہوں' مجھے کیسے علم نہ ہوگا۔ اس نے کہا اچھا بتاؤ ہمارے مالی ذرائع اور ساز و سامان کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص قلعہ بند ہو جاتا ہے اسے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے' اس نے پوچھا وہ کیا ہیں۔ میں نے کہا بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز' محبوب اور سب سے بڑھ کر معتمد علیہ اس پر اس لیے جھپٹ پڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ خود حاصل کر لے اور اس طرح وہ فاتح کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا بادشاہ کو اپنا تمام اندوختہ خرچ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو صحیح و سالم بچالے' یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے' جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ پژمردہ ہو گیا' ور میرے بیان سے اسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قیام گاہ کو واپس چلے جاؤ میں چلا آیا' دو روز ٹھہرا رہا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ صلح کی دعوت کو رد کر دے گا۔ بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے دعوتی خط کو میں اپنے غلام کے ساتھ لیتا گیا' مگر میں نے اسے حکم دے دیا کہ جب میرا قاصد خط مانگنے آئے تو تو اپنی قیام گاہ کو چلا آنا خط مت بتانا اور مجھ سے کہہ دینا کہ خط مکان میں چھوڑ آیا ہوں۔

شاہ فرغانہ سے مصالحت:

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا' بادشاہ نے مجھ سے خط مانگا۔

میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قیام گاہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ کسی کو بھیج کر منگوا لو' پھر اس نے صلح کر لی' مجھے انعام و اکرام دیا۔ اپنی ماں کو جو حقیقت میں منصرم مہمات امور مملکت تھی' میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا' نصر نے مجھے دیکھ کر کہا تمہارے ہی لیے یہ مصرع کسی نے پہلے سے کہہ دیا ہے:

فارسل حكيمًا ولا توصه

''عقلمند آدمی کو بھیج دے اور اسے نصیحت مت کر''۔

میں نے سارا واقعہ سنایا' نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی' بادشاہ کی ماں کو دربار میں بلایا' یہ اس کے سامنے آئی' نصر ترجمان کے ذریعہ اس سے باتیں کرنے لگا' اسی گفتگو کے دوران میں تمیم بن نصر دربار میں آیا' نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انہیں پہچانتی ہیں' اس نے جواب دیا نہیں۔ نصر نے کہا یہ تمیم بن نصر ہے' اس نے کہا بخدا! اس میں نہ چھوٹوں کی حلاوت پاتی ہوں اور نہ بڑوں کا تجربہ و پختہ کاری۔

بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ جس بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہ ہوں وہ بادشاہ نہیں ہے' ایک وزیر جس سے وہ اپنے دلی راز کہہ سکے اس سے مشورہ لے' اور اس کے مشورہ پر اعتماد کرے۔ دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہ ہو تب بھی وہ ایسا کھانا اس کے لیے تیار کرے کہ اسے اس کی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر کبھی وہ غمگین بھی اس کے پاس آئے تو اس کی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کی تاکہ ضرورت کے وقت وہ اس میں اپنی حفاظت کر

سکے۔ پانچویں گھوڑا اور تلوار کہ ہمسروں سے مقابلہ کے وقت اسے ان کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہو۔ چھٹے ایسا ذخیرہ دولت کہ جہاں کہیں وہ اسے لے جائے اس کی وجہ سے زندگی بسر کر سکے۔ پھر تمیم بن نصر بڑے شاندار کپڑے پہنے ہوئے اکڑتا ہوا اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے ساتھ دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ نصر بن تمیم خراسان کا مشہور سردار ہے۔ اس نے کہا کہ نہ اس میں بڑوں کی سی عقلمندی و تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور نہ چھوٹوں کی حلاوت۔ اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں کہا گیا حجاج بن قتیبہ ہیں۔ یہ سنتے ہی اس نے حجاج کو سلام کیا اس کی مزاج پرسی کی اور کہنے لگی اے معشر عرب تم میں وفا نہیں اور نہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو۔ قتیبہ وہ شخص تھا کہ جس نے تمہیں تمہاری اس موجودہ حالت تک جسے میں دیکھ رہی ہوں پہنچایا۔ اور یہ اس کا بیٹا تم سے نیچے بیٹھتا ہے۔ اے نصر تمہارا فرض تھا کہ تم اسے اپنی جگہ بٹھاتے اور خود تم اس کی جگہ بیٹھتے۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

اس سال محمد بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ یہی ہشام کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کے اس سال عامل تھے۔ سارے عراق پر یوسف بن عمر والی تھا۔ آرمینیا اور آذربیجان کا والی مروان بن محمد تھا۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا' عامر بن عبیدہ بصرے کے اور ابن شرمہ کوفے کے قاضی تھے۔

۱۲۲ھ کے واقعات

زید بن علی کا خروج:

اس سنہ میں زید بن علی مارے گئے' اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے خروج کا ارادہ کیا تو تیاری کا حکم دیا۔ جو لوگ ایفائے بیعت کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے تیاری شروع کر دی۔ سلیمان بن سراقتیہ البارقی نے یوسف بن عمر سے آ کر زید کی ساری کیفیت سنائی اور یہ بھی کہا کہ زید اہل کوفہ کے عامر نام ایک شخص اور بنی تمیم کے ایک شخص بارق کے بھانجے طعمہ نام کے پاس آیا کرتے ہیں اور اب وہ انہیں کے پاس مقیم ہیں' یوسف نے ان لوگوں کے مکانات میں زید کو تلاش کرایا مگر وہ تو نہ ملے البتہ یہ دونوں شخص گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کیے گئے۔ یوسف کو ان سے باتیں کرنے سے زید کی ساری کیفیت اور ان کے ارادہ کا حال معلوم ہو گیا۔ دوسری جانب جب زید کو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اس وقت مقررہ سے پہلے ہی جو خروج کے لیے ان کے اور اہل کوفہ کے درمیان طے پایا تھا' خروج کر دیا۔

اس وقت اہل کوفہ کا حکم بن الصلت سردار تھا اور عمرو بن عبدالرحمٰن کوفہ کا کوتوال تھا' یہ شخص بنی القارہ سے تھا' بنی ثقیف اس کے ماموں تھے' یہ بنی ثقیف ہی میں رہتا تھا۔ اس کے ہمراہ عبیداللہ بن العباس الکندی بھی کچھ شامیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا' یوسف بن عمر اس وقت حیرہ میں مقیم تھا۔

زید بن علی کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

جب زید کے ان طرفداروں کو جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی معلوم ہوا کہ زید کے ارادہ کا علم یوسف بن عمر کو ہو گیا ہے۔ اس نے زید کے پاس اپنے جاسوس لگا دیئے ہیں اور وہ ان کے حال کی تفتیش کرتا رہتا ہے تو ان کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک

جماعت زید کے پاس آئی۔ زید سے پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ زید نے کہا اللہ ان پر اپنا رحم کرے اور انہیں مغفرت دے میں نے اپنے کسی خاندان والے کو ان سے اپنی برأت کا اظہار کرتے نہیں سنا اور نہ کوئی شخص ان کے متعلق کبھی برے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا' آپ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اسی لیے طالب ہوئے ہیں کہ یہ دونوں آپ کی حکومت کے درمیان کود پڑے اور آپ کے ہاتھوں سے اسے نکال لیا۔

زید نے کہا اس معاملہ میں سخت سے سخت بات جو میں کہہ سکتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہم تھے مگر قوم نے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی اور ہمیں اس سے ہٹا دیا۔ مگر اس بنا پر وہ ہمارے نزدیک کفر کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے لوگوں میں انصاف کیا' کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر کاربند رہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ جب ان حضرات نے آپ کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا تو ان لوگوں نے بھی نہیں کیا۔ پھر آپ ہمیں کیوں ایسے لوگوں سے لڑنے کی دعوت دیتے ہیں جنہوں نے آپ پر ظلم نہیں کیا ہے۔

کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی:

زید نے کہا: نہیں یہ بات نہیں ہے' یہ لوگ ان جیسے نہیں ہیں' یہ ظالم ہیں نہ صرف میرے لیے بلکہ آپ لوگوں کے لیے اور خود اپنے لیے۔ میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاتا ہوں تاکہ احیاء سنت ہو اور بدعات مٹائی جائیں اگر آپ نے میری دعوت کو قبول کیا تو خود آپ کو اس کا فائدہ پہنچے گا اور اگر انکار کر دیا تو میں آپ پر حاکم تو ہوں نہیں۔

یہ سن کر یہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے آئے' اپنی بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ یہ امام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ لوگ مدعی تھے کہ ابوجعفر محمد بن علی زید کے بھائی اصل میں امام تھے اور چونکہ اس زمانہ میں ان کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بیٹے جعفر بن محمد زندہ تھے ان لوگوں نے کہا کہ جعفر اپنے باپ کے بعد ہمارے امام ہیں اور وہی امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم زید بن علی کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ وہ امام نہیں ہیں۔ اسی بنا پر زید نے ان کا نام رافضہ رکھا مگر اب یہ لوگ مدعی ہیں کہ جب ہم نے مغیرہ کا ساتھ چھوڑا تو اس نے ہمارا یہ نام رکھا۔

جعفر بن محمد بن علی:

ان میں سے بعض لوگ زید کے خروج کرنے سے پہلے جعفر بن محمد بن علی کے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ زید بن علی ہم میں آ کر بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم ان کی بیعت کریں یا نہ کریں' جعفر نے کہا ہاں ضرور کرو' کیونکہ بخدا! وہی ہم میں سب سے افضل و بہترین شخص ہیں اور ہمارے سردار ہیں' اس کے بعد یہ لوگ زید کے پاس آئے مگر انہوں نے اس بات کو ظاہر نہیں کیا کہ جعفر نے ہمیں ایسا حکم دیا تھا۔

اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری:

اب زید بن علی کا خروج ان وجوہات سے ضروری ہو گیا' انہوں نے اپنے طرفداروں سے بدھ کی رات جو صفر ۱۲۲ھ ہجری کی پہلی شب تھی۔ خروج کے لیے مقرر کی' یوسف بن عمر کو اس کا علم ہوا' اس نے حکم بن الصلت کو حکم بھیجا کہ تمام اہل کوفہ کو جامع مسجد میں

اکٹھا کر کے محصور کر لو۔ حکم نے تمام سرداروں' با قاعدہ فوج والوں' عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اعلان کرا دیا کہ امیر کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائے گا اس کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے۔ آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی منگل کے دن تمام لوگ مسجد اعظم میں آ گئے۔

قاسم النغی کا قتل:

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثۃ الانصاری کے مکان میں زید کو تلاش کیا' مگر زید نے رات ہی میں کہ وہی شب میعاد تھی اور اس رات نہایت ہی شدید سردی تھی معاویہ کے مکان سے خروج کیا۔ ان لوگوں نے لکڑیوں کے مٹھے کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھ کر مشعلیں بنائیں' ان میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے۔ ''اے منصور ارادہ فرمایئے''۔ جب ایک مشعل جل کر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح رات بسر کی' صبح کے وقت زید نے قاسم النغی الحضرمی اور اپنے طرفداروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں' جب یہ لوگ عبدالقیس کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے اور ان سے مڈبھیڑ ہوگئی' انہوں نے جعفر اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کیا' قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ تو مارا گیا اور قاسم النغی زخمی میدان سے اٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا' حکم نے اس سے گفتگو کی مگر اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا' حکم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ شخص قصر کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا' زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اس کا ساتھی مقتول ہوئے۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھا دیئے' بازار کے راستے بند کر دیئے' گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے تاکہ کوئی کوفہ والا نہ نکل سکے۔ کوفہ میں فوج کے چار دستے تھے ان میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبداللہ بن جریر البجلی سردار تھا' بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر عمرو بن ابی بدر العبدی کندہ اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستہ پر محمد بن مالک الہمدانی الخیولی سردار تھا۔

حکم نے یوسف کو تمام واقعہ کی اطلاع دی' یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کر دو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے کہ جو کوفہ جا کر تمام واقعات قریب سے دیکھ کر مجھے آ کر اس کی اطلاع دے۔ جعفر بن العباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہو۔ چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جبانہ سالم السلولی تک آیا' زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جا کر ان کی خبر دی' صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا' قریش' اور دوسرے معزز لوگ اس کے ساتھ تھے۔ عباس بن سعید المزنی اس زمانہ میں اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا' یوسف نے ریان بن مسلمۃ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جس کے ہمراہ تین سو قیقانی تیر اندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔

زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد:

دوسری جانب صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دو سو اٹھارہ آدمی تھے۔ جو اس رات میں ان کے پاس آئے تھے۔ زید نے پوچھا خدا کی شان' اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں محصور ہیں۔ زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان

کے لیے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔

نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمٰن پر حملہ:

نصر بن خزیمہ ندا سن کر زید کی طرف چلا' مگر اثناء راہ میں عمرو بن عبدالرحمٰن حکم بن الصلت کی فوج خاصہ کا سردار اپنے جہینی سواروں کے دستہ کے ساتھ' زبیر بن ابی حکیمہ کے مکان کے قریب اس راستہ پر جو بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتا ہے مزاحم ہوا۔ نصر بن خزیمہ نے کہا: اے منصور قصد فرمایئے''۔ مگر اس کا کوئی جواب اسے نہ ملا۔ نصر اور اس کے ہمراہیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ عمرو بن عبدالرحمٰن مارا گیا' اس کے ساتھی پسپا ہو گئے۔

زید بن علی کا شامی دستہ پر حملہ:

زید بن علی' جبانۂ سالم سے جبانۂ صائدین تک آگے بڑھ آئے' یہاں پانسو شامی تھے۔ زید نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی' اس روز زید ایک سیاہ ٹٹو پر سوار تھے۔ جسے انہوں نے بنی نہد بن کہمس بن مروان البخاری کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا' زید کے قتل کے بعد اس ٹٹو کو حکم بن الصلت نے لے لیا۔

زید بن علی اور انس بن عمرو:

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازہ پر پہنچے اس نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی' اسے بلایا گیا' اگرچہ وہ گھر میں تھا مگر اس نے جواب نہیں دیا' انس بن عمرو اس کا نام تھا' پھر زید نے خود اسے آواز دی اور کہا اے انس میرے پاس آؤ' اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اس لیے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے کے لیے ہے مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر خلاف وعدگی کی' اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے۔

زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں:

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شامیوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی' زید نے اس پر حملہ کیا اور شکست دی' پھر یہاں سے بڑھ کر قبرستان میں نمودار ہوئے' یوسف بن عمرو مع اپنے ہمراہیوں کے اس وقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا' اس کے سامنے خرام بن مرۃ المزنی اور زمزم بن سلیم الثعلبی زرہ بند پیدل سپاہ کو اپنی قیادت میں لیے ہوئے ایستادہ تھے۔ کل دو سو آدمی اس کے ہمراہ تھے اور بخدا اگر زید اس کا رخ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے' ریان بن سلمہ شامیوں کو لیے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید داہنی جانب خالد بن عبداللہ کے مصلّٰی کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو ان کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف پھٹ کر چلا گیا' یہاں ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں کندہ کے قبرستان نہ چلیں۔ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے ہی ہوں گے کہ شامی آ گئے' یہ جماعت انہیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص اس میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر شامیوں کے مقابلہ کے لیے باہر آیا۔ تھوڑی دیر تک مقابلہ رہا۔ شامیوں نے اسے زمین پر گرا دیا اور تلواریں مارنے لگے' اس پر ان کے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوئے ہے پہلے اس کے سر سے خود اتار لو اور پھر فولادی گرز اس کے سر پر مارو' شامیوں نے یہی کیا' یہ شخص کام آ گیا۔ مگر پھر اس کے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اس سے ہٹا دیا' مگر یہ اب کام آ چکا تھا' شامی پلٹ گئے مگر انہوں نے کوفیوں کے ایک

شخص کو اس کی جماعت سے علیحدہ کر دیا۔ اور باقی سب بچ کر نکل گئے۔ یہ شخص عبداللہ بن عوف کے مکان میں جا گھسا شامی بھی اس کے پیچھے اس مکان میں داخل ہو گئے' اسے گرفتار کر کے یوسف بن عمر کے پاس لائے یوسف نے اسے قتل کرا دیا۔

زید بن علی کی مسجد اعظم کی جانب پیش قدمی:

جب زید نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھی تو نصر بن خزیمہ سے کہا کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ نصر نے کہا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے میں تو آخر دم تک آپ کی حمایت میں لڑوں گا' اس روز کوفہ ہی میں جنگ ہوئی۔ پھر نصر نے زید سے کہا کہ تمام لوگ مسجد اعظم میں محصور ہیں آپ ہمیں لے کر وہاں چلئے' زید اپنے ساتھیوں کو لے کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ خالد بن عرفطہ کے مکان سے گذرے۔

عبیداللہ بن عباس کا حملہ و پسپائی:

دوسری طرف عبیداللہ بن العباس الکندی کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوا' وہ بھی شامیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص کے دروازہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا' عبیداللہ کا علمبردار سلیمان اسی کا آزاد غلام تھا یہ اس موقع پر رکا۔ جب عبیداللہ نے حملہ کا ارادہ کیا اور دیکھا کہ سلیمان رک گیا ہے اس نے اسے ڈانٹا کہ اے خبیثہ کے لڑکے حملہ' اس نے بھی حملہ کیا آگے ہی بڑھتا گیا یہاں تک کہ علم خون سے رنگین ہو گیا' عبیداللہ تنہا جنگ کے لیے سامنے آیا۔ واصل غلہ فروش اس کے مقابلہ کے لیے نکلا دونوں تلواریں چلاتے رہے' پھر واصل نے احول سے کہا تم اس کا مقابلہ کرو میں تو ایک نوعمر غلہ فروش ہوں' عبیداللہ نے اس پر کہا اللہ میرے ہاتھ قطع کر دے اگر میں تجھے زندہ چھوڑ دوں۔ عبیداللہ نے پھر اس پر تلوار کا وار کیا مگر بیکار گیا۔ عبیداللہ اور اس کے ہمراہی عمرو بن حریث کے مکان تک پسپا ہو گئے۔ زید اور ان کے ہمراہی باب الفیل تک بڑھ آئے' یہاں زیدی دروازوں کے اوپر سے اپنے علم مسجد میں داخل کر کے لوگوں سے کہنے لگے اے مسجد والو! ہمارے پاس آ جاؤ۔ نصر بن خزیمہ نے بھی انہیں پکار کر کہا کہ اے کوفہ والو! ذلت سے نکل کر عزت میں آؤ۔ ہمیں یہاں دین و دنیا دونوں حاصل ہوں گے کیونکہ موجودہ حکومت میں دنیا کا تمہیں فائدہ ہے اور نہ دین کا۔ یہ سن کر شامی بلندی پر چڑھ آئے اور مسجد پر سے زید کے طرفداروں پر پتھر پھینکنے لگے۔

زید بن علی اور ریان بن سلمہ میں جنگ:

اس روز کوفہ کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت کوفہ کے اطراف میں تھی۔ بیان کیا گیا کہ سالم کے قبرستان میں تھی۔ ریان بن سلمہ مغرب کے وقت حیرہ کی طرف پلٹا۔ زید بن علی بھی مع اپنے طرفداروں اور کچھ اور کوفیوں کے ساتھ جو ان سے آ ملے تھے پلٹ کر سرکاری بھنڈار خانہ پر آ جمے۔ ریان بن سلمہ نے یہاں آ کر ان کا مقابلہ کیا اور اس مقام پر نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا' بہت سے شامی مقتول و مجروح ہوئے۔ زید کے ہمراہیوں نے اس مقام سے مسجد تک شامیوں کا تعاقب کیا۔ شامی بدھ کے دن شام کو مایوسانہ خیالات لیے ہوئے واپس ہوئے' دوسرے دن جمعرات کی صبح کو یوسف بن عمر نے ریان بن سلمہ کو بلوایا' مگر معلوم ہوا کہ اس وقت حاضر نہیں ہے۔

عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ:

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ریان اس کے پاس آیا' چونکہ وہ ہتھیار باندھے ہوئے نہ تھا اس لیے یوسف نے اسے ملامت کی اور

کہا تم رسالدار ہو کر ایسی حالت میں آئے ہو بیٹھ جاؤ' پھر یوسف نے عباس بن سعید المزنی اپنی فوج خاصہ کے سردار کو بلایا اور اسے شامیوں کے ساتھ زید کے مقابلہ پر بھیجا' اس نے بھنڈار خانہ پہنچ کر زید کا مقابلہ کیا' وہاں ایک نجار کی بہت سی لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن سے راستہ بہت تنگ ہو گیا تھا' زید اپنے ساتھیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھے' ان کے دونوں پہلوؤں پر نصر بن خزیمہ العبسی اور معاویہ بن اسحاق الانصاری تھے' جب عباس نے انہیں دیکھا تو چونکہ اس کے ہمراہ پیدل سپاہ نہ تھی اس لیے اس نے اپنے دستہ فوج کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں میں سے اکثر گھوڑوں سے اتر پڑے اور نہایت خونریز معرکہ شروع ہوا۔

نصر بن خزیمہ کا قتل:

اہل شام میں بنی عبس کا ایک شخص نائل بن فردہ نام تھا' اس نے یوسف بن عمر سے کہا تھا کہ اگر میں نصر بن خزیمہ کو دیکھ پایا تو یا میں اسے قتل کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔ یوسف نے اسے ایک تلوار دی' یہ تلوار جس چیز پر پڑتی اسے قطع کر دیتی' جب حریفوں کا مقابلہ شروع ہو گیا تو نائل بن فردہ نے نصر بن خزیمہ کو دیکھا' یہ اس کی طرف بڑھا اور نصر پر تلوار کا ہاتھ رسید کیا' اس کی ران کٹ گئی مگر نصر نے بھی ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا' مگر نصر بھی فوراً مر گیا۔

شامی فوج کی پسپائی:

نہایت شدید جنگ ہوتی رہی' آخر کار زید نے شامیوں کو شکست دے کر بھگا دیا' ان کے ستر آدمی قتل کئے' شامی جب پسپا ہوئے ان کی بری درگت بن چکی تھی۔ اب عباس بن سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ اس کی اپنی فوج کو پیادہ کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ تنگ مقام میں رسالہ پیدل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سب لوگ سوار ہو کر چلے آئے۔ سر شام میں یوسف بن عمر نے پھر انہیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے بھیجا' جب دونوں حریف مقابل آ گئے تو زید نے اپنی فوج لے کر حملہ کیا انہیں پسپا کر دیا' ان کا تعاقب کیا اور سبخہ کی طرف بھگا دیا مگر پھر سبخہ میں آ کر ان پر حملہ کیا اور یہاں سے بنی سلیم کی طرف انہیں نکال دیا۔ یہاں بھی زید نے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ ان کا تعاقب جاری رکھا' شامی مسناۃ کی راہ ہو لئے مگر زید بارق اور رواس کے درمیان ان کے مقابل آئے اور یہاں پھر طرفین میں نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔

زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی:

اس روز زید کا علمبردار عبدالصمد بن ابی مالک بن مسروح (از بنی سعد بن زید حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف) تھا' مسروح العدی کی شادی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی صاجزادی صفیہ سے ہوئی تھی' شامی رسالہ دار زید کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر تا نہ تھا۔ عباس نے اس حالت کی اطلاع یوسف بن عمر کو دی اور کہلا بھیجا کہ تیر انداز بھیج دیئے جائیں' یوسف نے سلیمان بن کیسان الکلبی کو قیقانی اور بخاری قادر اندازوں کے ساتھ عباس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ان لوگوں نے زید اور ان کی فوج پر تیر اندازی شروع کی' سبخہ پہنچ کر زید نے چاہا تھا زیادہ خطرہ میں اپنی جمعیت کو نہ ڈالیں اور پلٹ جائیں مگر خود ان کے ساتھیوں نے ان کی بات نہ مانی۔

زید بن علی کا خاتمہ:

معاویہ بن اسحق الانصاری نے زید کے سامنے نہایت جوانمردی وشجاعت کا اظہار کیا خوب ہی داد مردانگی دی اور وہیں کام آیا' زید بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر میدان کارزار میں جمے رہے البتہ جب رات اچھی طرح تاریک ہو گئی ایک تیر ان کی

پیشانی پر بائیں جانب آ کر پیوست ہوا اور دماغ تک اتر گیا' زید واپس ہوئے ان کی فوج بھی پلٹی مگر شامیوں کو یہی خیال رہا کہ زید اور ان کے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے پلٹ گئے ہیں۔

سلمہ بن ثابت کا بیان:

سلمہ بن ثابت اللیثی جو خود اس معرکہ میں زید کے ہمراہ تھا اور اس روز وہ اور معاویہ بن اسحٰق کا ایک غلام سب کے بعد میدان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا ساتھی زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے' ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اتار کر حران بن کریمہ کے (جو کسی عرب کا آزاد غلام تھا) مکان واقعہ واک کی سڑک پر ار جب اور شاکر کے مکانات میں سے کسی مکان میں لا کر اتارے گئے ہیں' میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر سے قربان کر دے' اور لوگ جا کر ایک طبیب کو لے آئے اس کا نام شقیر تھا اور یہ بنی رواس کا آزاد غلام تھا' اور اس نے تیر ان کی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اس وقت انہیں دیکھ رہا تھا۔ تیر کھنچتے ہی زید نے چلانا شروع کیا اور فوراً ہی ان کا انتقام ہو گیا۔ اب مشورہ ہونے لگا کہ انہیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں' بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دیں دوسروں نے کہا کہ ان کا سر کاٹ کر مقتولین میں رکھ دیں' ان کے بیٹے یحییٰ نے کہا میں اسے گوارا نہیں کروں گا کہ کتے میرے باپ کا گوشت کھائیں۔ اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

زید بن علی کی تدفین:

راوی کہتا ہے مگر میں نے مشورہ دیا کہ اس گڑھے میں جہاں سے مٹی لی جاتی ہے' لے جا کر انہیں دفن کر دینا چاہیے۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم انہیں وہاں لائے اور دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی' اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا' جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو انہیں سپرد خاک کر دیا اور قبر پر پانی بہا دیا' ہمارے ہمراہ ان کا ایک سندھی غلام بھی تھا' وہاں سے پلٹ کر ہم جبانہ السبیع آئے' ہمارے ہمراہ زید کے صاحبزادے بھی تھے۔ ہم یہاں ٹھہرے نہیں تمام لوگ ہم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہ گیا میں نے ان کے صاحبزادہ سے کہا کہ صبح اب ہوا چاہتی ہے' آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں' ان کے ہمراہ ابوالصیار العبدی بھی تھا۔

یحییٰ بن زید کا نہرین جانے کا قصد:

زید کے صاحبزادے نے کہا نہرین جانا چاہتا ہوں' نہرین سے میں یہ سمجھا کہ یہ فرات کے کنارے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس خیال سے میں نے ان سے کہا تو پھر آپ اس جگہ سے نہ ہٹئے اور یہیں دشمن کا آخر دم تک مقابلہ کیجئے' یا پھر جو اللہ کرے اس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کربلا کے دریاؤں کو جانا چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے سے نکل جایئے۔

یحییٰ بن زید کی روانگی نینوا:

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہو گئے' میں بھی ان کے ہمراہ تھا ابوالصیار بھی تھا اور بھی مختصر سی جماعت تھی' جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سنی۔ نخیلہ میں نماز صبح پڑھی اور پھر ہم نے نینوا کی سمت جلد جلد چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبدالملک

بن بشر کے آزاد غلام سابق کے پاس جانا چاہتا ہوں' انہوں نے رفتار میں اور بھی تیزی کر دی۔ اثناء راہ میں جب اور لوگ ملتے میں ان سے یحییٰ کے لئے کھانا طلب کرتا' وہ لوگ روٹیاں دیتے ہیں انہیں کھلا دیتا وہ بھی کھا لیتے اور ہم بھی ان کے ہمراہ کھاتے' نینوی پہنچے اب اندھیرا ہو چکا تھا۔ سابق کے مکان پہنچے میں نے دروازہ پر آواز دی' سابق نکل کر آیا' میں نے یحییٰ سے کہا کہ کیجئے اب میں تو فیوم جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا' جب آپ مناسب سمجھیں بلا لیجئے گا۔ چنانچہ میں انہیں سابق کے پاس چھوڑ کر اپنے راستے چلا گیا اور وہی میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی قیمت:

ادھر یوسف نے شامیوں کو بھیجا کہ اہل کوفہ کے مکانات میں زخمیوں کو تلاش کریں' یہ لوگ عورتوں کو مکانات کے صحن میں نکال دیتے تھے اور زخمیوں کی تلاش میں سارے گھر کو چھان ڈالتے تھے۔ جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے زید کا مدفن بتا دیا۔ حکم بن الصلت نے عباس بن سعید المزنی' اور ابن الحکم ابن الصلت کو لاش نکالنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے لاش نکالی مگر چونکہ عباس کو یہ بات ناگوار تھی کہ ابن الحکم بن الصلت لاش پر قبضہ کرے اس لیے اس نے اسے وہیں چھوڑ دیا' اور جمعہ ہی کے دن صبح کو یوسف بن عمر کے پاس ایک قاصد کو اس خوشخبری کے دینے کے لیے زید بن علی کا سر دے کر حجاج بن القاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کے ہمراہ بھیجا۔ جب یوسف بن عمر کے پاس قاصد یہ پیام لے کر پہنچا اس نے حکم دیا کہ زید بن علی' نصر بن خزیمہ' معاویہ بن اسحاق بن حارثہ الانصاری اور زیاد النہدی کی لاشوں کو کناسہ میں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ یوسف نے یہ بھی منادی کر دی تھی کہ جو کوئی ایک سر لے کر آئے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا' محمد بن عباد نصر بن خزیمہ کا سر لے کر آیا یوسف نے اسے ایک ہزار درہم دلوائے۔ احول اشعریین کا آزاد غلام معاویہ بن اسحٰق کا سر لایا۔ یوسف نے اس سے پوچھا کیا تو نے ہی اسے قتل کیا ہے' اس نے کہا جناب والا میں نے خود قتل نہیں کیا لیکن میں نے اسے دیکھا تھا اور پہچان لیا تھا۔ یوسف نے حکم دیا کہ اسے سات سو درہم دیے جائیں۔ چونکہ خود وہ اس کے قتل کا مدعی نہ تھا۔ اس وجہ سے اسے پورے ہزار نہیں دلوائے۔

زید بن علی کے متعلق دوسری روایت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود یوسف کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ زید راستے سے واپس ہو کر کوفہ آ گئے ہیں ہشام بن عبدالملک نے اسے بات کی اطلاع دی اور ایک اموی نے ہشام کو زید کی اطلاع دی تھی اس پر ہشام نے یوسف کو برا بھلا لکھا اسے جاہل بنایا اور لکھا کہ تم غافل ہو اور زید کوفہ میں موجود ہیں' لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں' جس طرح بنے ان کی تلاش کرو' مل جائیں تو وعدۂ امان پیش کرو' قبول کر لیں تو فبہا اور نہ کریں تو قتل کر ڈالو۔ یوسف نے حکم بن الصلت کو جو خاندان ابی عقیل سے تھا اور اس کی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔ زید کی تلاش و گرفتاری کا حکم بھیجا۔ حکم نے انہیں تلاش کرایا مگر اسے ان کی قیام گاہ کا پتہ نہ چلا۔

یوسف نے اپنے ایک خراسانی غلام کو جو گفتگو میں لکنت کرتا تھا پانچ ہزار درہم دیئے اور حکم دیا کہ تم کسی شیعہ سے جا کر دوستی پیدا کرو اور ظاہر کرو کہ میں خراسان سے اہل بیت کے لیے بہت سا روپیہ لے کر آیا ہوں تاکہ انہیں تقویت حاصل ہو' یہ غلام شیعوں سے برابر ملتا اور انہیں بتاتا رہا کہ میرے پاس روپیہ بھی ہے' آخر کار شیعہ اسے زید کے پاس لے گئے' یہ ان سے مل کر چلا آیا اور اس نے یوسف کو آ کر ان کی قیام گاہ بتا دی۔ یوسف نے ان کی گرفتاری کے لیے رسالہ بھیجا۔ اسے دیکھتے زید کے طرف داروں نے اپنا

شعار پکارا مگر صرف تین سو یا اس سے بھی کم آدمی جمع ہوئے' یہ دیکھ کر زید کہنے لگے: اے کوفہ والو! معلوم ہوتا ہے کہ داؤد بن علی تم سے بہت اچھی طرح واقف تھا' انہوں نے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دو گے مگر میں نے ان کی بات نہ سنی۔

زید بن علی کی لاش کا انجام:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دھوبی نے ان کے مدفن کا پتہ دیا تھا۔ یہ نہر یعقوب میں دفن کیے گئے تھے' ان کے ساتھیوں نے نہر کا پانی روک کر اس کے بطن میں قبر کھودی اور انہیں کپڑوں میں جو وہ پہنے تھے دفن کر دیا۔ اس کے بعد نہر کا پانی اس پر جاری کر دیا۔ ایک دھوبی یہ دیکھ رہا تھا۔ سرکاری عہدیداروں نے اسے زید کا مدفن بتانے کے لیے کچھ رقم دی' اس نے بتا دیا۔ ان لوگوں نے لاش برآمد کی۔ سر علیحدہ کر لیا اور بدن کو سولی پر لٹکا دیا اور لاش کے پاس اس ڈر سے کہ کوئی اتار نہ لے پہرہ مقرر کر دیا جو ایک عرصہ تک قائم رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ زہیر بن معاویہ ابو خیثمہ لاش کی حفاظت پر متعین تھا۔

زید کا سر ہشام کے پاس بھیج دیا گیا۔ ہشام نے اسے دمشق کے دروازہ پر نصب کرا دیا اور پھر اس سر کو مدینہ بھجوا دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی اس کے مرنے کے بعد ولید نے اسے اتروا کر جلوا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی۔

یحییٰ بن زید کو عبدالملک بن بشر کی امان:

یحییٰ بن زید کے متعلق ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ کے والد تو اب قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں' بہتر ہے کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے کہا مگر میں ایسا کیونکر کر سکتا ہوں' اس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ پوشیدہ رہیں اور پھر خراسان چلے جایئے گا۔ اس اسدی نے ایک رات انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا اور وہ عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے' عبدالملک نے کہا ہاں! اور اگر انہیں معاف کر دیا جائے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوگی' اس نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر یہ ان کا نوجوان بیٹا ہے اور اپنے پاس چھپا لیجیے' عبدالملک نے کہا میں بڑی خوشی سے اس کے لیے تیار ہوں اور اسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

وہ شخص یحییٰ کو عبدالملک کے پاس لے آیا۔ عبدالملک نے انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی اس نے عبدالملک سے کہلا بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپایا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر آپ اسے میرے حوالے نہ کر دیں گے تو میں اس معاملہ میں امیر المومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا۔ عبدالملک نے جواب میں کہا کہ جو اطلاع آپ کو ملی ہے وہ محض جھوٹ ہے بھلا میں ایسے شخص کو پناہ دوں گا جو ہم سے ہماری حکومت چھین لینا چاہتا ہو اور ان میں ہمارے حق سے زیادہ اپنے حق کا دعویدار ہو' علاوہ بریں مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتوں کو سچ سمجھیں گے یا انہیں سنیں گے بھی۔ یوسف نے جواب سن کر کہا بے شک عبدالملک نے سچ کہا ان سے یہ امید نہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنے یہاں چھپائیں۔

یحییٰ بن زید کی روانگی خراسان:

اب یوسف نے یحییٰ کی تلاش سے ہاتھ اٹھالیا اور جب ان کی تلاش موقوف ہوگئی۔ یحییٰ چند زیدیوں کے ساتھ خراسان چلے گئے' زید کے قتل کے بعد یوسف نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یحییٰ بن زید تمہاری عورتوں کے کمرۂ عروسی میں رہتا پھرتا ہے۔ جس طرح سے اس کا باپ کرتا تھا' بخدا! اگر مجھے اس کا چہرہ نظر آ گیا تو میں اسے بھی اس کے باپ کی طرح قتل کر دوں گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ۱۲۳ھ ہجری میں زید کا سر مدینہ لا کر سولی پر لٹکا یا گیا' ایک انصاری نے اس کے سامنے آ کر چند شعر پڑھے جس میں زید کے طرز عمل کی مذمت کی تھی' اس پر لوگوں نے اسے لعنت ملامت کی کہ تو نے اس قسم کے الفاظ زید کے متعلق کہے' اس نے کہا امیر مجھ سے ناراض ہیں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میں نے شعر کہہ دیئے تھے۔ پھر زید کے طرفداروں میں سے کسی شاعر نے اس کا جواب دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خراش بن حوشب بن یزید الشیبانی یوسف بن عمر کی فوج خاصہ کا سردار تھا اور اسی نے زید کی لاش کو زمین سے نکال کر سولی پر لٹکا یا تھا۔

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب:

جب یوسف نے زید کو قتل کر دیا وہ کوفہ آیا منبر پر چڑھا اور تقریر کی' کہنے لگا اے اس ناپاک شہر کے باشندو! یاد رکھو کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ میں کسی بات کی پرواہ کرتا ہوں' اور نہ میں کسی بھیڑیئے سے ڈرایا جاتا ہوں' اللہ نے مجھے ایک قوی بازو دیا ہے' اے اہل کوفہ تمہیں تمہاری توہین وتذلیل کی میں خوشخبری دیتا ہوں' ہم تمہارے مناصب اور روزینے اب نہیں دیں گے' میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہارے شہروں اور مکانات کو برباد کر دوں تمہارے مال ومتاع کو لوٹ لوں۔ بخدا! جب کبھی میں منبر پر چڑھا ہوں تمہیں ایسی ہی باتیں سنا تا رہا ہوں جسے تم ناپسند کرتے ہو' مگر اس کے تم ہی ذمہ دار ہو' اس لیے کہ تم ہمیشہ بغاوت اور مخالفت پیدا کرتے رہتے ہو' سوائے حکیم بن شریک کے تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نہ لڑا ہو۔ میں نے امیر المومنین سے تمہارے بارے میں پوچھا ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمہاری تمام جنگ جو مردوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ اور تمہارے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالوں گا۔

کلثوم اور عبداللہ البطال کی شہادت:

اس سنہ میں کلثوم بن عیاض القشیری جسے ہشام نے بربر کی بغاوت کے موقع پر شامی سواروں کے ساتھ افریقیہ بھیجا تھا قتل ہوا۔ پھر اسی سنہ میں عبداللہ البطال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے علاقہ میں ہلاک ہوا۔ فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ابن شبرمہ کو سیستان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ابن شبرمہ نے ابن ابی لیلیٰ کو قاضی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام:

اس سال محمد بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات کے وہی لوگ ناظم اور عامل تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے۔

۱۲۳ھ کے واقعات

اہل سغد اور نصر کی صلح:

جب اسد کے دور حکومت میں خاقان قتل کر دیا گیا' ترکوں میں طوائف الملو کی پھیل گئی' ترک آپس ہی میں ایک دوسرے پر غارت گری کرنے لگے' اس رنگ کو دیکھ کر اہل سغد کے دلوں میں بھی لالچ پیدا ہوا' اور انہوں نے بھی اسی غیر آئینی زندگی کی طرف پلٹنا چاہا' بلکہ ان میں سے کچھ لوگ شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا والی مقرر ہوا اس نے قاصد کے ذریعہ انہیں اپنے شہروں میں واپس آ جانے کی دعوت دی اور ان کی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔

اہل سغد نے بعض ایسی شرائط پیش کی تھیں کہ جنہیں امراء خراسان پسند نہیں کرتے تھے۔ ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مسلم مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دی جائے' چاہے کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو' اس کے لیے ان پر ظلم نہ کیا جائے' بیت المال میں ان سے ضمانت نہ طلب کی جائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بغیر قاضی کے فیصلے اور صادق القول گواہوں کی شہادت لیے ان سے طلب نہ کیے جائیں۔

نصر بن سیار کی حکمتِ عملی:

چونکہ ان شرائط کو نصر نے مان لیا لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور اس سے اس کی جا کر شکایت کی' نصر نے کہا آپ لوگوں کا خیال غلط ہے' اگر آپ نے وہ نقصانات اور زحمتیں دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہنچتی رہی ہیں اور جنہیں میں خود دیکھ چکا ہوں تو آپ لوگ کبھی ان شرائط کی مخالفت نہ کرتے۔ نصر نے اس معاملہ کے متعلق ہشام کے پاس ایک خاص قاصد بھیجا۔ جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا' ہشام نے ان شرائط کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا۔ اس قاصد نے ہشام سے کہا امیر المومنین آپ ہماری جنگ اور صلح دونوں حالتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں پسند فرمالیں۔ ہشام یہ جواب سن کر طیش میں آ گیا' مگر ابرش الکلبی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ ان شرائط کو منظور فرمالیں کیونکہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے آپ واقف ہیں' ہشام نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

نصر بن سیار کی معزولی کی سفارش:

اس سنہ میں یوسف بن عمر نے حکم بن الصلت کو ہشام کے کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی اس کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے۔ جب نصر بن سیار کو خراسان کا والی ہوئے ایک طویل مدت منقضی ہو چکی اور تمام خراسان اس کا مطیع و منقاد ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا تمام خراسان ایک کھیت ہے' اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے عراق میں شامل کر دیں اور میں حکم بن الصلت کو اس کا والی بنا کر بھیج دوں گا' یہ جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اہم عہدوں پر مامور رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے۔ میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں' یہ ایک قابل' عقل مند اور امیر المومنین کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیر خواہ اور ان کے

خاندان کے دوست ہیں۔

مقاتل بن علی العدی:

جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا' اس نے سرکاری مہمان خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لیے نقیب بھیجا' مقاتل بن علی العدی مہمان خانہ میں مقیم تھا۔ یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم خراسان کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! اور میں ترکوں کے ہمراہ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے پاس آیا تھا) ہشام نے پوچھا تم حکم بن الصلت کو جانتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں! ہشام نے پوچھا' یہ خراسان میں کیسے مقامات کا حاکم رہا ہے۔ مقاتل نے کہا یہ فاریاب نامی ایک موضع کا عامل تھا' جس کی آمدنی صرف ستر ہزار ہے حارث بن سریج نے اسے گرفتار کرلیا تھا۔ ہشام نے کہا تو پھر یہ کس طرح اس کے پنجہ سے نکلا' اس نے کہا حارث نے اس کی گوشمالی کی اور اس کی گردن میں ہاتھ دے کر چھوڑ دیا' اس گفتگو کے بعد حکم ہشام کے سامنے عراق کا خراج لے کر آیا۔ ہشام نے اس کی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ حکم میرے پاس آیا' جیسے تم نے اس کی تعریف کی تھی میں نے ویسا ہی اسے پایا مگر خود تمہارے پاس اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں' نصر کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔

مغراء کی سفارت:

اس سنہ میں نصر نے فرغانہ پر دوسرا جہاد کیا' پھر اس نے مغراء بن احمر کو عراق بھیجا اور اسی سفارت میں مغراء ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا۔

جب فرغانہ پر دوسرا جہاد کر کے نصر واپس ہوا تو اس نے مغراء احمر کو عراق بھیجا۔ عراق میں یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ مغراء نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لیے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اس کی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

نصر بن سیار کے خلاف شکایت:

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے ان سے خراسان کی حالت دریافت کی' مغراء نے گفتگو شروع کی' حمد و ثنا کے بعد اس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ ہشام نے کہا تمہیں کیا ہوگیا ہے مجھے خراسان کی حالت بتاؤ۔ مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اس سے زیادہ تیز رو اور بہادر کوئی فوج نہ ہوگی' اس کی مثال ایسی ہے جیسی آسمان پر شاہین' سوار ہاتھیوں کی طرح ہیں' ساز و سامان بھی بہت اچھا ہے اور ان کی تعداد بھی زبردست ہے' مگر قائد اچھا نہیں۔

شبیل کی نصر بن سیار کے متعلق رائے:

ہشام نے کہا کیوں' نصر نے کیا کیا؟ مغراء نے کہا اس کے بیٹے تکبر و نخوت کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے' مگر ہشام نے اس کی بات باور نہیں کی' مہمان خانے قاصد بھیجا شبیل بن عبدالرحمٰن المازنی پیش کیا گیا' ہشام نے اس سے نصر کے متعلق دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ نہ وہ ایسا بوڑھا ہے کہ اس کی بے عقلی کا اندیشہ ہو' نہ ایسا جوان ہے کہ اس کی کم عقلی کا خوف ہو' بڑا ہی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہے' اپنی ولایت سے پیشتر ہی وہ خراسان کی تمام سرحدوں پر رہ چکا ہے اور لڑ چکا ہے۔

ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر:

یوسف کو یہ باتیں لکھ دی گئیں' اس نے اپنے خبر رکھنے والے نگہبان متعین کر رکھے تھے' جب وہ وفد موصل پہنچا تو اس نے ڈاک کا راستہ ترک کر دیا۔ اس وجہ سے راستے میں انہیں بیہق پہنچنے تک تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ نصر کو بھی شبیل کے بیان کی اطلاع دے دی گئی' ابراہیم بن بسام بھی اس وفد میں تھا' یوسف نے اسے دھوکہ دیا اور کہا کہ نصر کا انتقال ہو گیا اور میں نے حکم بن الصلت بن ابی عقیل کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔ ابراہیم نے قسم کھا کر کہا کہ تمام خراسان تمہارا ہے' مگر جب ابراہیم بن زیاد نصر کا قاصد اس کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یوسف نے اسے دھوکہ دیا' کہنے لگا یوسف نے مجھے تباہ کر دیا۔

مغراء کا نصر پر الزام:

کہا گیا ہے کہ جب نصر نے مغراء کو ہشام کے پاس بھیجا تو اس نے ہمراہ حملۃ بن نعیم الکلبی کو بھی بھیجا تھا' اس نے جب یہ یوسف کے پاس آئے تو مغراء کو لالچ دیا کہ تم ہشام کے سامنے نصر کی مذمت کرو' اور میں تمہیں سندھ کا والی مقرر کر دوں گا۔ جب یہ دونوں ہشام کے پاس آئے تو مغراء نے نصر کی شجاعت' بسالت اور تدبیر کی بہت لمبی چوڑی تعریف کرنے کے بعد کہا کاش! کہ خداوند عالم ان کے علاوہ اور خوبیاں بھی اسے دیتا کہ ہم ان سے مستفید ہو سکتے۔

یہ سن کر ہشام سنبھل کر بیٹھ گیا اور پوچھا تمہارا اس بیان سے کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا کہ نصر صرف اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے' اور جب تک کوئی شخص بالکل اس کے قریب نہ ہو اس کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکتا' ضعف پیری کی وجہ سے اس کی آواز سمجھ میں نہیں آتی۔

مغراء کے الزام کی تردید:

یہ سنتے ہی حملۃ الکلبی کھڑا ہوا اور کہنے لگا' امیر المومنین بخدا! اس نے بالکل جھوٹ کہا' نصر کے متعلق جو کچھ اس نے بیان کیا ہے وہ سراسر غلط ہے' وہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ پھر خود ہشام نے کہا نصر ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے' اس کا یہ بیان یوسف بن عمر کے اشارے سے ہوا ہے جس نے از راہ حسد نصر کے خلاف یہ کارروائی کی ہے۔ یوسف نے ہشام کو ایک خط لکھا تھا' اور اس میں نصر کی پیرانہ سالی اور ضعف کا ذکر کیا تھا' اور پھر مسلم بن قتیبہ کا ذکر بھی کیا تھا' مگر ہشام نے جواب دیا کہ تم نصر کے متعلق آئندہ کچھ مت لکھنا۔

مغراء کا عراق میں قیام:

جب مغراء یوسف کے پاس پلٹ کر آیا تو اس نے کہا آپ ان احسانات سے واقف ہیں جو نصر نے میرے ساتھ کیے اور جو میں نے اس کے ساتھ کیا ہے وہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ اب میرے لیے اس کے ساتھ رہنے میں بھلائی نہیں اور نہ میں خراسان ہی میں رہ سکتا ہوں' مجھے آپ یہیں ٹھہر جانے کا حکم دیجیے' یوسف نے نصر کو لکھ دیا کہ میں نے مغراء کا تبادلہ کر دیا ہے۔ اس لیے آپ اس کے اہل وعیال کو میرے پاس بھیج دیجیے۔

نصر پر پیرانہ سالی کا الزام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف نے مغراء کو نصر کے متعلق عیب گوئی کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ نصر نے میرے اور میری قوم کے ساتھ بہت احسان کیے ہیں میں کیونکر اس کے خلاف کوئی بات کہوں؟ اس کا تجربہ' اس کی وفاشعاری' سعادت بخت یا سیاست کس چیز

کی برائی کروں؟ یوسف نے کہا اس کی پیرانہ سالی کی۔

حملۃ بن نعیم کی تردید:

جب مغراء ہشام کے سامنے باریاب ہوا' تو اس نے نہایت اچھے الفاظ میں نصر کا ذکر کیا مگر آخر میں کہا "اگر یہ بات نہ ہوتی" ہشام یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا کیا کہا کیا بات نہ ہوتی؟ اس نے کہا اگر امتداد زمانہ نے اس پر اپنا تسلط نہ کر لیا ہوتا ہشام نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا نصر بالکل قریب ہے اور وہ بھی اپنی آواز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے' پیرانہ سالی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوسکتا اور نہ گھوڑے پر سوار ہوسکتا ہے۔ ہشام کو یہ باتیں شاق گزریں۔ اس کے بعد حملۃ بن نعیم نے اصل کیفیت بیان کر دی۔

مغراء پر نصر بن سیار کے احسانات:

جب نصر کو معلوم ہوا کہ مغراء نے امیر المومنین سے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اس نے ہارون بن سیاوش کو حکم بن نمیلہ کے پاس بھیجا یہ اس وقت زین سازوں میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا۔ ہارون بن سیاوش نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے اس کی چٹائی سے گھسیٹ لیا اس کے جھنڈے کو سر پر مار کر توڑ ڈالا۔ اس کی چٹائی بھی اس کے منہ پر ماری اور کہا دغا بازوں کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے۔ خراسان کا گورنر ہونے کے بعد نصر نے مغراء بن احمر بن مالک بن سارتیہ النمیری حکم بن نمیلہ بن مالک اور حجاج بن ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا۔ مغراء بن احمر النمیری اہل قنسرین کا سردار تھا نصر نے اسے اپنا خاص مشیر بنایا' اس کو ترقی دی' اس کی ضروریات پوری کیں' اس کے چچیرے بھائی حکم بن نمیلہ کو جوزجان کا عامل بنا دیا پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کر دیا۔ اس کا باپ بصرہ میں اہل العالیہ کا سردار تھا اس کے بعد عکابہ بن نمیلہ ان کا سردار مقرر رہا۔

بنی قیس کی اہانت:

نصر نے خراسان اور شام کے بعض عمائدین کا ایک وفد مغراء کی سرکردگی میں ہشام کے پاس بھیجا اس میں حملۃ بن نعیم الکلبی بھی تھا۔ مغراء کی اس حرکت سے قیس کے ساتھ نصر کا رویہ بدل گیا اور وہ پریشان ہوگیا۔

ابونمیلہ صالح الدیار بنی عبس کا آزاد غلام یحییٰ بن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے وطن سے روانہ ہوا تھا اور جوزجان میں ان کے قتل ہونے تک ان کے ساتھ رہا' اسی بنا پر نصر اس سے ناراض تھا' مگر عبیداللہ بن بسام نے جو نصر کا عزیز دوست تھا نصر کی تعریف میں آکر قصیدہ پڑھا اور پھر ابونمیلہ کو اس کے سامنے پیش کیا' ابونمیلہ نے کہا میں ضعیف العمر ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ شعر عرض کروں' اسے اجازت دی گئی' اس نے اپنے اشعار میں مغراء کے طرز عمل کی برائی اور معذرت چاہی اس کے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے جو کچھ کہا سچ کہا تم نے قیس کی وکالت کی اور معذرت چاہی۔ مغراء کی اس حرکت کے بعد نصر نے بنی قیس کی اہانت کی اور انہیں اپنے سے دور کر دیا' ایک قیسی شاعر نے اس حالت کو اپنے دو شعروں میں بیان کیا۔

امیر حج یزید بن ہشام:

اس سال یزید بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات پر وہی لوگ ناظم و عامل مامور تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے' اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۴ھ کے واقعات

بکیر بن ماہان کی ابومسلم سے ملاقات:

اس سال شیعان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادہ سے کوفہ میں آئی' اور اسی سال بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق بکیر بن ماہان نے ابومسلم بنی العباس کی تحریک سے سرگروہ کو عیسیٰ بن معقل العجلی سے خریدا۔ اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن ماہان سندھ میں کسی عامل کا میر منشی تھا عراق آیا۔ یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے' ان کی اطلاع حکومت کو دی گئی' یہ سب گرفتار ہوئے بکیر بن ماہان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیئے گئے' جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل العجلی بھی تھے۔ عیسیٰ کے ساتھ ابومسلم بھی تھا جو ان کی خدمت کرتا تھا۔ بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی' یہ لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے۔

ابومسلم کی فروختگی:

بکیر نے عیسیٰ سے ابومسلم کا پوچھا کہ یہ کون ہے' عیسیٰ بن معقل نے کہا آپ اسے بیچنا چاہتے ہیں' عیسیٰ نے کہا یہ آپ کی نذر ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں' عیسیٰ نے کہا جو آپ چاہیں اس کی قیمت دے دیں۔ بکیر نے چار سو درہم اسے دے دیئے۔ جب یہ لوگ قید سے آزاد کیے گئے تو بکیر نے اسے ابراہیم کے پاس بھیج دیا' ابراہیم نے اسے موسیٰ السراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اس نے حدیث سنی اور حافظ ہو گیا' پھر وہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

تحریک خلافت بنی عباس میں ابومسلم کی شرکت:

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہز بن قریظ' اور قحطبہ بن شبیب مکہ جانے کے ارادہ سے خراسان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے' اور عاصم بن یونس العجلی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید میں تھا۔ عاصم بن یونس کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے۔ یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا' انہیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ ان کے ہمراہ ابومسلم تھا' جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں کا ایک غلام ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ خود ابومسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسیٰ اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنا کرتا رو دیتا جب ان لوگوں کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی' انہوں نے اسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

اس سنہ میں سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا' الیون ملک الروم سے اس کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح و سالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

امیر حج محمد بن ہشام:

اس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے انتقال کیا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھا۔ نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی ام سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

محمد بن ہشام امیر المومنین کی صاحبزادی کے دروازے پر آیا اپنا سلام عرض کیا بہت سے فواکہات بطور تحفہ نذر دینے لایا اور معذرت کرنے لگا' انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ محمد بن ہشام کو مایوسی ہوگئی کہ وہ قبول نہیں کریں گی مگر پھر انہوں نے ان کے لیے لینے کا حکم دے دیا۔ اس سال مختلف ولایات میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۲۲ھ و ۱۲۳ھ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۵ھ کے واقعات

نعمان بن یزید کا جہاد:

نعمان بن یزید بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا' اسی سال ہشام بن عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا۔ ابومعشر کی روایت کے مطابق ربیع الآخر کی چھ راتیں گزری تھیں کہ ہشام نے انتقال کیا' دوسرے اربابِ سیر نے بھی یہی کہا ہے' البتہ اور لوگوں نے بیان کیا۔ کہ چہارشنبہ کے دن ہشام نے انتقال کیا۔

ہشام کی مدتِ حکومت:

تمام اربابِ سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہشام کی مدتِ خلافت انیس سال سات ماہ اکیس یوم ہوئی (مدائنی اور' بن الکلبی' ابومعشر نے انیس سال ساڑھے آٹھ ماہ اور واقدی نے انیس سال سات ماہ) ۱۰ یوم' بیان کی ہے۔ ہشام کی عمر میں اختلاف ہے' ابن الکلبی نے پچپن سال دوسروں نے باون سال' اور محمد بن عمر نے چون سال بتائی ہے۔ رصافہ میں ہشام نے انتقال کیا وہیں اس کی قبر ہے۔ ابوالولید اس کی کنیت تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی علالت:

ابوالعلاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہشام سواری کے لیے باہر نکلا' اس کے چہرے سے اضمحلال کے آثار ہویدا تھے' کپڑے بھی ڈھیلے ڈھالے ہی ہو رہے تھے' گھوڑے کی باگ بھی اس نے چھوڑ دی تھی' تھوڑی دیر اسی طرح چلنے کے بعد اسے خیال آیا' اس نے اپنے کپڑے ٹھیک کیے' گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لی' ربیع کو حکم دیا کہ ابرش کو بلاؤ' ابرش حاضر ہوا' ہشام میرے اور ابرش کے درمیان چلتا۔ ابرش نے عرض کی امیر المومنین میں نے جناب والا کی ایسی حالت دیکھی جس سے مجھے رنج ہوا' ہشام نے پوچھا کیا بات ہے؟ ابرش نے کہا: آپ سواری کے لیے اس طرح باہر تشریف لائے جسے دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے کہا ہاں! ابرش ٹھیک ہے' میں کیونکر غمگین نہ ہوں' علماء طب نے کہہ دیا ہے کہ میں تینتیس روز میں مرجاؤں گا۔

ہشام بن عبدالملک کی وفات:

سالم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مکان واپس آ کر کاغذ پر یادداشت لکھ لی کہ فلاں دن امیر المومنین نے کہا ہے کہ وہ تینتیس روز میں اس دنیا سے سفر آخرت کریں گے' جب وہ شب آئی جس میں کہ تینتیس دن پورے ہو جاتے تھے' یکا یک ایک خادم نے دروازہ پر دستک دی کہ امیر المومنین فوراً یاد فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ زہر باد کی دوا اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ یہ مرض پہلے بھی ایک مرتبہ انہیں ہو چکا تھا مگر علاج سے افاقہ ہو گیا تھا' میں دوا لے کر حاضر خدمت ہوا انہوں نے اس دوا سے غرارہ کیا' اس سے درد میں اور شدت ہوگئی مگر پھر سکون ہو گیا' مجھ سے کہا کہ اب درد میں سکون ہے تم اپنے گھر جاؤ اور دوا میرے پاس چھوڑ دو' میں واپس چلا آیا' تھوڑی ہی دیر مجھے گھر آئے ہوئی ہوگی کہ امیر المومنین کی موت پر آہ و بکا شروع ہوا' اور معلوم ہوا کہ انہوں نے انتقال کیا۔

مرنے کے بعد مہتمم توشہ خانہ نے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے' ان کے غسل کے لیے پانی گرم کرنے کے لیے برتن تلاش کیا مگر کوئی نہ ملا' ایک ہمسایہ سے عاریتہً لیا گیا' اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ یہ عقلمندوں کے لیے عبرت کا مقام ہے' زہرباد کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا۔ مسلمہ بن ہشام نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

ہشام بن عبدالملک کے عادات وخصائل:

عقال بن شبہ کہتا ہے کہ میں ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا' وہ ایک سبز رنگ کی اودبلاؤ کی پوستین کی قبا پہنے تھے' مجھے اس نے خراسان جانے کا حکم دیا اور کچھ ہدایتیں کرنے لگا' میں اب تک اس کی قبا ہی دیکھتا رہا' ہشام تاڑ گیا اور اس نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوستین کی قبا پہنے دیکھا تھا' اب میں یہی غور کر رہا ہوں کہ آیا وہ یہی ہے یا کوئی دوسری ہے۔

ہشام کی کفایت شعاری:

ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں' میرے پاس سوائے اس قبا کے دوسری قبا نہیں' یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کہ میں روپیہ جمع کرتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے۔

ہشام بن عبدالملک کا عدل:

یہ عقال ہشام کے امراء میں تھے ان کے باپ شبہ ابوعقال عبدالملک کے ساتھ تھے' یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جسے اللہ نے زیور عقل سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ مروان بن شجاع مروان بن الحکم کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ میں محمد بن ہشام کے پاس تھا' ایک روز اس نے مجھے بلایا' جب میں اس کے پاس گیا تو اسے سخت برہم اور طیش میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا ایک نصرانی نے میرے غلام کا سر پھاڑ ڈالا' یہ کہہ کر اس نے نصرانی کو گالیاں دینا شروع کیں' میں نے کہا آپ خاموش ہو جایئے اس نے کہا تو پھر میں کیا کروں؟ میں نے کہا قاضی کے پاس چارہ جوئی کیجیے' اس نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں' اس کے ایک خواجہ سرا نے کہا میں اسے سمجھ لوں گا' یہ گیا اور اس نے اس نصرانی کو مارا' ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی' اس نے خواجہ سرا کو طلب کیا مگر اس نے محمد کی پناہ لی۔ محمد بن ہشام نے کہا میں نے تجھے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا' اس نے کہا نہیں آپ نے ضرور مجھے حکم دیا تھا۔ ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور اپنے بیٹے کو زجر و توبیخ کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کو اردلی رکھنے کی اجازت:

مسلمہ بن عبدالملک کے سوا کسی اور کو ہشام کے عہد میں سواری میں اردلی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی' ہشام نے ایک دن سالم کو مرکب کے ساتھ دیکھا ہشام نے اسے جھڑکا اور کہا' بتاؤ کب سے تم اردلی کے ساتھ سواری کرتے ہو' حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مسافر آگے بڑھ کر ہشام کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا تو سالم ٹھہر جاتا اور اس سے اس کی ضروریات دریافت کرتا اور ہشام کے ساتھ چلنے سے روک دیتا۔ سالم کے اقتدار کی یہ حالت تھی کہ گویا اسی نے ہشام کو امیر المومنین بنایا ہے۔

بنی مروان کے لیے جہاد کی شرط:

بنی مروان میں سے کوئی وظیفہ یاب ایسا نہ تھا جس کے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو' بعض تو خود جہاد میں شریک ہوتے تھے اور بعض اپنے عوض کسی اور کو بھیج دیتے تھے۔ ہشام کا آزاد غلام یعقوب دو سو دینار ہشام کی تنخواہ بیت المال سے وصول کرتا اور اس کے ہر

دینار کے عوض میں ایک دینار علیحدہ وصول کر کے خود لے لیتا اور اس کے عوض جہاد میں شریک ہوتا۔ لوگ کوشش کر کے اپنا نام دفتر کے مددگاروں میں یا کسی اور ایسی ہی خدمت پر لکھا لیتے جس کی وجہ سے انہیں ایک جگہ رہنا پڑے اور جہاد پر نہ جائیں' چنانچہ داؤد اور عیسیٰ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے (یہ دونوں ایک ہی ماں سے تھے) عراق میں خالد بن عبداللہ کے پاس ممالک شرقیہ کے دفتر اعلیٰ کے مددگاروں کی حیثیت سے تھے۔ یہ دونوں خالد بن عبداللہ کے پاس مقیم رہے۔ اس نے ان کے ساتھ سلوک کیا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انہیں اپنے پاس ٹھہرا نہ سکتا' اسی خیال سے اس نے ان صاحبوں کو دفتر کے مددگاروں میں مقرر کر دیا پھر یہ دونوں خالد بن عبداللہ سے رات کے وقت افسانہ گوئی کرتے اور دوسرے مختلف باتیں کیا کرتے تھے۔

ہشام کا تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار:

ہشام نے اپنی کسی زمین کا اپنے ایک غلام کو منتظم مقرر کیا' اس نے اسے آباد کیا' بویا جوتا اور خوب پیداوار ہوئی' اس نے پھر دوبارہ اسے آباد کیا' اس مرتبہ پیداوار کی مقدار گذشتہ سے دو چند ہوگئی' منتظم نے اپنے خط کے ساتھ تمام پیداوار ہشام کی خدمت میں بھیج دی' اس نے ہشام سے اس علاقہ کی پوری کیفیت بیان کی' ہشام نے اس کا خوب صلہ دیا' جب اس نے دیکھا کہ ہشام اس وقت بہت خوش ہے' اس نے عرض کی کہ امیر المومنین میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں' ہشام نے کہا کیا' اس نے کہا کہ میری تنخواہ میں دس دیناروں کا اضافہ کر دیا جائے' ہشام نے کہا تم سب یہ ہی سمجھتے ہو کہ تنخواہ میں دس دینار کی زیادتی ایک معمولی بات ہے' مجھے اپنی عمر کی قسم ہے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

ہشام بن عبدالملک کا حسن انتظام:

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بنی مروان کے تمام دفتر کو جمع کیا باعتبار اپنی صحت اور خوبی اور رعایا اور حکومت دونوں کے لیے مفید ہونے کے میں نے ہشام کے دفتر سے بہتر کسی کا دفتر نہیں پایا۔

غسان بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ تمام بنی مروان میں ہشام سے زیادہ کسی کو اپنے عہدیداروں کے شمار اور دفاتر کی تنظیم کا خیال نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ کسی اور کو اپنے ماتحت عہدہ داروں کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا۔

ہشام بن عبدالملک اور غیلان:

ہشام نے غیلان سے کہا کہ تمہارے متعلق اکثر لوگوں نے مجھ سے شکایت کی ہے بہتر یہ ہے کہ تمہارے مسلک کے متعلق ہماری تمہاری بحث ہو جائے۔ اگر تم حق پر ثابت ہو گئے تو ہم تمہاری اتباع کریں گے' اور اگر تمہارا مسلک غلط ہوگا تو تم اسے چھوڑ دینا۔ غیلان نے اس پر اپنی رضامندی کا اقرار کیا۔ ہشام نے میمون بن مہران کو اس سے بحث کرنے کے لیے طلب کیا۔ میمون نے اس سے کہا جو بڑی سے بڑی بات تم پوچھ سکتے ہو پوچھو' غیلان نے کہا اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ اس کی نافرمانی کی جائے۔ میمون نے کہا کیا خداوند عالم اپنی نافرمانی کیے جانے پر مجبور ہے؟ غیلان چپ ہو گیا ہشام نے اس سے کہا جواب دو' مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا' ہشام نے کہا اللہ مجھے معاف نہ کرے اگر میں تجھے معاف کر دوں' ہشام پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرنے کا حکم دے دیا۔

ہشام کے آزاد غلام بشر کا بیان:

بشر ہشام کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس کے ساتھ گانے والی لڑکیاں'

شراب اور بربط تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ طنبورہ اس کے سر پر توڑ دو اور اسے مارا' بڈھا رونے لگا' میں نے اسے صبر کی تلقین کی' اس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مارے جانے کی وجہ سے روتا ہوں' میں اس لیے نہیں روتا بلکہ مجھے اس کا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے بربط کو طنبورہ کہہ کر بربط کی حقارت کی۔

ہشام بن عبدالملک کا حلم:

ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی' ہشام نے اس سے کہا تجھے یہ زیبا نہیں کہ تو اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے۔ ایک جمعہ میں ہشام نے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اس سے اس کی وجہ پوچھی' اس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا' ہشام نے کہا کیا پیدل چل کر نہیں آ سکتے تھے؟ اس لیے نماز جمعہ ترک کر دی' پھر اسے سواری کرنے کی ایک سال تک کے لیے ممانعت کر دی۔ سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے خچر اب میری سواری کے کام کے نہیں رہے' مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔ ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے' تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے' امیر المومنین کا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اس کے چارہ کا انتظام نہیں کرتے اور اس کا چارہ ضائع ہوتا ہے تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اس کے چارہ کی نگرانی کرو۔ تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

ہشام بن عبدالملک اور عمال:

ہشام کے کسی عامل نے اسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پٹارا بھیجا تھا' امیر المومنین مجھے اس کی رسید سے مطلع فرمائیں' ہشام نے جواب دیا جو آڑو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہوئے' بہت پسند آئے اور بھیجو' ان کی اچھی طرح حفاظت کر کے بھیجنا' ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا تم نے جو کھمبی امیر المومنین کو بھیجے تھے وصول ہوئے' یہ چالیس ہیں' ان میں سے بعض بگڑ گئے ہیں' ان میں وہی آئے جنہیں گھانس میں رکھا گیا تھا' اگر آئندہ ان میں سے کچھ تم امیر المومنین کو بھیجو تو انہیں کسی ظرف میں اچھی طرح ریت بچھا کر گھانس جما دینا تاکہ وہ ہلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرانے نہ پائیں۔

ہشام کے آزاد غلام کا بیان:

ہشام کا ایک آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ اس کے ایک آزاد غلام نے جو اس کی کسی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شاندار پرند ہشام کو بھیجے' میں حاضر خدمت ہوا' ہشام اس وقت صحن قصر میں تخت پر بیٹھا تھا' مجھ سے کہا کہ انہیں صحن میں چھوڑ دو' میں نے انہیں چھوڑ دیا ہشام انہیں دیکھنے لگا' میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام دیجیے' امیر المومنین نے پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا؟ میں نے کہا جو کچھ ہو' مجھ سے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو' میں تمام محل میں ان کے پیچھے دوڑا دوڑا پھرتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو ان میں اچھا ہے اسے لوں گا' ہشام نے کہا واہ واہ اچھا خود لے لو گے اور برا میرے لیے چھوڑنا چاہتے ہو' ان کا پیچھا چھوڑ دو ہم تمہیں چالیس یا پچاس درہم دے دیتے ہیں۔

ہشام بن عبدالملک اور ذوید کاتب:

ولی عہدی کے زمانہ میں دورین نام علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا' ہشام نے کسی کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا' دیکھنے

سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل ویران اور بنجر ہے' ہشام نے ذوید کاتب سے جو شام میں متعین تھا کہا کہ اس کا کیا کیا جائے' ذوید نے کہا کتنے میں میرے نام اس کا پٹہ دیتے ہو؟ ہشام نے کہا چار سو دینار میں' ہشام نے دورین اور اس کے مواضعات اس کے نام لکھ دیئے اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کے مطابق داخل خارج کرا دیا' ذوید نے اس جائداد سے بہت کچھ کمایا۔ ہمیشہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ذوید اس کے پاس آیا۔ ہشام نے اس سے کہا دورین اور اس کے متام متعلقہ مواضعات میرے حوالے کرو۔ بخدا! اب میں تمہیں اپنا کارکن نہیں بناتا' ہشام نے ذوید کو شام سے نکال دیا۔

ولید بن خلید کا بیان:

ولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے طخاری ٹٹو پر سوار دیکھا اور پوچھا یہ ٹٹو کہاں سے ملا' میں نے کہا جنید نے مجھے یہ دیا تھا' ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اس نے کہا اب طخاری ٹٹو بہت ہو گئے ہیں' عبدالملک جب مرے تو اس کے تمام گھوڑوں میں صرف ایک طخاری گھوڑا تھا اور عبدالملک کا ہر بیٹا اس کا دعویدار تھا اور اگر اسے یہ خیال تھا کہ یہ گھوڑا نہ ملا تو گویا اسے عبدالملک کے ورثہ میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم باوجود بخیل و بزدل ہونے کے کس طرح خلافت کے متمنی ہو۔ ہشام نے کہا اس لیے کہ میں حلیم و عفیف ہوں۔

ہشام بن عبدالملک اور ابرش:

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بھیڑوں نے بچے دیئے' ابرش نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا مگر ہماری بھیڑیں تو اب تک نہیں جنیں' تم ہمیں اپنی بھیڑوں کے پاس لے چلو تا کہ ان کا دودھ پئیں' ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیج دیئے جائیں' ہشام نے کہا اس کی ضرورت نہیں۔ ابرش نے کہا خیمہ تو بھیج دوں تا کہ ہمارے لیے پہلے سے نصب کر دیا جائے' ہشام نے اس کی اجازت دے دی۔ ابرش نے دو آدمی بھیج دیئے جنہوں نے خیمہ نصب کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے' ہشام دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے' دونوں کے سامنے ایک ایک بھیڑ لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اسے دوہنے لگا' اور ابرش سے کہا کہ میں نے اس بھیڑ کو دودھ دینے کے لیے چکارا بھی نہیں' پھر حکم دیا کہ راکھ کو آٹے کی طرح گوندھا جائے' راکھ گوندھی گئی۔ ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی' پھر اسے کرید کر اس میں وہ راکھ کا پنڈا ڈال دیا اور چمٹے سے الٹ پلٹ کرنے لگا ابرش سے کہتا جاتا تھا' ابرش کہو تم میری الٹ پھیر کو کیسا پاتے ہو' جب راکھ خشک ہو گئی اسے آگ سے نکال لیا اسے چمٹے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جبینك جبینك (اپنی پیشانی بچا' اپنی پیشانی بچا) ابرش جواب میں کہتا تھا' لبیك' لبیك (ہاں' ہاں) یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں۔ پھر سب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس چلے آئے۔

علیاء بن منظور سے ہشام کا حسن سلوک:

علیاء بن منظور اللیثی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور آخر میں یہ شعر پڑھا:

انـــا انـــاس میـــت دیـــوانـنـــا ومتـی یصبـه نـدی الـخلیفة ینشر

ترجمہ: ''ہم وہ لوگ ہیں جن کے دفاتر مردہ ہو چکے ہیں (یعنی ہماری تنخواہیں موقوف ہو گئی ہیں' اور دفتر میں ہمارا نام نہیں رہا)

جب خلیفہ کی سخاوت اسے چھو جائے گی وہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے''۔

ہشام نے یہ شعر سن کر کہا آپ یہ چاہتے ہیں آپ نے سوال تو بڑی خوبی سے کیا ہے۔ اسے پانچ سو درہم دلائے اور اس کی تنخواہ میں اتنا اضافہ کر دیا جس سے وہ اپنے اہل وعیال کی پرورش کر سکے۔

ہشام بن عبدالملک اور محمد بن زید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہشام کے پاس آیا' ہشام نے کہا آپ کو میں کچھ نہ دوں گا' اور اس خیال کو دور کرنے کے لیے کہ مبادا لوگ آپ سے کہیں کہ شاید امیر المومنین نے تمہیں پہچانا نہیں' میں کہے دیتا ہوں کہ میں آپ کو خوب جانتا ہوں کہ آپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ یہاں قیام کر کے اپنا سرمایہ ختم نہ کریں' کیونکہ میں آپ کی تواضع بالکل نہیں کروں گا' اپنے گھر چلے جایئے۔

ایک دن ہشام ایک احاطہ کے قریب جن میں اس کے زیتون کے درخت تھے کھڑا ہوا تھا۔ عثمان بن حیان المری اس کے ہمراہ تھا' عثمان کھڑا ہوا امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا اور قریب تھا کہ اس کا سر ہشام کے سر کے موازی ہو جائے کہ اتنے میں زیتون کے جھڑنے کی آواز آئی۔ ہشام نے ایک شخص سے کہا کہ زیتون سے جا کر کہہ دو کہ وہ رفتہ رفتہ ٹپکیں جھڑنے نہ پائیں ورنہ ان کی آنکھیں پھوٹ جائیں گی' اور ان کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی۔

ہشام حج کرنے گیا' ابرش نے دو ہجیڑوں کو جن کے پاس بربط تھے گرفتار کر لیا' ہشام نے حکم دیا کہ انہیں قید کر دیا جائے اور ان کے مال کو جس کی نوعیت سے میں بالکل ناواقف ہوں فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی جائے۔ جب یہ اپنی حالت درست کر لیں یہ قیمت انہیں واپس دے دی جائے۔

ہشام بن عبدالملک کا رصافہ میں قیام:

ہشام رصافہ میں آ کر قیام کرتا تھا' یہ مقام قنسرین کے علاقہ میں واقع ہے۔ یہاں آ کر ٹھہرنے کی وجہ لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ خلفاء اور ان کی اولاد مرض طاعون سے ڈر کر لوگوں سے بالکل الگ جنگل میں جا کر قیام کرتے تھے۔ جب ہشام نے بھی مرض طاعون کی اشدت کے موقع پر رصافہ جانا چاہا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ شہر چھوڑ کر نہ جائیں کیوں کہ خلفاء کو طاعون نہیں ہوتا۔ کسی خلیفہ کو آج تک طاعون نہیں ہوا۔ ہشام نے کہا کیا تم لوگ مجھی پر تجربہ کرنا چاہتے ہو۔ ہشام رصافہ آ کر قیام پذیر ہوا' یہ مقام بالکل بیابان تھا ہشام نے اس میں دو محل بنوائے۔ یہ اصل میں رومن شہر تھا اور رومیوں نے ہی اسے بنایا تھا۔

ہشام اور حدی خواں:

ہشام احول تھا' خالد بن عبداللہ نے ایک حدی خواں کو ہشام کے پاس بھیجا اس نے ایک شعر پڑھا جس میں افق پر آفتاب کی تشبیہ احول کی آنکھ سے دی گئی تھی۔ ہشام شعر سن کر برہم ہوا اور اس حدی خواں کو نکلوا دیا۔

معاویہ بن ہشام کی وفات:

ابو عاصم الضبی ناقل ہے کہ معاویہ بن ہشام ابوشریک کے رحبہ میں میرے پاس سے گذرا (یہ ابوشریک ایک عجمی شخص تھا اور یہ ایک خاص احاطہ جوزیر کاشت تھا اسی کی طرف منسوب ہے) میں اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس وقت میں روٹی پکا رہا تھا' معاویہ

میرے پاس آ کر ٹھہر گیا' میں نے کہا کھانا حاضر ہے' معاویہ گھوڑے سے اتر آیا۔ میں نے روٹی آگے سے نکال کر دودھ میں بھگودی' اس نے کھالی۔ بعد میں اور لوگ آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ہشام ہیں' معاویہ نے مجھے صلہ دلوایا' اور پھر سوار ہو گیا اس کے سامنے ہی سے ایک لومڑی اٹھی' اس نے اس کے پیچھے اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ ابھی سو گز بھی اس کا تعاقب نہ کیا ہو گیا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی اور معاویہ گرتے ہی مر گیا' لاش کو اٹھا کر لے گئے' ہشام نے دیکھ کر کہا بخدا میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اسے خلافت کے لیے تعلیم و تربیت دوں مگر یہ لومڑیوں کے پیچھے پھرنے لگا۔

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسمٰعیل بن جریر کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی۔ ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ لے کر نصف نصف دونوں کو دے دیا۔ جس کی مقدار چالیس ہزار ہوئی۔

یوسف بن عمر کا تحفہ:

قحذم کاتب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ہاتھ اتنا بڑا ایک سرخ یاقوت کہ جس کے کنارے میری ہتھیلی سے باہر نکلے جاتے تھے اور ایک موتی کا دانہ جو عام موتیوں سے بہت بڑا تھا ہشام کی نذر کے لیے بھیجے' میں حاضر دربار ہوا' ہشام کے قریب پہنچا' مگر تخت کے طول اور فرش کی کثرت کی وجہ سے میں نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا' بہر حال یاقوت اور موتی کا دانہ دونوں ہشام نے لے لیے اور مجھ سے پوچھا کیا ان کا وزن لکھ کر تمہیں دیا گیا ہے؟ میں نے کہا امیر المومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ جن کے وزن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ یاقوت خالد بن عبداللہ کی جاریہ رائقہ کا تھا جو اس نے تہتر ہزار دینار میں خریدا تھا۔

عمرو بن علی کا بیان:

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن علی کے ساتھ ساتھ ان کے مکان کی طرف جو حمام کے قریب واقع ہے جا رہا تھا میں نے ان سے کہا کہ ہشام کا عہد حکومت تو بہت طویل ہو گیا ہے' بیس سال کے قریب ہو گئے لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو یہ دعا اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حکومت حاصل ہو جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اس کے یہ معنی ہیں کہ بیس سال تک حکمران رہوں۔ محمد بن علی نے کہا میں ان کی باتوں کو تو جانتا نہیں البتہ مجھے اپنے باپ دادا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بادشاہ کو جو اس نبی کی امت میں ہو جو مجھ سے پہلے گزر چکے اتنے دن زندہ نہ رکھے گا جتنی عمر کہ اس نبی کی ہو چکی ہے۔

ہشام بن محمد الکلبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان یوم شنبہ ماہ ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری میں خلیفہ ہوا' مگر محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ بروز چہار شنبہ ۶ / ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا۔ علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے۔

باب ۷

ولید بن یزید بن عبدالملک

یزید بن عبدالملک کا ہشام کی ولی عہدی پر ملال:

اس بات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ یزید بن عبدالملک اس کے باپ نے اپنے بھائی ہشام بن عبدالملک کے بعد ولید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا۔ جس روز ولید کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی اس کی عمر گیارہ برس کی تھی' یزید اور زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہوگیا۔ اب یزید کو اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو جانشین خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہتا اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا۔ یزید کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت اس کے بیٹے ولید کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی:

ہشام خلیفہ ہوا وہ ولید کی بڑی عزت وتکریم کرتا تھا۔ عرصہ تک دونوں کے تعلقات اسی قسم پر رہے۔ پھر ولید نے شراب خواری شروع کی' اور واہی تباہی باتیں کرنے لگا۔ ان چیزوں کی عادت اس کے اتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ الشیبانی نے جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ کا بھائی تھا ڈالی۔ ولید نے اپنے ندما جمع کر لیے۔ ہشام نے ان لوگوں کو اس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۶ھ میں امیر الحج مقرر کر کے بھیجا' یہ اپنے ہمراہ صندوقوں میں کتے بھی لے گیا' ایک صندوق جس میں کتا تھا الٹ پھیر سے گر پڑا۔ ولید کے خادموں نے اونٹ والے کو کوڑوں سے تخت مار ماری۔ ولید اپنے ہمراہ کعبہ کے برابر ایک شامیانہ بنوا کر بھی لے گیا تھا۔ شراب بھی اس کے ساتھ تھی۔ اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اس میں مجلس گرم ہو مگر اس ارادہ سے اس کے ہمراہیوں نے ڈرا کر اسے باز رکھا اور کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے اپنی اور آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے ولید نے شامیانہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا منصوبہ:

جب یہ بات عام ہوگئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اس کا مذاق اڑاتا ہے اور ہشام کو بھی اس شہرت کی اطلاع ہوئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے ولی عہدی سے ہٹا دے۔ اور اس کے بجائے اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لیے بیعت لے لے۔ ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لیے بیعت کر لے' ولید نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہی ہشام کا جو رویہ اب تک اس کے ساتھ تھا بدل گیا۔ ولید کو تکلیف پہنچانے لگا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لیے بیعت لینے کے لیے کارروائی شروع کر دی۔ بعض لوگوں نے اس بات کو منظور بھی کر لیا۔ ان لوگوں میں اس کے ماموں محمد اور ابراہیم ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے بیٹے' بنو القعقاع بنی خلید العبسی وغیرہ اس کے دربار کے خاص امراء شریک تھے۔

ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز:

ولید کی اب تک وہی حالت رہی۔ شراب ونشاط میں مست رہتا تھا۔ ہشام نے اس حالت کو دیکھ کر ایک دن ولید سے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا تم مذہب اسلام پر بھی ہو یا نہیں کوئی برائی ایسی نہیں جسے تم نہایت ڈھٹائی سے علانیہ نہ کرتے ہو' ولید نے اس کے جواب میں یہ دو شعر لکھ بھیجے:

یــا ایھــا الســائـل عـن دیـنـنـا نـحـن عـلـی دین ابی شاکر بالسخن

نشـر بهـا صـرفـا و مـمـزوجة بـالـسـخـن احیـانـا و بـالـفـاتـر

ترجمہ: ''جو شخص ہمارے مذہب کو پوچھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں ہم نری شراب پیتے ہیں اور کبھی کبھی اس میں گرم یا نیم گرم پانی ملا کر پیتے ہیں''۔

ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی:

ابو شاکر مسلمہ بن ہشام کی کنیت تھی' ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا۔ کہ تیری وجہ سے ولید نے مجھ پر یہ طنز کیا۔ حالانکہ میں تجھے خلافت کے لیے تیار کر رہا ہوں۔ اپنی عادت درست کرو۔ ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو۔ ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر الحج مقرر کیا' اس نے مناسک حج پوری طرح ادا کیے۔ اپنے اپنے موقع پر بردباری اور ملائمت مزاج کا اظہار کیا۔ مکہ و مدینہ میں بہت سارو پیہ مستحقین میں تقسیم کیا۔ اس پر خوش ہو کر اہل مدینہ کے ایک آزاد غلام نے یہ شعر کہے:

یــا ایھــا الســائـل عـن دیـنـنـا نــحــن عــلــی دیـن ابـی شـاکـر

الـواهـب الـجـرد بـاوسـانهـا لـیـس بـزنـدیـق ولا کـافـر

ترجمہ: ''جو شخص ہمارے مذہب کو دریافت کرتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مع ان کی باگوں کے عطا کرتا ہے' وہ نہ زندیق ہے اور نہ کافر''۔

ان شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا۔ مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن العاص تھی۔ اس پر کمیت نے یہ شعر کہا:

ان الـخـلافة کـائـن اوتـادهـا بـعـد الـولـیـد الـی ابـن ام حـکـیـم

ترجمہ: ''خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملے گی''۔

مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبداللہ القسری:

ایک مرتبہ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا تھا کہ میرا اس وقت خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں جس کی کنیت ابو شاکر ہو' یہ سن کر مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا۔ جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو ابو شاکر نے خالد کو وہ شعر لکھ کر بھیجا جو نوفل نے اسد کی موت پر خالد اور اسد کی ہجو میں لکھا تھا۔ اپنے ایک خاص قاصد کو لفافہ دے کر ڈاک کے ذریعہ خالد کے پاس بھیجا۔ خالد نے یہ خیال کیا کہ اسد کی موت کی تعزیت لکھی ہو گی' جب مہر کھولی تو خط میں سوائے ہجو کے اور کچھ نہ تھا۔ خالد نے کہا میں نے کبھی آج تک ایسی تعزیت نہیں دیکھی۔

ولید بن یزید کی ہشام بن عبدالملک سے معذرت:

ہشام' ولید کی برائی اور اس کی تنقیص کرتا رہتا تھا اور اب بہت زیادہ اس کی اور اس کے دوستوں کی اہانت کرنے لگا۔ اور اس کے منصب میں بھی کمی کر دی۔ جب ولید نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے خاص لوگوں اور موالیوں کے ساتھ دارالخلافہ کو چھوڑ کر مقام ارزق میں بلقین اور فزارہ کے درمیان اغدف نام چشمہ پر مقیم ہو گیا' اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبدالملک بن مروان کے آزاد غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تا کہ جو نئی بات پیش آئے۔ اس سے ولید کو اطلاع دیتا رہے' ولید کے ہمراہ عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ بھی تھا۔ ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشہ کا ان پر پورا اثر ہو گیا تو ولید نے عبدالصمد سے کہا' اے ابو وہب کچھ شعر سناؤ' عبدالصمد نے کچھ اشعار سنائے جن میں ولید کی خلافت کی تمنا تھی' ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی' اس نے ولید کا منصب موقوف کر دیا۔ اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبدالصمد کو اپنا مصاحب خاص' دوست اور ندیم بنایا ہے تمہارے متعلق جو اطلاع ملی ہے اس کی میں تحقیق کر چکا ہوں اور خود تم بھی اس کے ذمہ دار ہو' تم فوراً عبدالصمد کو ذلت و خواری کے ساتھ نکال دو۔ ولید نے عبدالصمد کو نکلوا دیا اور ہشام کو اس کی اطلاع دی' اپنی رندانہ صحبتوں کی معذرت بھی چاہی اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

ابن سہیل یمنی کی اہانت:

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا' ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا حاکم رہ چکا تھا اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا' ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور نکلوا دیا' عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کر لیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کو تمام خبریں لکھتا رہتا ہے۔ ہشام نے اسے بہت بری طرح پٹوایا اور کمبل کا لباس پہنایا۔ ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا۔ اب کون ہوگا جو لوگوں پر اعتماد کرے گا۔ یا کسی کے ساتھ احسان کرے گا' یہ بد بخت احول وہ ہے جسے میرے باپ نے اپنے تمام کنبہ پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں' جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں' جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے تعلقات ہیں اس کی توہین و تذلیل کرتا ہے۔ مجھے اس نے لکھا تھا کہ عبدالصمد کو نکال دو۔ میں نے نکال دیا۔ جب میں نے اسے لکھا کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجیے' اس کے جواب میں اس نے اسے پٹوایا اور خارج البلد کر دیا' حالانکہ اسے میرے اور اس کے تعلقات کا علم تھا' اسی طرح اسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا خاص آدمی ہے۔ میں اس کی خاص طور پر وقعت و عظمت کرتا ہوں وہ میرا کاتب ہے پھر بھی اس نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا۔ ان تمام کارروائیوں سے اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے' اے اللہ! تو مجھے اس کی زیادتیوں کا اجر دے۔

ولید بن زید کا ہشام بن عبدالملک کے نام خط:

ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو بند کر دیا ہے اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو برباد کیا ہے اس کی اطلاع مجھے موصول ہوگئی ہے' مجھے کبھی اس کا ڈر نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور نہ مجھے اس کی کچھ پرواہ ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے سمجھا گیا ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ گدھا بھیڑیا ہو جائے میرے جو تعلقات ابن

سہیل سے ہیں یا جو خط اس کے بارے میں میں نے آپ کو لکھا وہ تو میرے منصب کی موقوفی کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ اگر اور کوئی بات امیر المومنین کے دل میں میرے خلاف جاگزیں ہو چکی ہے تو ہو۔ اللہ نے مجھے ولی عہد خلافت کیا ہے میرے لیے ایک عمر مقرر کر دی ہے اور روزی مقسوم کر دی ہے جسے سوائے اس کے نہ کوئی بند کر سکتا ہے اور نہ بدل سکتا ہے۔ خداوند عالم نے جو مقدر کر دیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا چاہے لوگ اسے پسند کریں یا نہ کریں اگر کوئی چیز جلد وقوع ہونے والی ہے تو کوئی اسے ملتوی نہیں کر سکتا اور نہ جو بات کسی خاص وقت کے ساتھ مقدر کر دی گئی ہے اسے کوئی جلد وقوع پذیر کر سکتا ہے۔ دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ان حالات میں وہ یا تو اللہ کا گناہ اپنے نفوس کے لیے کماتے ہیں یا ایسے کام کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق ماجور ہوں' اس لیے امیر المومنین کو ان باتوں کا زیادہ خیال ہونا چاہیے اور ان امور کی بخوبی تعمیل میں اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو توفیق دینے والا ہے۔

ہشام بن عبدالملک اور ابوالزبیر کی گفتگو:

ہشام نے ابوالزبیر سے کہا اے فسطاس اگر مجھ پر حادثہ ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ ولید کو پسند کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر میں اضافہ فرمائے۔ ہشام نے کہا نہیں یہ کیا کہتے ہو موت سے تو چارہ ہی نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کیا لوگ ولید کی خلافت کو تسلیم کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا تمام لوگوں سے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی ہے تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ اس پر ہشام نے کہا کہ اگر لوگوں نے ولید کی خلافت کو تسلیم کر لیا تو میں سمجھوں گا کہ یہ حدیث کہ جو تین دن بھی منصب خلافت پر رہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا بالکل غلط ہے۔

ہشام بن عبدالملک کا ولید کے نام خط:

ہشام نے ولید کو لکھا' اپنے منصب کے بند کیے جانے وغیرہ کے متعلق جو کچھ تم نے مجھے لکھا تھا۔ میں اس سے آگاہ ہو گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اس منصب کو پھر تم پر جاری کروں' کیونکہ اس کے اجراء سے میں گناہوں کے کسب سے ڈرتا ہوں' منصب کی ضبطی اور تمہارے دوستوں کی علیحدگی دو وجہوں سے عمل میں لائی گئی ہے۔ پہلی بات کی وجہ یہ ہوئی کہ چونکہ تم اپنے منصب کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں نے اسے بند کر دیا' دوسری بات کی وجہ یہ ہوئی کہ تمہارے دوستوں کو وہ تکالیف و مصائب برداشت کرنا نہیں پڑتے جو دوسرے مسلمانوں کو ہر سال فوجوں کی جبری بھرتی کے وقت اٹھانے پڑتے ہیں۔ بلکہ وہ مزے سے تمہارے ساتھ لہو و لعب مین اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں' بلکہ جو کوتاہی اس معاملہ میں اب تک مجھ سے ہو چکی ہے مجھے اسی کا خیال دامن گیر ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اب اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ تمہارے منصب کو بند کر دوں تا کہ اس وقت تک اس کے اجرا سے جو کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اس کا یہ فعل کفارہ ہو سکے' ابن سہیل کی جو قدر و منزلت تمہارے نزدیک تھی اور تم اس کے رنج و خوشی میں شریک ہوئے یہ بھی نامناسب تھا کیونکہ اس میں سوائے اس کے اور کیا خوبی تھی کہ وہ ایک ڈوم نچنیا تھا' جو اپنی خفیف الحرکاتی میں حد سے متجاوز تھا' پھر بھی یہ شخص تمہارے ساتھیوں میں سب سے برا نہ تھا۔ بلکہ تمہارے مصاحب اس سے بھی بدتر تھے جو ایسے افعال میں جن کے ذکر تک کو میں اپنی شان کے منافی سمجھتا ہوں' تمہارے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے اور جن کی وجہ سے تم زجر و توبیخ کے سزاوار تھے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ میں تمہارے بگاڑ کے درپے ہوں تو تمہارے پاس کوئی ایسی سند بھی نہیں ہے جو مجھے اس خیال سے باز رکھ سکے' تم نے اس بات کا جو ذکر کیا ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے مقدر کر دیا ہے۔ تو اس معاملہ میں بھی اللہ نے مجھے

تقدیم دی ہے اور مجھے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اللہ اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی کامل یقین ہے کہ جو عزت اس نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ اس کی کمی بیشی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں' ہاں! یہ ضرور ہے کہ ایک دن یہ جانے والی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس بات سے کہ وہ ان کی حکومت ان میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو' اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بہترین توقع ہے کہ اس نے حکومت صرف اسی کے لیے مقدر کی ہو گی جسے وہ اس کا اہل سمجھتا ہو۔ جسے وہ بھی پسند کرے اور اس کی مخلوق بھی اس سے خوش ہو' اللہ کے احسانات مجھ پر اتنے ہیں کہ میں ان کے ذکر اور اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ اور اگر میری موت جلد لکھ دی گئی ہے تو اس کی عنایت سے ان شاء اللہ مجھے اس کا خوف نہیں وہ آئے۔ تم نے جو خط مجھے لکھا اور اس میں جو کچھ لکھا' تمہاری سفاہت اور حماقت کو دیکھتے ہوئے کچھ عجوبہ بات نہ تھی۔ تم آئندہ سے اپنی ان حد سے زیادہ گریز پائیوں سے احتراز کرو اور خاموش بیٹھو اور اللہ کے قہر سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گرفت کر لیتا ہے اور جس کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے' میں اللہ سے ایسے امور کے لیے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا خواستگار ہوں۔

ولید بن یزید کے اشعار:

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اس کے جواب میں لکھ بھیجے:

رأیتك تبنی جاهدا فی قطیعتی فلو کنت ذا ارب لهدمت ما تبنی

ترجمہ: ''میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے خلاف میں بڑی مستعدی سے ایک عمارت بنا رہا ہے۔ اگر تو صاحب عقل و دانش ہوتا تو خود ہی اس خود ساختہ عمارت کو منہدم کر دیتا۔

تثیر علی الباقین مجنی ضغینة فویل لهم ان مت من شرما تجنی

ترجمہ: جو لوگ باقی رہیں گے تو انھیں اپنی ان حرکات سے مورد نفرت وعداوت بنا رہا ہے اگر تو مرجائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے خمیازے سے وہ کس طرح بچ سکیں گے۔

کانی بهم والیت افضل قولهم الالیتنا و اللیت اذ ذاك لایغنی

ترجمہ: مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب کہ سب سے بڑھ کر وہ یہی کہیں گے'' کاش ایسا ہوتا'' کاش وہ وقت ہم دیکھیں جب کہ یہ لفظ بے معنی ہو جائے۔

کفرت یدا من منعم لو شکرتها جزاك بها الرحمانُ ذوالفضل و المن

ترجمہ: تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو اسے مانتا تو اللہ جو بزرگی اور احسان والا ہے وہ تجھے اس کی جزائے خیر دیتا''۔

سالم بن عبدالرحمٰن کا قاصد:

ولید اسی جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جس صبح کو اسے خلیفہ ہونے کی خوشخبری ملی تھی اس نے ابوالزبیر المنذر بن ابی عمرو کو بلا بھیجا تھا' اور اس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ پر نہیں گزری۔ جیسی کہ

یہ شب گذشتہ تھی' غم واندوہ کا ہجوم تھا' میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے طرز عمل کے بارے میں آئیں جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی۔ چلئے ذرا ہواخوری کر آئیں۔ دونوں سوار ہو کر سیر کے لیے چلے۔ دو میل چل کر ولید ایک ریت کے ٹیلے پر جا کر کھڑا ہوا اور ہشام کی شکایت کرنے لگا۔ اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی' ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آتے ہوں گے' خدا خیر کرے۔ دو شخص ڈاک کے گھوڑوں پر سوار سامنے آئے' ان میں سے ایک ابو محمد السفیانی کا آزاد غلام اور دوسرا جردیہ تھا۔ جب ولید کے قریب پہنچے تو گھوڑوں سے اتر پڑے اور ڈرتے ہوئے ولید کو آ کر خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں پر نیچی کر لیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں نیچی کر لیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ولید نے کہا یہ بتاؤ کیا ہشام مر گیا؟ جردیہ نے کہا جی ہاں! ولید نے کہا خط کس نے لکھا ہے؟ جردیہ نے کہا آپ کے آزاد غلام سالم بن عبدالرحمٰن میر منشی دفتر مراسلات نے' ولید نے خط پڑھا اور وہ پلٹ آئے۔

عیاض بن مسلم کی کارگذاری:

ولید نے پھر ابو محمد السفیانی کے آزاد غلام کو بلا کر اپنے معتمد عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت کی' اس نے کہا عیاض جیل میں تھا' جب ہشام بیمار رہا اور ایسی حالت ہوگئی کہ زندگی سے یاس ہوگئی تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہلا بھیجا کہ جو کچھ تمہارے تفویض ہے اس پر اپنا قبضہ رکھو اور خبردار! ہشام کا کوئی آدمی ایک چیز نہ لینے پائے۔ اس کے بعد ہشام کو ذرا آفاقہ ہوا اس نے خزانہ سے کچھ منگوایا۔ خزانہ داروں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لیے جمع کیا تھا۔ یہ کہتے ہی اس کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ عیاض جیل خانہ سے نکل آیا۔ تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازے مقفل کر کے ممہور کر دیئے اور حکم دیا کہ ہشام کو اس کے بستر سے نیچے اتار دیا جائے۔ اس کے لیے ایک برتن تک دستیاب نہ ہو سکا۔ جس میں کہ غسل کے لیے پانی گرم کیا جاتا' کسی سے مستعار لیا گیا۔ سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی اسے نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہشام کے آزاد غلام غالب نے اسے کفن دیا۔

ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری:

ولید نے عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان کا حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کر وہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہو اسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس کی اولاد عہدیدار اور ملازمین کو گرفتار کر لو' البتہ مسلم بن ہشام سے کوئی تعارض نہ کرنا اور نہ اس کی محل سرا میں گھسنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اس کے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کرنے کے لیے مصر رہتا تھا۔

عباس نے رصافہ آ کر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اس کی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا:

لیت ھشاما کان حیا یری محلبہ الاوفر قد اترعا

ترجمہ: ''کاش ہشام اس وقت زندہ ہوتا تاکہ دیکھتا کہ اس کی بڑی دہاؤنی بھر کر چھلک گئی ہے''۔

مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط:

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر لیے' اطراف واکناف سے اس کے خلیفہ تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔

صوبہ داروں نے بھی اطاعت کے خطوط لکھے وفد بھی آئے' مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ممالک کی وراثت جو آپ کے تفویض فرمائی ہے۔ میں اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں' یہ حکومت کے نشہ کی بدمستی تھی جس کی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اس حق کی جسے اللہ نے عظیم کر دیا تھا تو ہین کرنے کا قصد کیا اور ایسے مشکل کام کا ارادہ کیا جس کی تائید اگر چہ منافقوں اور خودغرضوں نے کی مگر تقدیر نے ان کے منصوبوں کو بری طرح پامال کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ خلافت ایسے معزز منصب پر سرفراز کیا اور ایسا عہدہ دیا جس کا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اس پر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اسے اپنے بندوں کے لیے جن کی حالت سے وہ ہر وقت باخبر ہے ایک خاص وقت کے لیے مخصوص کر دیا تھا' اس لیے اس نے خلافت کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی جبل المتین آپ کے سپرد کی اور ظالموں نے جو مکر و فریب کیا تھا' اسے باطل کر دیا۔ انہیں ذلیل اور آپ کو سرفراز کیا۔ پس جو شخص اب بھی اس ذلیل خیال پر قائم ہے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا۔ البتہ جنہیں تو بہ باطل سے ہٹا کر حق کی طرف لے آئے تو وہ اللہ کو تو بہ کا بڑا قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوشخبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھا۔ دو تلواریں میرے دوش پر تھیں تا کہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو ان سے خبر لوں۔ پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے ان کی انھیں اطلاع دی وہ اسے سن کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی اور خلیفہ کی ولایت کی اطلاع نہیں ملی جس کی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی ان کی ذات سے ہیں یا جس کی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو' پھر میں نے بیعت لینے کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیا' اور ان سے مکرر سہ کرر سخت عہد واثق اور غلیظ قسمیں دے کر حلف اطاعت لیا انھوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اسے قبول کیا۔ اور بیعت کی' آپ اس کے عوض میں اس مال سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے انہیں صلہ عطا کیجیے اس لیے کہ آپ سب سے بڑھ کر سخی اور کشادہ دست ہیں کیونکہ وہ آپ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو مناصب آپ سے پہلے انہیں ملے ہوئے ہیں ان میں بھی اضافہ کر دیجیے۔ تا کہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت و سخاوت ظاہر ہو۔

اگر مجھے اس وقت سرحد کی صیانت کی مہم درپیش نہ ہوتی جس کا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ دوسرے انتظامات ملک سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لے جاتا اور میں خود امیر المومنین کے دیدار سے جس کی کوئی نعمت چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو بدل نہیں ہو سکتی آ کر بہرہ اندوز مسرت و شادمانی ہوتا۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرور اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں بعض ایسے معاملات جن کا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا زبانی عرض کر سکوں۔

معذور شامیوں کے وظائف:

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر اپاہج اور نابینا تھے۔ ان کے وظائف مقرر کر دیئے اور انہیں لباس بھی دیا' اور ہر معذور کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لیے سرکاری توشہ خانہ سے تحائف اور لباس نکلوا کر اس سے زیادہ

دیئے جتنے کہ ہشام دیتا تھا ان کی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا اور اہل شام کی تنخواہوں میں اس اضافہ کے علاوہ دس کا اور اضافہ کیا اس کے خاندان والوں میں سے جو لوگ اس کے پاس آئے۔ ان کے مناصب میں دو چند اضافہ کر دیا۔

ولید کا مجاہدین و حجاج سے حسن سلوک:

ولید جب ولی عہد تھا تب بھی اس کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما کے مجاہد جب واپسی میں اس کے پاس آتے تو ان کی دعوت کرتا۔ اسی طرح حجاج جب حج سے واپس آتے تو ایک مکان میں جس کا نام زیزاء تھا۔ تین روز تک ان کی دعوت کرتا اور ان کی سواریوں کو بھی کھلاتا۔ اور جو چیز اس سے مانگی گئی اس نے کبھی اس کے دینے سے انکار نہیں کیا۔ ولید سے کسی نے کہا کہ آپ کے اس کہنے میں بھی کہ میں غور کر رہا ہوں ایسا وعدہ ہے کہ جس کی بنا پر خواستگار قیام کرتا ہے' ولید نے کہا' میں اپنی زبان کو ایسی بات کہنے کا خوگر ہی نہیں کرتا کہ جس کا میں نے پہلے ہی وعدہ نہ کر لیا ہو۔

حکم اور عثمان کی ولی عہدی:

اسی سنہ میں ولید نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ولی عہد خلافت ایک کو دوسرے کے بعد مقرر کیا' حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اس کے بعد اس کے لیے اعیان و اکابر سے حلف اطاعت لیا اور دوسرے صوبوں کو بھی اس کی اطلاع بھیج دی' جن لوگوں کو اس نے اس معاملہ میں لکھا تھا ان میں یوسف بن عمر ولید کا صوبہ دار عراق میں بھی تھا۔ یوسف نے نصر بن سیار کو اس معاملہ میں لکھا۔

یوسف بن عمر کا نصر بن یسار کے نام خط:

یوسف کا خط جو اس نے نصر کو لکھا تھا حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط یوسف بن عمر کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے۔ حمد و ثنا کے بعد میں تمہیں امیر المومنین کا وہ خط عقال بن شتر التمیمی اور عبدالملک القینی کے ہاتھ بھیجتا ہوں جو انھوں نے میرے عمال کے نام بھیجا ہے اور جس میں حکم بن امیر المومنین اور عثمان بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ میں نے ان دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں گفتگو کریں۔ لہٰذا جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم سب کو امیر المومنین کا خط سنانے کے لیے جمع کرنا۔ جب مجلس جمع ہو جائے۔ پہلے کھڑے ہو کر امیر المومنین کا پیام سنانا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اصل خط سنا دینا' اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہے تو اسے تقریر کی اجازت دینا۔ پھر امیر المومنین کے دونوں صاحبزادوں کے لیے اللہ کا نام لے کر اور اس کی برکت طلب کر کے لوگوں سے اسی تحریر کے مطابق جو میں نے خط کے آخر میں لکھ دی ہے عہد و پیمان لینا یہ امیر المومنین کے خط کا مضمون ہے' اسے سمجھ لو اور اسی پر لوگوں سے بیعت لو۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین اور ان کی رعیت کے لیے اس معاملہ میں برکت دے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے ان کی زبان سے کہلوایا ہے' اور وہ حکم اور عثمان کو نیک توفیق دے اور انہیں ہمارے لیے مبارک کرے' والسلام علیک' نصر نے یوم جمعرات نصف شعبان ۱۲۵ھ ہجری کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' ہم عبداللہ الولید امیر المومنین اور حکم ابن امیر المومنین (اگر وہ ان کے بعد زندہ رہے) اور عثمان ابن امیر المومنین (اگر وہ حکم کے بعد ہوں) کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بیعت کرتے ہیں' اگر دونوں میں سے کسی کو کوئی سانحہ پیش آ جائے تو امیر المومنین اپنی اولاد اور رعیت کے بارے میں مختار ہیں جسے چاہیں مقدم کریں جسے مؤخر کر دیں' ہم اللہ کے سامنے اس بیعت کا عہد و وعدہ کرتے ہیں۔

ولید بن یزید کا نصر بن سیار کے نام فرمان:

عقال بن شیبہ اور عبدالملک بن نعیم ولید کا حسب ذیل خط لے کر نصر کے پاس آئے: امابعد اللہ نے جس کے تمام نام مبارک جس کی تعریف اور ذکر بزرگ و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا اور اسی کو اپنی مخلوق کے لیے سب سے بہتر سمجھا' پھر ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے پیامبر مقرر کیے۔ اس دین کا حامل بنا کر انھیں بھیجا' اسی کی تلقین کا انھیں حکم دیا' یہ پیغمبر مختلف قوموں اور مختلف زبانوں میں مبعوث ہوتے رہے' جو طریقہ سب سے بہتر تھا اس کی طرف بلاتے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے' یہاں تک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد رسول اللہ ﷺ پر منتہی ہوئی۔ ایسے وقت میں جبکہ علم پامال تھا' لوگ اندھے تھے' خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان میں تفریق تھی اور ان کے مختلف اور متفرق دستور اور آئین زندگی تھے۔ حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں' مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کر دیا' عمیان کو دور کر دیا' گمراہی اور ہلاکت سے بندوں کو نکال لیا' ان سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی' انھیں تمام کائنات کے لیے رحمت مجسم بنایا۔ ان پر وحی کو ختم کر دیا' اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے تھے ان سب کی عظمت و بزرگی آپ کی ذات واحد کو عطا فرمائی۔ آپ کو ان سب کے آخر میں اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ ان کی تعلیم کی تصدیق فرمائیں اس کی توثیق کر دیں' اسی کی دعوت دیں اور اسی کی تعلیم' چنانچہ آپ کی امت کے جن لوگوں نے اس دین الٰہی کو اختیار کیا وہ انبیاء سلف علیہم السلام پر بھی ایمان لائے حالانکہ ان کے ہم قوم انھیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انھیں روکتے تھے یہ اسی کی انھیں تعلیم دیتے تھے' انبیاء علیہم السلام عزتوں کے وہی لوگ محافظ بن گئے جو اس کی ہتک کرنے والے تھے اور اسی کی تعظیم کرنے لگے جس کی توہین کرتے تھے' حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق سنا جائے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اس میں حجت نکالتا ہو' یا انھیں بیوقوف سمجھ کر انھیں اذیت پہنچائے یا ان کی تردید کرتا ہو۔ حالانکہ خود ان کے ہم عصروں نے ان کو نبی مبعوث من اللہ جاننے سے انکار کیا' ان کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہ بچا کہ جس کا خون اس وجہ سے حلال نہ ہو گیا ہو۔ ان کے آپس کی رشتہ داریاں منقطع ہو گئیں۔ چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے' وحی کے ختم ہونے اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد اللہ نے اسی طریقہ نبوت پر آپ کے خلفاء مقرر کیے تاکہ اس کے حکم کی تعمیل کرائیں۔ اس کی شریعت کو نافذ کریں سنن پر عمل کرائیں' منہیات سے روکیں' زکوٰۃ وصدقہ وصول کریں۔ حقوق دلائیں ان کی وجہ سے اسلام کی اعانت ہو اس کے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو۔ اس کے حریم کی حفاظت ہو' اس کے بندوں میں عدل وانصاف کیا جائے اور اس کے شہروں کی اصلاح ہو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ﴾

''اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹائے تو زمین میں فساد پھیل جائے مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے''۔

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اور اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لیے ہوئے' جس نے ان کے حق میں تعرض کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ جو ان کی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اسے تباہ کر دیا۔ جس کسی نے ان کے اقتدار کو ہلکا سمجھایا اللہ نے جس منصب پر انھیں سرفراز کیا ہے اس میں ان پر اتہام رکھا' اللہ نے انھیں اپنے خلفاء کے قبضہ وتسلط میں دے دیا اور اسے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لیے موجب عبرت ہو' یہی سلوک اللہ نے اس شخص کے ساتھ ہی کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر

مضبوطی سے قائم رہنے اور اسے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ جس کی وجہ سے افلاک اور زمین قائم ہیں۔ علیحدہ ہو گیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴾

''پھر وہ آسمان پر جا برا جا اور وہ دھواں ہے پھر اس نے آسمان اور زمین سے کہا تم آؤ چاہے اپنی خوشی سے اور چاہے مجبوراً ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے''۔

پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب نانے والا ہوں' انھوں نے کہا کیا تو ایسے کو نائب بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تعریف وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو''۔

اللہ نے دنیا میں اپنے بندوں کی بقاء خلافت کے ذریعہ قائم رکھی ہے اور اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور خلیفہ کی اطاعت سے وہ شخص جس نے اسے تسلیم کیا اور اس کی تائید کی سعادت مند ہوا۔ کیونکہ یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ کسی شے کا قیام یا کسی کی اصلاح اس شخص کی اطاعت کیے بغیر نہیں ہوسکتی جسے اس نے اپنے حق کا محافظ' اپنے احکام نافذ کرانے والا' معاصی ومنہیات سے روکنے والا' متبرک مقامات کی نگرانی کرنے والا بنایا ہے' جس نے اطاعت کی وہ اللہ کا دوست ہوا' اس کے حکم کا مطیع۔ ان کی ہدایت سے حصہ پانے والا' اور دین ودنیا کی بھلائیوں کا مستحق خاص بنا۔ اور جس نے اطاعت سے روگردانی کی اور اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی' وہ محروم ہوا' اپنے رب کا نافرمان بنا اور دین ودنیا میں محروم رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے بنا جن پر بدبختی نے قبضہ جمالیا ہو اور ایسی گمراہ کن باتوں نے ان پر غلبہ کر لیا ہو' جو اپنوں کو نہایت تکلیف دہ گھاٹوں پر اتارتی ہیں' اور سخت مہلک مقامات کی طرف لے جاتی ہیں' اللہ دنیا میں بھی انہیں سخت ذلت ورسوائی اور مصیبت میں ڈال دیتا ہے' اور عقبیٰ میں انھیں عذاب الٰہی اور حسرت افسوس سے سابقہ پڑے گا' طاعت بھی اس معاملہ میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین شے ہے' اس کی چوٹی ہے' اس کا کوہان ہے' اس کی تکمیل ہے' اس کا قبضہ ہے اس کا بچاؤ اور سہارا ہے' اس کا کلمہ خلوص (بیعت) کے بعد جس کی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں میں امتیاز فرمایا ہے اور اطاعت کی وجہ سے خوش نصیب دنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچتے ہیں اور آخرت میں ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں' اور جو لوگ نافرمانی کرتے ہیں (یعنی بیعت نہیں کرتے) انھیں اللہ ذلیل وخوار کرتا ہے۔ مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے' وہ اس کے غضب اور عذاب کے مستوجب ہوتے ہیں اور یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو طاعت کو چھوڑ دیتے ہیں' اس سے نکل جاتے ہیں یا اسے بدل دیتے ہیں' اللہ ہلاک کرے اس شخص کو جو گمراہ ہوا' سرکش بنا' اندھا ہوا' باغی ہو گیا یا جس نے نیکی اور تقویٰ کے طریقوں کو چھوڑ دیا۔ اس لیے اگر کوئی واقعہ تمہیں پیش آئے یا کوئی مصیبت پڑے تو اس میں اللہ کی طاعت کو مضبوط پکڑے رہنا' اس کے ساتھ وفادار رہنا' اس پر اجتماع کرنا' اس کی طرف دوڑ کر آنا اور اسے پاک وصاف رکھنا' اور اللہ سے قربت کا اسے وسیلہ بنانا' کیونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ خلفاء اللہ

کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوئے ہیں' اسی نے ان کو اس درجہ پر سرفراز کیا اور ان کے حق کو کامیاب کیا ہے اور جس نے ان سے جھگڑا کیا ان کا معاند بنا یا ہمسر بننا چاہا یا اس نے اللہ کی اس تجلی کو بجھانا چاہا' جس کا ان پر سایہ ہے اللہ نے اس کے جھوٹ کو باطل کر دیا اور تم اس سزا سے بھی واقف ہو جو ان کے باغیوں کو یا ان لوگوں کو جو ان کے حق میں کوتاہی کرتے ملتی ہے کہ وہ تباہ و برباد اور ذلیل و ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اس سے دانشمندوں کے لیے تنبیہہ وعبرت ہے کہ اس کے عیاں ہونے سے وہ فائدہ حاصل کریں' اسی کو اپنا مسلک بنائیں اور اس بات کو جان لیں کہ خلفاء کو اللہ نے اختیار فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے' جس کے لیے تمام تعریف زیبا ہے۔ جو احسان و مہربانی کرنے والا ہے۔ امت کو بہترین شے امن و عافیت کی ہدایت فرمائی ہے تا کہ ان کی جانیں محفوظ رہیں' ان میں یگانگت رہے' ان کی ایک آواز ہو' ان کا ستون مستقیم ہو' اس کی فوج کی اصلاح ہو' اور دنیا میں وہ اس کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ یہ تمام باتیں اس خلافت کی وجہ سے ہیں جسے اللہ نے ان کا ناظم اور ان کی حکومت کا مقوم بنایا ہے اور یہی وہ عہد ہے جس کے استوار کرنے کا اللہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا ہے تا کہ وہ مسلمانوں کے اہم امور کے ذمہ دار ہو سکیں' اور اس طرح جب انھیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ اپنے خلفاء پر پورا اعتماد کر سکیں مصیبت کے وقت ان کی پناہ لے سکیں' اختلاف و افتراق کے وقت خلیفہ کی ذات ان کے اتحاد و اتفاق کا باعث ہو سکے' اسلام کے تمام اطراف اپنی جگہ قائم رہیں' اور وہ ان شیطانی وسوسوں کو دفع کریں' جنہیں شیطان کے پیرو اختیار کرنے کے لیے مستعد رہتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جنہوں نے دین کو ضائع کر دیا ہے ان میں مبتلا کر دیتا ہے' ان کے اتحاد میں رخنہ ڈال دیتا ہے اور جس مذہب پر اللہ نے انھیں جمع کیا ہے اس میں اختلاف ڈال دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو ان کی برا لگتا ہے ان کی امیدیں باطل ثابت ہوتی ہیں اور وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو ان کا حاکم مقرر فرمایا ہے اس کے لیے پہلے ہی تصفیہ فرما چکا ہے اور اللہ ان لوگوں کو جو ان کی حکومت میں کسی قسم کا دخل چاہتے ہیں ان سے دور کر دیتا ہے اور بجائے کمزوری کے اللہ اسے اور استوار کر دیتا ہے اور جو حکومت ان کے حوالہ کی ہے اس میں ان پر بھروسہ کرتا ہے اور پہلے پورا بھروسہ کیا ہے' ان لوگوں کا حسن طاعت' جنہیں اللہ نے ان کے سپرد کیا ہے اس کا گروہ ہے ان کی اطاعت ان چیزوں میں بہترین ہے جس کی انہیں تعلیم دی ہے' ان کے لیے اس کے اعزاز' اکرام' بزرگی وتمکین کو مقرر کر دیا ہے' اس لیے اس عہد پر بیعت کرنے سے اسلام کی تکمیل ہے اور ان کے احسانات عظیم کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے بندوں پر کیے ہیں' اس کا اختیار کرنا واجب ہے' کیونکہ اس نے اپنی حکومت کے لیے ان کو سربراہ کار بنایا ہے جن کے ہاتھوں وہ اس کی اجرائی کرتا ہے اور ان کی زبان سے احکام نافذ کراتا ہے' جن لوگوں کو اس نے اس حکومت کا والی بنایا ہے اس نے ان کے لیے اپنے پاس اجر کا بہترین ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور مسلمانوں میں ان کا عمدہ اثر اس کے پیش نظر ہے کیونکہ وہ ان کے ذریعہ انھیں نفع پہنچاتا ہے اور امن عام عطا کرتا ہے اور وہ اس کے غلبہ کا سہارا لیتے ہیں اور اس ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے اسے ان کے لیے جائے پناہ مقرر کیا ہے' جس کے ذریعہ سے وہ ہر ہلاکت آفریں مصیبت کے وقت انہیں بچاتا ہے' ان میں اختلاف کے بدلے اتحاد پیدا کرتا ہے' منافقوں کو پوری سزا دیتا ہے اور ہر قسم کے اختلاف و افتراق سے انھیں محفوظ رکھتا ہے۔ اس لیے تم اپنے اس مہربان رب کی تعریف کرو جس نے تمہارا حکمران ایسے شخص کو بنا کر تم پر احسان کیا ہے جس نے یہ عہد وفاداری تمہارے لیے تیار کیا' یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے جائے بازگشت وسکون بنایا ہے' جس سے تم اطمینان حاصل کر سکتے ہو' جس کی وسیع شاخوں میں تم سایہ سے متمتع ہو سکتے ہو اور اسے وہ حیثیت عطا فرمائی ہے کہ دینی و دنیاوی امور میں تمہاری گردنیں

اسی کی طرف مڑتی ہیں' تمہارے چہروں اور پیشانی کا وہی روبرو ہو' اور یہ بہت بڑا احسان اور اس کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے امن عامہ عطا فرمایا ہے جس کے فوائد سے عقلمند اور دوراندیش' اور عارفان طرق رشد خوب واقف ہیں اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس طرح اس نے تمہارے دین کی حفاظت کی اور تمہاری جماعت کا انتظام کیا' اس لیے تم پر ضروری ہے کہ تم اس کا حق پہچانو اور جو اس نے تمہارے لیے کہا ہے اس کی وجہ سے اس اس کی تعریف کرو اور انشاء اللہ و لا قوۃ الا باللہ جیسا تمہیں اس کے احسان و اکرام کی فضیلت اور منفعت کا احساس ہے ایسا ہی تمہیں اس کا شکر کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے۔

امیر المومنین کو جب سے وہ خلیفہ ہوئے ہیں سب سے زیادہ فکر اور اہتمام اسی عہد کا کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ مسلمانوں کی حکومت سے اسے کس قدر اہم تعلق ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بتا دیا ہے کہ اس سے انھیں وہ فوائد حاصل ہوں گے جن کی انھیں خواہش ہے اور جو کچھ امیر المومنین ان کے لیے تصفیہ کریں گے۔ اس سے ان کی عزت افزائی ہوگی اور وہ اپنے اور ان کے لیے پوری کوشش اور مستعدی کرتے ہیں اور اس معاملہ میں جو کچھ کرتا ہے وہ سب کا پروردگار کرتا ہے جو ہم سب کا ولی ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے' جسے علم غیب حاصل ہے اور وہ جو ہر شے پر قادر ہے' اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کی خدمت کے بجالانے میں ان کی مدد کرے جو اس نے انھیں خاص طور پر اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عام طور پر عطا کی ہے' اس لیے امیر المومنین نے مناسب سمجھا کہ اس عہد کے بعد ایک اور عہد آپ لوگوں کے لیے نافذ کریں تاکہ آپ لوگ بھی اپنے پیشرووں کی طرح اطمینان سے ہو جائیں' توقعات کو اپنے پھیلا کی زحمت نہ رہے یک جہتی ہے' یک جہتی و اتفاق میں خلل نہ واقع ہو اور معلوم ہو جائے کہ خلافت کا جسے اللہ نے بندوں کے لیے حفاظت' بچاؤ' بھلائی اور زندگی بنایا ہے اور اپنے منافق فاسق کے لیے جو اس دین میں خرابی اور حاملان دین کی بربادی چاہتا ہے تباہی نقصان اور ہلاکت بتایا ہے ولی عہد کون ہوگا' اس لیے امیر المومنین کو امید ہے کہ اللہ نے انھیں اسی منصب کے لیے پیدا کیا ہے اور انھیں وہ تمام صفات پختگی رائے حجت دین' انتہائی مروت اور مفید کاموں کی معرفت عطا کی ہے۔ جو خلیفہ میں ہونی چاہئیں' اور اس کی کوشش اور انتخاب میں امیر المومنین نے اپنی ذات یا تم سے کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ پورے غور و فکر کے بعد یہ اختیار کیا ہے' پس تم اللہ کا نام اور اس کی برکت طلب کرتے ہوئے میرے بیٹے حکم کے لیے اور اس کے بعد اس کے بھائی کے لیے وفادار اور جاں نثار رہنے کے لیے خلوص دل کے ساتھ بیعت کرو' اور گمان نیک رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے اور بتائے گا اور جتا دے گا' کہ امیر المومنین کی اولاد میں بھی تمہیں وہی منافع کثیر عام فارغ البالی خوشحالی اور ترفہ حاصل ہوگا' جو تم کو اب امیر المومنین کے عہد میمنت میں بہ سبب امن عام' عافیت' انتظام حفاظت جان و مال اور عنایت و سخا کے حاصل ہے' یہ وہ کارروائی ہے جس کی دیر میں وقوع پذیر ہونے سے تم شاکی تھے' اور تم نے اس پر عمل درآمد کرانے میں جلدی کی اس لیے مجھے یقین کامل ہے کہ تم اس کی اجرائی اور تصفیہ پر اللہ کی حمد کرو گے اور اس کا شکر بجالاؤ گے' اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھو گے جسے بخوشی قبول کرنے کے لیے تم آگے بڑھو گے اور اس معاملہ میں تم پر جو فرض اللہ کی جانب سے عائد ہوگا اسے ادا کرنے میں پوری تندہی کے ساتھ تم کوشاں رہو گے' کیونکہ تم خود واقف ہو کر اس کے ادا کرنے میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور اعزاز و اکرام تم کو ملے ہیں تمہیں سزاوار ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ میں تم پر اپنا بڑا فضل و احسان کیا ہے ویسے ہی تم بخوشی اسے قبول کرو اور اس پر قائم رہو۔

اگر ان ولی عہدوں میں سے کوئی کسی حادثہ ناگہانی کا شکار ہو جائے تو امیر المومنین کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی جگہ جس کسی کو

چاہیں اپنے خویش یا اپنے بیٹوں میں سے مقرر کر دیں اور کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کر دیں یا اسے مؤخر کر دیں' اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو' ہم اس اللہ سے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حاضر و غائب کا جاننے والا رحمٰن و رحیم ہے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین کو اور تمہیں یہ کارروائی مبارک کرے جو اللہ نے ان کی زبان اور ان کے ہاتھوں وقوع پذیر کرائی اور یہ کہ اس کا انجام بھی اچھا باعث فرحت و رشک ہو اور یہ بات صرف اسی کے قبضہ میں ہے کہ وہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نصر بن سیار کی طلبی:

بروز شنبہ ۱۲۵ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے کہ اس منشور کو سال نے تحریر کیا' اسی سنہ میں ولید نے نصر کو تمام خراسان کا صوبہ دار مقرر کر دیا اور اسے عراق کے صوبہ دار کی ماتحتی سے علیحدہ کر دیا۔ نیز اسی سال یوسف بن عمر ولید کے دربار میں حاضر ہوا اور روپیہ دے کر نصر اور اس کے ماتحت عہدیداروں کو پھر اپنے ماتحت کرا لیا' اور ولید نے خراسان کی حکومت بھی اسی کے تفویض کر دی' نیز اسی سال یوسف بن عمر نے نصر کو اپنے پاس بلا بھیجا اور حکم دیا کہ جس قدر روپیہ اور تحائف وہ لا سکے لائے' اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

ولید بن یزید کے لیے تحائف:

علی اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یوسف نے نصر کو حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ جب نصر کو یہ خط موصول ہوا اس نے تحائف کی سربراہی کا انتظام اپنے ماتحت عہدیداروں پر تقسیم کر دیا' خراسان میں کوئی لونڈی' غلام اور عمدہ قسم کا تیز یا بونہ بچا جسے اس نے مہیا نہ کر لیا ہو' ایک ہزار غلام خریدے انہیں ہتھیاروں سے مسلح کیا اور گھوڑے ان کی سواری میں دیئے' بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس نے ڈیڑھ سو خدمت گار' زرق برق لباس سے آراستہ کئے اور سونے چاندی کے آفتابے ہرن اور درندوں اور بارہ سنگھے کے سر اور دوسری چیزیں بنوائیں۔ جب ان انتظامات کو وہ مکمل کر چکا تو ولید کا خط اسے ملا جس میں اسے روانگی پر ابھارا تھا۔ نصر نے ان تحائف کو روانہ کیا اور جب اس قافلہ کا اگلا حصہ بیہق پہنچ گیا تب ولید نے اسے لکھا کہ بربط اور طنبورے مجھے بھیج دو۔

ارزق بن قرۃ المسمعی:

علی کا بیان ہے کہ ہشام کے عہد میں ارزق بن قرۃ المسمعی ترمذ سے نصر کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ولید بن یزید ولی عہد کو خواب میں دیکھا ہے جیسے کہ وہ ہشام سے بھاگ رہا ہے' اور میں نے اسے تخت پر متمکن دیکھا اس نے شہد پیا اور مجھے بھی اس میں سے کچھ دیا کہ نصر نے اسے چار ہزار دینار اور کپڑے دیئے اور ولید کے پاس بھیجا اور اس کے متعلق ولید کو لکھ دیا۔ ارزق نے ولید کو جا کر وہ رقم اور لباس دے دیا' ولید اس بات سے بہت خوش ہوا' ارزق کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نصر کو دعا دی' ارزق اس سفارت سے واپس پلٹا' قبل اس کے کہ وہ نصر کے پاس پہنچے اسے ہشام کی موت کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت تک نصر کو معلوم نہ تھا کہ ارزق نے کس طرح اس خدمت کو انجام دیا ہے جب یہ اس کے پاس آیا تو اس نے ساری کیفیت سنائی۔ ولید نے خلیفہ ہوتے ہی ارزق اور نصر دونوں کو خط لکھے اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ پہلے ارزق کو جا کر اس کا خط دینا۔ قاصد شب میں ارزق کے پاس پہنچا' اور وہ دونوں خط جو اس کے اور نصر کے نام سے تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خط جو اس کے اور

نصر کے نام سے تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خطوں کو لے کر نصر کے پاس آیا' ولید نے جو خط نصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا تھا کہ میرے لیے بربط' طنبورے اور سونے چاندی کے ظروف بنواؤ' اور خراسان میں جس قدر چنگ بجانے والے مل سکیں۔ انھیں میرے لیے جمع کر دو' اسی طرح باز اور تیز رفتار یابو جمع کر کے خراسان کے تمام عمائدین کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو۔

نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار:

ایک باہلی راوی ہے کہ بعض منجم نصر سے کہتے تھے کہ کوئی فتنہ رونما ہونے والا ہے چنانچہ ان احکام کے موصول ہونے کے بعد نصر نے اپنے منجم صدقہ بن فرتاب کو جو اس وقت بلخ میں تھا بلا بھیجا' اور پھر یوسف نے اس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آؤ مگر نصر جان کر دیر لگا تا رہا' اس پر یوسف نے اپنا ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا' اور اسے حکم دیا کہ تم ہر وقت اس کے ساتھ رہنا اور اسے آنے کے لیے اصرار کرتے رہنا اگر وہ نہ آنا پسند کرے۔ تو مجمع عام میں اپنی مجھ سے بے تعلقی کا اعلان کر دے یہ شخص نصر کے پاس آیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور اسے منا لیا' پھر نصر اس محل میں جوان دنوں دارالامارۃ میں تھا چلا گیا' اس قصر میں آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور نصر اپنے قصر واقع ماجان میں منتقل ہو گیا۔

نصر بن سیار کی عمال کو ہدایات:

اس نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا۔ مہلب بن ایاس العدوی کو افسر خراج مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورق الناجی کو شاش کا حاکم بنایا۔ حسان کی جو صنعانیاں کے اسدیوں میں سے تھا سمرقند کا' اور مقاتل بن علی العدی کو آمل کا حاکم مقرر کیا۔ ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدیداروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دینا اور ماوراءالنہر پر غارت گری کرنا تا کہ اس بہانے میں مرو سے روانہ ہونے کے بعد پھر واپس آؤں۔

نصر بن سیار کی روانگی عراق:

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا' بنی لیث کا آزاد غلام رات کے وقت نصر کے پاس آیا' صبح کو نصر نے دربار مرتبہ کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا آپ خود جانتے ہیں کہ میں عراق چل رہا ہوں اور یہ تحائف بھی لے جا رہا ہوں مگر شب میں فلاں شخص میرے پاس آیا ہے اور اس نے بیان کیا کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہو گیا۔ منصور بن جمہور عراق آ گیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے۔ ہم ایسے علاقہ میں ہیں جس کی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ:

نصر نے آنے والے کو بلایا اور اس کے بیان کی صداقت پر حلف لیا' اس نے قسم کھائی اس پر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھالوں تو میں سچ ہی کہوں گا۔ اس میں قریش کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری وفاداری میں کوئی خرابی پیدا کریں' مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلئے اور ہمیں برباد نہ کیجئے' نصر نے کہا سلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اس کے ساتھ بنی امیہ کے بھی تم سچے بہی خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمہاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد نصر نے یہ

بھی کہا' ابن خازم کے بعد کوئی پریشان کن معاملہ میرے سامنے ایسا نہیں آیا جس میں میری رائے سب سے سبقت نہ لے گئی ہو' لوگوں نے کہا ہم اس سے واقف ہیں اس لیے آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کیجیے۔

ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل:

اس سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی کو مدینے کا اور طائف کا والی مقرر کر کے بھیجا' اور ابراہیم اور محمد بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے دونوں بیٹوں کو دو اونی عباؤں میں جکڑ بند کر کے اس کے حوالے کیا' یوسف ان دونوں کے ساتھ بروز شنبہ ۱۲۵ھ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی بارہ راتیں باقی تھیں کہ مدینے آیا' اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی' پھر ولید نے اسے لکھا کہ ان دونوں کو یوسف بن عمر کے پاس (جو اس وقت عراق کا ولید کی جانب سے عامل تھا) بھیج دو' جب یہ دونوں یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کی اور اسی طرح آخر کار انھیں مار ڈالا۔ ان کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انھوں نے بہت سا سرکاری روپیہ غبن کر لیا ہے۔ اس سنہ میں یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضاۃ سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کو قاضی مقرر کیا۔

اسود بن بلال کا قبرص جانے کا حکم:

نیز اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبدالملک کو جہاد پر روانہ کیا' اور اسود بن بلال المحاربی کو امیر البحر مقرر کر کے قبرص جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آ جائیں اور چاہیں تو روم چلے جائیں' ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی انھیں اسود نے شام پہنچا دیا۔ دوسروں نے رومی علاقے میں جانا پسند کیا اور وہ وہاں چلے گئے۔

محمد بن علی کی وفات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہظ بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے مکے آ کر بعض راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور ان سے ابو مسلم کا قصہ اور اس کے چشم دید حالات تھے بیان کیے' محمد بن علی نے ان سے پوچھا کہ وہ آزاد ہے یا غلام' انھوں نے کہا کہ عیسیٰ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے' مگر خود وہ اپنے تئیں آزاد کا مدعی ہے' محمد بن علی نے کہا کہ تم لوگ اسے خرید کر آزاد کر دو۔ ان لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے' محمد بن علی نے ان سے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے نہ پاؤ گے' اگر مجھے کوئی سانحہ پیش آ جائے تو پھر تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں' مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے انھیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کر دی ہے' یہ لوگ ان سے مل کر چلے آئے۔ محمد بن علی نے ذیقعدہ کی چاندرات تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اور ان کے باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا۔

امیر حج یوسف بن محمد:

اس سال یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی امیر حج تھا' جیسا کہ ابو المعشر کے بیان سے ثابت ہے اس سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل کیے گئے۔

باب ۸

یحییٰ بن زید و خالد بن عبداللہ القسری

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ کس طرح اور کیوں خراسان گئے' اب ہم ان کے قتل کے واقعہ کو جو اسی سنہ میں پیش آیا بیان کرتے ہیں۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم:

ابومخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ مقیم رہے' جب ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے اطلاع دی' شدہ شدہ اسے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ تم حریش کو کسی کو بھیج کر گرفتار کرالو اور قید سخت میں ڈال دو۔ نصر نے عقیل بن معقل العجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کر لے اور کسی وقت اس کا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اس کی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کر دے۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری:

عقیل نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اس سے دریافت کیا' حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہوں' عقیل نے اسے چھ سو درے لگوائے۔ حریش کہنے لگا: بخدا! اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انہیں تیری خاطر ان پر سے نہ اٹھاتا۔ جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ استقلال دیکھا تو اس نے عقیل سے آ کر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمہیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دیتا ہوں' عقیل نے کسی جاسوس کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔

یحییٰ بن زید کی گرفتاری و امان:

اس نے لے جا کر اسے ان تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا' عقیل نے اسے گرفتار کر لیا' اس کے ہمراہ یزید بن عمر اور فضل عبدالقیس کا آزاد غلام بھی تھا' یہ ان کے ہمراہ کوفہ سے آیا تھا' عقیل انہیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انہیں نظر بند کر دیا اور یوسف بن عمر کو اس کی اطلاع کی۔ یوسف نے ولید بن یزید کو اس کی اطلاع بھیجی' ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انہیں امن دو' اور انہیں اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ نصر نے انہیں بلا کر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی نصیحت کی' اور کہا کہ آپ ولید کے پاس چلے جائیے' دو ہزار درہم اسے دیئے اور دو خچر سوار کے لیے دیئے یہ مع اپنے طرفداروں کے وہاں سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔

یحییٰ بن زید کا سرخس سے اخراج:

عبداللہ بن قیس بن عباد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکال دو' نیز اس نے حسن بن زید التمیمی کو جو

تمام بنی تمیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آئیں تو انہیں طوس میں ٹھہرنے مت دینا بلکہ اپنے علاقہ سے بھی آگے چلتا کر دینا اور دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تک تم یحییٰ کو ابرشہر میں عمر بن زرارہ کے حوالے نہ کردو ان کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ چنانچہ پھر سرخس سے عبداللہ بن قیس نے انہیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اس نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا اور سرجان بن فرخ بن مجاہد بن بلعاء العنبری ابوالفضل کے جو سرحدی ناکہ کا محافظ تھا حوالے کر دیا۔

ابوالفضل اور یحییٰ کی گفتگو:

ابوفضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا' انہوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم اس نے دی ہے مگر اس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ نصر کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا ان کی تعریف کی' بعد ازاں انہوں نے اپنے مع اپنے طرفداروں کے خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ مبادا کوئی انہیں زہر دے دے یا اچانک جالے۔ یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں۔ مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے' میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کر سکتے ہیں' میں آپ کے لیے جاسوس نہیں ہوں۔ آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں' آپ مجھ سے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا کہ تعجب اس پر آتا ہے جس نے نگہبانوں کو لگا رکھا ہے یا خود ان نگہبانوں پر' پھر انھوں نے پر زور لہجہ میں کہا کہ میں جب چاہتا انہیں بھیج کر گرفتار کرا لیتا میں نے کہا آپ کے لیے ایسا کرنا زیبا نہ تھا بلکہ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ سرکاری خزانہ بھی جا رہا ہے پھر میں نے اپنے ان کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلہ سے ان کا ہم سفر ہو گیا۔ جب ہم عمر بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دلائے اور اپنے علاقہ سے چلتا کر دیا۔

عمر بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم:

جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انہیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکہ سے انھیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لیے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر ہمراہیوں کے ساتھ عمر بن زرارہ کی طرف پلٹے' راستے میں تاجر ملے انھوں نے ان کی سواریوں پر قبضہ کر لیا اور ان کی قیمتیں اپنے ذمہ لے لیں' عمر بن زرارہ نے ابن سیار کو اس کی اطلاع دی' نصر نے عبداللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمر بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمر بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کیے جاتے ہیں' سب مل کر یحییٰ بن زید کا مقابلہ کریں اور انہیں قتل کر ڈالیں۔

عمر بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ:

غرض کہ یہ سردار عمر بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے' ان کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ یحییٰ بن زید نے جن کے ہمراہ صرف ستر شخص تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا' انہیں شکست دی' عمر بن زرارہ کو قتل کر ڈالا' اس جماعت کے بہت سے سواری کے جانور ان کے ہاتھ آئے' یحییٰ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ہرات پہنچے' تحلس بن زیاد العامری ہرات کا حاکم تھا' مگر چونکہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ اس لیے یحییٰ ہرات کے علاقہ سے چلتے بنے۔

سلم بن احوز کا تعاقب:

نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو یحییٰ کی تلاش میں روانہ کیا' یہ ہرات اس وقت پہنچا کہ جب کہ یحییٰ وہاں سے جا چکے تھے مگر اس نے ان کا تعاقب جاری رکھا اور جوزجان کے ایک قریہ میں جس کا عامل حماد بن عمر السغدی تھا انہیں جالیا۔

یحییٰ بن زید کے ساتھ بنی حنیفہ کا ایک شخص ابوالعجلان نامی بھی شریک ہو گیا تھا' یہ اسی روز مارا گیا اور حسماس الازدی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا' نصر نے اس کے بعد اس کے ہاتھ اور پاؤں قطع کرا دیئے تھے۔

یحییٰ بن زید کا قتل:

سلم بن احوز نے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو اپنے میمنہ پر اور حماد بن عمر العدی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور اب دونوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی۔ یہاں ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسی غزہ کے ایک شخص عیسیٰ نامی نے جو عیسیٰ بن سلیمان الغزی کا آزاد غلام تھا۔ یحییٰ کے ایک تیر مارا جو ان کی پیشانی میں لگا۔ محمد بھی اس واقعہ میں موجود تھا سلم نے اسے فوج کی ترتیب کا حکم دیا مگر اس نے بیماری کا بہانہ کیا' اس لیے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی نے فوج کی ترتیب قائم کی اور جنگ شروع ہوگئی۔ یحییٰ کے تمام ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ سورہ یحییٰ کے قریب پہنچا اس نے ان کا سر کاٹ لیا' ان کا لباس اور اسلحہ غزی نے لے لیے اور سورہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

خراش بن حوشب کا انجام:

ولید کو جب یحییٰ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے یوسف کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہیں ملے تم فوراً عراق کے بچھڑے کو گرفتار کر کے جلا دینا اور پھر اس کی راکھ دریا میں بہا دینا' چنانچہ یوسف نے خراش بن حوشب کو پہلے سولی پر لٹکایا' پھر آگ میں جلایا' پھر اس کی راکھ ایک ٹوکرے میں بھر کر کشتی میں رکھی اور پھر اس کی ایک ایک چٹکی کر کے فرات کی نذر کر دی۔

اس سنہ میں مختلف علاقوں کے وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے اور ان کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔

۱۲۶ھ کے واقعات

اس سال یزید بن الولید الناقص نے ولید بن یزید کو قتل کیا' اس داستان کی تفصیل یہ ہے:

ولید بن یزید کے خلاف نفرت:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے پیشتر خلیفہ سے سرکشی کی' اس کی توہین کی اور پھر اپنے مذہب اسلام کی بھی توہین اور استخفاف کرتا رہتا تھا' جب خلیفہ ہوا تو اس کے لہو و لعب' سیر و شکار' میخواری اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت میں اور اضافہ ہو گیا (اس کی اس زندگی کے جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ہم نے اس کے بیان کو کتاب کی طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے) اس کی اس روش زندگی سے اس کی حکومت' رعایا اور فوج پر دوبھر ہوگئی اور وہ اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے' سب سے بڑی غلطی جو اس نے اپنے مفاد کے خلاف کی اور جو اصل میں اس کے قتل کی وجہ ہوئی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے چچیرے بھائیوں ہشام بن عبدالملک اور ولید بن عبدالملک کی اولاد سے بگاڑ لی اور اس کے ساتھ اس نے یمنی عربوں کو جو شام کی فوج میں غالب تعداد

میں تھے اپنے خلاف کرلیا۔

سلیمان بن ہشام کی جلاوطنی:

منہال بن عبدالملک راوی ہے کہ ولید ہمیشہ سیر و شکار اور عیش و آرام میں زندگی بسر کرتا تھا' جب وہ خلیفہ ہوا تو وہ آبادی سے گھبراتا تھا' یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا' وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا اور شکار کھیلتا رہتا تھا' آخر کار وہ رعایا اور فوج پر دوبھر ہوگیا' اس نے ہشام کی اولاد پر سختی شروع کی۔ سلیمان بن ہشام کو سو درے لگوائے' اس کا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالی اور جلاوطن کر کے عمان بھیج دیا' اور وہاں اسے واپس کردیا۔ یہ ولید کے قتل تک عمان ہی میں قید رہا۔

عمر بن ولید کی دھمکی:

خلیفہ ولید نے ایک لونڈی پر جو ولید کے بیٹوں کی تھی قبضہ کرلیا' عمر بن ولید نے اس معاملہ میں اس سے گفتگو کی مگر ولید نے اس کے واپس دینے سے انکار کردیا' اس پر عمر نے کہا' تو اب تم بے شمار شہسواروں کے گھوڑوں کی آواز اپنے قیام گاہ کے گرد سنو گے۔

سعید بن بیہس کی گرفتاری:

ولید نے افقم یزید بن ہشام کو قید کردیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کے لیے بیعت لینا چاہی اور اس معاملہ میں سعید بن بیہس بن صہیب سے مشورہ لیا' اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے بلکہ عتیق بن عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک کے لیے بیعت لو۔ ولید یہ سن کر بہت ناراض ہوا' اور سعید کو قید کردیا اور اس نے اسی قید میں انتقال کیا۔

ولید کی خالد بن عبداللہ سے ناراضگی:

اس نے خالد بن عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت لینا چاہی' اس نے انکار کردیا' اس کے بعض قرابت داروں نے اس پر اعتراض کیا' اس نے کہا کہ میں ایسے کہ ہاتھ پر کیسے بیعت کرسکتا ہوں جس کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اس کی شہادت مقبول ہے' انھوں نے کہا کہ باوجود فسق و فجور اور واہیات خرافات بکنے کے ولید کی شہادت بھی تو قبول کی جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ ولید کا معاملہ مجھ سے پوشیدہ ہے' میں اسے صحیح طور پر نہیں جانتا' یہ محض لوگوں کا بیان ہے' ولید خالد پر بھی ناراض ہوا۔

عمرو بن سعید اور یوسف بن عمر کی گفتگو:

عمرو بن سعید الثقفی راوی ہے کہ مجھے یوسف بن عمر نے ولید کی خدمت میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جب میں یوسف کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے فاسق کو کس حال میں پایا' فاسق سے اس کی مراد ولید تھا' پھر اس نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس بات کو تم کسی اور سے نہ کہنا' میں نے کہا کہ میری بیوی حبیبہ بنت عبدالرحمٰن بن جلیر مطلقہ ہو اگر آپ کی زندگی میں کوئی اور اس بات کو مجھ سے سنے اس پر یوسف ہنس پڑا۔

ولید بن یزید پر الزامات:

غرضیکہ ولید کی حکومت روز بروز تمام لوگوں پر شاق ہوتی چلی گئی' ہشام اور ولید کی اولاد نے اس پر کفر کا حکم لگایا اور یہ بھی الزام عائد کیا کہ یہ اپنے باپ کی امہات ولد سے مقاربت کرتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے سو بیڑیاں تیار کی ہیں اور ہر ایک پر بنی امیہ کے ایک شخص کا نام لکھا ہے تا کہ وہ پہنا کر اسے قتل کرے' اور یہ بھی کہا کہ ولید زندیق ہوگیا ہے اسے سب سے زیادہ مطعون کرنے والا

یزید بن الولید بن عبدالملک تھا اور تمام لوگ اس کے بیان کی طرف اس لیے زیادہ مائل تھے کہ وہ ایک منکسر المزاج اور عابد و زاہد آدمی تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہم ولید کو کسی طرح پسند نہیں کرتے' اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

عمرو بن شراحیل کا بیان:

عمرو بن شراحیل راوی ہے کہ ہمیں ہشام بن عبدالملک نے دہلک میں نظر بند کر دیا تھا' ہم اسی قید میں تھے کہ ہشام نے وفات پائی۔ ولید ان کا جانشین ہوا۔ ہمارے معاملہ میں اس سے سفارش کی گئی مگر اس نے ہماری رہائی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک ہشام نے اس سے بڑھ کر جس کی وجہ سے وہ مغفور بھی ہو جائے گا کوئی کام نہیں کیا کہ اس نے قدریہ فرقے کے لوگوں کو قتل کرا دیا اور ان لوگوں کو دہلک بھیج دیا۔ حجاج بن بشیر بن فیروز الدیلمی ہمارا محافظ تھا' یہ کہا کرتا تھا کہ ولید صرف اٹھارہ ماہ زندہ رہے گا' پھر قتل کر دیا جائے گا اور اس کا قتل اس کے تمام خاندان کی تباہی کا باعث ہوگا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

بنی قضاعہ اور یمنی جو خاص دمشق میں سکونت پذیر تھے ان کی ایک جماعت اس کے قتل کے لیے آمادہ ہوئی اور حریث' شبیب بن ابی مالک الغسانی' منصور بن جمہور' یعقوب بن عبدالرحمٰن' حبال بن عمرو منصور کا چچیرا بھائی حمید بن نصر اللخمی' اصبغ بن ذواتہ' طفیل بن حارثہ اور سری بن زیاد بن علاقہ خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور انھیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی' خالد نے اسے قبول نہیں کیا' ان لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے راز کو پوشیدہ رکھیں' اس نے کہا کہ میں تم میں سے کسی شخص کا نام نہیں لوں گا۔ اسی اثناء میں ولید نے حج کا ارادہ کیا' خالد کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا وہ راستے میں سے قتل کر ڈالیں' اس لیے اس نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج کرنے نہ جائیں۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی' اس نے کوئی بات بیان نہیں کی' ولید نے اسے قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری روپیہ کا جو مطالبہ ان پر واجب الادا ہے۔ وہ وصول کیا جائے۔

یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی:

ولید نے یوسف کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا اور اس کی جگہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا' اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا کہ تم نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ ابن النصرانیہ نے تمام علاقوں کو برباد کر دیا ہے اور باوجود اس کے تم ہشام کو بھیجتے رہے' جو تم بھیجتے رہے' حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ تم ملک کو آباد کرتے اور اسے گذشتہ حالت پر لے آتے۔ اب تم میرے پاس آؤ اور جس قدر ہو سکے وہ لاؤ تاکہ اس سے معلوم ہو کہ تم نے واقعی ملک کو آباد کر دیا ہے اور ہمارے اس خیال کی تصدیق بھی ہو جائے اور مجھے دوسروں پر تمہاری فضیلت کا علم ہو' کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے' اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ اس بات کے سزاوار ہو کہ اوروں سے زیادہ میرے لیے لاؤ' کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اہل شام اور اپنے اعزہ وغیرہ کے عطایا میں اضافہ کر دیا ہے' کیونکہ ہشام نے عرصہ سے سب کو تنگ کر رکھا تھا' اور اب اس عام اضافہ سے سرکاری خزانوں پر اثر پڑتا ہے۔

حسان النبطی کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

یوسف عراق سے روانہ ہوا' اس نے یوسف بن محمد اپنے چچیرے بھائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس قدر روپیہ سامان اور

ظروف اپنے ساتھ لے چلا کہ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا' یوسف شام آیا' خالد بن عبداللہ اس وقت قید تھا' حسان النبطی ایک رات اس سے آ کر ملا اور اسے اطلاع دی کہ ولید عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو تمہاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لیے تمہارے لیے اس کے سوا چارۂ کار نہیں ہے کہ تم اس کے وزراء کو بلاؤ۔ یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے۔ حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں اگر چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انہیں ادا کر سکو واپس کر دینا۔ یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں' کہ کون کون لوگ ولید کے یہاں بارسوخ ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں' اس لیے آپ اس رقم کو ان کے حسب مراتب انہیں دے دیجیے۔

یوسف بن عمر کی بحالی:

حسان نے یہ کارروائی کر دی' اب یوسف آیا۔ تمام اکابر سلطنت اس کے ساتھ تعظیم سے پیش آئے۔ حسان نے اس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا بلکہ کسی شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھے دیتا ہوں اور اس میں لکھوں گا۔ ''میں نے تمہیں لکھ تو دیا ہے مگر میں نہ صرف اپنے قصر کا مالک ہوں''۔ اس خط کو سر بمہر لے کر غمگین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا۔ پھر اس خط کو پڑھ کر اسے سنانا' اس کے علاوہ ابان بن عبدالرحمٰن النمیری کو حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا اور ولید نے اس سے کہا کہ تم اپنے عہدہ پر چلے جاؤ' ابان نے ولید سے کہا آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجیے' میں اس کے عوض چار کروڑ درہم دیتا ہوں۔ ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے۔ اس نے کہا یوسف' ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اس کی ضمانت کرتے ہو' یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجیے' میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کروں گا۔ چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا' یوسف اسے بغیر گدے کے ایک محمل پر بٹھا کر اسے ساتھ عراق لے آیا۔

خالد بن عبداللہ کا قتل:

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آیا اور اس نے اس کے لیے خشک مالیدہ جو ہمارے ساتھ تھا بطور توشہ ایک رومال میں باندھا۔ میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اس سے بے خبر پایا اور شتاب روی سے خالد کے قریب پہنچ گیا اور وہ رومال اس کی محمل میں پھینک دیا' خالد نے کہا یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے' اس کا اشارہ میرے بھائی فیض کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سا مال بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ درگت ہوگئی ہے مگر پھر بھی اس قسم کی طنزیہ باتوں سے باز نہیں رہتا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النصرانیہ سے تم نے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت ان کے سامنے پیش کی تھی' یوسف نے کہا واہ تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ تو قیدی ہے' اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شے اس کی طرف پھینکی تھی تو ضرور مجھے اس کے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کوفہ پہنچا اور اس نے خالد کو عذاب دے دے کر قتل کرا دیا۔

ولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی:

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق ولید بن یزید نے کچھ شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی ترک نصرت کرنے پر لعنت

ملامت کی تھی مگر احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید العامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں کو کسی یمن کے شاعر نے نظم کر کے ولید کی جانب منسوب کیا اور اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یمنی عربوں کو ولید کے خلاف مشتعل کیا جائے۔

اس کا جواب عمران بن ہلبا الکلبی نے دیا۔ چنانچہ جب ان اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام لوگ ولید کے اور زیادہ دشمن ہو گئے اور ابن بیض نے اس کے خلاف دو شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔

آل قعقاع کی ولید بن یزید سے مخاصمت:

ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبدالملک بن القعقاع کو حمص کا حاکم مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کے سو کوڑے مارے تھے۔ ولید کے خلیفہ ہوتے ہی قعقاع کے بیٹے اس سے ڈر کر بھاگے اور انھوں نے یزید بن عبدالملک کے مقبرہ میں جا کر پناہ لی' ولید نے انھیں گرفتار کرا لیا اور ان سب کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے جو اب قنسرین کا حاکم تھا حوالے کر دیا' اس نے ان لوگوں کو سخت تکلیفیں دینا شروع کیں' ولید بن القعقاع' عبدالملک بن القعقاع' اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اس عذاب سے مر گئے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید' ہشام اور قعقاع کی اولاد اور نیز اہل یمن اس بدسلوکی کی وجہ سے جو ولید بن یزید نے خالد بن عبداللہ کے ساتھ کی اس کے دشمن ہو گئے۔

یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست:

یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں' اس نے عمرو بن یزید الحکمی سے مشورہ کیا' اس نے کہا کہ اس طرح تمام لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے' پہلے تم اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے صدر ہیں مشورہ کرو اور اگر وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ تو پھر اور کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا' اور اگر انھوں نے انکار کر دیا تو عام لوگ زیادہ تر ان کا ساتھ دیں گے اگر تم میرے اس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی تجویز پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہو تو پھر یہ ترکیب کرو کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔

یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو:

ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی' سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے۔ یزید بن الولید صحرا میں قیام پذیر تھا' عباس قسطل میں مقیم تھا اور ان دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ غرض کہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا' تمام واقعہ کی اسے اطلاع دی' مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی' عباس نے اس سے کہا ذرا دم لو' غور کرو' ہم نے اس کی بیعت کی ہے اور اس کی ذمہ داری کے سامنے ہم پر عائد ہے۔ اگر ہم اس عہد کو توڑ دیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائے گی۔

یزید بن ولید کی خفیہ بیعت:

یزید یہ جواب سن کر اپنی قیام گاہ واپس آ گیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور انھوں نے پوشیدہ طور پر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے احنف الکلبی یزید بن عنبسۃ السکسکی اور اعیان عمائدین میں سے جو اس کے خاص معتمد اصحاب تھے' ان سب کو اپنی تحریک میں ملا لیا اور ان لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اس کی بیعت کے لیے دعوت دینا شروع کی۔

عباس بن ولید کی مخالفت:

اس کے بعد یزید اپنے بھائی عباس کے پاس دوبارہ گیا' اس وقت اس کے ہمراہ ان کے خاندان کا مولیٰ قطن بھی ساتھ تھا' یزید نے اس سے مشورہ لیا اور بتایا کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ارادہ سے آئے تھے' عباس نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تم نے مجھ سے اس قسم کی گفتگو کی تو میں تمہیں بیڑیوں میں جکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے چلوں گا۔

عباس بن ولید کی قطن کو ہدایات:

یزید اور قطن ان کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ عباس نے قطن کو بلوایا اور اس سے کہا کیا واقعی یزید ایسا کرنا چاہتا ہے۔ قطن نے کہا میں آپ پر سے نثار ہو جاؤں میرا خیال اس کے خلاف ہے بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جیسا برابرتاؤ کیا اور لوگوں کی ان باتوں سے جو اس نے ولید کی اپنے مذہب کی توہین واستخفاف کے متعلق سنیں' اس کے قلب پر گہرا اثر پڑا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکا' عباس نے کہا ہاں! یہی بات معلوم ہوتی ہے اور بخدا! میں خود اسے بنی مروان کا نہایت ہی نامبارک آدمی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ وہ ہمارے ساتھ حلم ومروت سے پیش آتا ہے مگر اس کے فوری جوش کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو بیڑیاں پہنا کر اس کے سامنے پیش کر دیتا۔ چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اس لیے تم اسے اس ارادے سے باز رکھو۔

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔ قطن نے ساری سرگذشت بیان کی' یزید نے کہا بخدا! اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا۔

معاویہ بن عمر کی ولید بن یزید سے گفتگو:

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگوشیوں کا علم ہوا اور اس نے ولید سے آ کر کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے اپنی موانست کی بنا پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں' میں وہ سن رہا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جس کی طرف سے میں آپ کو بالکل بے خبر پاتا ہوں' اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے اقتضا سے عرض کروں اور نہیں تو امتثال طاعت میں خاموش رہوں۔ ولید نے کہا تمہیں دونوں کا اختیار ہے بخدا! مجھے معلوم ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور بنی مروان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس آگ کو وہ گرم پتھروں پر روشن کر رہے ہیں اسے وہ اپنے پیٹوں میں دیکھیں گے' خداوندا! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور تیرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

مروان بن محمد کا سعید بن عبدالملک کے نام خط:

مروان بن محمد کو آرمینیا میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنے کے لیے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اس نے سعید بن عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم لوگوں کو منع کرو اور اس سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لیے مروان نے اسے بھی یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں بعض ایسے ارکان پیدا کیے ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور خطرات میں ان کی پناہ لی جاتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں' مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بے وقوفوں نے ایسا شاخسانہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ سے نقض بیعت کے معاملہ میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہمارے لیے مصائب کا ایسا دروازہ کھول دیں گے جسے اللہ اس وقت تک بند نہیں کرے گا جب تک کہ تم میں سے بہت سوں کے خون نہ بہہ جائیں

میں اس وقت مسلمانوں کی سب سے وسیع سرحد کے انتظامات میں مشغول ہوں اس لیے خود نہیں آ سکتا اگر میں اور وہ ایک جا ہوتے تو خود میں ہی اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے انہیں اس غلط راستے سے روک دیتا مگر اللہ کے ڈر سے میں نے اس معاملہ کو ترک نہیں کیا' کیونکہ میں اس فتنہ کے برے نتائج سے واقف ہوں کہ اس سے دین و دنیا خراب ہو جاتی ہے اور اللہ نے کبھی بھی کسی قوم سے اس وقت تک حکومت نہیں چھینی جب تک کہ ان کی بات نہ بگڑ گئی' اور جب کسی کی بات بگڑ جائے تو اس کے دشمن اس پر حملہ کرنے کا اچھا موقع پاتے ہیں' آپ ان لوگوں سے میری نسبت زیادہ قریب ہیں' اس لیے آپ اپنی ان کے ساتھ شرکت کا وعدہ کر کے اصل راز دریافت کر لیجیے' اور جب آپ کو پورا علم ہو جائے تو آپ انھیں دھمکائیں کہ میں افشائے راز کر دوں گا' پھر آپ انہیں خوب لعنت ملامت اور برا بھلا کہیں' اس کے نتائج سے انھیں آگاہ کریں شاید اس ترکیب سے اللہ ان کے دین اور عقل سلب شدہ کو دوبارہ انھیں دے دے کیونکہ جس بات کے وہ مساعی ہیں ان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تمام نعمتیں اور دولت ہمارے ہاتھ سے چلی جائے گی' آپ فوراً اس کارروائی کو کیجیے اور پھر خدا نے چاہا تو یہ اجتماع و اتحاد کی رسی مضبوط رہے گی' سب لوگ سکون اور عیش میں رہیں گے اور سرحدیں محفوظ رہیں گی' کیونکہ جماعت ہی افتراق سے بچاتی ہے اور فارغ البالی فقر کو دور رکھتی ہے اور تعداد بھی گھٹتی ہے' زمانہ کا الٹ پھیر اہل دنیا پر طاری ہے اور اس ردوبدل میں کبھی زیادتی اور کبھی نقصان ہوتا ہے' چونکہ ہمارا خاندان اتنے زمانہ سے اللہ کی تمام نعمتوں کا مورد رہا ہے محض اس وجہ سے تمام قومیں' اور حاسد ہم سے دشمنی رکھتے ہیں' ابلیس کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تھے۔ ان لوگوں نے اس فتنہ سے جو توقعات وابستہ کی ہیں کاش کہ خداوند عالم ان کی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کر دے' ہر خاندان میں کچھ بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ ان کی خوشحالی کو بدل دیتا ہے' خداوند عالم آپ کو اس سے بچائے' آپ مجھے ان کی پوری حالت سے مطلع فرمایئے' خدا! آپ کے دین کو سلامت رکھے اور اس بات سے نکالے جس میں اس نے آپ کو ڈالا ہے اور آپ کے نفس کو ہدایت کے راستے پر ڈال دے۔

عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی:

اس خط کا سعید پر بہت اثر ہوا' اس نے اس خط کو عباس کے پاس بھیج دیا' عباس نے یزید کو بلا بھیجا' اور اس سے کہا کہ آج سے مجھے تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں' پھر اسے ڈرایا دھمکایا' یزید اس سے ڈر گیا اور اس نے کہا بھائی صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی حاسد نے ہمارے درمیان عداوت ڈلوانے کی نیت سے یہ بات بنائی ہے' اور پھر قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا' عباس نے اس کی قسم پر اعتبار کیا۔

عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ:

ابن بشر بن الولید بن عبدالملک راوی ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبدالملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور ان سے ولید کی علیحدگی اور یزید کی خلافت کے لیے گفتگو شروع کی' عباس انھیں اس سے منع کرتے تھے اور میرے باپ اسی پر مصر تھے میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو میرے باپ کو بھی یہ جرأت ہوگئی ہے کہ وہ میرے چچا سے دوبدو گفتگو کر رہے ہیں اور ان کی بات کو رد ہی کر دیتے ہیں' اس وقت تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ میرے باپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے' مگر اب معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا عباس نے یہ بھی کہا کہ اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمہاری ہلاکت کی اجازت دے دی

ہے اور یہ اشعار اس حالت کی مثال میں، پڑھے:

انی اعیذکم باللہ من فتن مثل الجبال تسامی ثم تندفع

ترجمہ: ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر ان فتنوں سے ڈراتا ہوں جو پہاڑوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر ٹکرائیں گے۔

ان البریۃ قد ملت سیاستکم فاستمسکوا بعمود الدین وارتدعو

ترجمہ: خلق اللہ تمہاری طرز جہانبانی سے برداشتہ خاطر ہوگئی ہے اس لیے اب تم دین کے ستونوں کو مضبوط پکڑو اور علیحدہ رہو۔

لاتلقمن زئاب الناس انفسکم ان الذئاب اذا ماالحمت رتعو

ترجمہ: اپنے تئیں ان گرگ صفت لوگوں کا لقمہ گوشت نہ بناؤ کیونکہ بھیڑیوں کو جب گوشت کھلا دیا جاتا ہے تو وہ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں۔

لاتبقرن بایدیکم بطونکم فثم لا حسرۃٌ تغنی و لا جزعُ

ترجمہ: اپنے ہاتھوں اپنے پیٹ مت پھاڑو ورنہ پھر نہ افسوس کام دے گا اور نہ آہ و بکا''۔

یزید بن ولید کی روانگی دمشق:

جب تمام لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کے لیے جو اس وقت صحرا میں مقیم تھا سمجھوتہ کر لیا تو اب وہ دمشق روانہ ہوا' اس کے اور دمشق کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی اس نے اپنی ہیئت بدلی تھی' سات آدمی اس کے ہمراہ تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار تھا۔ یہ ساری جماعت مقام جرود پر جو دمشق سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے آ کر ٹھہری یزید لیٹ گیا اور سو گیا۔

اس کے ساتھیوں نے عباد بن زیاد کے آزاد غلام سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس کھانا ہو تو ہم خرید لیں اس نے کہا بیچنے کے لیے تو نہیں البتہ آپ لوگ میرے پاس بطور مہمان کھانا بھی کھا سکتے ہیں۔ اور ٹھہر بھی سکتے ہیں' یہ شخص ان کے لیے مرغ مرغی کے چوزے' شہد' گھی اور پنیر لے آیا' ان لوگوں نے کھالیا۔

یزید بن ولید کی دمشق میں آمد:

یزید اس مقام سے روانہ ہو کر رات کے وقت دمشق پہنچا' اس سے پہلے بھی اہل دمشق میں سے اکثر خفیہ طور پر اس کے لیے بیعت کر چکے تھے اسی طرح اہل مزہ نے بھی سوائے معاویہ بن مصاد الکلبی کے جو ان کا سردار تھا اس کے لیے بیعت کر لی تھی' یزید اسی شب اپنے چند طرفداروں کے ساتھ معاویہ بن مصاد سے ملنے کے لیے پیدل گیا۔ مزہ اور دمشق میں ایک میل یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔ اثنائے راہ میں ان لوگوں کو بارش نے آلیا جب یہ اس کے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا' وہ کھلا' یہ مکان میں گئے' معاویہ نے یزید سے کہا فرش پر تشریف لایئے اس نے کہا کہ میرے پاؤں میں مٹی بھری ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہارا فرش خراب کروں' معاویہ نے کہا کہ جو ہم سے آپ چاہتے ہیں وہ اس سے زیادہ خراب ہے' یزید نے اس سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ معاویہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ (کہا جاتا ہے کہ ہشام بن مصاد نے بیعت کی) یزید دمشق کی طرف واپس ہوا۔ اس نے قناۃ کی شاہراہ پر چلنا شروع کیا' وہ ایک سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ اور ثابت بن سلیمان بن سعید الخشنی کے مکان میں آ کر اترا۔

ولید بن روح کی دمشق میں آمد:

اب ولید بن روح نے بھی خروج کیا اور قسم کھائی کہ میں ہتھیار لگائے دمشق میں داخل ہوں گا' چنانچہ ہتھیار سجانے کے بعد اس نے ایک اور عبا پہن لی' جس نے سب کو ڈھانک لیا' اور ایک ابلق گھوڑے پر سوار یثرب کے راستے سے یزید کے پاس پہنچ گیا۔

عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ان دنوں دمشق کا حاکم تھا مگر وبا کے ڈر سے خود دمشق چھوڑ کر قطنا میں مقیم تھا اور اپنے بیٹے کو اس نے دمشق پر اپنا جانشین مقرر کر دیا' ابوالعاج کثیر بن عبداللہ السلمی کوتوال تھا' جب یزید نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کر لیا تو حاکم دمشق کو اس کی اطلاع ہوئی مگر اس نے باور نہیں کیا۔

مسجد کے محافظوں کی گرفتاری:

یزید نے شب جمعہ ۱۲۶ھ ہجری کو مغرب اور عشاء کے درمیان اپنے طرفداروں کو اپنے پاس جمع کیا' یہ باب الفرادیس کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جب عشا کی اذان دی گئی تو یہ مسجد میں آئے' نماز پڑھی' مسجد میں سرکار کی طرف سے نگہبان مقرر تھے جن کو حکم تھا کہ وہ رات میں سب لوگوں کو مسجد سے نکال دیں' نماز سے فارغ ہونے کے بعد نگہبانوں نے بلند آواز سے سب لوگوں کو چلے جانے کے لیے کہا' یزید کے طرفدار دیر لگاتے رہے اور ترکیب یہ کی کہ باب مقصورہ سے نکلتے اور پھر دوسرے دروازے سے مسجد میں آ جاتے' یہاں تک کہ اب مسجد میں یا محافظ رہ گئے یا یزید کے طرفدار' انھوں نے انہیں گرفتار کر لیا' یزید بن عنبسہ نے یزید بن الولید کو اس کی جا کر اطلاع دی اور ہاتھ پکڑ کر کہا امیر المومنین آپ کھڑے ہوئے' اللہ کی مدد اور اعانت کی آپ کو خوشخبری ہو۔ یزید نے کھڑے ہو کر کہا اے خداوندا اگر یہ بات تجھے پسند ہے تو میری اس کے مقابلہ میں اعانت کر دو' مجھے تقویت دے' اگر تیری مرضی کے خلاف ہو تو بہتر ہے کہ تو مجھے موت دے دے تاکہ میں اس کے نتائج بد سے بے خبر ہی رہوں۔

ولید بن یزید کے عمال کی گرفتاری:

یزید بارہ ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا' جب گدھوں کی منڈی کے پاس پہنچا تو چالیس آدمی اور اس کے ساتھ آ ملے' جب غلہ منڈی میں پہنچا تو اس کے طرفداروں کی تقریباً دوسو کی جماعت اس کے پاس آ گئی' یہ سب لوگ مسجد میں آئے قصر کے باب المقصورہ کی طرف چلے اسے جا کر کھٹکھٹانا شروع کیا اور کہا کہ ہم ولید کے پیامبر ہیں۔ کسی خادم نے دروازہ کھول دیا' انھوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ابوالعاج کو بھی نشہ میں بدمست تھا گرفتار کر لیا۔ اسی طرح انھوں نے بیت المال کے تمام خازنوں اور افسر ٹپہ کو گرفتار کر لیا' یزید نے ہر ایسے شخص کو جس کا اسے خطرہ تھا اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کرا لیا۔ اسی رات یزید نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر محمد بن عبیدہ' سعید بن العباس کے آزاد غلام کو جو بعلبک کا عامل تھا گرفتار کرا لیا نیز اسی رات عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو گرفتار کرایا۔ اس کے اپنے جو طرفدار گھاٹی میں تھے انہیں بلوا بھیجا اور شہر کے دروازوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہمارا اشعار تمہیں بتا دیں اور کسی کو اندر نہ آنے دینا' انھوں نے شہر کے پھاٹکوں کو زنجیروں سے خوب مضبوط کس دیا۔

یزید بن ولید کا اسلحہ پر قبضہ:

ان ہتھیاروں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں رکھی ہوئی تھی' جنہیں سلیمان بن ہشام جزیرہ سے لایا تھا اور ابھی تک خازنوں نے انھیں اسلحہ خانوں میں نہیں رکھا تھا۔ اس طرح یزید کو بہت سے ہتھیار مل گئے' صبح کو اہل مزۃ اور ابن عصام آیا' ابھی نصف دن نہیں گزرا

تھا کہ تمام لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی' یزید اس وقت یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

اذا استنزلوا عنهن للطعن ارقلوا الى الموت ارقال الجمال المصاعب

ترجمہ: ''جب انہیں نیزہ بازی کے لیے محذرات کی حفاظت وصیانت کے لیے میدان جنگ میں بلایا جاتا ہے تو وہ موت کی طرف اس طرح دوڑتے ہوئے جاتے ہیں جس طرح کہ مست نر اونٹ دوڑتا ہے''۔

یہ سن کر یزید کے ساتھی تعجب کرنے لگے کہ ذرا اس شخص کو دیکھو صبح سے کچھ ہی پہلے تو وہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اب مزے میں شعر پڑھ رہا ہے۔

یزید بن ولید کے ساتھیوں کا مسجد میں اجتماع:

ازین بن ماجد راوی ہے کہ ہم علی الصباح عبدالرحمٰن بن مصاد کے ہمراہ دمشق کی طرف چلے' ہماری تعداد تقریباً پندرہ سو تھی جب ہم باب الجابیہ پہنچے تو ہم نے اسے بند پایا اور ولید کا ایک قاصد وہاں ہمیں ملا' اس نے کہا' اس ساز و سامان و تیاری کے کیا معنی؟ بخدا! میں امیر المومنین کو جا کر اس کی اطلاع دوں گا' اہل مزہ کے ایک شخص نے اسے قتل کر ڈالا۔ ہم باب الجابیہ سے شہر میں داخل ہوئے اور کلبیین کے بازار سے چلنے لگے' تمام راستہ ہم سے بھر گیا' اس لیے ہم میں سے بعض لوگوں نے غلے کی منڈی کا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر ہم سب کے سب مسجد کے دروازہ پر جمع ہو گئے' یزید کے پاس آئے' ہمارا ابھی آخری آدمی اس کے سلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ تقریباً سوکاسک آ پہنچے' یہ لوگ باب الشرقی سے شہر میں داخل ہوئے' مسجد آئے اور باب الدرج سے مسجد میں داخل ہوئے' پھر یعقوب بن عمیر بن ہانی العبسی اہل داریا کو لے کر چھوٹے دمشق کے دروزہ سے آیا۔ عیسیٰ بن شبیب التغلبی اہل دومۃ اور حسرتا کے ساتھ باب تو ما سے شہر میں آیا' حمید بن حبیب اللخمی اہل دیر المران' ارزۃ اور سطرا کے ساتھ' باب الفرادیس سے آیا۔ نصر بن عمرو الجرشی' اہل جرش' اہل حدیثۃ اور دیر زکا کے ساتھ باب الشرقی سے آیا۔ ربعی بن ہاشم الحارثی بنی عذرہ اور سلامان کی ایک جماعت کے ساتھ باب تو ما سے شہر میں داخل ہوا' اور بنی جہینہ اور ان کے متعلقین طلحۃ بن سعید کے ہمراہ آئے۔

عبدالملک بن محمد کی اطاعت:

قسیم بن یعقوب اور ازین بن ماجد وغیرہ کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے تقریباً دو سو سواروں کو عبدالرحمٰن بن مصاد کی زیر قیادت قطن بھیجا تا کہ یہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو پکڑ کر لائیں' یہ اپنے قصر میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اسے امان دی' وہ عبدالرحمٰن کے پاس چلا آیا' اب ہم قصر میں داخل ہوئے اس میں ہمیں دو بورے ملے' ہر بورے میں تیس ہزار دینار تھے ازین بن ماجد کہتا ہے کہ جب ہم مزہ آئے تو میں نے عبدالرحمٰن بن مصاد سے کہا کہ ان میں سے ایک یا دونوں بورے اپنے گھر پہنچا دو کیونکہ یزید سے کبھی بھی تم کو اتنا نہیں ملے گا' عبدالرحمٰن نے کہا اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں نے ہی خیانت میں جلدی کی' بخدا میں ایسا نہیں کروں گا۔ تا کہ عرب بعد میں یہ نہ کہیں کہ میں ہی اس معاملہ میں سب سے پہلے خائن ثابت ہوا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے وہ تمام روپیہ یزید کو پہنچا دیا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم:

یزید نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو کہلا بھیجا کہ تم باب الجابیہ پر ٹھہرے رہو' اور حکم دیا جس شخص کی پہلے سے معاش

مقرر ہے وہ اپنی معاش آ کر لے لے اور جس کی مقرر نہیں ہے تو اسے بطور مدد معاش ایک ہزار درہم دیا جائے گا۔

عبدالملک کے بیٹوں میں سے تیرہ یزید کے ہمراہ تھے' ان سے اس نے کہا کہ آپ لوگ تمام رعایا میں جا کر گشت لگایئے تا کہ وہ آپ کو دیکھ لیں اور انھیں میری بیعت کے لیے آمادہ کیجئے' ولید بن روح بن الولید سے کہا کہ تم راہب جا کر قیام کرو' ولید بن روح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب:

دکین بن شماخ الکلبی اور ابوعلاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرادی کہ جو شخص فاسق یعنی ولید کے مقابلہ کے لیے جائے اسے ہزار درہم دیئے جائیں گے۔ اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے' یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص فاسق کے مقابلہ کے لیے جانا چاہتا ہے اسے پندرہ سو درہم دیئے جائیں گے۔ اس طرح کل پندرہ سو آدمی جمع ہوئے' یزید نے منصور بن جمہور کو ایک جماعت کا' یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو دوسری کا۔ ہرم بن عبداللہ وجیہ کو تیسری کا اور حمید بن حبیب اللخمی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ عبدالعزیز نے حیرہ میں آ کر چھاؤنی ڈالی۔

ابومحمد بن عبداللہ کی یزید کی اطاعت:

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا ولید کا ایک آزاد غلام اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں اسی روز ولید کے پاس آیا' جب یہ وہاں پہنچا اس کا گھوڑا مر گیا' اس نے ولید کو تمام واقعہ سنایا' ولید نے اس کے سو درے لگوائے اور قید کر دیا' پھر اس نے ابومحمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بلایا' اسے انعام و اکرام دیا اور دمشق بھیجا۔ ابومحمد وہاں سے روانہ ہوا' اور جب ذنبہ پہنچا ٹھہر گیا' یزید بن الولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو اس کے پاس بھیجا۔ ابومحمد نے اس سے سمجھوتہ کر لیا اور یزید کے لیے بیعت کر لی' یزید کو اس کی اطلاع ملی' وہ اس وقت ہندف میں مقیم تھا جو عمان کے مضافات میں ہے۔

عبداللہ بن عنبسہ کا ولید بن یزید کو مشورہ:

بہیس بن زمیل الکلابی نے یا جیسا کہ کہا جاتا ہے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اس سے کہا کہ آپ حمص چل کر قیام پذیر ہوں کیونکہ وہ ایک مستحکم مقام ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کیجیے تا کہ وہ یزید کو قتل کر دیں یا قید کر لیں اس پر عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لیے لڑنے اور اپنا حق ادا کرنے سے پہلے یہ سزاوار نہیں کہ وہ اپنی چھاؤنی اور عورتوں کو چھوڑ دے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور امیر المومنین کی تائید اور نصرت کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ حرم کا امیر المومنین کو کیا خوف ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ کے لیے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک آیا ہے اور وہ ان کا اپنا چچیرا بھائی ہے۔ یہ جواب سن کر ولید نے ابن عنبسہ کی رائے اختیار کی' اس پر ابرش سعید بن ولید الکلبی نے کہا کہ امیر المومنین تدمر تشریف لے چلیں کیونکہ زیادہ مستحکم مقام ہے اور وہاں میرے ہم قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کریں گے ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدمر چلوں کیونکہ وہاں بنو عامر رہتے ہیں اور انہیں نے مجھ پر خروج کیا ہے' تم کوئی بہت مستحکم مقام بتاؤ' اس نے کہا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آپ قریہ میں سکونت پذیر ہوں' ولید نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا' اس نے کہا تو یہ مقام ہزیم ہے' ولید نے کہا اس کا

نام بھی مجھے برا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا تو یہ نجراء نعمان بن بشیر کا قصر موجود ہے' اس میں چلیے' ولید نے کہا تمہاری وادیوں کے نام کس قدر برے ہیں۔

ولید بن یزید کی روانگی:

اب وہ سماوہ کے راستے ہولیا اور ریف کو چھوڑ دیا کل دو سو آدمی اس کے ہمراہ تھے ضحاک بن قیس الفہری کے مقام شبکہ آیا' یہاں اس کے بیٹے اور پوتے چالیس کی تعداد میں موجود تھے' یہ سب اس کے ساتھ ہوئے' انہوں نے کہا چونکہ ہم نہتے ہیں اس لیے آپ ہمیں ہتھیار دیجیے مگر ولید نے نہ انھیں تلوار دی اور نہ نیزہ دیا۔

ولید بن یزید کا قلعہ نجراء میں قیام:

اب اس سے پھر بہیس نے کہا کہ اگر چہ آپ نے حمس اور تدمر چلنے سے انکار کر دیا تو قلعہ نجراء سامنے ہے اسے عجمیوں نے بنایا ہے اور بہت مستحکم ہے' یہاں آپ ٹھہر جائیں' ولید نے کہا مجھے طاعون سے ڈر لگتا ہے اس نے کہا آپ کے ساتھ جس چیز کے کیے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ طاعون سے زیادہ سخت ہے' آخر کار ولید قلعہ نجراء میں اتر پڑا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا ولید کے مال پر قبضہ:

دوسری جانب یزید نے لوگوں میں منادی کی کہ وہ عبدالعزیز کے ہمراہ ولید کے مقابلہ کے لیے جائیں' نقیب نے اس کی طرف سے اعلان کیا کہ جو عبدالعزیز کے ہمراہ جائے گا اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے' ایک ہزار تیار ہوئے' یزید نے انھیں دو دو ہزار درہم دے دیئے' اور کہا کہ سب زنبہ جا کہ جمع ہوں' چنانچہ اس مقام پر بارہ سو آدمی اکٹھے ہو گئے' پھر ان سے کہا کہ صحرا میں عبدالعزیز بن ولید کی اولاد کی جو گڑھی ہے اب وہاں سب جمع ہوں' یہاں کل آٹھ سو آدمی پہنچ ان سب کو لے کر عبدالعزیز بن الحجاج آگے بڑھا' یہاں انھیں ولید کا اسباب و سامان جاتا ہوا ملا' اس پر انھوں نے قبضہ کر لیا اور اب ولید کے بالکل قریب جا کر ٹھہر گئے۔

عباس بن ولید کا ولید بن یزید کو پیغام:

عباس بن الولید کا قاصد ولید کے پاس پیام لایا کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں' ولید نے تخت باہر نکلوایا' اس پر بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ آور ہوں گے حالانکہ میں شیر پر جھپٹتا ہوں' ناگ سانپوں کو چٹکی سے پکڑ لیتا ہوں۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ:

ابھی یہ لوگ عباس کے آنے کے منتظر تھے کہ عبدالعزیز نے ان سے جنگ شروع کر دی عمرو بن حوی السکسکی اس کی میمنہ کا افسر تھا' مقدمۃ الجیش پر منصور بن جمہور تھا۔ پیدل دستہ پر عمارہ بن ابی کلثم الازدی تھا۔ عبدالعزیز نے اپنا سیاہ خچر منگوایا اس پر سوار ہو گیا' زیاد بن حصین الکلبی کہ اس نے ولید کی جماعت کی طرف بھیجا تا کہ وہ انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دے' ولید کے آزاد غلام قطری نے اسے قتل کر ڈالا اور یزید کے طرفدار پسپا ہوئے' عبدالعزیز پیدل ہو گیا' اس کی جماعت نے جوابی حملہ کیا' اب تک اس کے کچھ لوگ کام آ چکے تھے' اس کے سرداروں نے ولید کی طرف یلغار کیا جو قلعہ نجراء کے دروازہ پر موجود تھا اور اس وقت اس نے مروان بن الحکم کا وہ علم جو اس نے جابیہ پر بلند کیا تھا نکلوا رکھا تھا' ولید بن یزید کے طرفداروں میں سے عثمان الخشبی مارا گیا اسے جناح بن نعیم الکلبی نے قتل کیا یہ ان حبشیوں کی اولاد میں تھا جو مختار کے ہمراہ تھے۔

عباس بن ولید اور منصور بن جمہور:

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید آ رہا ہے' اس نے منصور بن جمہور کو رسالہ کے ساتھ اسے روکنے کے لیے روانہ کیا اور کہا کہ تم گھاٹی میں اسے جا لو گے' اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے ہیں انھیں گرفتار کر لینا۔ منصور رسالہ لے کر اس سمت چلا' جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا۔ منصور رسالہ لے کر اس سمت چلا' جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا۔ منصور نے اس سے کہا آپ عبدالعزیز کے پاس چلیے۔ عباس نے اسے گالیاں دیں۔ منصور نے کہا بخدا! اگر اب آگے قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمہاری زرہ کے پار کر دوں گا۔

عباس بن ولید کی گرفتاری اور یزید کی اطاعت:

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی' عباس بن الولید کے مقابلہ کے لیے گیا تھا' اور وہ اسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اس نے آنے سے انکار کیا' اس پر اس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ چلے گا تو میں تیرا منہ توڑ دوں گا' عباس نے ہرم بن عبداللہ بن جبہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے' اس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم ہے' عباس نے کہا اللہ اکبر اس کی یہ جرأت میرے ساتھ اس کی یہ گستاخی اس کے باپ کو کبھی گوارا نہ ہوتی پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا' چونکہ اس کے ہمراہ اس کی جمعیت نہ تھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیج دی تھی' اس لیے اس نے انا للہ کہا' یہ لوگ اسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے' عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن ولید کے لیے بیعت کیجیے' اس نے بیعت کر لی اور وہیں کھڑا ہو گیا۔ یزید کے طرفداروں نے ایک علم نصب کیا اور کہا کہ یہ علم عباس بن الولید کا ہے جس نے امیر المومنین یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی ہے۔ اس پر عباس نے کہا انا للہ یہ بھی شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے۔ بنی مروان کی ہلاکت اب یقینی ہے' چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے۔

ولید بن یزید کی شجاعت:

ولید دہری زرہیں پہنے سامنے آیا' اس کے دونوں گھوڑے سندی اور زرائد اس کے پاس لائے گئے' اس نے حریف سے لڑنا شروع کیا' خوب ہی داد شجاعت و بسالت دیتا رہا۔ عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے کو للکارا ''دشمن خدا کو اس طرح قتل کر ڈالو جس طرح قوم لوط علیہ السلام ہلاک کی گئی اسے سنگسار کر دو'' یہ سنتے ہی ولید قصر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا' عبدالعزیز اور اس کی فوج نے قصر کا محاصرہ کر لیا۔

ولید بن یزید اور یزید بن عنبسہ کی گفتگو:

ولید نے دروازہ کے قریب آ کر کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف صاحب حسب اور حیا نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں۔ یزید بن عنبسہ السکسکی نے کہا مجھ سے کہو کیا کہنا چاہتے ہو' ولید نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں یزید بن عنبسہ ہوں۔ ولید نے کہا اے سکسکی' کیا میں نے تمہاری معاشوں میں اضافہ نہیں کیا' کیا میں نے تمہاری تکلیف دور نہیں کی' کیا میں نے تمہارے محتاجوں کے وظائف نہیں مقرر کیے۔ کیا میں نے تمہارے اپاہجوں کے لیے خادم مقرر نہیں کیے؟ یزید بن عنبسہ نے کہا ہم کسی اپنی تکلیف کے لیے

تمہارے دشمن نہیں بنے ہیں بلکہ تم نے جس چیز کو اللہ نے حرام کیا' اس کی پروا نہیں کی' شراب نوشی کی' اپنے باپ کی امہات ولد سے مقاربت کی' اور اللہ کے احکام کی ہنسی اڑائی' یہ وجوہات ہیں جنہوں نے ہمیں تمہارا مخالف بنایا ہے۔

ولید نے کہا اے سکسکی بس کر' میری جان کی قسم تو محرمات کا زیادہ مرتکب ہوا' تو نے حد سے زیادہ میخواری کی' اور جس قدر عورتیں میرے لیے حلال کی گئیں ہیں ان کی وجہ سے مجھے کیا ایسی ضرورت پڑی تھی کہ میں وہ کرتا جس کا تو نے ذکر کیا۔

ولید بن یزید کا قتل:

ولید یہ کہہ کر قصر کے اندر واپس چلا گیا۔ کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ آج کا دن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔ پھر کلام پاک کھول کر اس کی تلاوت کرنے لگا۔ لوگ دیواروں پر چڑھ گئے' سب سے پہلا شخص جو دیوار پر چڑھا' یزید بن عنبسۃ السکسکی تھا۔ یہ اتر کر اس کے پاس پہنچا۔ ولید کی تلوار اس کے پہلو میں رکھی ہوئی تھی' یزید بن عنبسہ نے اس سے کہا کہ اپنی تلوار سنبھالو' ولید نے کہا اگر تلوار ہاتھ میں لینا چاہتا تو میری اور تمہاری اس وقت یہ حالت نہ ہوتی' یزید بن عنبسہ نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اسے گرفتار کر لے اور امیر المومنین سے اس کے متعلق رجوع کرے کہ اتنے میں دیوار سے دس اور اتر آئے جن میں منصور بن جمہور' حبال بن عمرو الکلبی' عبدالرحمٰن بن عجلان (یزید بن عبدالملک کا آزاد غلام) حمید بن نصر اللخمی' سری بن زیاد بن ابی کثبہ' اور عبدالسلام اللخمی تھے' عبدالسلام نے اس کے سر پر تلوار ماری اور بسری نے اس کے منہ پر تلوار ماری' اور اس کی انگلیاں پکڑ کر کھینچا تا کہ اسے مکان سے باہر لے جائیں مگر ایک عورت جو اس کے ہمراہ اس مکان میں تھی چلائی اور فریاد کرنے لگی' اس پر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور باہر نہیں نکالا۔ ابوعلاقۃ القصاعی نے اس کا سر کاٹ لیا' اس کی گدی پر تلوار ماری اور یہ ضرب اس ضرب سے مل گئی جو اس کے چہرہ پر لگی تھی' روح بن مقبل ولید کا سر لے کر یزید بن الولید کے پاس آیا اور کہا کہ میں امیر المومنین کو فاسق ولید کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی بشارت دیتا ہوں' اس وقت عباس اور یزید صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ یزید اور اس کے تمام ہمراہیوں نے اس پر سجدۂ شکر ادا کیا' یزید بن عنبسہ السکسکی نے یزید کا ہاتھ لیا اور کہا امیر المومنین کھڑے ہوں اور اللہ کی مدد کی آپ کو بشارت ہو' یزید نے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی سے کھینچ لیا اور کہا اے خداوندا! اگر یہ کارروائی تجھے پسند ہو تو اسے میرے لیے راست کر۔

یزید بن ولید اور یزید عنبسہ کی گفتگو:

یزید نے یزید بن عنبسہ سے پوچھا کیا ولید نے تم سے کچھ کہا تھا' اس نے کہا ہاں دروازے کے پیچھے سے اس نے مجھ سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں' میں نے اس سے بات چیت کی اور اسے لعنت ملامت کی' اس پر اس نے کہا بس کر' میری عمر کی قسم تو نے بہت میخواری کی ہے اور منہیات کا اکثر ارتکاب کیا ہے' بخدا! اب تمہارا یہ اختلاف کبھی دور نہ ہوگا' نہ تم میں کبھی یک جہتی ہوگی اور نہ تمہاری ایک بات ہوگی۔

نوح بن عمرو کا بیان:

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی کہتا ہے کہ ہم ایسی راتوں میں ولید سے لڑنے نکلے جن میں چاندنی نہ تھی اور اس قدر تاریکی تھی کہ اگر میں کسی سنگ ریزے کو اٹھا کر دیکھتا تو یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ سیاہ ہے یا سفید۔

ولید کی فوج کے میسرہ کا جنگ سے گریز:

ولید بن یزید کے میسرہ پر ولید بن خالد ابرش الکلبی کا بھتیجا بنی عامر کے دستہ کے ساتھ متعین تھا' ان کے مقابلہ میں عبدالعزیز کے میمنہ پر بنی عامر تھے اسی وجہ سے ولید کا میسرہ عبدالعزیز کے میمنہ سے نہیں لڑا' اور وہ سب کے سب عبدالعزیز بن الحجاج کے ساتھ آ ملے۔ راوی کہتا ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا' میں نے اس کے خدام اور چوبداروں کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کے اسے دکھانے لے جاتے تھے۔

مثنیٰ بن معاویہ کا بیان:

مثنیٰ بن معاویہ راوی ہے کہ ولید لولوہ میں آ کر مقیم ہوا' اپنے بیٹے حکم اور مومل بن العباس کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس آئے اسے بطور معاش ساٹھ دینار دینا۔ چنانچہ میں اور میرا چچیرا بھائی سلیمان بن محمد بن عبداللہ بزید کے عسکر میں آئے' مومل نے مجھے اپنے بالکل پاس بلالیا اور کہا کہ میں تمہیں امیر المومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور سفارش کروں گا کہ تمہیں سو دینار ملیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی جنوب کی طلبی:

ولید لولوۃ سے چل کر ملیکہ آیا' یہاں عمرو قیس کا پیامبر اس کی خدمت میں حمص سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے پانچ سو شہسوار عبدالرحمٰن بن ابی جنوب البہرانی کی قیادت میں آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں' ولید نے ضحاک بن ایمن العوفی الکلبی کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ (وہ اس وقت مقام غویر میں تھا) اور اسے جلدی آنے کی تاکید کرو اور تم میرے پاس جاؤ۔ صبح کو اس نے کوچ کا حکم دیا' اور خود ایک کمیت گھوڑے پر سوار ہوا' ریشم کی قبا زیب بدن اور ریشم کا عمامہ سر پر تھا' تہ کردہ باریک ململ کے ٹپکہ سے گات باندھ رکھی تھی' دونوں شانوں پر تلوار کے اوپر زرد پٹکہ تھا' اب سلیم بن کیسان کے سولہ شہسوار اس کے پاس آ گئے' پھر بنو نعمان بن بشیر کے کچھ شہسوار اس کے پاس آئے' پھر ولید ابرش کا بھتیجا بنی عامر (از بنی کلب) کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہوا' ولید نے اسے گھوڑا اور جوڑا دیا' پہلے تو ولید راستے راستے چلنے لگا پھر وہ مشبہ نام ایک پہاڑی چشمہ کی طرف ہولیا۔ یہاں ابن ابی الجنوب اہل حمص کے ساتھ اس سے آ کر مل گیا' پھر وہ نجراء آیا' فوج والے تنگ آئے اور کہا کہ ہمارے جانوروں کے لیے ہمارے ساتھ چارہ نہیں ہے' ولید نے منادی کرادی کہ امیر المومنین نے اس گاؤں کی تمام فصل کو خرید لیا ہے' فوج نے کہا ہم سبز چارہ کو لے کر کیا کریں گے اس سے ہمارے جانور موٹے اور بھدے ہو جائیں گے' اصل میں وہ نقد روپیہ چاہتے تھے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کے لولوۃ میں قیام کی اطلاع:

مثنیٰ کہتا ہے کہ میں خیمہ کے پچھلے حصے سے ولید کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے کھانا منگایا اور جب کھانا اس کے سامنے رکھ دیا گیا تو ام کلثوم بنت عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کا قاصد عمر بن مرہ نام اس کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عبدالعزیز بن الحجاج لولوۃ پہنچ چکا ہے' مگر ولید نے اس خبر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ پھر خالد بن عثمان المخراش اس کے صاحب شرط نے بنی حارثۃ بن غباب کے ایک شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جس نے بیان کیا کہ میں دمشق میں عبدالعزیز کے ہمراہ تھا اور اب آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں' اور یہ پندرہ سو درہم ہیں جو میں نے لیے ہیں' پھر اس نے ہمیانی اپنی کمر سے کھول کرا سے بتائی اب وہ لولوۃ میں مقیم ہے اور کل صبح ہی آپ پر حملہ آور ہوگا' مگر ولید نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ ایک اور شخص کی طرف جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور

اس سے کچھ باتیں کیں جسے میں نے نہیں سنا۔ میں نے اس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا کہ امیر المومنین نے کیا کہا' اس نے کہا کہ اس نہر کے متعلق جو اس نے اردن میں کھدوائی ہے پوچھا تھا کہ اب وہ کتنی باقی ہے' عبدالعزیز لولوۃ سے ملیکہ آیا اس پر قبضہ کر لیا' منصور بن جمہور کو بھیجا اور اس نے شرقی القری پر قبضہ کر لیا' یہ ایک بلند ٹیلہ ہے۔ جو علاقہ ملساء میں اس راستہ پر جو نھیا سے نجراء جاتا ہے واقع ہے۔

عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی:

عباس بن الولید نے اپنے موالی اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو کی جماعت تیار کی اور اس نے بنی ناجیہ کے حبیش نام ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آپ کو اختیار ہے کہیے تو میں آپ کے پاس آؤں اور ورنہ یزید بن الولید کے پاس چلا جاؤں۔ ولید' عباس پر خفا ہوا اور حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور میرے ساتھ رہو۔ یہ پیامبر منصور بن جمہور کو مل گیا' اس نے پوچھا کیا بات ہے' اس نے ساری حقیقت سنا دی' منصور نے کہا عباس سے جا کر کہہ دے اگر تم نے طلوع فجر سے پہلے اپنی جگہ سے جنبش کی تو بخدا! میں تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا' البتہ صبح ہونے کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس تیاری کرنے لگا اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبدالعزیز کی فوج کی تکبیر سنی کہ وہ نجراء کی طرف پیش قدمی کرتے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی خالد بن عثمان المخراش نے اپنی فوج کی ترتیب و تیاری شروع کی مگر جب تک آفتاب طلوع نہیں ہو گیا۔ حریفوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی۔

جنگ کا آغاز:

یزید بن الولید کے طرفداروں کے ساتھ ایک تحریر تھی جو ایک نیزہ پر معلق تھی' اس میں مرقوم تھا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاتے ہیں تاکہ حکومت باہمی مشورہ سے قائم کی جائے' اب جنگ شروع ہوئی' عثمان الخشنی مارا گیا' ولید کے طرفداروں سے تقریباً ساٹھ آدمی مارے گئے۔ منصور بن جمہور نھیا کے راستے ہو لیا اور پھر ولید کے پڑاؤ پر اس کے عقب سے آ دھمکا' اب وہ سیدھا ولید کی طرف بڑھا جو اپنے خیمہ میں تھا اور اس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا' یہ دیکھ کر میں اور عاصم بن ہبیرۃ المعاقری مخراش کا نائب دونوں مقابلہ کے لیے نکلے اتنے میں عبدالعزیز کی فوج پسپا ہوئی اور اس کی وجہ سے منصور کا دستہ بھی پسپا ہو گیا۔ سمی بن المغیرہ قتل کر دیا گیا' اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا' ابرش اس وقت اپنے ادیم نامی گھوڑے پر سوار تھا اس نے دو کانوں والا ٹوپ پہن رکھا تھا اور اسے اپنی داڑھی کے نیچے باندھ رکھا تھا اس نے اپنے بھتیجے کو پکارنا اور ڈانٹنا شروع کیا کہ اے فاحشہ کے جنے اپنا علم آگے بڑھا' اس نے کہا مجھے آگے بڑھنے کا یارا نہیں کیونکہ ہمارے مقابل بنی عامر ہیں' عباس بن الولید آگے بڑھا تو اسے عبدالعزیز کی فوج والوں نے روک دیا۔ سلیمان بن عبداللہ بن دحیہ کے آزاد غلام ترکی نام نے حارث بن العباس بن الولید پر نیزے سے ایسا وار کیا۔ کہ اسے گھوڑے سے اچھال دیا' اس کے بعد ہی عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج میں گھوڑے سے گرا دیا گیا اور اس سے حریف سہم گیا۔

ولید بن یزید کی ولید بن خالد کو پیش کش:

ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس ہزار دینار نقد تمہیں دوں گا اور تم کو

تمہاری عمر بھر کے لیے حمص کا والی مقرر کر دوں گا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہو گے' بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو' عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا' اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا' یہ پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ولید بن خالد اور عبدالعزیز کا معاہدہ:

ولید بن خالد واپس جانے لگا' تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر اس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اس نے کہا کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور ابرش کو بھی اتنے ہی دیں اور باعتبار مرتبہ کے میں اپنی قوم میں سب سے مخصوص آدمی بنا دیا جاؤں' تو میں آپ کی طرف آیا جاتا ہوں اور پھر اس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا۔ عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے' بشرطیکہ تم فوراً ہی ولید کی جماعت پر حملہ کر دو' ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبہ کی منظوری:

ولید کے میمنہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا اور اس نے عبدالعزیز سے کہا اگر آپ بیس ہزار دینار اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور اپنے میں شریک کر لیں تو میں آپ کے ساتھ ہوا جاتا ہوں' عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کر دو' چنانچہ اس نے حملہ کیا' ولید کی فوج نے شکست کھائی' ولید کھڑا ہوا اور قلعہ نجراء میں چلا گیا' عبدالعزیز آگے بڑھ کر قلعہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہر گیا' دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں' یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قلعہ میں داخل ہونے لگا' عبدالسلام بن بکیر بن شاخ اللخمی نے عبدالعزیز سے آ کر کہا' کہ ولید کہتا ہے کہ میں خود باہر آنا چاہتا ہوں پھر جو آپ تصفیہ کریں۔ عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے' نکل آئے' جب عبدالسلام واپس جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل ہی آیا تو آپ کیا کریں گے؟ آپ خاموش رہیے اور جو لوگ اس کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں انھیں کرنے دیجیے' عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اس درخواست کو منظور کرنے کی خاطر جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے کوئی ضرورت نہیں دیکھتا۔

ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ:

میں نے ایک دراز قد نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو قصر کے دیوار کے قریب پہنچا' اور اس پر چڑھ کر قصر کے اندر اتر گیا' میں بھی قصر کے اندر گیا۔ دیکھا کہ ولید مصری ململ کا کرتہ' قلدکار کا پائجامہ پہنے کھڑا ہے' تلوار بھی ہے مگر نیام میں' لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں' اتنے میں بشر بن شیبان کنانۃ بن عمیر کا آزاد غلام' اور یہ وہی تھا جو دیوار پھاند کر قصر میں آیا تھا' اس کی جانب بڑھا' یزید' قصر کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اس کے داہنے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اس کی بائیں جانب تھا' بشر بن شیبان نے اس کے سر تلوار کا وار کیا' پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کیا' ولید مارا گیا' عبدالسلام اس کا سر کاٹنے کے لیے اس پر گر پڑا' اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لیے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام ابوالاسد نے آ کر اس کی جلد کا ایک بالشت ٹکڑا کاٹ لیا اور اسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے عسکر میں مقید تھا لے گیا' لوگوں نے اس کے عسکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید العلیمی ابوالبطریق بن یزید

جس کی بیٹی حکم بن الولید کی بیوی تھی۔ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے اس مال و متاع کی جو میری بیٹی کا ہے آپ حفاظت کیجیے‘ چنانچہ کسی شخص کی دسترس ان اشیاء تک نہ ہو سکی جن کے لیے اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ اس کی ہیں۔

ولید بن یزید کے سر کی تشہیر:

عمرو بن مروان الکلبی کہتا ہے کہ یزید کے قتل ہوتے ہی میں نے اس کی بائیں ہتھیلی کاٹ لی اور اسے یزید کے پاس بھیج دیا گیا‘ اس طرح اس کے سر سے پہلے میں نے یہ کف اس کے پاس شب جمعہ کو پہنچا دیا‘ اس کا سر دوسرے دن صبح کو یزید کے پاس پہنچا۔ نماز جمعہ کے بعد یزید نے اس سر کو تشہیر کے لیے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بری خبریں مشہور کی تھیں مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے۔ اور غلط خبروں کی اشاعت سے رک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ بنی مروان کے آزاد غلام نے اس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کیے جاتے ہیں یہ تو تمہارا چچیرا بھائی اور خلیفہ ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے اس کے سر کو نصب کرا دیا تو دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہو گی اور اس کے خاندان والوں کو اس کا بدلہ لینے کے لیے جوش آ جائے گا۔ یزید نے کہا بخدا! میں ضرور نصب کروں گا۔ چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کر دیا‘ پھر اس نے کہا کہ اسے لے جاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ‘ اور پھر اس کے باپ کے مکان میں لے جانا‘ اس نے اس حکم کی تعمیل کی اسے دیکھ کر عام لوگ اور ولید کے گھر والے شور و واویلا کرنے لگے‘ وہ پھر اسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ تم اسے اپنے مکان لے جاؤ‘ تقریباً ایک ماہ وہ سر اس کے پاس رہا پھر اس سے یزید نے کہا کہ اسے اس کے بھائی سلیمان کو لے جا کر دے دو‘ یہ سلیمان ولید کا بھائی بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے مخالف تھے‘ ابن فروہ نے سر کو غسل دیا اسے ایک ٹوکرے میں رکھ سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا اسے دور کر دو‘ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میخوار دیوانہ اور فاسق تھا‘ اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا‘ ابن فروہ اس کے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد لونڈی اسے ملی۔ اس نے اس سے کہا دیکھو سلیمان نے کس قدر سخت الفاظ اس کے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے ہوتا تو اسے کر گذرتا‘ اسے اس ارادہ سے کون روک سکتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مصاد کی روایت:

عبدالرحمٰن بن مصاد راوی ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابو محمد السفیانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا جسے ولید نے یزید کے خروج کی خبر سن کر دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ جب یہ ذنبہ آیا تو یزید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی‘ اس نے مجھے بھیجا‘ میں اس سے جا کر ملا اس سے مصالحت کر لی اور یزید کے لیے بیعت لے لی‘ ہم ابھی ذنبہ ہی میں تھے کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص آتا ہوا ہمیں نظر پڑا‘ میں نے ایک شخص کو اس کی طرف دوڑایا‘ وہ اسے میرے پاس لے آیا‘ سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وہ غزیل ابو الکاہل مشہور گویا تھا یہ ولید کی خچری مریم نام پر سوار تھا‘ اس نے ہمیں بتایا کہ ولید قتل کر دیا گیا‘ میں یزید کے پاس فوراً پلٹ آیا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اس کی اطلاع اسے پہنچ چکی ہے۔ وکین بن شماخ الکلبی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن ملباء العامری کو دیکھا کہ وہ تلوار سے قصر نجراء کے دروازہ کو مار رہا تھا‘ اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

سنبکی خالدا بمهندات و لا تذهب صنائعه ضلالا

ترجمہ: ''ہم عنقریب (خالد بن عبداللہ القسری) کو فولادی تلواروں سے روئیں گے اور اس کے احسانات یوں ہی ضائع نہ جائیں گے''۔

ولید بن یزید کے قتل کے مدعی:

ابو عاصم الزیادی راوی ہے کہ ولید کے قتل کا دس شخصوں نے دعویٰ کیا' میں نے ولید کے سر کی جلد کو وجہ الفلس کے ہاتھ میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے ولید کو قتل کیا تھا اور یہ کھال کا ٹکڑا بطور علامت لے لیا' اس کے بعد ایک اور شخص نے آ کر اس کا سر کاٹ لیا اور یہ کھال کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا' وجہ الفلس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ حکم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جمہور دس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لے کر یزید کے پاس آیا تھا' ان دس میں روح بن مقبل بھی تھا۔ روح نے کہا امیر المومنین کو فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو' جو لوگ اس سر کو لائے تھے ان میں عبدالرحمٰن وجہ الفلس اور بشر کنانۃ الکلبی کا آزاد غلام بھی تھا۔ یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار دیئے۔

جس روز ولید مارا گیا اس نے جب کہ وہ دشمن سے لڑ رہا تھا اعلان کر دیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی ایک کا سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے' چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے' ولید نے حکم دیا کہ ان کے نام لکھ لیے جائیں' اس پر اس کے موالیوں میں سے ایک اس شخص نے جو سر لانے والوں میں تھا کہا امیر المومنین آج کا دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

مالک اور عمر والوادی کا فرار:

ولید کے ہمراہ مالک بن ابی السمح گویا' اور عمرو الوادی بھی تھے' جب ولید کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے محصور کر لیا گیا تو مالک نے عمر سے کہا تم مجھے نکال لے چلو۔ عمرو نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی کیا تعارض کرے گا کیونکہ ہم جنگجو لوگوں میں نہیں ہیں' مالک نے کہا تم پاگل ہو' اگر انھوں نے ہم پر قابو پا لیا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمہیں ہی قتل کریں گے۔ پھر اس کا سر ہمارے دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائے گا' اور عوام کو بتایا جائے گا کہ اس وقت بھی یہ لوگ اس کے ساتھ تھے اور اس پر سب سے سخت الزام ہماری حجت کا لگایا جائے گا' اس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

ولید بن یزید کی مدت حکومت:

اکثر ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ ولید بروز' پنجشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا۔ البتہ اس کی مدت خلافت میں اختلاف ہے ابوالمعشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا' ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اس کی مدت خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی۔ اسی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف ہے' ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اس کی عمر اڑتیس سال تھی' محمد بن عمرو نے چھتیس سال بتائی ہے۔

ولید بن یزید کی عمر:

بعضوں نے بیالیس سال کہی ہے' دوسروں نے اکتالیس اوروں نے پینتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے۔ ابوالعباس ولید کی کنیت تھی۔ اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الثقفی تھی' نہایت غصہ ور آدمی تھا' پیروں کی انگلیاں دراز تھیں' اس

قد رقوی تھا کہ لوہے کی ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی' اس میں ڈوری اس کے پاؤں میں باندھ دی جاتی پھر وہ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اکھڑ جاتی بغیر ہاتھ لگائے گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا' اچھا شاعر تھا اور بڑا شرابی تھا۔

ابوالزناد کا بیان:

الزناد راوی ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور امام زہری بھی اس کے پاس تھے' یہ دونوں ولید کا تذکرہ کر کے اس کی مذمت کرتے رہے اور اس پر شدید عیوب کا الزام عائد کرتے رہے' مگر میں نے اس گفتگو میں مطلقاً حصہ نہیں لیا' اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جب وہ اجازت لے کر دربار میں آیا تو میں نے اس کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں دیکھے' ولید تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔

ابوالزناد اور ولید بن یزید کی گفتگو:

ہشام کے انتقال کے بعد اس نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا' میں اس کے پاس بھیج دیا گیا' اس نے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو' پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا' پھر کہنے لگا۔ تمہیں وہ دن یاد ہے جب احول (ہشام) اور فاسق زہری بیٹھے ہوئے میری برائی کر رہے تھے' میں نے کہا' جی ہاں! مجھے اس روز کا واقعہ یاد ہے مگر ان دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا' ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو' کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سرہانے کھڑا تھا' میں نے کہا جی ہاں' ولید نے کہا' اسی نے مجھ سے اس روز کی ساری گفتگو بیان کی' بخدا! اگر فاسق زہری زندہ رہتا تو میں اسے قتل کر ڈالتا' میں نے کہا جب آپ آئے تھے اسی وقت میں نے آپ کے غصہ کو آپ کے چہرہ سے تاڑ لیا تھا' پھر اس نے کہا' اے ابن ذکوان ہشام میری عمر لے گیا' میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے گا اور اپنی امت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کرے گا۔

ولید بن یزید کی مے نوشی:

پھر اس نے شام کا خاصہ طلب کیا' ہم دونوں نے کھانا کھایا' مغرب کا وقت آ گیا' دونوں نے نماز پڑھی' پھر عشاء کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی' ولید بیٹھ گیا اور اس نے شراب مانگی' خدام ایک ڈھکا ہوا جام لائے' تین لونڈیاں آئیں اس کے سامنے میرے اور اس کے درمیان آ کر تالیاں بجانے لگیں' ولید نے جام شراب پی لیا' وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے' پھر اس نے شراب طلب کی اور ان باندیوں نے آ کر پھر اسی طرح کیا جیسا کہ وہ پہلے کر چکی تھیں۔ غرض کہ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آ کر اس کے سامنے تالیاں بجاتی تھی۔ میں نے شمار کیا کہ اس نے رات بھر میں ستر قدحے شراب پی۔ اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری قتل کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ القسری کی حیرہ میں اسیری:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ یوسف بن عمرو کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تھا' اس طرح وہ کچھ مہینے کم پندرہ سال عراق کا صوبہ دار رہا' کیونکہ ۱۰۵ہجری میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا صوبہ دار ہوا' اور ماہ جمادی الاوّل ۱۲۰ہجری میں اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا' جب ہشام نے اسے معزول کر دیا اور واسط میں یوسف اس کے پاس پہنچا تو یوسف نے اسے گرفتار کر کے واسط ہی میں مقید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد مع اپنے

بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد بن عبداللہ کے کامل اٹھارہ ماہ میں قید رہا۔ یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے۔ کہ میں جس طرح چاہوں خالد سے سلوک کروں' اور اسے عذاب دوں' مگر ہشام نے اس کی درخواست کو منظور نہیں کیا' یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اس کے خلاف یہ حیلہ پیش کیا کہ اس نے مال گذاری کو برباد کر دیا اور بہت سا سرکاری روپیہ غبن کیا ہے۔ ہشام نے صرف ایک مرتبہ اس پر سختی کرنے کی اسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ سپاہی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جائے وہ اس کے سامنے ہو' علاوہ بریں اس نے یوسف کو جتا دیا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری قید کے اثناء میں اگر وہ اپنی موت بھی مرا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

یوسف بن عمر اور خالد بن عبداللہ بن تلخ کلامی:

یوسف نے خالد کو اپنے پاس طلب کیا' خود حیرہ میں ایک دکان پر بیٹھ گیا' تمام لوگ جمع ہو گئے' یوسف نے اس سے سوالات شروع کیے' مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا' اس پر یوسف نے اسے گالیاں دیں اور اسے ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا) خالد نے کہا تو احمق ہے یہ نام لے کر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا' تو ابن السبا ہے کیونکہ تیرا باپ مے فروش تھا۔ اس کے بعد یوسف نے اسے پھر قید میں ڈال دیا۔

خالد بن عبداللہ کی رہائی:

۱۲۱ہجری کے ماہ شوال میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ رہا ہو کر خالد نے مقام دوران کوفہ کے پل عقب میں اسمٰعیل بن عبداللہ کے قصر میں سکونت اختیار کی اور اس کا بیٹا یزید بن خالد تنہا بنی طے کے علاقہ میں سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا اب خود خالد مع اسمٰعیل اور ولید کے روانہ ہوا۔ عبدالرحمان بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے ان کے لیے رخت سفر مہیا کیا اور اس نے تمام مال و متاع بنی مقاتل کے قصر میں تھے گرفتار کر لیے' یوسف نے انھیں زدوکوب کیا' انھیں فروخت کیا اور بعض آزاد غلاموں کو پھر غلامی میں ڈال دیا۔ جب خالد اس قصر میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا سب کچھ جا چکا ہے اس لیے وہ سیدھا ہیت آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آ کر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازے کے مقابل واقع ہے یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن۔ ذیقعدہ' ذی الحجہ اور محرم و صفر گزارے' کیونکہ ہشام اسے اپنے پاس آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا۔ ابرش خالد سے مراسلت کرتا رہتا تھا' اب زید بن علی نے خروج کیا اور وہ قتل کیے گئے۔

یوسف بن عمر کا خالد پر الزام:

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ بھوکے مر رہے تھے ان میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل وعیال کے قوت مہیا کرنے پر مبذول تھی' مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں ان کو خوب روپیہ دیا جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بن گئے۔ زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

حکم بن حزن کی اہانت:

خط کے پورا پڑھنے تک ہشام خاموش رہا۔ پھر اس نے حکم بن حزن القینی سے جو یوسف کے مرسلہ وفد کا سردار تھا اور جسے

یوسف نے اپنے خط کے مضمون کی تصدیق کی' ہشام نے کہا تو اور تیرا بھیجنے والا دونوں جھوٹے ہیں' ہم خالد پر جا ہے جس بات کا الزام لگائیں مگر اس کی اطاعت اور وفاداری پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ پھر ہشام نے حکم کو اس کی گردن پکڑوا کر دربار سے نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع خالد کو پہنچی وہ اس مقام سے چل کر دمشق آ کر قیام پذیر ہو گیا۔ جب موسم گرما کے جہاد کا زمانہ آیا تو یزید اور ہشام موسم گرمائی مہم کے ساتھ چلا' کلثوم بن عیاض القسری ان دنوں دمشق کا حاکم تھا اور یہ خالد کے ساتھ تحمل سے پیش آتا تھا۔

کلثوم کی خالد کے خلاف شکایت:

جب یہ لوگ رومی علاقہ میں پہنچ گئے تو دمشق کے مکانات میں آگ لگ گئی۔ ایک عراقی ابوالعمیرس نام اور اس کے ساتھی ہر شب خالد سے ملنے آتے تھے' اس کے چلے جانے کے بعد جب آگ لگی تو ان لوگوں نے چوریاں شروع کیں' اس وقت اسمٰعیل بن عبداللہ' منذر بن اسد بن عبداللہ اور سعید اور محمد خالد کے بیٹے رومیوں سے ایک جھگڑا پیش آنے کی وجہ سے ساحل بحر پر تھے' کلثوم نے ہشام کو آگ لگنے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ایسی آگ کبھی پہلے نہیں لگی' یہ خالد کے موالیوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے تاکہ اس موقع پر وہ بیت المال کو لوٹ لیں۔

خالد کے خاندان و موالیوں کی گرفتاری کا حکم:

ہشام نے اسے حکم دیا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے بچے' موالی اور عورتیں گرفتار کر لی جائیں' چنانچہ اسمٰعیل' منذر' محمد اور سعید ساحل سے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر لائے گئے' جو موالی ان کے ہمراہ تھے' انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا' ام جریر خالد کی بیٹی رایقہ اور تمام عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے گئے۔ کلثوم نے ابوالعمیرس پر چھاپہ مارا' اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ولید بن عبدالرحمٰن دمشق کے افسر مال نے ہشام کو ابوالعمیرس اور اس کے جتھے کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ ہر شخص کا نام' اس کی سکونت اور اس کا قبیلہ لکھ دیا مگر ایک شخص کے متعلق بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ خالد کے موالیوں میں ہے اس پر ہشام نے کلثوم کو جو حکم بھیجا اس میں اسے بہت ڈانٹا' زجر و توبیخ کی اور حکم دیا کہ خالد کے تمام اہل و عیال کو فوراً رہا کر دے۔ کلثوم نے سب کو تو چھوڑ دیا مگر اس کے موالیوں کو اس غرض سے قید رکھا کہ خود خالد آ کر اس سے ان کی رہائی کی درخواست کرے۔

خالد بن عبداللہ کی حمص میں آمد:

جب خالد اور تمام مجاہد رومی علاقہ سے جہاد کر کے اپنے علاقہ میں پہنچے تو اسے اپنے اہل و عیال کی گرفتاری اور قید کا علم ہوا۔ مگر اسے ان کی رہائی کی خبر نہیں ملی' یزید بن خالد ایک کثیر جماعت کے ساتھ حمص پہنچا' اور خالد دمشق آ کر اپنے مکان میں فروکش ہوا۔ صبح کے وقت لوگ ملنے آئے اس نے اپنی دو بیٹیوں زینب اور عاتکہ کو بلایا اور کہا کہ چونکہ میں بہت بڈھا ہو گیا ہوں تم دونوں ہر وقت میری خدمت کے لیے موجود رہو' اس بات سے وہ خوش ہوئیں' اب اسمٰعیل اس کا بھائی اور یزید اور سعید اس کے دونوں بیٹے اس سے ملنے آئے' خالد نے انہیں اپنے پاس بلایا' اس کی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو جانے کے لیے اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اس نے کہا یہ کیوں ہٹتی ہیں' ہشام تو انہیں روزانہ جیل خانہ گھسیٹ کر لے جاتا تھا۔ جب اور لوگ اندر آئے تو اسمٰعیل اور اس کے دونوں بیٹے اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے اوٹ کے لیے کھڑے ہو گئے۔

خالد بن عبداللہ کی ہشام کو دھمکی:

خالد نے کہا میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے خلیفہ کے حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت میں گیا اور میرے پیچھے میری مخالفت کی گئی' میری اور میرے خاندان کی مستورات گرفتار کر کے مجرمین کے ساتھ مشرکین کی طرح قید کر دی گئیں' اور تم میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دریافت کرتا کہ اس فرمانبردار عقیدت کیش کی حرم کیوں قید کی جا رہی ہیں' تم نے قتل کیے جانے کا خوف کیا مگر میں اللہ سے تمہیں ڈراتا ہوں' اب میری اور ہشام کی صرف اسی صورت میں نبھ سکتی ہے کہ وہ مجھے آزار پہنچانے سے باز آئے ورنہ میں اس شخص کے لیے تحریک شروع کروں گا' جو عراقی مزاج' شام کا ساکن' اور جس کا حجاز وطن ہے' یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس علیہ السلام کے لیے اور میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو اس کی اطلاع کر دو۔ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ ابوالہیثم سٹھیا گیا ہے۔

ابوالخطاب کی روایت:

ابوالخطاب راوی ہے کہ خالد نے کہا تھا کہ اگر اس رصافہ والے یعنی ہشام نے بدسلوکی کی تو ہم اپنا سردار اسے بنائیں گے جو شامی' حجازی اور عراقی ہے' چاہے اس میں ایسا شور و غوغا پیدا ہو جس کی گونج تمام اطراف میں ٹکرائے' جب ہشام کو اس کی خبر ہوئی تو ہشام نے خالد کو لکھا تو ایک بیہودہ' لغو گو' کمینہ' ذلیل انجیلی ہے تو اور مجھے دھمکی دے' کسی نے سوائے ایک عبسی نے دو شعر اس کی تعریف میں کہہ دیئے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

خالد' یزید اور اس کے خاندان والے دمشق ہی میں مقیم رہے۔ اس اثناء میں یوسف برابر ہشام سے اصرار کرتا رہا کہ یزید کو میرے حوالے کر دیجئے' ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید کو گرفتار کر کے یوسف کے پاس بھیج دے۔ کلثوم نے رسالہ کا ایک دستہ یزید کی گرفتاری کے لیے بھیجا' یزید اس وقت اپنے مکان ہی میں تھا' یزید نے اس رسالہ پر ایسا حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور یہ اپنے گھوڑے پر ان کی گرفت سے نکل گیا۔ رسالہ نے جا کر کلثوم کو اس واقعہ کی اطلاع دی کلثوم نے دوسرے ہی دن صبح کو خالد کی گرفتاری کے لیے سپاہی بھیجے' خالد نے اپنے کپڑے منگا کر پہنے' عورتیں رونے چلانے لگیں' ان سپاہیوں میں ایک نے کہا اگر آپ انہیں منع کر دیں تو یہ خاموش ہو جائیں گے خالد نے کہا اور وہ کیوں میرے حکم سے خاموش نہ ہو جائیں' بخدا! اگر عہد و اطاعت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو بنی قسر کے غلام کو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا' تم میری یہ بات اس سے جا کر کہہ دو۔ اگر وہ عرب ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی اصل نسل مجھ سے پوچھے۔

خالد بن عبداللہ کی رہائی:

خالد ان لوگوں کے ہمراہ چلا گیا۔ اسے دمشق کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا' اسمٰعیل اسی دن ہشام کے دربار میں رصافہ پہنچا' ابوالزبیر ہشام کے حاجب کو خالد کی گرفتاری کی اطلاع دی' ابوالزبیر نے ہشام سے جا کر کہا' ہشام نے کلثوم کو سخت لہجہ میں ایک خط لکھا' جس میں اسے ڈانٹا اور لکھا کہ جس کی قید کا میں نے حکم دیا اسے تو تو نے چھوڑ دیا اور جس کے متعلق میں نے حکم نہیں دیا اسے تو نے قید کر دیا ہے' تو فوراً خالد کو رہا کر دے' کلثوم نے اسے رہا کر دیا۔

ہشام کی خالد بن عبداللہ سے جواب طلبی:

ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا: امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبداللہ بن ثویب الضنی (ضبہ بن سعد جو عذرہ بن سعد کے بھائی تھے) نے تمہیں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اے خالد! میں تمہیں دس خصلتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں' اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو' اللہ سخی ہے تم بھی سخی ہو' اللہ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو' اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو' اسی طرح اس نے دس صفتیں بیان کیں' امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر اس اطلاع کی مجھے تحقیق ہوگئی تو میں تمہارا خون حلال کروں گا' اس لیے تم مجھے اس واقعہ کی اصلیت لکھو تا کہ میں امیر المومنین کو اس کے مطابق اطلاع دوں۔

خالد بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

خالد نے لکھا جس صحبت کا یہ واقعہ ہے اس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفسد فاجر کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ واقعات کو مسخ کر کے بیان کر سکے' اصل واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ثویب میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں دس خصلتوں کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا ہوں' اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اس لیے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے اس وجہ سے میں تمہیں دوست رکھتا ہوں۔ اسی طرح اس نے دس صفات گنائیں' مگر ان سب سے بڑھ کر تو یہ بات ہے کہ شقی الحمیری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جا کر پوچھا' امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کر دیں' وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول' امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ' اس شقی نے کہا تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اور محمد ﷺ اس کے رسول تھے' بخدا! بنی بجیلہ کا ایک شخص اگر گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اس سے اتنا ضرر نہیں ہوگا جتنا کہ امیر المومنین کی خلافت سے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھ کر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا ابوالہیثم سٹھیا گیا ہے۔

خالد بن عبداللہ کی دمشق میں طلبی:

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا' اس کے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ ہوا تو فوجی جمعیتوں کے تمام سردار ولید کے پاس آئے' ان میں خالد بھی تھا' ولید نے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی' خالد نے اس کی شکایت کی اور اجازت طلب کی' ولید نے اسے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دے دی' یہ مجرا بجالا کر دمشق واپس آیا اور کئی ماہ اس کے ہاں قیام کو گذر گئے' پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کو پچاس لاکھ کا علم ہے' تم میرے اس قاصد کے ہمراہ مجھ سے ملنے آؤ' البتہ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہاری تیاری سفر میں تعجیل نہ کرے۔

خالد بن عبداللہ کو عمارہ بن ابی کلثوم کا مشورہ:

خالد نے اپنے معتمد علیہ دوستوں کو جن میں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا' ولید کا خط سنایا اور مشورہ لیا' انھوں نے کہا ولید آپ کے لیے مامون نہیں ہے' اس لیے آپ دمشق میں گھس کر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں' دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے' انھوں نے کہا تو صرف یہ کیجیے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور وہیں رہ کر اپنی حفاظت کا

حمتی وعدہ لے لیجیے' خالد نے پھر پوچھا اور کیا ہوسکتا ہے' انھوں نے کہا یا پھر آپ روپوش ہو جائیں۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کہ میں اپنے لیے جسے میں چاہوں دعوت دوں' اس لیے پسند نہیں کرتا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں فرقہ بندی اور اختلاف رونما ہو' حفاظت جان کے وعدہ کے متعلق تمہارا مشورہ اس لیے بیکار ہے کہ تم خود جانتے ہو کہ وہ میرے لیے بے خطر نہیں ہے' حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں تم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ اپنے اس قسم کے کسی عہد کا ایفا کرے گا' روپوشی' بخدا! آج تک میں نے کسی کے خوف سے اپنا سر نہیں چھپایا اور اب جی کہ میری اتنی عمر ہو چکی ہے کیا منہ چھپاؤں' میں جاتا ہوں اور اللہ سے استعانت کرتا ہوں۔

خالد کی ولید کے دربار میں حاضری:

خالد ولید کے پاس آیا' نہ اس نے اسے بلایا اور نہ بات چیت کی' وہ اپنے ہی مکان میں اپنے موالیوں اور خادمیوں کے ساتھ مقیم رہا۔ جب یحییٰ بن زید کا سر خراسان سے ولید کے پاس آیا تو تمام لوگ ایک شامیانے میں جمع ہوئے' ولید نے دربار' حاجب آ کر اپنی جگہ کھڑا ہوا' خالد نے اس سے کہا میرا جو حال ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں' میں چلنے سے معذور ہوں' کرسی میں سوار ہوتا ہوں' حاجب نے کہا کوئی شخص سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جا سکتا' اب تین آدمیوں کو ولید نے اپنے پاس بلایا حاجب نے خالد سے کہا اٹھو' خالد نے کہا میں معذور ہوں چل نہیں سکتا' پھر ایک یا دو آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی' اور اس مرتبہ حاجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لیے کہا' خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ پھر دس آدمیوں کو اجازت ملی' حاجب نے کہا خالد اٹھو' اب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی' اور ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا' خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا' ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا' دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے۔ شبہ بن عقال یا عقال بن شبہ تقریر کر رہا تھا' اور یحییٰ بن زید کا سر لٹکا ہوا تھا۔ خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا' جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی' ولید دربار سے اٹھ گیا اور تمام درباری چلے گئے' خالد بھی اپنے گھر آ گیا' اس نے درباری لباس اتارا ہی تھا کہ ولید کا قاصد اسے پھر بلا لے گیا' یہ سراپردۂ سلطانی کے پاس ٹھہر گیا۔

خالد سے یزید کے متعلق جواب طلبی:

ولید کے قاصد نے اس سے آ کر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں۔ کہ یزید بن خالد کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہشام نے اس پر قابو پا لیا تو اسے گرفتار کرنا چاہا اس لیے وہ بھاگ گیا' ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین ولید کے پاس ہوگا مگر جب ان کی خلافت کے بعد بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنے ہم قوم خوارج کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اس کا پورا یقین ہے' قاصد نے پھر آ کر اس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں۔ تم جھوٹ بولتے ہو تم اسے فتنہ برپا کرنے کے لیے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو' خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں میرا خاندان ہمیشہ مطیع و فرمان بردار رہا ہے' میں' میرا باپ اور دادا سب بنی امیہ کے جاں نثار و وفادار تھے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

خالد کہتا ہے کہ قاصد کے جلد جلد واپس آنے سے مجھے معلوم تھا کہ ولید اتنا قریب ہے کہ وہ میری گفتگو سن رہا ہے' قاصد نے

پھر آ کر کہا امیر المومنین فرماتے ہیں یا تو تم یزید کو حاضر کرو' ورنہ تمہاری جان لوں گا' خالد نے بلند آواز سے قاصد سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ یہی ٹھانی ہے اور اسی کا تصفیہ کر لیا ہے تو اگر میرے قدموں تلے بھی ہوتو میں انہیں تمہاری خاطر اس پر سے نہ اٹھاؤں ۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو' ولید نے اپنی فوج خاصہ کے افسر غیلان کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو اور ایسا سخت عذاب دو کہ میں اس کے چیخنے کی آواز سنوں ۔غیلان اسے اپنی فرودگاہ میں لے آیا' زنجیروں سے اسے مارنا شروع کیا مگر خالد نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا' غیلان نے ولید سے آ کر کہا سوائے اس شخص کے اور کوئی آدمی میں نے ایسا نہ دیکھا جسے یں نے پیٹا ہو اور وہ کراہا یا چلایا نہ ہو' ولید نے کہا اب اسے مت پیٹو بلکہ اپنے پاس رکھو' خالد قید کر دیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کی فروختگی:

جب یوسف بن عمر عراق سے بہت سارو پیہ لے کر آیا تو خالد کے معاملہ پر درباریوں میں گفتگو ہوئی' ولید نے دربار منعقد کیا' یوسف بھی اس کے پاس موجود تھا' آبان بن عبدالرحمٰن النمیر ی نے خالد کے معاملہ میں گفتگو کی ۔ یوسف نے کہا میں پانچ کروڑ درہم مین اسے خریدتا ہوں' ولید نے خالد کو کہلا بھیجا کہ یوسف تمہیں پانچ کروڑ میں خرید رہا ہے' یا تم اس رقم کی ضمانت پیش کرو' ورنہ میں تمہیں اس کے حوالے کیے دیتا ہوں ۔ خالد نے سن کر کہا بخدا! عرب کبھی بھی بکنے کے عادی نہیں ہوئے' اور زمین سے ایک لکڑی اٹھا کر کہا اگر وہ اس کو بھی ضمانت میں مجھ سے طلب کرے تو میں ہرگز نہ دوں' جو اس کے جی میں آئے کرے۔

خالد بن عبداللہ پر جبر وتشدد:

ولید نے اسے یوسف کے حوالے کر دیا' یوسف نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چغہ اسے پہنایا اور ایک اور اس کے اوپر سے لپیٹ دیا' بغیر کسی گدے یا بستر کے اسے کجاوہ پر سوار کیا اور اس کے ساتھ اسی کجاوہ میں ابوقحافۃ المری ولید بن تلید کا بھتیجا جو ہشام کی جانب سے موصل کا عامل تھا سوار ہوا۔ یوسف خالد کو اس طرح لے کر چلا ۔محدثیہ آ کر جو ولید کے عسکر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا منزل کی' خالد کو سامنے بلا کر اس کی ماں کا بری طرح ذکر کرنے لگا۔ خالد نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے ماؤں کے ذکر سے کیا فائدہ' میں اب ایک لفظ بھی تجھ سے نہ بولوں گا' یوسف نے اسے خوب مارا اور سخت تکلیف وایذا دی مگر اس نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں کہا' اب پھر اسے لے کر کوچ کیا' اثنائے سفر میں زید بن تمیم القینی نے دانہ انار کے ستو کا شربت اپنے آزاد غلام سالم النصاط نام کے ہاتھ اسے بھیجا' یوسف کو اس کی خبر پہنچ گئی' اس نے زید کے پانچ سو اور سالم کے ایک ہزار کوڑے لگوائے ۔حیرہ آ کر یوسف نے ابراہیم اور محمد ہشام کے دونوں بیٹوں کو بلایا' اور ان کے سامنے خالد کو مارنا شروع کیا۔ ابراہیم تو چپ چاپ دیکھتا رہا مگر محمد بن ہشام کا دل بیٹھ گیا' خالد پر تمام دن اسی عذاب میں کٹا' رات کو ایک بڑا بھاری ناہموار پتھر اس کے سینے پر رکھ دیا گیا جس سے وہ اسی شب مر گیا۔ حیرہ کے اطراف اسی چونے میں جو وہ پہنچے تھا اسے زمین کے سپرد کر دیا گیا۔

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق اس کی موت محرم ۱۲۶ ہجری میں واقع ہوئی' عامر بن سہلۃ الاشعری نے اس کی قبر پر آ کر اپنا گھوڑا ذبح کیا' اس جرم میں یوسف نے سات سو کوڑے اس کے لگوائے۔

خالد بن عبداللہ کا صبر واستقلال:

ایک شخص کہتا ہے کہ جب خالد کو یوسف نے اپنے سامنے بلایا میں اس وقت موجود تھا یوسف نے ایک لکڑی منگوائی' وہ اس

کے دونوں پاؤں پر رکھی گئی اور اتنے آدمی اس پر کھڑے ہوئے کہ اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے۔ مگر بخدا نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ منہ بنایا۔ پھر لکڑی اس کی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئیں پھر اس کی دونوں رانوں پر رکھی گئی' پھر اس کے دونوں کولھوں پر' پھر اس کے سینے پر' یہاں تک کہ اسی طرح وہ مر گیا مگر نہ ایک لفظ اس نے زبان سے نکالا اور نہ اس کی ابرو پر بل پڑا۔

یزید بن ولید کی بیعت:

اسی سنہ میں یزید بن الولید بن عبدالملک کے لیے جسے یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی۔ ناقص اس لیے کہا جاتا ہے کہ ولید بن یزید نے لوگوں کی معاشوں میں جو دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے زیادتی کو کم کر کے معاشوں کی شرح پھر وہی کر دی جو ہشام بن عبدالملک کے عہد میں تھی' بیان کیا گیا ہے کہ اس کا یہ نام سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا۔ علی بن محمد لکھتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب وشتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص بن الولید ہے اس کا نام ہی ناقص رکھ دیا اور اسی وجہ سے اور لوگ بھی اسے اسی نام سے یاد کرنے لگے۔

اسی سنہ میں بنی مروان کی یک جہتی متزلزل ہوگئی اور فتنہ برپا ہوگیا۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت:

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو عمان میں قید تھا' جیل سے نکل آیا' عمان میں جس قدر سرکاری روپیہ وغیرہ تھا' سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا' ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اس پر کفر کا الزام لگاتا تھا۔

اہل حمص کی بغاوت:

اسی سنہ میں اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا' اس کا مکان ڈھا دیا' اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے' اس کی تفصیل یہ ہے۔

علی راوی ہے کہ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا' یہ باعتبار اپنی شرافت' بزرگی' فراست اور وجاہت کے بنی مروان کے عمائد میں سے تھا ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اور ولید کا ماتم برپا کیا' اس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے' ان میں سے بعض لوگوں نے جو اس کے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم دشمن سے برابر کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ ہمارا ہی پلہ جنگ میں جھکا ہوا تھا کہ اتنے میں عباس بن الولید عبدالعزیز' بن الحجاج سے جا ملا۔

آل عباس بن ولید کی گرفتاری:

یہ سنتے ہی اہل حمص کو جوش آ گیا' انھوں نے عباس کے مکان کو ڈھا دیا' اسے لوٹ لیا' اس کی حرم کو بھی لوٹا' اس کی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور خود اس کی تلاش کرنے لگے مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا' انھوں نے تمام چھاؤنیوں سے مراسلت شروع کی اور انھیں خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی' سب نے اس بات کو منظور کر لیا۔ نیز اہل حمص نے اپنے درمیان ایک تحریری عہد کیا

کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے' بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو ان کے لیے بیعت کریں گے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اس شخص کو اختیار کریں گے جو ان کی معاش گذشتہ محرم سے اس محرم تک دے گا' اور ان کی اولاد کے لیے بھی معاش مقرر کرے گا۔ نیز ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنالیا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک کو جو حمص کی دارالامارۃ میں تھا اس کی اطلاع لکھ بھیجی' مروان نے جی یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ خط آیا' یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔ جب یزید بن ولید کو ان کے طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے قاصد ان کے پاس بھیجے۔ ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا' اور اس نے انھیں یہ لکھا کہ میں اپنے لیے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ باہمی مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے۔ عمر بن قیس السکونی نے کہا کہ میں اپنے ولی عہد یعنی ولید بن یزید کے بیٹے کے لیے راضی ہیں۔ یعقوب بن عمیر نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تو لالچی' پاگل ہو گیا ہے' تیری عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری صیانت میں رہے تو کبھی خود اس کا مال اسے نہ دے گا چہ جائیکہ تمام قوم کی عنان حکومت اس کے سپرد کرے۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

حمص والے یزید بن الولید کے پیامبروں پر جھپٹے اور انھیں نکال باہر کیا۔ اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبداللہ کو ان کے معاملہ سے کوئی سروکار نہ رہا تھا۔ اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اس کے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے۔ ابو محمد السفیانی بھی ان کے ہمراہ تھا' اس نے کہا اگر میں دمشق جا کر وہاں کے لوگوں سے ملوں جلوں تو کوئی میری مخالفت نہ کرے گا۔ اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید' اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت ان کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا یہ حوارین میں آ کر ٹھہرے' ان کے ہمراہ اکثر بنی عامر الکلبی تھے۔ سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آ گیا' یزید نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی بہن ام ہشام بنت ہشام بن عبدالملک سے نکاح کر لیا' اور اس کا وہ تمام مال و جائیداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اسے بحال کر دی۔ اسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے احکام کی پوری طرح تکمیل کریں۔

مروان بن عبداللہ کا قتل:

ان کے مقابلہ کے لیے اہل حمص بھی آگے بڑھ کر خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہوئے' اور مروان بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے ہو' یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اس کا تمہیں بڑا اجر و ثواب دے گا۔ ان میں سے ایسے دو شخص تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں جو بمنزلہ سینگ اور گردن کے ہیں' اگر تم نے انہیں قطع کر دیا تو جو ان کے پیچھے آ رہا ہے۔ اس کا خود میں پیچھا کروں گا۔ اس کے مقابلہ پر تمہارا پلہ بھاری ہوگا' اور ان کا مقابلہ تمہارے لیے آسان ہو جائے گا' میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق چلے چلیں۔ سمط نے کہا بخدا! یہ ہمارا دشمن ہے اس کا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے' یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے' یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبداللہ پر حملہ کیا اسے اور اس کے بیٹوں کو قتل کر ڈالا' اور ان کے سر سب کو دکھانے کے لیے بلند کیے' حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھا۔

ابو محمد السفیانی کی دمشق کی جانب پیش قدمی:

مروان بن عبداللہ کے قتل کے بعد انھوں نے ابو محمد السفیانی کو اپنا امیر بنایا اور سلیمان بن ہشام کو اطلاع کی کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو' ہم خود تمہارے مقابلہ کے لیے آتے ہیں مگر انھوں نے یہ کیا کہ سلیمان کے عسکر کو اپنے بائیں چھوڑ کر سیدھا دمشق کا رخ کیا۔ جب سلیمان کو اس کی خبر ہوئی وہ بڑی سرعت سے ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا' اور سلیمانیہ میں جو سلیمان بن عبدالملک کا ایک مزرعہ عذراء کے پیچھے دمشق سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا انھیں آلیا۔

جب یزید کو اہل حمص کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے عبدالعزیز بن الحجاج کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ عقاب کی گھاٹی پر ٹھہرے' نیز اس نے ہشام بن معاد کو پندرہ سو فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ سلامۃ گھاٹی پر ٹھہرے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اہل حمص اور سلیمان بن ہشام کی جنگ:

یزید بن مصاد جو سلیمان کی فوج میں تھا راوی ہے کہ اہل حمص کو جب کہ وہ سلیمانیہ میں فروکش تھا ہم نے ملا لیا' انھوں نے زیتون کے جنگل کو اپنی داہنی جانب اور کوہستان کو اپنی بائیں جانب کیا تھا' حباب اس کے پیچھے تھا اور اس طرح صرف ایک ہی سمت سے ان پر حملہ کیا جا سکتا تھا' علاوہ بریں چونکہ وہ اوّل شب ہی منزل پذیر ہو چکے تھے' انھوں نے اپنے گھوڑوں کو آرام دے کر تازہ دم کر لیا تھا' بہ خلاف اس کے ہم ساری رات سفر کر کے ان تک پہنچے تھے' جب دن چڑھ گیا' گرمی شدید ہوئی' ہمارے گھوڑے بالکل بے دم ہو چکے تھے' اور فولاد کے زرہ بکتر ہم پر بوجھل ہو گئے تھے' میں نے مسرور بن الولید سے اس کے پاس جا کر کہا اے ابوسعید میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ امیر اس حالت میں اس وقت فوج کو آگے نہ بڑھائیں' سلیمان میری بات سن رہا تھا' اس نے میرے سامنے آ کر کہا' اے نوجوان! صبر کر' تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا ہمارے ان کے درمیان جو تصفیہ کرنے والا ہو تصفیہ نہ کر دے میں گھوڑے سے نہیں اتروں گا' آگے بڑھو' اس کے میمنہ پر طفیل بن حارثۃ الکلبی اور میسرہ پر طفیل بن زرارۃ الحبشی تھا' اب اہل حمص نے ہم پر حملہ کیا اور ہمارا میمنہ و میسرہ دو سو گز سے زیادہ پسپا ہوا' خود سلیمان قلب میں تھا' وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اب سلیمان کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور انھیں اسی جگہ تک پیچھے دھکیل دیا جہاں وہ پہلے تھے کئی مرتبہ اسی طرح ہوا۔ کہ انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم نے ان پر' ان کے دو سو کے قریب مارے گئے جن میں حرب بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بھی تھا' اور سلیمان کی فوج کے تقریباً پچاس آدمی کام آئے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ:

ابوالعباء البہرانی اہل حمص کا مشہور بہادر سامنے آیا اور مبارزت طلب کی اس کے مقابلہ پر حیۃ بن سلامۃ الکلبی نکلا اور نیزہ کا اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ حریش کے آزاد غلام ابو جعدہ نے جو اہل دمشق کی طرف تھا اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اب شبیب بن یزید البہرانی نے مبارزت طلب کی' اس کے مقابلہ کے لیے ایراک السغدی جو سغد کے شہزادوں میں سے تھا اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ رہا کرتا تھا نکلا۔ شبیب پستہ قد تھا' ایراک گرانڈیل تھا۔ جب شبیب نے اسے اپنے مقابل آتے دیکھا تو اپنی جگہ واپس چلا گیا' مگر ایراک معرکہ میں ٹھہرا شبیب نے اس کے تیر مارا جس نے اس کے عضلہ ساق کو اس کے گھوڑے کے نمدہ

سے پیوست کر دیا۔ اسی طرح جنگ ہو رہی تھی کہ عبدالعزیز عقاب گھاٹی سے بڑھ کر اہل حمص پر حملہ آور ہوا' ان کے عسکر میں در آیا' بہت سوں کو قتل کیا اور ہم میں آ ملا۔

اہل حمص کی شکست:

سلیمان بن زیاد الغسانی راوی ہے۔ میں عبدالعزیز بن الحجاج کے ہمراہ تھا۔ اہل حمص کے عسکر کو دیکھ کر اس نے اپنی فوج سے کہا تمہیں اس ٹیلے پر پہنچنا ہے جو ان کے عسکر کے وسط میں واقع ہے' اگر تم میں سے کوئی پیچھے رہ گیا تو بخدا میں اس کی گردن مار دوں گا اور اپنے علمبردار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اور ہم نے بھی اس کے ہمراہ حملہ کیا' جس نے ہمارا مقابلہ کیا مارا گیا' ہم اسی ٹیلہ پر جا پہنچے' ان کے عسکر میں شگاف پڑ گیا اور انہیں شکست ہوئی' یزید بن خالد بن عبداللہ القسری چلایا کہ خدا سے ڈرو اپنی قوم کو قتل کر رہے ہو۔ یہ سن کر لوگ رک گئے اور اس نے سلیمان اور عبدالعزیز کی کارروائی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا' اس وجہ سے ذکوانیہ اور سلیمان اور بنی عامر میں جو قبیلہ کلب سے تھے تلوار چلتے چلتے رہ گئی' مگر پھر اس شرط پر کہ اہل حمص یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لیں فاتح اپنی جگہ رک گئے۔

ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد کی گرفتاری:

سلیمان بن ہشام نے عبدالعزیز کو بھیج کر ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ کو گرفتار کرا لیا' یہ انہیں لے کر مصیل بن حارثہ کے پاس سے گذرا' ان دونوں نے ان سے چلا کر کہا اے ماموں ہم تمہیں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ یاد دلاتے ہیں' عبدالعزیز انھیں سلیمان کے پاس لایا سلیمان نے انھیں قید کر دیا۔ بنو عامر کو ان کے قتل کیے جانے کا خوف ہوا' اس لیے ان کی ایک جماعت آئی اور ان کے ساتھ خیمہ میں رہی۔ پھر سلیمان نے انھیں یزید بن الولید کے پاس بھیج دیا' یزید نے انھیں قصر خضراء میں ولید کے دونوں بیٹوں کے ہمراہ قید کر دیا۔ نیز ان کے ساتھ اس نے یزید بن عثمان بن محمد بن ابی سفیان عثمان بن الولید کے ماموں کو بھی قید کر دیا۔

سلیمان بن ہشام اور عبدالعزیز کی مراجعت دمشق:

سلیمان اور عبدالعزیز دمشق روانہ ہوئے اور دونوں مقام عذراء میں فروکش ہوئے' اب تمام اہل دمشق نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور سب نے یزید بن ولید کے لیے بیعت کر لی' کچھ دمشق آ گئے اور کچھ حمص چلے گئے۔ یزید نے ان کی معاشیں انھیں دیں' ان کے اشراف کو جن میں معاویۃ بن یزید بن الحصین' سمط بن ثابت' عمرو بن قیس' ابن حری اور صقر بن صفوان تھے' انعام و اکرام دیا' نیز اس نے اہل حمص میں سے معاویہ بن الحصین کو کسی جگہ کا عامل بھی مقرر کیا' باقی اور لوگ دمشق ہی میں مقیم رہے' پھر یہ سب اہل اردن اور فلسطین کے مقابلہ پر گئے۔ اس معرکہ میں اہل حمص کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔

فلسطین میں شورش:

اسی سنہ میں اہل فلسطین اور اردن نے سرکشی کی' اپنے عامل کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سعید بن عبدالملک ولید کی جانب سے فلسطین کا عامل تھا' یہ ایک نیک اور اچھا آدمی تھا' یزید بن سلیمان اپنے باپ کے بیٹوں کا سردار تھا اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹے فلسطین آ کر رہا کرتے تھے اس لیے وہاں کے باشندے ان کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان سے

محبت کرتے تھے' انہیں ولید کے قتل کی اطلاع ہوئی' اس وقت تمام اہل فلسطین کا سردار سعید بن روح بن زنباع تھا' اس نے یزید بن سلیمان کو لکھا کہ خلیفہ قتل کیا جا چکا ہے' اب آپ یہاں آیئے تاکہ ہم آپ کو اپنا حکمران بنالیں' اس بات کے لیے سعید نے اپنی تمام قوم کو تیار کرلیا۔ نیز اس نے سعید بن عبدالملک کو جو اس وقت سبع میں فروکش تھا لکھا کہ آپ یہاں سے چلے جایئے کیونکہ اب حکومت میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور اب ہم نے ایسے شخص کو اپنا حکمران بنالیا ہے جس کی حکومت سے ہم راضی ہیں' چنانچہ سعید بن عبدالملک' یزید بن الولید کے پاس چلا گیا۔ یزید بن سلیمان نے اہل فلسطین کو یزید بن الولید سے لڑنے کی دعوت دی۔

اہل اردن کی بغاوت:

جب اہل اردن کو ان کی حالت کا علم ہوا تو انھوں نے محمد بن عبدالملک کو اپنا حاکم بنالیا اور اب فلسطین کی حکومت اصل میں سعید بن روح اور ضبعان بن روح کے ہاتھ میں تھی' یزید کو ان کی شورش کا علم ہوا' اس نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق اور اہل حمص کے ہمراہ جو سفیانی کے ساتھ تھے ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ محمد بن راشد راوی ہے' کہ اہل دمشق چوراسی ہزار تھے' سلیمان ان کے پاس آ گیا' یہ مجھے نامہ و پیام کے لیے ضبعان اور سعید روح کے بیٹے' اور حکم اور راشد جرد بلقینی کے بیٹوں کے پاس بھیجتا رہا' میں انھیں یزید کی بیعت کرنے کے لیے سبز باغ دکھاتا اور امیدیں دلاتا تھا' آخر کار وہ اس کے لیے آمادہ ہوگئے۔

محمد بن عبدالملک کی اطاعت:

عثمان بن داؤد الخولانی بیان کرتا ہے کہ یزید نے مجھے محمد بن عبدالملک اور یزید بن سلیمان کے پاس اسے لیے بھیجا کہ انہیں اس کی اطاعت کی دعوت دوں۔ حسن سلوک کے وعدے کروں اور توقعات دلاؤں' میرے ہمراہ حذیفہ بن سعید بھی تھا ہم نے سب سے پہلے اہل اردن اور محمد بن عبدالملک سے یہ کارروائی شروع کی' اردن کے کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے' میں نے اس سے گفتگو شروع کی' انھوں نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے یہ شخص اقامت نماز کے وقت آیا ہے۔ اب میں اور وہ اکیلے رہ گئے میں نے تخلیہ میں اس سے کہا کہ میں یزید کا قاصد ہوں اور خاص تمہارے پاس آیا ہوں' واقعات یہ ہیں کہ جتنے سپہ سالار مقرر کیے گئے وہ سب تمہاری قوم کے تھے۔ اسی طرح بیت المال سے اگر ایک درہم بھی کسی کو دیا گیا ہے تو وہ انھیں کے ہاتھوں میں گیا ہے اور یزید اور یہ آپ کے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہے' محمد نے کہا کیا تم اس کی ضمانت کرتے ہو' میں نے کہا جی ہاں! اس کے پاس سے ہو کر میں ضبعان بن روح کے پاس آیا اور اس سے بھی میں نے وہی کہا جو محمد سے کہہ آیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی زندگی کے لیے تمہیں فلسطین کا عامل مقرر کردے گا' اس نے میری دعوت پر لبیک کہا' میں واپس چلا آیا' صبح اٹھ کر میں نے دیکھا کہ اہل فلسطین مقابلہ سے واپس چلے گئے۔

طبریہ پر فوج کشی:

محمد بن سعید بن حسان الاردنی بیان کرتا تھا کہ میں اردن میں یزید بن ولید کا مخبر تھا' جب سب لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس نے مجھے اردن کا افسر مال مقرر کر دیا۔ جب لوگ اس کے مخالفت ہو گئے تو میں سلیمان بن ہشام کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی مجھے رسالہ دو تاکہ میں طبریہ پر غارت گری کروں' اس نے اس سے صاف انکار کر دیا۔ میں نے یزید بن الولید کو سارا واقعہ جا سنایا' اس نے اپنے قلم سے سلیمان کو لکھا کہ جس قدر رسالہ کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ساتھ بھیج دے' میں نے

اس حکم کو سلیمان کے حوالے کر دیا۔ سلیمان نے سلم بن ذکوان کو پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ میرے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ میں رات ہی رات اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا' بطیحہ پہنچ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا وہ آس پاس کے مواقع میں پھیل گئے' میں ایک دستہ کے ساتھ طبریہ کی طرف بڑھا اور وہ بھی ٹکڑی ٹکڑی کر کے اپنی چھاؤنی میں چلے آئے' اہل طبریہ نے کہا ہم کس لیے یہاں ٹھہرے رہیں جب کہ اہل جند ہمارے گھروں کی تلاشی لیتے ہیں اور ہمارے اہل وعیال پر تحکم کرتے ہیں' یہ لوگ یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے احاطوں میں گئے انھیں لوٹ لیا' ان کے تمام جانور اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا' اپنے دیہات اور مکانات میں چلے گئے۔

اہل طبریہ کی اطاعت:

جب اہل فلسطین اور اردن منتشر ہو گئے تو سلیمان عنبرہ آیا' اہل اردن اس کے پاس آئے۔ اور انھوں نے یزید کے لیے بیعت کر لی۔ جمعہ کے دن سلیمان نے انھیں طبریہ بھیجا اور خود جھیل میں ایک جہاز پر سوار ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلا طبریہ آیا۔ یہاں سب لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ان لوگوں سے جو نماز میں موجود تھے یزید کے لیے بیعت لے کر پھر اپنے پڑاؤ واپس آ گیا۔

یزید بن ولید کا اہل رملہ سے بیعت لینے کا حکم:

سلیمان بن داؤد راوی ہے صنبرہ پر فروکش ہو کر سلیمان نے مجھے یزید بن الولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر امیر المومنین سے اہل فلسطین کی زیادتی جس کا خود تمہیں علم ہے بیان کرو۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ اللہ نے ان کے معاملہ سے فراغت دے دی ہے اور اب میرا مستقل ارادہ کہ ابن سراقہ کو فلسطین اور اسود بن بلال الحاربی کو اردن کا حاکم مقرر کروں۔ میں نے یزید سے آ کر وہ باتیں بیان کر دیں جن کا سلیمان نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر یزید نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ضبعان بن روح سے کیا کہا' میں نے ساری کیفیت سنائی' یزید نے پوچھا پھر اس نے کیا کیا' میں نے کہا کہ وہ اہل فلسطین کو لے کر اور ابن جرد اہل اردن کو لے کر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے گئے۔ یزید نے کہا تو ایسی حالت میں' سلیمان کی تجویز پر عمل کرنا آئین وفا کے سراسر منافی ہے تم ابھی جاؤ اور سلیمان کو میری جانب سے حکم دو کہ وہ تاوقتیکہ رملہ جا کر اس کے باشندوں سے میرے لیے بیعت نہ لے' واپس نہ آئے' اور میں ابراہیم بن الولید کو اردن کا' ضبعان بن روح کو فلسطین کا' مسرور بن الولید کو قنسرین کا اور ابن الحصین کو حمص کا عامل مقرر کرتا ہوں۔

یزید بن ولید کا خطبہ:

ولید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے تقریر کی' خدا کی حمد اور رسول اللہ ﷺ کی ثناء کے بعد اس نے کہا' اے لوگو! میں نے کسی بدنیتی' نخوت' دنیا کی حرص یا حکومت کے لیے خروج نہیں کیا۔ نہ میں نفس پرور ہوں' اللہ مجھ پر رحم کرے' میں تو اپنے نفس پر سختی کرتا ہوں بلکہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کو حمایت وحمیت میں خروج کیا ہے اور اس لیے میں اللہ اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ ہدایت کے بلند مینار ڈھا دیئے گئے تھے۔ اہل تقویٰ کی نورانی قندیل گل کر دی گئی تھی' ایسے سرکش متمرو کا دور دورہ ہو گیا تھا' جس نے ہر حرام کو حلال کر لیا' ہر بدعت کو اختیار کر لیا' کیونکہ وہ نہ کلام اللہ کو سچا سمجھتا تھا اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا تھا' اگرچہ قرابت کے اعتبار سے وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور شرافت نسب میں میرا مماثل تھا مگر جب میں نے اس کی یہ روش دیکھی اللہ سے اس کے معاملہ میں استخارہ کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ خداوندا تو میرے نفس کے حوالے

نہ کر دینا' پھر میں نے اس کارروائی میں شرکت کے لیے صرف اپنے ماتحتین و متعلقین میں ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے اس پر لبیک کہا اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی' آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و طاقت سے نہیں) اپنے مالک اور بندوں کو اس کی جانب سے راحت دلا دی۔ حضرات میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی قصر تعمیر کروں گا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ روپیہ جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بیٹے کو کچھ دوں گا' نہ روپیہ کو ایک شہر سے دوسرے میں منتقل کروں گا' تاوقتیکہ اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کر لوں اور اس کے خاص لوگوں کو اتنا نہ دے لوں جس سے انہیں تقویت حاصل ہو' اگر اس سے کچھ بچ جائے گا تو اس روپیہ کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہوگا اور اسے سب سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لیے منتقل کروں گا۔ تمہاری سرحدوں پر میں چنگی وصول نہیں کروں گا' جس سے تمہیں یا تمہیں اہل وعیال کو تکلیف اٹھانا پڑے' نہ میں اپنے دروازے کو تمہارے لیے کبھی بند کروں گا تاکہ تمہارا قوی تم میں جو کمزور ہو اسے ستا نہ سکے نہ میں تمہارے اہل جزیہ پر کوئی ایسا لگان عائد کروں گا جس کی وجہ سے وہ اپنے ہم وطنوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ان کی نسل منقطع ہو جائے' میں تمہیں سالانہ معاش دوں گا' اور ماہوار ماہانہ تاکہ دولت عام مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جائے کہ تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے اس کی حیثیت اس جیسی ہو جو تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو اگر میں اپنے ان وعدوں کا ایفا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری فرمانبرداری و اطاعت کریں اور اس ذمہ داری میں خلوص اور عمدگی کے ساتھ میری شرکت کریں۔ اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو آپ کو اختیار ہے کہ میری بیعت سے انحراف کریں مگر ایسی صورت میں کہ میری کسی فروگذاشت کا آپ سبب دریافت کریں اور اگر میں توبہ کروں تو آپ اسے قبول فرمائیں' اور اگر کسی اور کو ایسا دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ مراعات بھی کرنے کے لیے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کے لیے بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرنے اور اس کی طاعت میں شامل ہونے کے لیے مستعد ہوں۔ حضرات اگر کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس کے ساتھ وفا کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑ دے' اطاعت تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ اس لیے جب تک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا رہے تو اس کی اطاعت کرو' اگر وہ معصیت کی جانب بلائے تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کے حکم کی نافرمانی کی جائے' اور اسے قتل کر دیا جائے۔ میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

یزید بن ولید کی بیعت کی تجدید:

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لیے بلایا سب سے پہلے افقم یزید بن ہشام نے آ کر بیعت کی' قیس بن ہانی العبسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المومنین اللہ سے ڈرتے رہیے اور جو وعدے آپ نے کیے ہیں ان پر جمے رہیے' کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے چاہے۔ ان میں لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی کیوں نہ لیں کسی نے اپنے وعدوں کا پورے طور پر ایفا نہیں کیا' مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور عمر نے برے طریقے سے حاصل کیا تھا' جب مروان بن محمد نے اس کی اس بات کو سنا تو کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کر دے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

قیس بن ہانی کا قتل:

جب مروان خلیفہ ہوا تو اس نے ایک شخص کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دمشق کی مسجد میں جا کر قیس بن ہانی کو نظر میں رکھنا' کیونکہ وہی بہت دیر تک نماز پڑھتا رہتا ہے' اور اسے قتل کر دینا' اس شخص نے حسب الحکم دمشق کی مسجد میں آ کر قیس کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسے قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا۔

امارت عراق پر منصور بن جمہور کا تقرر:

جب تمام شام نے یزید بن ولید کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا تم ولید نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہ۔ عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ کو عراق کا صوبہ دار بنانے کے لیے گفتگو کے لیے اپنے پاس بلایا' عبدالعزیز نے کہا اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا' یزید نے اسے چھوڑ دیا اور منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مگر ابومخنف کہتے ہیں کہ ولید بن یزید بن عبدالملک بروز چہارشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا اور تمام لوگوں نے دمشق میں یزید بن ولید بن عبدالملک کے لیے بیعت کر لی۔ جس روز ولید قتل کیا گیا اسی دن منصور بن جمہور نجراء سے عراق روانہ ہو گیا۔ اس سمیت کل سات آدمی اس کے ہمراہ تھے۔

یوسف بن عمر کا فرار:

یوسف بن عمر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی' وہ اپنے مستقر سے بھاگ گیا۔ منصور بن جمہور ابتدائے ماہ رجب میں حیرہ پہنچا' سرکاری خزانوں پر قابض ہو گیا۔ اہل معاش کو ان کی معاشیں اور تنخواہیں دے دیں۔ حریث بن ابی جہم کو اس نے واسط کا عامل مقرر کیا۔ اس سے پہلے محمد بن نباتہ واسط کا عامل تھا۔ منصور بن جمہور نے ایک شب اس پر چھاپہ مارا اور قید کر کے بیڑیاں ڈال دیں' جریر بن یزید بن جریر کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود کوفہ میں رہا۔ اس نے اور بھی اپنے عامل مقرر کر دیئے اور یزید بن ولید کے لیے عراق اور تمام اضلاع میں بیعت لے لی' رجب کا بقیہ حصہ' شعبان اور رمضان وہاں مقیم رہا اور رمضان کے اواخر میں شام واپس چلا آیا۔

منصور بن جمہور:

ابومخنف کے علاوہ اوروں کا بیان ہے کہ منصور بن جمہور ایک بے رحم ظالم غیلانی اعرابی تھا' یہ کوئی دیندار آدمی نہ تھا مگر چونکہ یزید غیلانیوں کی تحریک کا حامی تھا نیز منصور کو خالد کے قتل کا رنج تھا محض ان وجوہات کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا' جب یزید نے اسے عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تو اس سے کہا میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے' تم عراق جاؤ اور اللہ سے ڈر کر حکومت کرنا' یہ جان لو کہ میں نے ولید کو اس کے فسق و فجور اور ظلم کی وجہ سے قتل کیا ہے تمہارے لیے یہ نازیبا ہے کہ تم بھی وہی روش بد اختیار کرو جس کی وجہ سے ہم نے ولید کو قتل کیا۔

یزید بن حجرہ کا منصور کی تقرری پر احتجاج:

یزید بن حجرۃ الغسانی جو نہایت دیندار فاضل شخص تھا۔ اور جس کی اہل شام بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور جو محض اپنی

دینداری کی وجہ سے ولید کے خلاف لڑا تھا' یزید بن ولید کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے منصور کو عراق کا صوبہ دار مقرر فرمایا ہے' یزید نے کہا ہاں اس کی عمدہ کارگذاری اور اعانت کے صلہ میں اس نے کہا امیر المومنین یہ باتیں تو اس کے وحشی پنے اور بددینی کی وجہ سے اس میں نہیں ہوسکتیں' یزید نے کہا اگر میں منصور کو اس کی حسن اعانت کی وجہ سے یہ عہدہ نہ دوں تو اور کسے دوں' اس نے کہا ایسے دیندار نیک آدمی کو دیجیے جو مشتبہ حالات و سوانح میں استقلال سے کام کرے' اور جو احکام و حدود دین سے واقف ہو' اور یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس کا کوئی شخص نہ آپ کے دربار میں ہے اور نہ محافظوں میں' یزید بن ولید نے کہا اگر خون بہانا میری شان کے منافی نہ ہوتا تو سب سے پہلے میں قیس ہی پر ہاتھ صاف کرتا' بخدا! ان کی وجہ سے اسلام کو بجائے عزت کے ذلت نصیب ہوئی۔

یمنی قیدیوں کی رہائی:

جب یوسف کو ولید کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے یمنی سرداروں سے جو اس کے پاس تھے آمد و رفت شروع کی اور قید میں ان سے آ کر ملنے لگا۔ پھر اس نے مضری سرداروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور پوچھا اگر اس کڑی میں جس کی وجہ سے ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں کوئی گڑبڑ پڑ جائے یا کوئی فتنہ پیدا ہو جائے تو تم کیا کرو گے' وہ کہتا چونکہ میں شام کا باشندہ ہوں جس کی وہ بیعت کریں گے میں بھی کر لوں گا اور جو وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔ یوسف کو معلوم ہو گیا کہ ان مضریوں سے اس کا کام نہیں چل سکتا اس لیے اس نے جتنے یمنی قید تھے سب رہا کر دیے اور حجاج بن عبداللہ البصری اور منصور بن نصیر کو جو اسے شامیوں کی خبریں پہنچایا کرتے حکم بھیجا کہ مجھے تمام خبریں لکھتے رہو' نیز اس نے شام کی سڑک پر پہرے بٹھا دیئے اور خود ڈرتا ہوا حیرہ میں قیام پذیر ہوا۔

یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم:

اب منصور شام سے عراق آیا۔ جب جمع پہنچ گیا تو اس نے یہ خط سلیمان بن سلیم بن کیسان کو لکھا' اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں اور جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ ولید بن یزید نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا' بہت سے خون بہائے' اللہ نے اس کا خون بہایا اور جلدی سے اسے دوزخ میں پہنچا دیا۔ اب خلافت کا والی وہ شخص ہوا ہے جو اس سے بہتر اور نیک روش یزید بن الولید ہے جس کے لیے سب نے بیعت کر لی ہے' اس نے حارث بن العباس بن ولید کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے' اور عباس نے مجھے عراق بھیجا ہے تاکہ میں یوسف اور اس کے عاملوں کو گرفتار کر لوں' وہ خود مجھ سے دو منزل پیچھے مقام ابیض پر مقیم' ہے' لہٰذا یوسف اور اس کے عمال کو گرفتار کر لو۔ ان میں سے کوئی بچ کر بھاگ نہ جائے اور انہیں اپنے پاس قید رکھو' یاد رکھو کہ اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارے اور تمہارے خاندان کے ساتھ وہ کیا جائے گا جس کی تم نے نظیر نہیں دیکھی' اب چاہے تم اسے اختیار کرو اور چاہے ترک کر دو۔

یوسف بن عمر کے عمال کی گرفتاری کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ منصور جب عین التمر پہنچا تو اس نے ان شامی فوجی سرداروں کو جو حیرہ میں تھے' متعدد خطوط لکھے جن میں ولید کے قتل کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ یوسف اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو گرفتار کر لو۔ یہ تمام خط اس نے سلیمان بن سلیم بن

کیسان کو بھیج دیئے اور حکم دیا کہ ان خطوط کو تمام سرداروں کو پہنچا دے' مگر سلیمان نے وہ خط اپنے ہی پاس رکھے اور یوسف کو آ کر منصور کا وہ خط جو اس نے سلیمان کو لکھا تھا سنایا۔ اس کے سنتے ہی یوسف کے ہوش وحواس باختہ ہو گئے۔

عامل واسط کی گرفتاری:

حریث بن ابی الجہم راوی ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ یکا یک منصور بن جمہور کا خط میرے پاس آیا۔ جس میں مجھے یوسف کے عاملوں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا تھا میں واسط میں یوسف کا منیب تھا' میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور ہم تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے' دروازے کے پہرہ داروں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا حریث بن ابی جہم' انھوں نے کہا بخدا! ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے حریث آیا ہے' پھر انہوں نے دروازے کھول دیئے' ہم نے شہر میں داخل ہو کر عامل کو گرفتار کر لیا' اس نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا اور صبح کو ہم نے یزید کے لیے تمام لوگوں سے بیعت لی۔

عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام:

عمرو بن محمد بن القاسم سندھ کا والی تھا' اس نے محمد بن غزان یا غزان الکلبی کو گرفتار کر کے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا۔ یوسف نے بھی پٹوایا ایک بڑی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی۔ ہر جمعہ کو اس کی ایک قسط وصول کی جاتی تھی اور عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے' اس کا ایک ہاتھ اور کچھ انگلیاں ضرب سے سوکھ کر بیکار ہو گئیں' جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار ہوا تو اس نے اسی کو سندھ اور سجستان کا والی مقرر کیا' سجستان آ کر اس نے یزید کے لیے بیعت لی پھر سندھ آیا' عمرو بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا' عمرو بن محمد نے پہرہ والے کے تلوار چھین کر اسے نیام سے باہر کیا' اس کی نوک پر اپنا سارا بوجھ ڈال دیا' تلوار پیٹھ میں اتر گئی' لوگوں نے شور مچایا ابن غزان نے باہر آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ عمرو بن محمد نے کہا میں عذاب سے ڈرا۔ اس نے کہا میری نیت یہ نہ تھی۔ کہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا' عمرو بن محمد تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ ابن غزان نے یزید کے لیے بیعت لے لی۔

سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکلبی نے منصور بن جمہور کا خط یوسف کو پڑھ کر سنایا تو یوسف نے اس سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے' سلیمان نے کہا اب کوئی تمہارے سامنے ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ ہو کر تم جنگ کرو' اور نہ شامی فوجیں حارث بن عباس کے خلاف تمہارے ساتھ لڑیں گے' اور منصور بن جمہور تمہارے پاس آیا تو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے' اس مشورہ میں کیا حرج ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ۔ یوسف نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ مگر تدبیر کیا کی جائے' سلیمان نے کہا اسی بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے' اپنی تقریروں میں اس کے لیے بیعت کی دعوت دو۔ جب منصور قریب پہنچ جائے گا' اس وقت میں اپنے کسی بھروسہ کے آدمی کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آ گیا کہ وہ علی الصباح شہر میں داخل ہو جائے گا' یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا' تین دن یہاں قیام کیا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا' وہ اسے سماوے کے راستے لے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقاء پہنچ گیا۔

یوسف بن عمر کو ابن محمد سعید بن العاص کی امان:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے یوسف کو مشورہ دیا کہ تم چھپ رہو اور عراق کو منصور کے لیے چھوڑ دو جو وہ چاہے یہاں
2 کرے' یوسف نے کہا کس کے پاس پناہ لوں' سلیمان نے کہا میرے پاس اور میں تمہیں اپنے معتبر لوگوں میں پوشیدہ رکھوں گا۔ چنانچہ
سلیمان نے عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آ کر سارا واقعہ سنایا اور درخواست کی' چونکہ آپ قریش ہیں اور آپ کے ماموں
بکر بن وائل ہیں اس لیے آپ یوسف کو اپنے پاس پناہ دیجیے' عمرو نے اسے اپنے پاس پناہ دے دی۔

یوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار:

عمرو کہتا ہے کہ اس جیسا میں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ باوجود اس قدر نخوت وغرور کے وہ اس قدر مرعوب وخوفزدہ ہو گیا تھا کہ میں نے ایک حسین وشائستہ لونڈی اس کے پاس بھیجی اور اس سے کہا کہ اس سے اپنی بغل گرم کرو اور اسے خوش کرو مگر وہ نہ اس کے قریب گیا اور نہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا' پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا' یوسف نے کہا تم نے میرے ساتھ بہت ہی عمدہ سلوک کیا ہے' میری ایک تمنا باقی ہے۔ میں نے کہا بیان کرو اس نے کہا تم مجھے کوفہ سے شام پہنچا دو میں نے کہا اچھا' صبح کو منصور بن جمہور کوفہ آ گیا' اس نے پہلے ولید کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کی' پھر یزید کا نام لیا اور اس کی تعریف وتوصیف کی' پھر یوسف اور اس کے جور وتعدی کا ذکر کیا' بہت سے خطیبوں نے شہر میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور ولید و یوسف کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کر دیا' میں نے یوسف سے آ کر سارا قصہ بیان کیا اور جس جس کے متعلق میں نے کہا کہ اس نے تمہاری برائی کی ہے' اس نے کہا بخدا! مجھے پر فرض ہو گیا کہ میں سو دو سو اور تین سو کوڑے لگواؤں گا۔ مجھے یہ سن کر بڑا تعجب ہوا کہ یہ اب بھی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے' اور اس طرح لوگوں کو دھمکاتا ہے۔ سلیمان بن سلیم نے اس کی حفاظت کے عہد سے اپنی برأت کر لی اور پھر اسے شام بھیج دیا' شام میں یہ چھپا رہا پھر بلقا چلا گیا۔

منصور بن جمہور کی کوفہ میں آمد:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عمر نے بنی کلاب کے ایک شخص کو پانچ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر یزید بن الولید بھی تمہارے سامنے آئے تو اسے ہرگز آگے نہ بڑھنے دینا' مگر جب منصور بن جمہور صرف تیس شہسواروں کے ساتھ سامنے آیا تو اس فوج نے اس کی کوئی مزاحمت نہ کی' منصور نے ان کے ہتھیار اتار لیے اور اپنے ساتھ انہیں بھی کوفہ لے آیا۔

جب یوسف کوفہ سے روانہ ہوا' اس کے ہمراہ صرف سفیان بن سلامۃ بن سلیم بن کیسان اور غسان بن قتاس العذری تھے اور خود اس کے صلب سے سات بیٹے اور بیٹیاں اس کے ہمراہ تھیں۔

یوسف بن عمر کی بلقا میں روپوشی:

ماہ رجب کے ابتداء میں منصور بن جمہور کوفہ آیا' سرکاری خزانوں پر قابض ہوا لوگوں کو ان کی معاش اور ماہوار دے دیں اور ان تمام عہدیدار اور مال گذاری کے اہل کاروں کو رہا کر دیا جنہیں یوسف نے قید کر لیا تھا' جس وقت یوسف بلقا پہنچا' اسی وقت اس کی اطلاع یزید بن الولید کو ہو گئی۔

یوسف بن عمر کی گرفتاری:

محمد بن سعید الکلبی جو یزید کے خاص فوجی سپہ سالاروں میں تھا بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل وعیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اس نے مجھے اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء آ کر اس کے مکان کو گھیر لیا' اب ہم اسے تلاش کرنے لگے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ بات یہ تھی کہ یوسف زنانہ لباس پہنے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا ہم جلیس تھا۔ جب ان کی تلاش لی گئی تو ان کے پاس اس کا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا۔ بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا' یزید نے اسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا۔ یہ یزید کے کامل عہد اور دو ماہ دس دن ابراہیم کے عہد خلافت میں قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو ان کے قتل کرا دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جس کی کنیت ابوالاسد تھی اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا' اس نے جیل خانہ میں آ کر گرزسے ان دونوں نوعمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر نکال کر اس کی گردن مار دی۔

یوسف بن عمر سے جواب طلبی:

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقاء آنے کی اطلاع ملی تو اس نے پچاس شہسوار اس کی گرفتاری کے لیے بھیجے' بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچیرے بھائی اب تم ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے اگر میری بات مانتے ہو تو میں تمہاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں' مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پنجہ سے تمہیں نکال لوں یوسف نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں' اس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ خود میں تمہیں قتل کر ڈالوں تا کہ یمنی تمہیں قتل نہ کرنے پائیں ورنہ ہمیں سخت جوش آئے گا۔ یوسف نے کہا تم نے جو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے ایک بھی میں اختیار نہیں کر سکتا' اس نے کہا تو خیر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے فرستادے اسے پکڑ کر یزید کے پاس لائے' یزید نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے' یوسف نے کہا جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسے اور اس کے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تا کہ کسی قسم کا فتنہ نہ برپا ہو۔ یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اسے برا سمجھا کہ میری ماتحتی کرے' پھر یزید نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔

یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیش کش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے سلم بن ذکوان اور محمد بن سعید بن مطرف الکلبی سے بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آ گیا ہے' تم دونوں جاؤ اور اسے میرے سامنے حاضر کرو' ان دونوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا' جب اس کے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اس نے کہا میں بتائے دیتا ہوں وہ اپنے مزرعہ کو جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے چلا گیا ہے' وہ دونوں بلقاء کی چھاؤنی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لے کر وہاں آئے انھیں اس کا پتہ چل گیا' وہ بیٹھا تھا ان کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ان دونوں نے اس کی تلاش کیا اور عورتوں میں جا پایا' عورتوں نے اس پر ابریشم کے کوئے ڈال کر اسے چھپا دیا تھا اور خود ننگے سر اس ڈھیر کے آس پاس ہو بیٹھیں تھیں' ان لوگوں نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ نکالا' اس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو بنی کلب تم سے خوش ہو جائیں گے' میں دس ہزار دینار بھی دیتا ہوں اور کلثوم بن عمیر اور ہانی بن بشر کا خون بہا بھی دینے کے لیے آمادہ ہوں۔

یوسف بن عمر کی اہانت و تذلیل:

یہ لوگ اسے یزید کے پاس لے چلے' اثنائے راہ میں سلیمان کا عامل جو پولیس کی کسی دوڑ کو لے کر جا رہا تھا اسے ملا' اس نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اسے کھینچا اور کچھ بال نوچ لیے۔ یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی اور قد سب سے چھوٹا تھا۔ جب یہ اسے یزید کے پاس لائے تو یزید اس کی ڈاڑھی پکڑ کر جھول گیا' اس وقت اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی' یوسف کہنے لگا بخدا! امیر المومنین آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی' اب اس میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ پھر یزید نے اس کو قصر خضرا میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جس کے کسی عزیز کا تم نے خون کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھ کر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینک دے' یوسف نے کہا بخدا! مجھے اس کا یخال بھی نہیں آیا۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں' کہ تم امیر المومنین کو یہ رائے مت دینا کہ وہ مجھے اس جگہ سے کہیں اور بدل دیں اگرچہ یہ جگہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہیں ہے' محمد بن راشد نے یزید سے جا کر یہ بات کہی اس نے کہا تو بھی اسی جیسا احمق ہے میں نے تو اسے قید ہی اس لیے کیا ہے کہ عراق بھیج دوں تا کہ وہاں سب کے سامنے اس کی تشہیر کی جائے اور جو مظالم اس نے کیے ہیں اس کی پاداش میں اس کا مال اور اس کی جان لی جائے۔

اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا فرمان:

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جمہور کو عراق بھیجا اور ولید کی طرف اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا' جو حسب ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے پسند کیا اور پاک کیا' اس میں اوامر ونواہی مقرر کیے تا کہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان کرے' جس قدر عمدہ باتیں تھیں وہ اکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں' پھر وہ خود ہی اس کا ولی نگہبان ہوا' اور جو لوگ اس کے حدود کے قائم کرنے والے ہیں ان کا وہ دوست بنا جن کی وہ اسلام کی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے' جس کسی کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے اور وہ اس کی حکومت کو اپنے سر لیتا ہے اسے یہ کسی طرح حق نہیں کہ وہ سوائے ان امتیازات کے جنہیں خود اللہ نے اسے دیئے ہیں کوئی اور عہد کرائے یا کسی شے کو حلال کر دے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی یہ بے ایمانی نہایت ہی کمزور اور ناپائدار ہوتی ہے اور جو اس کے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اس کے لیے اللہ اپنے عطیہ کو پورا کرتا ہے اور اس کا اجر و ثواب اس کے لیے جمع رکھتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے اللہ اس کی تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر کے اسے محروم کر دیتا ہے' چنانچہ خلفاء یکے بعد دیگرے ہوتے رہے جو اللہ کے دین کے نگہبان اور اس کے حکم کے مطابق کام اور اس کی کتاب کی اتباع کرتے رہے' ان کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ انہیں یہ ملا کہ اللہ نے انہیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ ان کے طرز عمل کو اس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا' اس کے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی' جس نے ایسی حرام کاریاں کیں جسے نہ کسی مسلمان نے کیا اور نہ کسی کافر کو اس کے ارتکاب کی جرأت ہوئی' جب اس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آئے خون بہے اور بغیر حق کے لوگوں کے مال ضبط کیے گئے' اور ایسی بری بری باتیں کی گئیں کہ جن کے مرتکب کو اللہ تھوڑی ہی مہلت دیتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ یہ خود ان باتوں کو ترک کر

دے گا' اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برأت کرے گا' اپنے اعمال اور معاصی کو برا سمجھ کر ترک کر دے گا میں خود اس کی جانب چلا اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکان دین کی اصلاح اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کا جو بیڑا اٹھایا ہے اسے تو ساحل مراد پر پہنچا' میں فوج سے ملا ان کے سینے اسی دشمن کے اعمال شنیعہ کی وجہ سے پہلے ہی غصے سے جوشاں تھے کیونکہ اس کا یہ حال تھا کہ جو شرائع اسلام اس کے سامنے آئے اس نے انھیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا' اور ان باتوں کو وہ ڈھٹائی سے کھلم کھلا بغیر کسی پردہ کے کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہے' میں نے فوج سے اپنی ناراضی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ اس سے ہمارا دین اور دنیا دونوں برباد کی جا رہی ہیں' انہیں میں اپنے دین کی پابجائی اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملہ میں متردد تھے کہ اگر ان حالات میں ان کا طرز عمل یہی رہا تو انہیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا' جب میں نے اس حالت کو بدلنے کے لیے انہیں دعوت دی انھوں نے فوراً اس پر لبیک کہا' میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو ان کا سردار بنا کر اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا' انھوں نے نجرا نام ایک گاؤں میں سے پہلے دشمن خدا کو لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کو مشورہ سے طے کیا جائے جسے سب مسلمان پسند کریں اس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے' اس نے اس کا جواب نہیں دیا اور اپنی گمراہی میں مداومت کو پسند کیا' پھر اس نے اللہ کے کاموں سے ناواقفیت کی بنا پر خود ہی ان پر حملہ کی ابتداء کی مگر اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ بڑا توانا اور دانا ہے اور اس کی گرفت شدید ہے' اللہ نے اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسے قتل کر ڈالا' نیز اس کے ان بداعمال مصاحبوں میں سے جو اس کی اندرونی خباثت وفسق میں اس کے شریک کار تھے دس قتل کیے گئے اس کے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اس کی آگ بجھا دی اور اپنے بندوں کو اس کی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اسے اور اس کے شرکاء طریق کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس واقعے کی فوراً اطلاع کر دوں تا کہ تم خدا کی حمد اور اس کا شکر بجا لاؤ' کیونکہ اب تمہاری حالت قابل مثال و رشک ہو گئی اس لیے کہ تمہارے حکمران تمہارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمہارے لیے کشادہ ہے کوئی شخص عدل وانصاف کے بغیر تم پر حکومت نہیں کرے گا' اس لیے تم اپنے رب کا مزید شکر ادا کرو' میں نے منصور بن جمہور کو تمہارا والی انتخاب کیا ہے' تم اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو' کیونکہ تم اللہ کے سامنے اس کا عہد کر چکے ہو' اللہ کی مخلوقات کے لیے جس قدر عہد و وعدے لیے جاتے ہیں ان سب سے بڑھ کر قابل احترام یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جسے میں اپنا جانشین بناؤں اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو' کیونکہ اس بات پر تمام امت نے اتفاق واجتماع کر لیا ہے۔

جس طرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم' رسول اللہ ﷺ کی سنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کروں گا اور اس کے لیے میں اپنے رب اور ولی سے توفیق و نیک تکمیل کا خواستگار ہوں۔

اسی سنہ میں نصر بن سیار نے خراسان میں منصور بن جمہور کی حکومت کو جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی ناظم اعلیٰ مقرر کیا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کے لیے تحائف لے کر عراق آنے کا حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہو گیا تھا' مگر اس نے راستے میں دیر لگائی' یہاں تک کہ اسے ولید کے قتل کی اطلاع پہنچی۔

نصر بن سیار کو منصور کی امارت کی اطلاع:

بشر بن نافع سالم اللیثی کا آزاد غلام جو عراق کی سڑکوں کا محافظ تھا بیان کرتا ہے کہ جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا تو منصور نے اپنے بھائی منظور کو رے کا عامل مقرر کر کے رے روانہ کیا' میں بھی اس کے ہمراہ رے آیا' اب میں نے اپنے دل سے کہا کہ نصر کو چل کر اس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیے۔ جب نیشاپور پہنچا تو نصر کے مولی حمید نے مجھے روک لیا اور کہا جب تک تم اپنا مقصد مجھ سے بیان نہ کرو میں تمہیں آگے نہ جانے دوں گا' میں نے اسے واقعہ سنا دیا اور عہد لے لیا کہ جب تک میں نصر کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم کسی کو اطلاع مت دینا' اب ہم نصر کے پاس آئے وہ اس وقت قصر ماجان میں تھا' ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی' اس کے خواجہ سرا نے کہا وہ ابھی سو رہا ہے ہم نے اصرار کیا' اس نے جا کر نصر کو ہمارے آنے کی اطلاع دی' نصر باہر آ گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور جب تک ہم محل کے اندر نہ آ گئے' اس نے مجھ سے ایک بات نہیں کی' اندر جا کر اس نے مجھ سے واقعہ پوچھا' میں نے ساری کیفیت سنائی۔ نصر نے اپنے آزاد غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے خلعت و انعام لے آئے' پھر یونس بن عبدربہ اور عبیداللہ بن بسام مجھ سے ملنے آئے' میں نے ان دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ سلم بن احوز میرے پاس آیا میں نے اسے بھی سارا واقعہ بتا دیا۔ ولید بن یوسف اس وقت نصر کے پاس تھا' جب اسے معلوم ہوا تو اس نے نصر سے اس خبر کی تصدیق چاہی' نصر نے مجھے بلایا' میں نے سارا واقعہ سنایا' ولید بن یوسف اور اس کے ہمراہیوں نے مجھے جھٹلایا' میں نے کہا آپ ان لوگوں سے ضمانت لے لیجیے' جب تین دن گذر گئے۔ اور کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی تو نصر نے اسی پولیس والے میری نگرانی کے لیے متعین کر دیئے۔ میرے اندازے کے خلاف پہنچنے میں دیر ہوئی' جب نویں شب آئی اور وہ شب نوروز تھی تو سب لوگوں کو باقاعدہ طور پر سارا واقعہ معلوم ہو گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے نوروز کے تحائف میں سے اکثر مجھے بھیج دیئے زین اور لگام کے ساتھ ایک گھوڑا مجھے دیا ایک چینی زین اور دی اور مجھ سے کہا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پورا ایک لاکھ دوں۔

امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا انکار:

جب نصر کو ولید کے قتل کا یقین آ گیا تو اس نے ان تحائف کو جو ولید کے لیے مہیا کیے گئے تھے واپس طلب کر لیا' غلاموں کو آزاد کر دیا اور نفیس لونڈیاں اپنے بیٹوں اور خاص احباب میں تقسیم کر دی گئیں' برتن عوام الناس کو دے دیئے' اپنے عمال روانہ کر دیئے اور انہیں عمدہ شریفانہ طرز عمل کی ہدایت کی۔

ازدیوں نے یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ منصور بن جمہور خراسان آ رہا ہے۔ نصر نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا اگر وہ شخص جس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے ہمارا امیر ہو کر آیا تو ہم اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے' اس کے بعد اس نے اس کا نام لیا اور کہنے لگا ''عبداللہ بے یار و بریدہ'' مگر نصر نے ربیعہ اور یمن کے سرداروں کو عامل مقرر کیا' چنانچہ اس نے یعقوب بن یحییٰ بن حصین کو طخارستان علیا کا حاکم مقرر کیا' معدۃ بن عبداللہ الیشکری کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا پھر اس کے پیچھے ابان بن الحکم الزہرانی کو بھیجا اور مغیرہ بن شعبۃ الجہضمی کو قہستان کا حاکم مقرر کیا' وران عہدیداروں کو رعایا کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کی ہدایت کی' پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عامل بن خوارزم عبدالملک بن عبداللہ:

نصر نے عبدالملک بن عبداللہ السلمی کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ جب وہاں کے لوگوں میں تقریر کرتا تو اپنی تقریر میں کہا کرتا میں نہ بدتمیز گنوار ہوں اور نہ فزاریوں کی طرح کمزور ہوں۔ مجھے معاملات کے تجربہ اور حسن کارگزاری نے عزت دی اور میں نے انہیں اپنے وجود سے معزز کر دیا۔ بخدا! میں تلوار کو تلوار کی جگہ اور کوڑے کو کوڑے کی جگہ استعمال کروں گا اور جیل خانہ سے بھی کام لوں گا اور تم مجھے ایسا بے باک پاؤ گے کہ میں جنگ میں کود پڑوں گا اور پھر تم اس طرح سیدھے راستے پر چلنے لگو گے۔ جس طرح جوان اونٹنی ایک سالہ عمر کے بچوں میں ناچتی پھرتی ہے ورنہ میں تمہیں اس طرح جھاڑوں گا جس طرح گھمن جھربڑی کو ایک ایک پہلو سے جھاڑتے ہیں۔

ایک بلقینی کا قصاص:

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جمہور نے بھیجا تھا خراسان آیا' نصر کے آزاد غلام حمید نے جو نیشاپور میں رہ گذار تھا اسے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے نصر سے آ کر اس کی شکایت کی' نصر نے بیس ہزار اسے دلائے اور کہا کہ تمہاری ناک جس نے توڑی ہے وہ آزاد غلام ہے اور اس لیے تمہارے مماثل میں کہ اس سے میں تمہارا قصاص لوں اس معاملہ کو جانے ہی دو۔

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے اس سے کہا اے ہمارے بلقینی بھائی کہو کیا خبر لائے ہو' ہم نے بھی قیس کو بنی ربیعہ کے مقابلہ کے لیے بنی تمیم کو بنی ازد کے مقابلہ کے لیے تیار کر رکھا ہے بنی کنانۃ باقی ہیں اس لیے کہ کوئی ان کا مقابل ہی نہیں۔ اس پر نصر نے کہا جب کسی بات کی میں اصلاح کرتا ہوں تم اسے خراب کر دیتے ہو۔

قدامہ بن مصعب اور نصر بن سیار کی گفتگو:

قدامۃ بن مصعب العبدی اور بنی کندہ کا ایک شخص منصور بن جمہور کی جانب سے نصر کے پاس آئے۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! پھر اس نے پوچھا کیا منصور بن جمہور والی مقرر ہوا ہے اور یوسف بن عمر تخت عراق کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے' انھوں نے کہا ہاں! نصر نے کہا تو ہم تمہارے جمہور کو نہیں تسلیم کرتے' اس نے ان دونوں کو قید کر دیا اور ان پر دست درازی شروع کی' ایک شخص کو عراق بھیجا اس نے آ کر دیکھا کہ منصور کوفہ میں خطبہ دے رہا ہے' نصر نے ان دونوں کو جیل خانہ سے نکال کیا اور قدامۃ سے پوچھا کیا بنی کلب کے کسی شخص کو تمہارا والی مقرر کیا ہے' اس نے کہا جی ہاں! ہم تو قیس اور یمنی دونوں کے بیچ میں ہیں۔ نصر نے کہا تم میں سے کیوں کسی کو عراق کا والی نہیں مقرر کیا اس نے کہا ہماری مثال اس شعر جیسی ہے:

اذا ما خشینا من امیر ظلامة　　　دعونا اباغسان یوماً فعسکرا

ترجمہ: ''جب کسی امیر کے ظلم کا ہمیں خوف ہوتا ہے ہم ابوغسان کو کسی دن پکارتے ہیں اور وہ جنگ کی تیاری کر دیتا ہے''۔

نصر یہ سن کر ہنسا اور اسے گلے سے لگا لیا۔

منصور نے عراق پہنچ کر عبیداللہ بن العباس کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا یا جب اس کے آنے سے پہلے ہی وہ کوفہ کا حاکم تھا' منصور نے اسے اس کی جگہ بحال رکھا۔ پہلے ثمامۃ بن حوشب کو کوتوال مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے حجاج بن ارطاۃ النخعی کو کوتوال مقرر کیا۔

مروان محمد کا عمر بن یزید کے نام خط:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے عمر بن یزید ولید بن یزید مقتول کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں اسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی وہ خط یہ ہے:

خلافت اللہ کی جانب سے اپنے خاص بندوں کو اسی طرح ملتی رہتی ہے جس طرح نبوت تا کہ احکام دین نافذ ہوتے رہیں۔ خلافت ہی کی وجہ سے اللہ اپنے خلفاء کی عزت افزائی کرتا ہے جو لوگ خلافت کی عزت کرتے ہیں اللہ انہیں غالب کرتا ہے جو اس کا مقابلہ کرتا ہے اسے ہلاک کرتا ہے اس لیے تم ان کا راستہ اختیار نہ کرنا' خلفاء یکے بعد دیگرے اللہ کی خلافت کو اچھی طرح انجام دیتے رہے اور مسلمان ان کی مدد کرتے رہے خصوصاً اہل شام سب سے زیادہ خلافت کے اطاعت شعار' اس کے محافظ وفادار اور حق سے پھر جانے والے مخالفین کے لیے شدید وسخت گیر رہے ہیں اسی وجہ سے اللہ کی یہ نعمت بار بار ان کو ملتی رہی' جس سے اسلام کی سرسبزی اور شرک اور مشرکین کی بربادی واقع ہوتی رہی' مگر انھوں نے اپنا طریقہ بدل دیا' اور اپنے عہدوں کو پس پشت ڈال دیا' اور ایک شخص نے اس کی آگ روشن کی' اگر چہ لوگوں کے قلوب اس سے متنفر تھے اور بنی امیہ کی دوستی کی وجہ سے وہ اپنے دل میں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے خواستگار تھے گو اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور ظاہرا طور پر تمام معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے مگر اس کا خون رائیگاں نہ جائے گا۔ جس بات کا اللہ نے ارادہ کر لیا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا' تم نے اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے لکھی میں تو خود چاہتا ہوں کہ انقلاب ہو اور میں انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوں اور اللہ کے دین کی جو بے حرمتی اور اس کے فرائض کی جانب سے جو بے اعتنائی برتی گئی ہے' اس کا بدلہ لوں' میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو صدق دل سے میری اطاعت کرنے کے لیے تیار ہے اگر کسی بات کا تم نے تہیہ کیا تو وہ سب سے آگے ہوں گے ان کے سینے جوش انتقام سے اسی طرح لبریز ہیں کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہیں اور انتقام میں اللہ کی جانب سے انقلاب ضرور ہو جاتا ہے' اور ایک مقررہ وقت ہوتا ہے میں محمد اور مروان کے مشابہ نہیں ہوں گا اگر میں کسی حمیت کو دیکھ کر بھی قدریہ کی سرکوبی کے لیے مستعد نہ ہو جاؤں اور تلوار اور نیزے سے اچھی طرح ان کا بل نہ نکال دوں اب یہ بات محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ ہمیں کامیاب کر دے اور انہیں ان کے اعمال کی سزا دے' میں صرف اس لیے منتظر ہوں کہ تمہارے ارادے کا مجھے علم ہو جائے' اب تم اپنے بھائی کا بدلہ لینے میں کمزوری مت دکھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ و متعین ہے اور جس کا نگہبان اور مددگار خدا ہوا سے اور کسی کی حاجت نہیں رہتی۔

یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ زر:

مسلم بن ذکوان بیان کرتا ہے کہ یزید نے عباس سے طفیل بن حارثۃ الکلبی کے معاملہ میں مشورہ لیا اور کہا کہ وہ بڑی رقم بطور نذرانے کے ہمارے لیے وصول کرنا چاہتا ہے' اگر مناسب سمجھو تو مروان بن محمد کو لکھو کہ وہ اس کے متعلق حکم دے دے اور نیز اسے اجازت دو کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان سے مشورہ کر لے' کیونکہ مروان نے متصدیوں کو ممانعت کر دی تھی کہ معاشیں دیتے وقت ان میں کسی سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کریں' عباس نے اس کی رائے منظور کر لی اور ڈاک کے ذریعہ اسے بھیج دیا۔ عباس جو لکھتا اس کا نفاذ تمام سلطنت میں ہو جاتا تھا' نیز اس کے متعلق یزید نے مروان کو لکھا کہ میں نے عبیدۃ الولید سے اٹھارہ ہزار دینار میں ایک جائداد خریدی ہے اس کے لیے مجھے چار ہزار دینار کی ضرورت ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد :

یزید نے مجھے بلا کر طفیل کے ہمراہ خطوط لے جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم اس سے اس معاملہ میں گفتگو کرنا' ہم روانہ ہو گئے۔ مگر میری روانگی کا عباس کو علم نہ ہوا' جب ہم خلاط آئے تو عمر بن حارثۃ الکلبی ہم سے ملا اور اس نے ہمارا حال دریافت کیا' ہم نے واقعہ بیان کر دیا' اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مرجان سے تعلق رکھتے ہو' ہم نے کہا وہ کیا عمر نے کہا جب میں نے روانگی کا ارادہ کیا تو مروان نے تنہائی میں مجھ سے پوچھا کیا اہل مزہ کی تعداد ایک ہزار ہو گی' میں نے کہا اس سے زیادہ ہو گی' پھر اس نے پوچھا قبیلہ کلب کے بنی عامر کتنے ہیں' میں نے کہا بیس ہزار مرد ہوں گے اس پر مروان نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور منہ پھیر لیا۔

مسلم کا جعلی خط :

اس واقعے کے سننے سے میرے دل میں مروان سے فائدہ اٹھانے کا لالچ پیدا ہوا' میں نے یزید کی جانب سے اس کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ لیا۔ میں نے ابن ذکوان اپنے مولیٰ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ میرا پیام تمہیں پہنچا دے گا' تمہیں جو کچھ کہنا ہو اس سے کہہ دینا کیونکہ یہ میرا خاص آدمی ہے' جس پر مجھے اعتماد ہے اور یہ نہایت رازدار آدمی ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی ملاقات :

اب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے عباس کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا مرسلہ خط بھی ہے مروان نے اس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آ کر پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیام بھیجا ہے۔ طفیل نے اس سے انکار کیا اور کہا ہاں! میرے ہمراہ مسلم بن ذکوان ہے۔ حاجب نے جا کر مروان کو اس کی اطلاع دی' حاجب نے باہر آ کر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت مسجد کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اس نے نماز ختم کر دی تو چونکہ میں نے اس کا شمار نہیں رکھا تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں اس وقت میں نماز پڑھنے لگا۔ جب مروان جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک خواجہ سرا نے میرے پاس آ کر مجھے دیکھا اور چلا گیا' میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خواجہ سرا سے جا ملا اس نے مجھے مروان کے حضور میں پیش کیا جو اس وقت ایک زنانے مکان میں تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مروان نے مجھے پوچھا میں نے کہا مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ' اس نے کہا آزاد کردہ غلام یا ان کا ساتھی۔ میں نے کہا آزاد کردہ غلام۔ مروان نے کہا ہاں یہ اس سے زیادہ اچھا ہے اور دونوں نسبتیں اچھی ہیں۔ اچھا کہو کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا جو میں کہوں آپ مجھے معاف کر دیں' چاہے وہ آپ کے موافق ہو یا مخالف' اس نے مجھے وعدۂ معافی دے دیا' میں نے حمد و ثنا کے بعد اس عزت و اکرام کو بیان کیا جو اللہ نے بنی مروان کو خلافت سے عطا فرمایا کہ تمام لوگ ان سے خوش رہے۔ البتہ ولید نے اس سلسلہ کو توڑ دیا۔ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیا اور اپنی عام ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا۔ پھر میں نے اس کا سارا حال بیان کر دیا' اب مروان نے گفتگو شروع کی' نہ حمد کی اور نہ ثناء کہنے لگا جو تم نے کہا میں نے سنا تم نے اپنے مافی الضمیر کو خیر و خوبی سے بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا' میں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اس کے لیے میں اپنی جان و مال کی قربانی بھی دینے کے لیے تیار ہوں تاکہ میرا طرز عمل اللہ کو پسند آئے۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا مگر اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مراعات دیں اپنی حکومت میں دوسروں کو شریک کیا مگر اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اسے قیامت

کے دن اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ پھر اس نے مجھ سے یزید کی حالت دریافت کی میں نے اس کی خوب تعریف کی۔ مروان نے کہا اچھا تم جس کے لیے آئے ہو اسے کسی پر ظاہر مت کرنا' تمہارا ساتھی جس غرض سے آیا ہے میں نے اسے پورا کر دیا ہے اور رقم کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے اور اسے ایک ہزار درہم بھی دلوا دیئے ہیں۔

مسلم بن ذکوان کی روانگی دمشق:

میں چند روز تک وہیں مقیم رہا' ایک دن دوپہر کے وقت اس نے مجھے بلا کر کہا تم اپنے سردار کے پاس چلے جاؤ اور کہہ دو اللہ تمہارے معاملات راست لائے حکم خدا کے مطابق کام کرو' کیونکہ خدا ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نیز اس نے میرے خط کا جواب بھی لکھ دیا اور کہا اگر تم طے منازل یا اڑ کر جا سکتے ہو تو اڑ جاؤ' کیونکہ جزیرہ میں خارجیوں کا ایک گروہ چھ سات دن میں خروج کرنے والا ہے اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ یہ مدت بھی شاید زیادہ ہوگئی ہو اگر انھوں نے خروج کر دیا تو ان سے بچ کر نہ جا سکو گے۔ میں نے پوچھا آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو مروان نے مسکرا کر کہا اپنی خواہشات کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے میں نے خوش نہ رکھا ہو ایسے ہر شخص نے خود اپنے دل کے بھید مجھ سے کہہ دیئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بات کو خالد بن یزید بن معاویہ سے کہہ دوں کہ خود مجھے اس بات کا علم ہوا ہے۔ مروان نے کہا جس نے جو خواہش کی میں نے اسے پورا کر دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہو گیا' اس بنا پر انھوں نے اپنے تمام راز مجھ سے بیان کر دیئے اور اپنے تئیں میرے حوالے کر دیا۔ میں اس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

جب میں آمد پہنچا تو مجھے پے در پے ہرکارے ملے جو ولید کے قتل کی خبر پہنچا رہے تھے' اتنے میں عبدالملک بن مروان نے ولید کے عامل جزیرہ پر اچانک حملہ کر کے اسے نکال دیا اور راستے کی ناکہ بندی کر دی' میں نے ڈاک کے گھوڑے چھوڑ دیئے' ایک گھوڑا اور رہبر کرایہ پر لیا اور یزید کے پاس آیا۔

باب ۹

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منصور بن جمہور کی معزولی:

اسی سنہ میں یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کو عراق کا صوبہ دار بنایا۔ یزید نے عبداللہ سے کہا چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لیے میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا تم عراق جاؤ۔ عبداللہ ایک خدا ترس زاہد تھا' عراق کی روانگی کے ساتھ اس نے خطوط پیامبران شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور اسے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ منصور اس کے تقرر کو تسلیم نہیں کرے گا' مگر سب سرداروں نے اسے اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔ منصور بھی عنان حکومت اس کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔

امیر عراق عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ نے اپنے عہدیدار تمام ضلعوں پر مقرر کر دیئے' لوگوں کو ان کی معاشیں اور ماہوار دے دیں' شامی سرداروں سے اس امر میں اس نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دے رہے ہیں' عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمہیں مستحق سمجھتا ہوں' اس لیے میں چاہتا تھا کہ تمہارا مال تمہیں دے دوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہو گئے ہیں اہل کوفہ' کوفہ کے احاطہ میں جمع ہو گئے' سرداران شامی نے پیامبروں کے ذریعہ ان سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمہیں معلوم ہوئی' دونوں فریقوں میں ایک شور و غوغا برپا ہوا' تھوڑا تصادم بھی آپس میں ہوا۔ کچھ غیر معروف مارے بھی گئے۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیرہ میں تھا اور عبید اللہ بن العباس کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ اہل کوفہ نے عبید اللہ کو قصر امارت سے نکال دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے عمر بن الغضبان ابن القبعثری کو اپنے پاس بلا بھیجا اب لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے اور عمر بن الغضبان نے ان کے جوش غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور ڈانٹا وہ لوگ درگذر کر گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی۔ جب عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بلایا اس کو خلعت و گھوڑا دیا' اس کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا سواد کا افسر مال گذاری اور محاسب مقرر کیا' نیز اسے یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنے ہم قوموں کے لیے جتنی چاہے معاش مقرر کر دے' اس نے ساٹھ اور ستر پانے والوں میں ان کے نام درج کر لیے۔

یمنی اور نزاری مناقشت:

اسی سنہ میں خراسان میں یمنی اور نزاری عربوں میں مناقشہ رونما ہوا۔ کرمانی نے نصر بن سیار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ اس کی حمایت میں ایک ایک جماعت آمادۂ پیکار ہو گئی۔ جب عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ یزید کی جانب سے عراق کا

صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو اس نے نصر کو خراسان کی ولایت پر بحال رکھا اور اس کے لیے اپنا حکم بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی نصر کی قید سے نکل چکا تھا اس وقت نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا' اور نجومیوں نے اس سے کہا کہ خراسان میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔

اہل خراسان کا نصر سے مطالبہ:

نصر نے تمام سرکاری روپیہ کو اپنے پاس منگا لیا اور بعض لوگوں کو ان کی معاشوں میں سونے چاندی کے وہ برتن جو اس نے ولید کے لیے تیار کرائے تھے دے دیئے' سب سے پہلے ایک کندی نے جو بڑا کشادہ ذہن اور دراز قامت تھا اس معاملہ پر احتجاج کیا اور کہا معاش! معاش! دوسرے جمعہ کو نصر نے فوج خاصہ کے سپاہیوں کو پوری طرح مسلح کر کے مسجد میں اس خوف سے کہ شاید اب کی مرتبہ بھی کوئی آواز بلند کرے ادھر ادھر متعین کر دیا۔ کندی نے پھر کہا معاش' معاش' بنی ازد کے ایک آزاد غلام ابوالشیاطین نامی نے بھی کھڑے ہو کر کچھ کہا' حماد السائع ابوالسلیل البکری بھی کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے بھی معاش المعاش کا مطالبہ کیا۔

نصر کا اہل خراسان سے خطاب:

نصر نے کہا اگر تم نے جماعت یا اطاعت سے انحراف کیا تو میں تمہاری خبر لوں گا۔ اللہ سے ڈرو اور نصیحت کو گوش ہوش سے سنو' سلم بن احوز نصر کی طرف جو منبر پر تھا بڑھا اور کہا کہ آپ کی محض باتیں ہمارے کارآمد نہیں' دوکاندار اپنی دوکانوں کی طرف دوڑے نصر کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا اب آیندہ میں تمہیں کوئی معاش نہیں دوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اٹھے گا جو اپنے بھائی اور چچیرے بھائی کے چہرہ پر تھپڑ رسید کرے گا۔ ان اونٹوں کے ساتھ جو اس نے اسے بھیجے ہیں اور اس لباس میں جو اس نے پہنایا ہے' حالانکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا آقا اور ولی نعمت ہے۔ خود ان کے قدموں کے نیچے فتنہ برپا ہوگا۔ جس کی وہ تاب نہ لا سکیں گے اور تم ذبح کردہ بھیڑوں کی طرح بازاروں میں پڑے ہو گے' جو شخص ذرا عرصہ دراز تک حاکم رہا تم اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے' اے خراسان والو! تم دشمنوں کے نرغے میں گھری ہوئی چھاؤنی ہو' اپنے میں دو تلواروں کی مصادمت سے بھی احتراز کرو۔

عبداللہ بن المبارک راوی ہے نصر نے اپنی تقریر میں کہا میں ڈھانکنے والا اور چھپا دینے والا بھی ہوں' ممکن ہے کہ یہ بات میرے لیے بہتر ثابت ہو' مگر تم تو فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو' اللہ تم پر نہ کرے میں نے تمہارا خوب تجربہ کر لیا ہے' اس لیے اب میں تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا' میری اور تمہاری نسبت اس شعر سے مصداق ہے جو تمہارے اگلوں نے کہا ہے۔

استمسکوا اصحابنا نحدوابکم فقد عرفنا خیرکم و شرکم

ترجمہ: ''ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رہو تو ہم ہانکتے رہیں گے کیونکہ ہم تمہارے اچھے بروں کا تجربہ رکھتے ہیں''۔

اللہ سے ڈرو اگر دو شخصوں میں مخالفت ہوئی تو سمجھ لو کہ اپنے مال اور اولاد سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور پھر اسے دیکھنا نصیب نہ ہوگا' اے خراسان والو! تم نے جماعت کی حقارت کی اور فرقہ بندی کی جانب جھک گئے' کیا نامعلوم سلطان کی نیت اور اس کا انتظار ہے؟ اے معشر عرب! اس میں تمہاری ہلاکت ہے پھر اس نے نابغہ کا یہ شعر اس موقع پر پڑھا:

فان یغلب شقاؤکم علیکم فانی فی اصلاحکم سعیت

ترجمہ: ''اگر تمہاری بدنصیبی تم پر سوار ہو جائے تو میں کیا کروں میں نے تو تمہاری فلاح کے لیے اپنی پوری کوشش ختم کر دی''۔

کرمانی کی بغاوت:

جب عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا تو کرمانی نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ اس وقت سب لوگ اس فتنہ میں منہمک ہیں اب موقع ہے کہ تم اپنے معاملات کا کسی کو سربراہ کار مقرر کرلو' کرمانی کا اصلی نام جدیع بن علی بن شبیب بن براری بن حلیم المعنی تھا اور چونکہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لیے اسے کرمانی کہتے تھے۔

اس کے سب ساتھیوں نے کہا بس آپ ہمارے رہبر ہیں۔ مضری عربوں نے نصر سے آ کر کہا کرمانی آپ کا مخالف ہو گیا ہے اسے بلا کر قتل کرا دیجیے۔ نصر نے اس سے انکار کر دیا اور یہ صورت پیش کی کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں میں اپنے بیٹوں کی اس کی بیٹیوں کے ساتھ اور اس کے بیٹوں کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کیے دیتا ہوں۔ اس تجویز کو انہوں نے پسند نہیں کیا۔ نصر نے کہا تو اچھا میں اسے لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بخیل ہے اپنے ساتھیوں کو اس میں سے کچھ نہ دے گا اور انہیں اس رقم کا علم ہو ہی جائے گا۔ اس لیے وہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے' مگر انھوں نے اس کی بھی مخالفت کی اور کہا اس سے تو اسے اور تقویت ہوگی۔ نصر نے کہا تو اچھا اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو وہ ہم سے ڈرتا رہے گا اور ہم اس سے بچتے رہیں گے' انھوں نے کہا تو اسے بلا کر قید کر دیجیے۔

کرمانی کی انتقامی خواہش:

نصر کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کرمانی کہتا ہے کہ میں نے تو بنی مروان کی اطاعت صرف اس لیے منظور کی تھی کہ جب کچھ جماعت میرے تحت ہو جائے تو اس کی مدد سے مہلب کی اولاد کا بدلہ لوں' علاوہ بریں باوجود اسد کے عہد کے احسانات کے ہم سے جو اس نے برا برتاؤ کیا' ظلم و زیادتی کی اور اتنے عرصہ تک محروم رکھا اس کا بدلہ لوں۔

کرمانی کے قتل کا مطالبہ:

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے نصر سے کہا ابھی فتنہ کی ابتداء ہے' کسی جرم کا الزام یا یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطنت کا مخالف ہے اسے قتل کر دیجیے اور اس کے ساتھ سباغ بن نعمان الازدی اور فرافصہ بن ظہر البکری کو بھی قتل کر دیجیے' کیونکہ یہ شخص اللہ سے بھی اس لیے جلتا ہے کہ کیوں اس نے خراسان میں مضر اور ربیعہ کو اپنے افضال کا مورد بنا رکھا ہے۔ جمیل بن النعمان نے کہا چونکہ آپ ہی نے اسے یہ عزت و توقیر عطا فرمائی۔ اس وجہ سے اگر آپ خود اس کے قتل کو ناپسند کرتے ہوں تو میرے حوالے کر دیجیے میں اس کا کام تمام کر دوں گا۔

نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی:

بیان کیا جاتا ہے کہ نصر کو کرمانی پر اس وجہ سے غصہ آیا کہ بکر بن فراس البھرانی عامل جرجان نے اسے لکھا تھا کہ منصور بن جمہور عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہے اور اس نے اسد بن عبداللہ کے آزاد غلام عفران کے ہاتھ کرمانی کے لیے حکم تقرر بھیج دیا ہے' نصر نے اس شخص کو تلاش کرایا مگر نہ پا سکا۔

منصور بن جمہور کے عراق آنے اور ولید کے قتل کی خبر کرمانی کو صالح الاثرم الاحرار نے بھیجی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کچھ لوگوں نے نصر سے آ کر کہا کہ کرمانی فتنہ کی دعوت دے رہا ہے اس پر اصرم بن قبیصۃ نے نصر سے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر ملک و سلطنت بغیر نصرانی یا یہودی ہونے کے حاصل ہی نہ ہو سکے تو یہ فوراً نصرانی یا یہودی بن جائے گا۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی:

نصر اور کرمانی آپس میں مخلص دوست تھے۔ اسد بن عبداللہ کے عہد میں کرمانی نے نصر کے ساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر والی ہوا اس نے کرمانی کو اپنے قبیلہ کی سرداری سے برطرف کر کے اس کی جگہ حرب بن عامر بن اثیم الواشجی کو مقرر کیا' جب اس سے کام نہ چلا تو پھر کرمانی کو مقرر کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اسے علیحدہ کر کے اس کی جگہ جمیل بن النعمان کو مقرر کر دیا۔ اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے' نصر نے اسے قہندز میں جس کا حاکم مقاتل بن علی المرائی یا مری تھا قید کر دیا۔

نصر کی کرمانی سے جواب طلبی:

جب نصر نے اسے قید کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنی فوج خاصہ کے افسر عبیداللہ بن بسام کو اس کی حاضری کا حکم دیا' نصر نے کرمانی سے کہا کیا یہ واقعہ نہیں کہ عمر بن یوسف نے تمہارے قتل کر دینے کا حکم بھیجا تھا۔ مگر میں نے اس کی تعمیل نہیں کی اور جواب میں لکھ دیا کہ کرمانی خراسان کا رئیس اعظم اور مشہور سپہ سالار ہے اور اس طرح میں نے تمہاری جان بچائی۔ کرمانی نے کہا ہاں! صحیح ہے' نصر نے کہا تم پر جو جرمانہ کیا گیا تھا کیا میں نے اسے اپنے ذمے نہیں لے لیا اور لوگوں کی معاشوں سے اسے وصول کر کے تمہاری گلوخلاصی نہ کرائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے۔ نصر نے کہا کیا میں نے باوجود تیری قوم کی ناراضی کے خوں بہا دے کر تیرے بیٹے علی کی جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے۔ نصر نے کہا تو اس کا بدلہ مجھے یہ دے رہے ہو کہ فتنہ برپا کرنے کے لیے اجتماع کر رہے ہو۔ کرمانی نے کہا جناب والا نے اپنے جن احسانات کو بیان کیا ہے آپ کے احسانات مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہیں اور میں آپ کا شکر گزار ہوں' اگر آپ نے میری جان بچائی تو میں نے بھی اسد کے عہد میں آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے آپ اس معاملہ میں آہستگی سے کام لیجیے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے میں خود فتنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

کرمانی کی اسیری:

عصمۃ بن عبیداللہ نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور اس لیے ہنگامہ آرائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ رتبہ تجھے حاصل ہو جو تجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ سلم بن احوز نے کہا' آپ اسے مروا ڈالیے' مقدام اور قدامۃ عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کے بیٹوں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سے تو فرعون کے ہم جلسہ بھی اچھے تھے' کیونکہ انہوں نے تو یہ ہی کیا تھا' اسے (موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام) کو مہلت دو' بخدا! محض ابن احوز کے کہنے سے کرمانی قتل نہیں کیے جا سکتے۔ نصر نے سلم کو اس کے قید کر دینے کا حکم دیا اور رمضان ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ کرمانی قید کر دیا گیا' نے اس کی سفارش کی مگر نصر کے کہا میں نے اس کے قید کر دینے کی قسم کھائی ہے مگر میں اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کروں گا' اگر تم اس بات سے خائف ہو تو کسی شخص کو اس کے ساتھ متعین کر دو۔ چنانچہ ازدیوں نے اس کی معیت کے لیے یزید النحوی کو اختیار کیا۔ یہ اس کے ہمراہ قہندز میں رہا۔ نصر نے بنی ناجیہ کو جو عثمان اور جہم مسعود کے بیٹوں کی جمعیت سے تھے اس کا پہرہ بان مقرر کر دیا۔

ازدیوں نے اپنی طرف سے کرمانی کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لیے میغرہ بن شعبۃ الجہضمی اور خالد بن شعیب بن ابی الصالح الحدانی کو نصر کے پاس بھیجا تھا۔ کرمانی انتیس دن قید میں رہا۔

کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج:

علی بن وائل الربعی بیان کرتا ہے کہ میں نصر کے پاس گیا تو اس وقت کرمانی ایک طرف بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔ اگر ابوالزعفران آیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے بخدا! نہ میں نے اسے چھپایا ہے اور نہ میں اس کے مقام سے واقف ہوں اس کی گرفتاری کے دن ازدیوں نے زبردستی اسے چھڑا لینے کا ارادہ کیا تھا مگر خود اس نے انھیں اس سے باز رکھا اور سلم بن احوز کے آدمیوں کے ساتھ ہنستا ہوا چلا گیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد عبدالملک بن حرملۃ الیحمدی' مغیرہ بن شعبہ' عبدالجبار بن شعیب بن عباد اور بعض ازدیوں نے آپس میں ساز باز کی اور نوش آ کر فردکش ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم اسے کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ بے وجہ اور بے قصور کرمانی قید کر دیا جائے مگر ان کی یحمدی بڑے بوڑھوں نے سمجھایا' کہ تم کوئی کارروائی خود مت کرو اور دیکھو کہ تمہارا امیر خود ہی اس معاملہ میں کیا کرتا ہے' مگر انھوں نے کہا ہم کبھی نہیں مانیں گے' یا تو آپ نصر کو اس سے باز رکھیے' ورنہ ہم آپ ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔

کرمانی کا جیل خانہ سے فرار:

عبدالعزیز بن عباد بن جابر بن ہما بن حنظلہ الیحمدی سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے پاس آیا' محمد بن المثنیٰ اور داؤد بن شعیب بھی آ گئے' ان سب نے شب نوش میں عبدالملک بن حرملۃ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بسر کی' صبح ہوتے ہی' حوازن آئے یہاں عزہ نصر کی ام ولد کے مکان کو جلا ڈالو تین دن مقیم رہے اور کہنے لگے کہ ہم کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کریں گے اور اسی موقع پر انھوں نے اپنے امین کرمانی کی حفاظت جان کے لیے مقرر کیے اور یزید النحوی وغیرہ کو اس خدمت کا عامل بنایا۔ اہل سف کے ایک شخص نے آ کر کرمانی کے غلام جعفر سے کہا۔ اگر میں کرمانی کو نکال لاؤں تو مجھے کیا دو گے' سب نے کہا جو تم مانگو گے۔ اس نے پانی کی اس نالی کو جو قہندز آتی تھی آ کر چوڑا کر دیا پھر کرمانی کے بیٹوں سے آ کر کہا تم اپنے باپ کو لکھ بھیجو کہ وہ آج رات نکلنے کے لیے تیار رہے' خط کھانے میں رکھ کر بھیج دیا گیا۔ کرمانی نے یزید النحوی اور حصین بن حکیم کو رات کا کھانا کھانے کے لیے اپنے پاس بلایا۔ جب یہ دونوں چلے گئے وہ اس نالے میں داخل ہوا' لوگوں نے اس کا بازو پکڑ لیا' ایک سانپ اس کے پیٹ سے لپٹ گیا مگر اسے گزند نہ پہنچایا' ازدی کہنے لگے سانپ ازدی تھا اسی لیے اس نے نہیں کاٹا۔ جب ایک تنگ مقام پر آیا تو لوگوں نے اسے کھینچا جس سے اس کا شانہ اور پیٹھ چھل گئی۔ باہر نکل کر اپنی خچری دوامۃ یا جیسا دوسروں نے بیان کیا ہے اپنے گھوڑے بشر پر سوار ہوا۔ بیڑی اس کے پاؤں ہی میں تھی' یہ لوگ اسے غلطان نام ایک گاؤں میں لے آئے جہاں عبدالملک بن حرملہ خیمہ زن تھا' اس نے اس کی بیڑی کاٹ دی۔

کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت:

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام بسام قید میں اس کے ہمراہ تھا اس نے قلعہ میں ایک شگاف دیکھا' یہ اسے چوڑا کرتا رہا یہاں تک کہ کرمانی اسی سے باہر نکل آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ اور عبدالملک بن حرملہ سے کہلا بھیجا کہ میں آج شب میں باہر نکل آؤں گا' یہ سب لوگ اکٹھا ہو گئے۔ کرمانی نکلا اس کے غلام فرقد نے آ کر ان کو اطلاع دی یہ لوگ حرب بن عامر کے گاؤں اس سے جا کر ملے۔ اس نے لحاف اوڑھ رکھا تھا' اور تلوار حمائل کر رکھی تھی۔ اس کے ہمراہ عبدالجبار بن شعیب اور اس کے دونوں بیٹے علی اور عثمان اور جعفر اس کا غلام تھے' کرمانی نے عمرو بن بکر کو حکم دیا کہ تم غلطان اندغ اور اشترح معاً جاؤ اور سب کو زیان بن سنان الیحمدی

کے اس دروازے پر جو نوش میں گھاٹی پر واقع ہے جمع کر کے لے آؤ۔ یہی نوش کی عید گاہ تھی' عمرو بن بکر نے سب کو آ کر اس کی اطلاع دی' تمام لوگ اپنے اپنے مواضعات سے ہتھیار لے کر نکل آئے۔ کرمانی نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ جب آفتاب بلند ہو گیا تو ان کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اہل سقادم بھی ان سے آ ملے۔ کرمانی مرج نیران کے راستے سے حوزان آیا۔

کرمانی کے خلاف نصر کی تقریر:

بیان کیا گیا ہے کہ جس رات کرمانی نکلا ازدیوں نے عبدالملک بن حرملہ کے ہاتھ پر کتاب اللہ پر عمل کرنے کے عہد کے ساتھ بیعت کر لی تھی' جب نوش کی گھاٹی میں سب جمع ہو گئے تو جماعت نماز کھڑی ہوئی' اب عبدالملک اور کرمانی میں تھوڑی دیر اختلاف ہوا پھر خود عبدالملک نے کرمانی کو آگے بڑھا دیا جس کے معنی یہ تھے کہ اب وہی ان سب کا امیر بن گیا۔ اور پھر اسی نے نماز پڑھائی' کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے باب مروالروز پر اردانہ کے سمت فوج کی چھاؤنی چھائی اور ایک یا دو دن وہ یہاں پڑا رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور باب مرد الروز کے پانچ پلوں پر آیا اور سب لوگوں کے سامنے تقریر کی' کرمانی کی برائی کرنے لگا اور کہا چونکہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لیے کرمانی ہو گیا پھر ہرات میں ڈال دیا گیا اس لیے ہردی بن گیا۔ ایسا شخص جو عورتوں کے درمیان پلا ہو اس کی نہ اصل ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نسل۔ پھر ازدیوں کے متعلق کہنے لگا کہ انہیں اگر ڈنڈوں سے ہنکایا جاتا ہے تو نہایت ذلیل ثابت ہوتے ہیں اور اگر وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں تو ان کی حالت اخطل کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:

ضفادع من ظلماء لیل و تجاوبت فدل علیها صوتها حیة البحر

ترجمہ: ''ان کی مثال ان مینڈکوں سی ہے جو رات کی تاریکی میں ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں اور انھیں کی آواز پنیا سانپ کو ان کا پتہ دے دیتی ہے''۔

مگر پھر نصر اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا اللہ کو یاد کرو کیونکہ اللہ کا ذکر شفا ہے وہ خیر محض ہے جس میں کوئی برائی نہیں' اللہ کی یاد گناہوں کو دفع کر دیتی ہے اور نفاق سے بچاتی ہے۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں مصالحت:

نصر کے پاس ایک بڑی جماعت اکٹھا ہو گئی' اس نے سلم بن احوز کو پیدل سپاہ کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اب لوگ آپس میں ملاپ کرانے کے لیے دونوں کے پاس آئے۔ کرمانی کے دوستوں نے نصر سے درخواست کی کہ آپ اسے معاف کر دیجیے اور قید نہ کیجیے اور اس کی قوم والے اس بات کے لیے کرمانی کے ضامن بن گئے کہ وہ نصر کی مخالفت نہ کرے گا۔ کرمانی نے نصر سے مصافحہ کیا' نصر نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر ہی رہے کہیں باہر نہ جائے' مگر جب کرمانی کو معلوم ہوا کہ نصر اس سے بری طرح پیش آنے والا ہے وہ اپنے گاؤں میں چلا گیا۔ نصر بھی مرو سے نکل کر پلوں کے پاس خیمہ زن ہوا' مگر قاسم بن نجیب نے نصر سے آ کر اس کی سفارش کی اور نصر نے اسے معاف کر دیا۔ قاسم نے یہ بھی کہا اگر آپ پسند کریں تو وہ خراسان سے چلا جائے یا اپنے ہی گھر میں رہے۔ نصر اسے خارج البلد کرنا چاہتا تھا مگر سلم نے کہا اگر آپ نے اس کا اخراج کر دیا تو سب جگہ اس کی شہرت ہو جائے

گی اوروں نے کہا آپ ضرور اس کا خراج کر دیجیے کیونکہ اخراج سے وہ بہت ڈرتا ہے نصر نے کہا میرے نزدیک اس کا یہاں رہنا اس کے چلے جانے کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے جلاوطن کر دیا جائے تو اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے مگر اوروں نے اس کی مخالفت کی اور نصر اپنے ارادہ سے باز رہا اس نے اپنے ساتھیوں کو دس دس دیئے کرمانی نصر کے پاس اس کے خیمہ میں آیا نصر نے اسے معافی دی۔

نصر کا عبداللہ بن عمرؒ کی تقرری کا خیر مقدم:

عبدالعزیز بن عبدربہ حارث بن سریج سے جاملا۔ شوال ۱۲۶ ہجری میں نصر کو منصور کی برطرفی اور عبداللہ بن عمرؒ کے عراق کا والی مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔ نصر نے اپنی تقریر میں منصور بن جمہور کا ذکر کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ عراق کا والی نہیں رہ سکتا اللہ نے اسے برطرف کر دیا اور اب ایسا شخص عراق کا صوبہ دار مقرر کیا گیا ہے جو خود بھی اچھا ہے اور اچھے کا بیٹا ہے۔

کرمانی کی طلبی:

کرمانی کو منصور بن جمہور کی حمایت میں جوش آ گیا اور اب اس نے پھر لوگوں کو جمع کرنا اور ہتھیاروں کی بہم رسانی شروع کر دی۔ نماز جمعہ میں پندرہ سو سے کم وبیش طرفداروں کے ساتھ شریک ہوا۔ مقام مقصورہ سے باہر نماز پڑھتا پھر نصر کو آ کر صرف سلام کر جاتا مگر بیٹھتا نہیں رفتہ رفتہ نصر کے پاس آنا بھی ترک کیا اور کھلی ہوئی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے سلم کی معرفت اس سے کہلا بھیجا کہ میں نے تمہیں کسی برائی کی نیت سے قید کیا تھا بلکہ محض اس لیے کہ لوگوں میں فتنہ وفساد کی آگ مشتعل نہ ہو جائے تم میرے پاس آؤ۔

سلم اور عصمۃ کی ناکامی:

کرمانی نے سلم سے کہا اگر تو میرے مکان میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر مجھے تیری حماقت کا علم نہ ہوتا تو تجھے ادب سکھاتا۔ ابن الاقطع (نصر) کے پاس واپس جا اور جو تیرے جی میں آئے کہہ دے۔ سلم نے نصر سے آ کر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ نصر نے کہا پھر جاؤ اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اس سے بالکل نہیں ڈرتا ہوں مگر اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ آپ کی شان میں مجھے اس کی زبان سے وہ سننا پڑے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ عصمۃ نے کہا اے ابوعلی! تم نے جس بات کی ابتداء کی ہے اس کا انجام تمہارے لیے دین و دنیا دونوں میں برا ہوگا۔ حالانکہ ہم تمہارے سامنے شرائط پیش کر رہے ہیں۔ تم امیر کے پاس چلو وہ خود ان شرائط کو تمہارے سامنے ظاہر کریں گے۔ اس پیام کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں پہلے سے جتا دیا جائے۔

کرمانی نے اس کے جواب میں کہا مجھے معلوم ہے کہ نصر نے یہ باتیں تجھ سے نہیں کہی ہیں بلکہ تو خود انہیں اپنی طرف سے اس لیے پیش کر رہا ہے تاکہ جب نصر کو اس کا علم ہو تو تیرا رسوخ اس کے پاس بڑھ جائے۔ اور اس جملے کے ختم ہونے کے بعد میں تجھ سے جب تک تو اپنے گھر واپس نہ جائے گا اب کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا تم چلے جاؤ اور جس کسی اور کو چاہو بھیج دو عصمۃ واپس آ گیا اور اس نے کہا میں نے کسی دیسی کو اس قماش کا سا نہیں دیکھا جیسا کہ یہ کرمانی ہے۔ خیر مجھے اس پر تو کوئی تعجب نہیں مگر یحییٰ بن حصین پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہ اس کے طرفداروں میں (اللہ ان پر لعنت کرے) اس کی سب سے زیادہ تعظیم وتکریم کرتا ہے۔

قدید کی کرمانی کو نصیحت:

سلم نے کہا اگر یہ حالت رہی تو سرحد پر جنگ شروع ہو جائے گی اور یہاں آپس میں خانہ جنگی' آپ قدید کو اس کے پاس سمجھانے کے بھیج دیجیے۔ نصر نے قدید بن منیع کو جانے کا حکم دیا' قدید نے کرمانی سے آ کر کہا تم بہت ہی ضدی ہو' مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا یہ رویہ فساد کا باعث ہوگا' ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور یہ عجمی ہماری حالت پر بغلیں بجائیں گے' اس نے کہا قدید میں تم پر اتہام نہیں رکھتا مگر اب صورت ایسی نازک آ پڑی ہے کہ اس میں میں نصر پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بکری تمہارا بھائی ہے مگر تم اس کا اعتبار مت کرو۔ قدید نے کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو تو اپنی نیک چلنی کے لیے یرغمال دے دو' کرمانی نے کہا کسے دوں' قدید نے کہا اپنے بیٹوں علی اور عثمان کو۔ کرمانی نے کہا اور مجھے کون دے گا' یہ ٹھیک نہیں ہے۔ قدید نے کہا ابو علی میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا کام مت کرو۔ جو تمہارے ہاتھوں پر شہر تباہ ہو جائے۔

عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ:

قدید' نصر کے پاس واپس آ گیا۔ نصر نے عقیل بن معقل اللیثی سے کہا مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے تم اپنے چچیرے بھائی سے جا کر اس معاملہ میں گفتگو کرو۔ عقیل نے نصر سے کہا میں امیر سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس کی وجہ سے آپ کے خاندان پر نام دھرا جائے اور لوگ کہیں کہ شام میں تو خارجی مروان سے نبرد آزما تھے اور خراسان میں ان ازدی کم عقل بیوقوفوں میں جو آپ کے ہمسائے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خانہ جنگی برپا ہوگئی۔ نصر نے کہا تو پھر کیا کروں' اگر لوگوں کی بہتری کے لیے تم کوئی تجویز جانتے ہو تو اختیار کرو' کیونکہ وہ تو اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ مجھ پر اعتماد نہ کرے گا۔

عقیل بن معقل اور کرمانی کی گفتگو:

عقیل نے کرمانی سے آ کر کہا آپ نے وہ رویہ اختیار کیا ہے کہ بعد کے امراء کے نظیر ہو جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ اس میں سب لوگوں کی عقلیں جاتی رہی ہیں۔ کرمانی نے کہا نصر چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں' مگر مجھے اس پر اعتماد نہیں' ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ استعفا دے دے اور ہم علیحدہ رہیں پھر بکر بن وائل میں سے کسی ایسے شخص کو جسے ہم سب پسند کریں اپنا سب کا اس وقت تک امیر بنا لیں جب تک کہ اس کے متعلق خلیفہ کا حکم نہ آ جائے' مگر اس سے وہ گریز کرتا ہے۔ عقیل نے کہا ابو علی مجھے یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک کے باشندے تباہ ہو جائیں گے تم خود امیر کے پاس چلو اور جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو' وہ اسے منظور کر لے گا۔ تمہاری قوم کے کم عقلوں نے جو سازش کر رکھی ہے اس میں تم کسی لالچ سے شرکت نہ کرو۔ کرمانی نے کہا میں تمہارے اس مشورے اور دوراندیشی پر معترض نہیں ہوں مگر مجھے نصر پر بھروسہ نہیں وہ یہ کر سکتا ہے' کہ خراسان سے جس قدر روپیہ لینا چاہے لے کر چلا جائے۔ عقیل نے کہا اچھا میں یہ صورت پیش کرتا ہوں کہ تم اور وہ اپنی اولاد کی آپس میں شادیاں کر دو تا کہ دونوں میں ملاپ ہو جائے۔ کرمانی نے کہا میں کسی صورت میں اس پر بھروسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ عقیل نے کہا تو اب اس کے بعد خیریت نہیں ہے' مجھے ڈر ہے کہ تم کل مفت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ کرمانی نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ عقیل نے کہا کیا میں پھر تمہارے پاس آ ؤں' کرمانی نے کہا اب آنے کی ضرورت نہیں مگر میری جانب سے یہ کہہ دو کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اور لوگ تمہارے منشاء کے خلاف ایسا کام کرنے پر تمہیں ہموار

کرلیں گے، جس کے بعد فریقین عداوت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے اگر تم چاہتے ہو تو میں یہاں سے خود چلا جاتا ہوں، تم سے ڈر کر نہیں بلکہ اس لیے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس شہر کے باشندوں کو مصیبت میں مبتلا کردوں اور خونریزی کروں۔ چنانچہ اب کرمانی نے جرجان چلے جانے کی تیاری شروع کردی۔

حارث بن سریج کی معافی کا واقعہ:

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے حارث بن سریج کو معافی دی اور اس کے لیے تحریر لکھ کر بھیجی، نیز عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کو حکم بھیج دیا کہ حارث کی جتنی جائیداد ضبط کی گئی ہے واپس کردے اور اس کی اولاد میں سے جو لوگ قید ہیں انہیں چھوڑ دے۔

جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان مخالفت ہوئی تو نصر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا حارث بن سریج اپنے ساتھیوں اور ترکوں کو لے کر خراسان پر چڑھائی کردے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور یہ موجودہ کرمانی وغیرہ کی مخالفت اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بات کو سوچ کر اس نے حارث کو راہ راست پر لانے کی نیت سے، مقاتل بن حیان النبطی، ثعلبہ بن صفوان البنانی، انس بن بجالۃ الاعرجی، ہدبۃ الشعرادی اور ربیعۃ القرشی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ اسے ترکوں کے ملک سے واپس منا لائیں۔

یزید بن ولید سے حارث کی امان طلبی:

خالد بن زیاد التبدی الترمذی، اور خالد بن عمر بن عامر کا آزاد غلام حارث بن سریج کے لیے امان طلب کرنے کی غرض سے یزید بن الولید کے پاس روانہ ہوئے، کوفہ آئے، سعید خذینہ سے ملے، سعید نے خالد بن زیاد سے کہا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے میرا نام خذینہ کیوں رکھا ہے، اس نے عدم واقفیت ظاہر کی، سعید نے کہا کہ وہ مجھ سے اہل یمن کو قتل کرانا چاہتے تھے، مگر اس سے میں نے انکار کیا۔ ان دونوں نے ابو حنیفہ سے درخواست کی کہ آپ اجلح نے دونوں کو یزید کے سامنے باریاب کرا دیا۔ خالد بن زیاد نے امیر المومنین سے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کو اس بنا پر قتل کیا تاکہ کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کرائے جائے، مگر آپ کے عہدیدار برابر ظلم و زیادتی کیے جاتے ہیں، یزید نے کہا اگرچہ میں خود انہیں ناپسند کرتا ہوں مگر بہر حال انہیں سے کام لینا ہے اور کوئی میرا مددگار نہیں، خالد بن زیاد نے کہا آپ خاندان اشراف میں سے ذمہ دار عہدیدار مقرر فرمائیں اور ان کے ساتھ نیک و سمجھ دار لوگوں کو متعین کردیں تاکہ وہ اپنے عہد کے مطابق انتظام حکومت کریں، یزید نے کہا میں اس مشورے پر عمل کروں گا۔ پھر ان دونوں نے حارث بن سریج کے لیے امان طلب کی۔

حارث بن سریج کو امان نامہ:

یزید نے حسب ذیل معافی نامہ لکھ دیا:

''حمد و ثنا کے بعد ہم اس بنا پر کھڑے ہوئے تھے کہ خدا کے احکام پس پشت ڈال دیئے گئے تھے اس کے بندوں پر ہر طرح کا ظلم کیا جا رہا تھا، بے وجہ خون بہایا جا رہا تھا اور بغیر حق کے مال ضبط کیا جا رہا تھا ہم نے ارادہ کیا کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق امت میں حکومت کی جائے۔ ہم نے اس بات کو اپنی جانب سے تمہارے سامنے صاف صاف پیش کر دیا ہے۔ تمہیں امان دی جاتی ہے، اس لیے اب تم مع اپنے ساتھیوں کے سرحد اسلام میں آ جاؤ کیونکہ تم

ہمارے بھائی اور دست و بازو ہو' نیز میں نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ دیا ہے کہ جو کچھ تمہارا لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا جائے''۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے خالد کی شکایت:

اب یہ دونوں کوفے آ کر عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کیا جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں۔ عبداللہ نے کہا کیا عمر رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر کھلم کھلا عمل نہیں ہو رہا ہے۔ خالد نے کہا عام رعایا کو اس سے کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔

یہ دونوں مرو آئے یزید کا خط نصر کو دیا۔ نصر نے حارث اور اس کے ساتھیوں کے اس مال و متاع کو جو ضبط کر لیا گیا تھا حتی المقدور واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہو گئے' اور اثنائے راہ میں مقاتل بن حیان اور اس کے ہمراہیوں نے جنہیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا ملے۔

اس سے قبل عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نصر کو لکھا تھا تم نے میری اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر حارث کو معافی دے دی ہے۔ لہٰذا اب تم اس کے ہو رہو۔ نصر نے اس حکم کے موصول ہونے پر یزید بن الاحمر کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم اور حارث کشتی میں سوار ہو تو اسے قتل کر ڈالنا۔ جب وہ دونوں مقاتل سے آ مل میں آ ملے تو مقاتل خود اس کی جانب ہو گیا اور اس وجہ سے یزید اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث کی روانگی مرو:

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا۔ وہ بارہ سال مشرکین کے علاقے میں مقیم رہا' اس کے ہمراہ قاسم الشیبانی۔ مضریں بن عمران اس کا قاضی اور عبداللہ بن سنان بھی تھے۔ حارث سمرقند آیا۔ منصور بن عمر سمرقند کا حاکم تھا' یہ اس سے ملنے نہیں گیا اور اس نے کہا اس نے کون سی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاؤں۔ منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور لکھا ہم میں سے جو اپنے حریف کو قتل کر دے گا وہ اسے یا جنت میں داخل کر دے گا یا دوزخ میں۔ نیز یہ بھی لکھا اگر حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو چونکہ اس نے بنی امیہ کے اقتدار کو نقصان پہنچایا ہے اور متعدد خون اس کے ذمہ ہیں حالانکہ اب وہ ترک دنیا کر چکا ہے' مگر پہلے ان کی حکومت میں شریک' نہایت ہی مہمان نواز' بہادر اور ترکوں پر سخت گیری کرنے والا تھا تو بنی تمیم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

سردار خداہ بیاسان کے قتل کے جرم میں منصور بن عمر کے پاس قید تھا' اس کے بیٹے نے منصور کے لیے اپنی فوج تیار کی اس وجہ سے منصور نے اسے قید کر دیا تھا' حارث نے منصور سے اس کی سفارش کی۔ منصور نے اسے رہا کر دیا۔ یہ پھر حارث ہی کے ساتھ رہنے لگا اور آخر دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

امام ابراہیم بن محمد:

بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو خراسان بھیجا اور اس کے ساتھ دستور العمل اور احکام بھی ارسال کیے مرو آ کر انہوں نے تمام نقیب اور داعیوں کو جو وہاں تھے اپنے پاس جمع کیا۔ امام محمد بن علی کی

وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لیے دعوت دی اور ان کا خط بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انھوں نے ان کے پیام کو قبول کر لیا اور انہوں نے جو روپیہ شیعوں سے جمع کیا تھا اسے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ اسے ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن الحجاج کی ولی عہدی کی بیعت:

اسی سنہ میں یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے بیعت لے کر اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لیے ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری میں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے عہد خلافت لے لیجیے' قدریہ فرقے کے لوگ اسے اس بات پر برابر آمادہ کرتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کے لیے بات جائز نہیں ہے کہ اس قومی مرحلے کو آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لیے بیعت لیجیے چنانچہ اس کے لیے بیعت لے لی گئی اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت لی گئی۔

یوسف بن محمد کی برطرفی:

اسی سنہ میں یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اسے والی مقرر ہی نہیں کیا تھا مگر اس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید نے اسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ ذیقعدہ کی دو راتیں باقی تھیں کہ عبدالعزیز مدینے آ گیا۔

مروان بن محمد کی بغاوت:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی' آرمینیا سے جزیرہ واپس آیا اور بتایا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حران پہنچ کر اس نے بھی یزید کے لیے بیعت کر لی۔

اپنے موسم گرما کے جہاد کی مہم سے واپس آ کر عبدالملک بن مروان بن محمد بن مروان حران میں عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا کہ یہاں اسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن ریاح الغسانی ولید کی جانب سے جزیرے کا عامل تھا۔ جب اسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرے سے شام کی طرف روانہ ہوا' اور اب عبدالملک بن مروان بن محمد نے حران اور جزیرے کے دوسرے شہروں پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن علاثۃ کو جزیرے کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینیا میں تھا اس کارروائی کی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے' مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں' مگر اس کے ساتھ اس نے اسے بھی اچھا نہیں سمجھا کہ جب تک اس کا معاملہ راستی پر نہ آ جائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اس نے اسحٰق بن مسلم العقیلی' سردار قیس اور ثابت بن نعیم الجذامی الفلسطینی سردار عربائے یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اسی نے اسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آ کر ملتا اور سرحد کی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیاں اور اس کی فوج عام حالت کو

بیان کر دیتا تھا' اور نیز ان تجاویز کی جو وہ دشمن کے مقابلے میں برتنا چاہتا تھا' منظوری حاصل کر لیتا۔

ثابت بن نعیم کی قید سے رہائی:

ثابت کے قید کرنے کی وجہ کو ہم پہلے حنظلہ بن صفوان کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے جس فوج کو حنظلہ کے ہمراہ ان بربر اور افریقیا والوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے اس کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا بھیجا۔ اس نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حنظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اس کی شکایت کی' ہشام نے اسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو' حنظلہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان بن ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقیا میں کیا کارروائی کی' اس کا کچھ ذکر ہم اپنی کتاب میں اس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے عمائد تھے مروان سے آ کر ملے اور انھوں نے ثابت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی' جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تھی ان میں کعب بن حامد العبسی ہشام کا کوتوال' عبدالرحمٰن بن الضحم اور سلیمان بن حبیب ہشام کسی کے قاضی بھی تھے' مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اسے مروان کے حوالے کر دیا یہ بھی آرمینیا چلا گیا' مروان نے کسی مقام کا والی مقرر کر دیا۔ اور انعام واکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو اسحٰق کی معیت میں اہل باب کے پاس بھیجا تو ان کے نام ایک خط بھی ان کے ہاتھ بھیجا جس میں انھیں ان کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ اگر وہ اپنے اپنے مورچوں اور چوکیوں میں بدستور ٹھہرے رہیں گے تو اس کا انھیں اجر ملے گا اور نیز وہ اس طرح مسلمانوں کے اہل وعیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ ومصئون رکھیں گے۔

حمید بن عبداللہ اللخمی:

نیز مروان بن محمد نے ان کی معاشیں ان لوگوں کے ہاتھ بھیج دیں اور فلسطین کے ایک شخص حمید بن عبداللہ اللخمی نام کو جوان میں بہت مقبول تھا ان کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ان کا سردار رہ چکا تھا اور وہ لوگ اس کی تعریف کر چکے تھے اور اس سے خوش تھے۔ دونوں صاحبوں نے اسی کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور مروان کا خط پڑھ کر انھیں سنایا' اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ثابت بن نعیم کی سرکشی:

بعد میں مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت ان کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت چھوڑ کر اپنی چھاؤنیوں میں واپس آ جانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس چلے آئے تو اب اس نے روانگی کی تیاری شروع کی' اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لیے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ عام فوجی پڑاؤ سے یہ لوگ مع ان لوگوں کے جورات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے الگ اپنا پڑاؤ کیا۔ مروان کو ان کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے طرفداروں کی تعداد مروان کے طرفداروں سے بہت زیادہ تھی۔ اب دونوں حریف جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے' مروان نے دونوں نقیبوں کو حکم دیا کہ میمنہ ومیسرہ اور قلب سے جا کر حریف

سے کہیں اور دریافت کریں کہ انہوں نے کیوں مجھ سے علیحدگی اختیار کی اور میری کس بات سے وہ میرے دشمن بن گئے' کیا میں نے ایسے شخص کو ان کا والی مقرر نہیں کیا جسے وہ چاہتے ہیں اور جس نے نہایت خیر و خوبی سے ان پر حکومت کی ہے' اور آخر وہ کیوں اپنا خون بہانے کے درپے ہوئے ہیں۔

مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی:

انھوں نے جواب دیا ہم اپنے خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے بھی فرمانبردار تھے۔ خلیفہ قتل کر دیا گیا' اہل شام نے یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی۔ ہم نے ثابت کو اپنا والی اور سرگروہ بنالیا ہے تاکہ وہ ہمیں اسی تقسیم و ترتیب کے ساتھ ہماری چھاؤنیوں تک ہماری قیادت کرے۔ مروان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ کہہ دے جو تم نے کہا وہ جھوٹ ہے تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو' تم چاہتے ہو کہ اپنے عہدیداروں کے احکام سے سرتابی کرو اور جہاں سے گذرو وہاں کے ذمیوں کے مال و متاع غلہ اور چارے پر قبضہ کر لو۔ اب میرے اور تمہارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کرے گی یہاں تک کہ تم مطیع و منقاد ہو جاؤ اور میں تمہیں لے کر فرات کے کنارے پہنچا دوں' وہاں پہنچ کر میں ہر سردار اور اس کی فوج کو آزادی دے دوں گا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری:

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مروان اپنے ارادے پر پوری طرح جما ہوا ہے۔ سب اس کی اطاعت میں آ گئے اور ثابت بن نعیم اور اس کے چار بیٹوں رفاعہ' نعیم' بکر اور عمران کو مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان کے حکم سے یہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتار دیئے گئے ان کے ہتھیار لے لیے گئے' ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ مروان نے ان سب کو اپنے پڑاؤ میں شامل کر لیا اور اثنائے سفر میں ان پر ایسی سخت نگرانی اور انتظام رکھا کہ کسی کو دیہاتیوں پر ظلم و زیادتی اور غارت گری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ جو چیز لیتے اس کی قیمت ادا کرتے۔ اسی طرح مروان انھیں لے کر حران آیا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی اصل چھاؤنیوں میں چلے جائیں مگر ثابت کو اپنے پاس قید رکھا' مروان نے اہل جزیرہ کو بلا کر ان پر مزید لگان عائد کیا اور تیس ہزار مویشی ان سے وصول کیے اور یزید کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

مروان بن محمد کی اطاعت:

یزید نے اسے لکھا کہ تم میری بیعت کر لو' میں تمہیں اس سارے علاقے جزیرہ' آرمینیا' موصل اور آذربائیجان کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دوں گا۔ جیسا کہ تمہارے باپ محمد بن مروان کو عبدالملک بن مروان نے مقرر کیا تھا' اس وعدے پر مروان نے یزید کی بیعت کر لی اور محمد بن عبداللہ بن علاثہ نیز جزیرے کے بعض اور عمائد کو اس کی خدمت میں بھیجا۔ اسی سنہ میں یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ اکثر ارباب سیر کے قول کے مطابق یزید چھ ماہ خلیفہ رہا۔

یزید بن ولید کی وفات:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد خلافت پانچ ماہ اور دو شب تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ چھ ماہ کچھ دن خلیفہ رہا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یزید پانچ ماہ بارہ روز خلیفہ رہا' ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ چھیالیس سال کی عمر میں چھ ماہ اور دو شب خلافت کرنے کے بعد یزید نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی عمر میں اختلاف ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ یزید نے تیس

سال کی عمر پائی۔ اوروں کا بیان ہے کہ اس کی عمر سینتیس سال ہوئی۔ ابو خالد کنیت تھی' اس کی ماں ام ولد (لونڈی) تھی جس کا نام شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے:

انا ابن کسریٰ و ابن مروان　　　وقیصر جدی و جدی خاقان

ترجمہ: ''میں کسریٰ اور مروان کی اولاد میں ہوں۔ قیصر اور خاقان بھی میرے اجداد ہیں''۔

(عقیدہ) بیان کیا گیا ہے کہ قدریہ عقائد کا ماننے والا تھا۔

(حلیہ) سانولا رنگ' دراز قامت' چھوٹا سر' چہرے پر خال' خوبصورت پاؤں اور کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم ہو) تھا۔

یزید الناقص کی وجہ تسمیہ:

واقدی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لیے کہا جاتا تھا کہ ولید نے فوج کی معاشوں میں جو دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا' مگر علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اس بنا پر تمام لوگ اسے ناقص ابن الولید کہنے لگے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمرو عمال:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض اور ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبدالملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا مگر اس کے ہمراہ عبدالعزیز بھی' جو مکہ' مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج کرنے گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس سال یزید کی جانب سے عراق کا صوبہ دار تھا' ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ کا خبر رساں۔ مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار الکنانی خراسان کا صوبہ دار تھا۔

باب ۱۰

ابراہیم بن ولید و جنگ جبانہ

ابراہیم بن ولید:

یزید کے بعد ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا مگر اس کی خلافت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی' ایک جمعے میں لوگوں نے اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا' دوسرے جمعہ کو محض امیر کے لقب سے' آیندہ جمعے میں نہ خلیفہ کہا اور نہ امیر۔ یہی خلفشار قائم تھا کہ مروان بن محمد نے آ کر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو قتل کر دیا۔

مدتِ حکومت:

دوسری روایت ہے کہ یزید نے ابراہیم کو اپنا جانشین خلافت مقرر کر دیا تھا۔ یہ چار ماہ خلیفہ رہا۔ ربیع الآخر ۱۲۷ ہجری میں علیحدہ کیا گیا مگر یہ زندہ رہا اور ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کل ستر راتیں خلیفہ رہا۔

۱۲۷ھ کے واقعات

مروان بن محمد کی سفارت:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے شام کی جانب پیش قدمی کی' اور عین الجر کے مقام پر اس کے اور سلیمان بن ہشام کے درمیان جنگ ہوئی جس کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد مروان آرمینیا سے جزیرہ آ کر اس پر قابض ہو گیا تھا اور عصرام ٹیں اس بات کی شہرت دی تھی کہ وہ ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے قتل کو بری نظر سے دیکھتا ہے' مگر جب یزید بن الولید نے اسے اس کے باپ محمد بن مروان کے عہدے پر فائز کر دیا اور اتنا ہی علاقہ اس کے ماتحت کر دیا جو اس کے باپ کے تحت تھا تو اس نے یزید ہی کے لیے بیعت کر لی' اس کا عام اعلان کر دیا' اور اپنے حران ہی کے دوران قیام میں اس نے محمد بن علاثہ' اور جزیرے کے دوسرے عمائدین کو یزید کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارت کے لیے بھیج دیا۔

ابن علاثہ کی طلبی:

جب مروان کو معلوم ہوا کہ یزید کا انتقال ہو گیا' اس نے فوراً ابن علاثہ اور اس کے ساتھیوں کو منبج سے واپس بلا لیا اور اب خود ابراہیم بن الولید کی جانب روانہ ہوا' صرف جزیرے کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو آرمینیا پر چالیس ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ رقہ میں اپنا جانشین چھوڑا۔

مروان بن محمد کی پیش قدمی:

مروان قنسرین آیا' یزید بن الولید کا بھائی بشر جسے یزید نے اس مقام کا حاکم مقرر کیا تھا اس کے مقابلے کے لیے شہر سے باہر صف بستہ ہوا۔ اس نے اپنے حریف کی فوج میں وعدۂ امان کی منادی کی اور مروان نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ تمام قیسی عربوں کے ساتھ اس سے آ ملا۔ انھوں نے بشر اور اس کے حقیقی بھائی مسرور بن الولید کو دشمن کے سپرد کر دیا۔

اہل حمص کی اطاعت:

مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین کو لے کر اہل حمص کی طرف روانہ ہوا' چونکہ انھوں نے یزید کے مرنے کے بعد ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اسی بنا پر مقدم الذکر نے مؤخر الذکر اور دمشق کی فوج کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تھا جس نے انہیں ان ہی کے شہر میں آ کر محصور کر لیا۔ مروان نے اپنی پیش قدمی میں مزید سرعت سے کام لیا اور جب یہ حمص پہنچا تو عبدالعزیز خود حمص کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا۔ اہل حمص نے شہر سے نکل کر مروان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب کے سب خود ہی اس کے ساتھ ہو لیے۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ:

اس کے مقابلے کے لیے ابراہیم بن الولید نے سلیمان بن ہشام کی زیر قیادت فوج روانہ کی' یہ اس کے ہمراہ مقام عین الجر پر فروکش ہوا' اب مروان بھی سامنے آ گیا۔ سلیمان کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار تھے۔ مروان کے پاس اسی ہزار تھے' جب ایک دوسرے کے مقابل آئے تو مروان نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ لڑائی نہ ہو بشرطیکہ تم لوگ ولید کے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کو جو دمشق کی جیل میں قید ہیں رہا کر دو اور میں ان دونوں کی جانب سے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا تم سے مواخذہ نہیں کریں گے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو ان کے باپ کے قتل میں شریک رہا ہو کوئی مطالبہ کریں گے مگر سلیمان کے ہمراہیوں نے اس کی درخواست رد کر دی اور اب جنگ پوری مستعدی سے شروع ہو گئی۔ آفتاب بلند ہونے کے وقت سے عصر تک گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں فریقین کے بہت سے مقتول و مجروح ہوئے' چونکہ مروان ایک تجربہ کار گرگ باراں دیدہ تھا اس نے اپنے تین سپہ سالاروں کو جن میں سے ایک اسحٰق بن مسلم کا بھائی عیسیٰ نام تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنے رسالے کو (جس کی تعداد تین ہزار تھی) میری صف کے پیچھے لے جاؤ' نیز ان کے ہمراہ لکڑ ہارے بھی بھیج دیئے۔

اس گھاٹی میں جسے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا۔ جس قدر گنجائش تھی وہ دونوں حریفوں کی فوج سے پُر تھی اور دونوں پڑاؤں کے درمیان ایک تیز رو دریا تھی' مروان نے انھیں حکم دیا کہ پہاڑ پر جا کر درختوں کو کاٹو اور عارضی پل باندھ کر اس کے ذریعے سلیمان کے پڑاؤ پر چھاپہ مارو۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و فرار:

یہ تمام کارروائی اپنی جگہ ہوتی رہی مگر سلیمان کا رسالہ چونکہ ہمہ تن جدال و قتال میں منہمک تھا اس لیے اسے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک انھیں اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ' تلواروں کی چمک اور تکبیر کی آواز سنائی دی' اس کے دیکھتے ہی

اس فوج کے پاؤں اکھڑے گئے اور وہ بالکل شکست کھا کر بھاگی' اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے ان کی خوب گت بنائی تھی' بیدردی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا اور ستر ہزار کو تہ تیغ کر دیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا' مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے' نیز ان کی پڑاؤ کو بالکل لوٹ لیا گیا' مروان نے حکم وعثمان دونوں کم سنوں کے لیے ان سے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا' بلکہ ایک ایک دینار زادِ راہ بھی انہیں دیا اور انہیں ان کے اہل وعیال میں جانے کی اجازت دے دی' اور کسی کو سوائے یزید بن العقار الکلبی اور ولید بن مصاد الکلبی کے جو ولید سے لڑنے گئے تھے اور اس کے قتل میں شریک تھے اس نے قتل نہیں کیا۔

یزید بن خالد بن عبداللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنہیں مروان نے قتل کر دیا' یزید کے خاص عہدیدار تھے' ان میں سے ایک کوتوال اور دوسرا محافظ اعلیٰ تھا۔ مروان نے انہیں اسی مقام پر کوڑوں سے خوب پٹوایا' پھر اس کے حکم سے وہ قید کر دیئے گئے اور اسی میں ہلاک ہو گئے۔

پسران ولید بن یزید اور یوسف بن عمر کا خاتمہ:

دوسری صبح کو سلیمان اور اس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی' اس کے پاس ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس اس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری ابوعلاقۃ السکسکی۔ اصبغ بن دولۃ الکلبی اور ان ہی جیسے اور سردار آئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑکے زندہ رہے تو مروان دمشق آ کر انہیں قید سے نکال کر برسرِ حکومت بٹھا دے گا۔ یہ اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں سے کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے' بہتر یہ ہے کہ انہیں ہم قتل کر دیں۔ چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا' ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابومحمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے' یزید نے خالد کے آزاد غلام ابوالاسد کو اپنے کچھ آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لیے روانہ کیا' اس نے جیل خانے میں جا کر گرزوں سے ان دونوں لڑکوں کا کام تمام کر دیا۔ اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا۔

ابراہیم بن ولید کا فرار:

وہ تو ابومحمد السفیانی کو بھی مار دینا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانہ کی ایک کوٹھڑی میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور اپنی پشت پر فرش وتکیوں کا انبار لگا کر دروازہ پر ٹکا دے دیا جس سے وہ اسے کھول نہ سکے' تب انہوں نے ارادہ کیا کہ آگ لگا دیں مگر ابھی آگ نہ لگائی تھی کہ شور مچا کہ مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہو گیا ہے' ابراہیم بن الولید بھاگ کر روپوش ہو گیا' سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

عبداللہ بن معاویہ:

اسی سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام نے کوفہ میں اپنے لیے دعوت دی اور کوفے ہی میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان رحمہ اللہ سے اس کی لڑائی ہوئی جس میں اس نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ عبداللہ بن معاویہ علاقہ جبال چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا خروج:

ابومخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ ہجری میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے بغاوت کی اور اس سے لڑا' عبداللہ بن معاویہ کچھ عنایتاً مانگنے کے لیے کوفے میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا۔ اس کا ارادہ خروج کا نہ تھا' یہاں اس نے حاتم بن الشرقی بن عبدالمومن بن شیث بن ربعی کی لڑکی سے شادی کر لی۔ جب یمنی اور مضری عربوں کے آپس میں تعصب و عداوت رونما ہوئی تو کوفے والوں نے اس سے درخواست کی کہ تم اپنے لیے دعوت دو کیونکہ بنو ہاشم بنو مروان سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں' اس نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کر دی۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن حمزۃ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تدبیروں سے اسے پھر ملا لیا اور اس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر بغیر مقابلہ کیے پسپا ہو جائے گا ابن معاویہ کو بھی اس قرارداد کا علم ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا علاقہ جبال پر قبضہ:

چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کیا کہ ابن حمزہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اس نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کر لیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اس سے خوفزدہ نہ ہوتا کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا اس ساز باز کے مطابق کرے گا جو پہلے سے پخت و پز ہو چکی ہے' مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن حمزہ پسپا ہوا تو اس کو دیکھتے ہی ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہو گئے۔ اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ اس کے بعد ابن معاویہ کوفے واپس آ گیا۔ یہ معرکہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان وقوع پذیر ہوا تھا' پھر یہ وہاں سے مدائن چلا گیا' اہل مدائن نے اس کی بیعت کر لی' یہاں کچھ کوفی بھی اس سے آ ملے' ان کے ساتھ اس نے حلوان جا کر اس پر اور علاقہ جبال پر قبضہ کر لیا۔

جنگ جبانہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ آتے ہی ایک جماعت جمع کر لی تھی' اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انھوں نے جبانہ میں جنگ کے لیے اپنا اجتماع کیا' اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن کا سردار تھا اس پر اصبغ ذولۃ الکلبی نے شامیوں کے ساتھ حملہ کیا اور خالد اور اہل کوفہ پسپا ہو گئے' مگر بنی براء اور بنی نزار میں جنگ نہ ہوئی اور یہ بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے۔ زیدی فرقے کے پچاس آدمی ابن محرز القرشی کے مکان کی جانب لڑائی کے خیال سے آئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اس روز اہل کوفہ میں اور کوئی نہیں مارا گیا' ابن معاویہ عبداللہ بن العباس التمیمی کے ہمراہ کوفے سے مدائن آیا' وہاں سے روانہ ہو کر ماہین' ہمدان' قومس' اصبہان اور رے پر قابض ہو گیا' اہل کوفہ کے غلام بھی اس سے آ ملے۔

ابوعبیدہ کی روایت:

ابوعبیدہ اس خلفشار کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ' حسن اور یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر علیہما السلام' عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آئے اور النخع میں ولید بن سعید اپنے آزاد غلام کے یہاں آ کر فروکش ہوئے' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خوب آؤ بھگت کی' بہت کچھ انہیں دیا' اور تین سو درہم روزانہ ان کے لیے مقرر کر دیئے۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے' اب یزید بن الولید نے انتقال کیا اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے

لیے بیعت کر لی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوفے میں آیا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے ان دونوں کے لیے بیعت لے لی اور ان کی معاش میں سوسو کا اضافہ کر دیا۔ نیز اس نے اس کے لیے مفصلات میں احکام نافذ کر دیئے اور سب جگہ سے ان کے لیے بیعت لیے جانے کی اطلاع آ گئی۔ ابھی وہ انہیں معاملات کی رو براہی میں تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اہل جزیرہ کو لے کر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا ہے' اس نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک لیا مگران کے یومیے میں اضافہ کر دیا اور اسے اس بات کے لیے آمادہ کر لیا کہ اگر مروان کو ابراہیم کے مقابلے میں فتح ہوتو وہ اس کے لیے بیعت کر لے گا اور بحیثیت امین اپنے ساتھ لے کر مروان کا مقابلہ کرے گا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہوگئی۔ جمہور اس سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان خیال ہوگئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اس کے مقابلے کے لیے نکلا' دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اسے شکست دی اور فتح پائی' ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبدالعزیز بن الحجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا۔

اسماعیل بن عبداللہ اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبداللہ' خالد بن عبداللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اس نے ابراہیم کی جانب سے اپنے لیے کوفے کی ولایت کا جعلی فرمان بنا لیا اور یمنی عربوں سے مل کر پوشیدہ طور پر اس بات سے انھیں آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے' یمنیوں نے اس کے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی' اس نے علی الصباح اسے آ لیا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسمٰعیل نے یہ رنگ دیکھا اور سوچا کہ نہ اس کے پاس اصلی فرمان ہے بلکہ جس کی جانب سے اس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ہے وہ اپنے ارادے سے رسوائی اور مارے جانے کے خوف سے باز آیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پہلے یہ اندیشہ نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک طول کھینچے گا' بہتر یہ ہے کہ تم لوگ چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے' مگر اس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کر دی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مروان دمشق میں داخل ہو گیا ہے اس کے خاندان سے اس خبر نے پھوٹ کر شہرت حاصل کی' اور اب پھر فتنہ وفساد اور خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہوا۔

جعفر بن نافع اور عثمان بن الخیری کی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کشیدگی:

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ' مضر اور ربیعہ کو تو بڑی بڑی معاشیں دیتا تھا مگر اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیری بن تمیم اللات بن ثعلبہ کے سردار کو کچھ نہ دیا اور نہ ان کے مناصب کو ان کے ہم رتبہ سرداروں کے برابر کیا' یہ دونوں اس کے پاس آئے' اور درشت کلامی کی' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو غصہ آیا اس نے ان دونوں کے دربار سے نکلوا دینے کا حکم دیا' عبدالملک الطائی اس کے صاحب شرطہ نے جو ہر وقت اس کے سرہانے ایستادہ رہتا تھا جا کر انہیں دھکے دیئے' انھوں نے بھی اسے دھکا دیا اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جعفر وعثمان سے مصالحت:

ثمامہ بن حوشب بن ردیم الشیبانی حاضر دربار تھا' وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اُٹھ آیا اور یہ

سب کوفہ چلے آئے' یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ حیرہ میں تھا۔ کوفہ آتے ہی ان لوگوں نے بنی ربیعہ کو دعوت دی تمام بنی ربیعہ مرنے مارنے کے لیے نہایت طیش و غضب میں ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ہوئی' اس نے اپنے بھائی عاصم کو ان کے پاس بھیجا۔ جب عاصم ان سے آ کر ملا وہ اس وقت سب کے سب دیر ہند میں مستعد و مجتمع تھے۔ عاصم نے اپنے تئیں ان کے سامنے کر دیا اور کہا کہ میں حاضر ہوں جو چاہو میرے ساتھ کرو اس کے اس ایثار سے انہیں غیرت آئی' انھوں نے عاصم کی تعظیم و تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا اور پھر اپنے دونوں سرداروں کے پاس آئے وہ بھی خاموش ہو رہے' اسی شب کو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جسے اس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مرہ بن ذہیل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامہ بن حوشب بن ردیم کو بھی ایک لاکھ بھیج دیئے۔ اس نے انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن الخیبری کو دس ہزار بھیج دیئے۔

عبداللہ بن معاویہ کی بیعت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے اس کی کمزوری محسوس کی تو اس سے آنکھ چرا گئے' اس پر دلیر ہو گئے اور انھوں نے خیال کیا کہ اس پر غلبہ پانا بالکل سہل ہے اس لیے انھوں نے عبداللہ بن معاویہ بن جعفر کے لیے لوگوں کو دعوت دی' عبداللہ نے اس کام کے لیے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا' شیعوں نے ایک ہڑبونگ مچا دی اور سب مسجد میں آ کر جمع ہوئے۔ ہلال اس تمام کارروائی کا منصرم تھا۔ شیعوں نے اس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کے لیے بیعت کی اور پھر فوراً سب عبداللہ کے پاس آئے' اسے ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت میں لے آئے اور عاصم بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حیرہ چلا گیا۔ کوفیوں نے ابن معاویہ سے آ کر بیعت کی ان میں عمر بن غصبان بن القبعثری' منصور بن جمہور' اسماعیل بن عبداللہ بن القسری اور وہ شامی بھی تھے جنہیں کوفے سے وطنی تعلق تھا۔ ابن معاویہ چند روز تک کوفے مقیم رہا اور لوگ اس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور رقم النیل کے باشندوں نے بھی اس کے لیے بیعت کر لی' جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے حیرہ جا کر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت کی دعوت:

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے شامی ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابل آیا۔ ایک شامی نے مبارزت طلب کی' قاسم بن عبدالغفار العجلی اس کے مقابلے کے لیے نکلا' شامی نے اس سے کہا جس وقت میں نے مقابلے کی دعوت دی تھی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئے گا' بخدا! میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات ہمیں پہنچی ہے چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں' تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں اور منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ساز باز کر لی ہے۔ بنی مضر کے خطوط اس کے پاس آ چکے ہیں' مگر تم بنی ربیعہ کا کوئی پیام سلام اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔ مگر مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہوگی۔ البتہ کل صبح جنگ ہوگی' اگر تم اپنی تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً میرے مشورے پر عمل کرو اور عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت کا عہد اس تک پہنچا دو' میں بھی ایک قیسی ہوں کل تمہارے مقابل آؤں گا اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دے دوں گا اور اگر تم اس شخص کے وفادار رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج کو سوچ لو' میں نے تمہارے سرداروں کا

حال سب تمہیں سنا دیا ہے۔

قاسم نے اپنے ہم قوم اشخاص سے یہ باتیں کہہ دیں۔

عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان:

ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے میمنے میں ربیعہ اور مضر تھے اور اس کے مقابلے پر ابن معاویہ کا میسرہ تھا اور اس میں بنی ربیعہ تھے' اس پر عبداللہ بن معاویہ نے کہا یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا نتیجہ ہم کو اس وقت معلوم ہوگا جب ہم صبح کو حملہ آور ہوں گے' اگر عمر بن الغضبان چاہتا ہے تو آج ہی رات وہ مجھ سے آ کر ملے' اور یہ بھی اس سے جا کر کہہ دو کہ قیسی جھوٹے ہیں' قاصد نے عمر سے آ کر یہ پیام پہنچا دیا' عمر نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہاں ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد میرے پاس آیا ہے' نیز اس نے یہ بھی خواہش کی کہ ابن معاویہ اور منصور اور اسماعیل سے عہد واثق لے لے۔ اس ترکیب سے اس کی غرض یہ تھی کہ ان دونوں کو بھی اس کارروائی کا علم ہو جائے' مگر ابن معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے جنگ کی تیاری کی۔ ابن معاویہ نے یمنی عربوں کو اپنے میمنے پر اور مضر اور ربیعہ کو اپنے میسرے پر مقرر کیا اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر یا ایک قیدی گرفتاری کر کے لائے گا۔ اس کو اتنی رقم انعام دی جائے گی۔ روپیہ عمر بن الغضبان کے پاس تھا۔

عباس بن عبداللہ الہاشمی کا قتل:

اب جنگ شروع ہوگئی' عمر بن الغضبان نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے میمنے پر حملہ کیا اور میمنہ پسپا ہوگیا' منصور اور اسماعیل نے فوراً حیرہ کا رخ کیا عام لوگوں نے کوفی یمنیوں پر حملہ کر کے ان میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا' اور عباس بن عبداللہ الہاشمی بنت ملاۃ کا خاوند مارا گیا' عاتکہ بنت الملاۃ جس نے کئی خاوند کیے تھے اور ان میں سے ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بھی تھا' بیان کرتی ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عراق کی خانہ جنگی میں مارا گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست و مراجعت کوفہ:

مبکر بن الحواری بن زیاد بھی اور لوگوں کے ساتھ مارا گیا۔ پھر یہ لوگ پسپا ہوئے۔ پسپا ہونے والوں میں عبداللہ بن معاویہ بھی تھا یہ قصر کوفہ میں چلا آیا مگر اس کا میسرہ جس میں بنی مضر اور ربیعہ تھے اور ان کے مقابل شامی ابھی تک میدان میں جمے رہے۔ اہل شام کے قلب نے زیدیوں پر حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا اور یہ بھی کوفہ آ گئے' اب صرف میسرے کے تقریباً پانچ سو شہسوار مقابلے پر رہ گئے' عامر بن جنازہ' نباتہ بن حنظلہ بن قبیصہ' عتبہ بن عبدالرحمٰن الثعلبی اور نصر بن سعید بن عمر الحرشی بنی ربیعہ کے پاس آئے اور عمر بن الغضبان سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی کریں گے جو انھوں نے اہل یمن کے ساتھ کیا ہے' بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ عمر نے کہا جب تک مجھے حکم نہ ملے گا میں اپنی جگہ سے نہ ٹلوں گا' انھوں نے کہا آپ کا یہ عزم آپ کے ہمراہیوں کے لیے کچھ بھی کارآمد نہ ہوگا' پھر وہ خود اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے کوفے میں لے آئے۔

عبداللہ بن معاویہ کی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع:

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا کاتب راوی ہے کہ ایک دن میں حیرہ میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ عبداللہ بن معاویہ ایک انبوہ کثیر کے ساتھ مقابلے کے لیے سامنے آ گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصے تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ اتنے

میں مہتمم باورچی خانہ اس طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کے لیے حکم کا منتظر تھا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا' وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑے تھے اور ڈر رہے تھے کہ بس اب ابن معاویہ نے ہمیں آ لیا' میں غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار تو نمایاں نہیں مگر بخدا! اس کا چہرہ جوں کا توں تھا۔ جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے ان کا شمار بھی کیا گیا۔ صبح کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا اور حکم دیا کہ زر نقد و اسباب باہر نکالا جائے' چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے تک سامنے لائے گئے۔ اس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دے دیا۔ پھر اپنے آزاد غلام یا غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون' فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میرا یہ جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو' اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو' غلام نے حکم کی تعمیل کی۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی ابن معاویہ سے جنگ:

اب عبداللہ مقابلے کے لیے چلا' ہم بھی اس کے ساتھ چلے اسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نقیب سے اعلان کرا دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اس کے سامنے لا کر ڈالا گیا۔ اس نے فوراً لانے والے کو پانچ سو دلا دیئے۔ اس کے اس ایفائے عہد کا اس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانچ سر اس کے سامنے آ گئے۔ ابن معاویہ اور اس کی فوج شکست کھا کر کوفے میں داخل ہوئی اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفہ پہنچا وہ ابوالبلاد بنی عبس کا آزاد غلام تھا' اس کا بیٹا سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک سرگروہ تھا' اہل کوفہ روزانہ ان پر اس کے اس بھاگ آنے کی وجہ سے آوازے کستے تھے۔ اس کے جواب میں یہ اپنے بیٹے کو پکارتا کہ تو اپنا کام کر اور انہیں بکنے دے۔

عبداللہ بن معاویہ کی روانگی علاقہ جبل:

عبداللہ بن معاویہ کوفے کے باہر ہی باہر سے علاقہ جبل چلا گیا مگر اس کے متعلق ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اس کے بھائی کوفے کے قصر میں چلے آئے' شام کو انھوں نے عمر بن الغضبان اور اس کے دوستوں سے کہا اے معشر ربیعہ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہو تو ہم لڑتے ہیں اور اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے تو اپنے اور ہمارے لیے امان لے لو' جو شرائط تم اپنے لیے کرو گے انہیں پر ہم بھی راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ اطمینان رکھیں ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ قصر میں رہے۔ زیدی شہر کے ناکوں پر تھے' اہل شام صبح و شام کئی دن تک ان سے آ کر لڑتے رہے' مگر بنی ربیعہ نے اپنے' زیدیوں اور عبداللہ بن معاویہ کے لیے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انہیں کوئی نہ روکے گا' وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن الغضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو' عمر بن الغضبان نے اسے اس کے ہمراہی شیعوں اور اہل مدائن' اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو ان کے تابع ہو گئے تھے ان سب کو نکلوا دیا' عمر کے آدمی ان کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود

عمر نے قصر میں اقامت اختیار کی۔

حارث بن سریج کی مرو میں آمد:

اسی سنہ میں حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے اس وعدۂ امان کی بنا پر جو اسے یزید بن الولید نے لکھ بھیجا تھا مرو واپس آیا۔ پہلے تو وہ نصر بن سیار کا مطیع رہا' پھر اس نے نصر سے بغاوت کی اور اس کے لیے ایک بڑی جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

۱۲۷ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ اتوار کے دن حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے مرو آیا' مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشماہش میں اس سے ملے۔ محمد بن الفضیل بن عطیۃ العبسی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قدوم سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں واپس لے آیا۔ حارث نے کہا برخوردار کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیرہ اگر وہ خدا کی معصیت پر قائم ہو تو تھوڑی رہ جاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر قائم ہو تو کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تک اللہ کی اطاعت نہ ہو میری آنکھ ٹھنڈی ہی نہ ہوگی۔

محمد بن حارث اور الوف بنت حارث کی رہائی:

حارث جب مرو آیا تو اس نے کہا اے اللہ! میرے اور ان کے جو تعلقات ہیں اس بارے میں میری نیت سوائے وفا کے کچھ نہیں اگر وہ لوگ غدر کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے ان کے خلاف مدد دینا۔ نصر نے اس سے ملاقات کی اسے بخاراخذاہ کے قصر میں مہمان رکھا اور پچاس درہم یومیہ ضیافت کے اس کے مقرر کر دیئے مگر یہ صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھاتا تھا نصر نے اس کے متعلقین کو جو اس کے پاس مقید تھے رہا کر دیا۔ جس میں محمد بن الحارث اور الوف بنت الحارث بکر کی ماں بھی تھی' جب حارث کے پاس اس کا بیٹا محمد آیا تو اس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن بدیل عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے نصر کے پاس آیا اثنائے راہ میں اسے پالا لگ گیا تھا' نصر نے اسے کپڑے پہنائے' اسے اپنا مہمان بنایا اور دو لونڈیاں خدمت کے لیے مقرر کر دیں۔

نصر اور حارث کی ملاقات:

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اس وقت حارث کے پاس کئی شخص تھے جو اس کے سرہانے ایستادہ تھے۔ نصر نے اس سے کہا۔ جب ہم عراق میں تھے تو ہم نے آپ کے گرز کی بڑائی اور وزن کی شہرت سنی تھی' میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں' حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ گرز بھی ایسا ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر ہاں دیکھنے کے قابل وہ اس وقت ہوتا ہے جب اس سے میں ضرب لگاتا ہوں۔ اس کے گرزوں کی شامیں اٹھارہ رطل وزنی تھیں۔

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اس وقت حارث اس زرہ کو پہنے تھا جو اسے خاقان سے ملی تھی۔ خاقان نے اس سے کہا تھا کہ یا آپ یہ زرہ لیجیے یا اس کے عوض ایک لاکھ دینار و بنکا می لے لیجیے' مگر حارث نے زرہ لی۔ مرزبانہ بنت قدید نصر کی بیوی نے اسے دیکھا اور ایک پرانا پوستین اپنی ایک لونڈی کے ہاتھ اسے بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے جا کر بھائی حارث کو سلام کہو اور کہو کہ آج

سردی زیادہ ہے آپ اس پوستین سے اپنے تئیں گرم کیجیے۔ حارث نے لونڈی سے کہا کہ میری جانب سے بہن کو سلام کہنا اور پوچھو کہ یہ عاریت ہے یا تحفہ۔ اس نے کہا بطور تحفہ آپ کی نذر ہے۔ حارث نے اسے چار ہزار دینار میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنے دوستوں میں تقسیم کر دی۔ 2

نصر کی حارث بن سریج کو پیشکش:

نصر نے بھی اسے بہت سے بستر اور ایک گھوڑا بھیجا' اس نے اسے بھی بیچ کر اس کی تمام قیمت اپنے ساتھیوں کو برابر برابر دے دی' حارث ایک نمدے پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ نصر نے اسے کسی مقام کی ولایت اور ایک لاکھ دینار دینا چاہا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے نہ دنیا کی خواہش ہے نہ اس کی لذتوں اور نہ میں عرب کی شریف زادیوں سے شادی کا متمنی ہوں' میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا جائے۔ اہل خیر افضل عامل بنائے جائیں اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہیں تو میں آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوں۔

حارث کا کرمانی کے نام خط:

نیز حارث نے کرمانی کو لکھا کہ اگر نصر نے مجھ سے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور اہل خیر و فضل کو عامل بنانے کا عہد کر لیا تو میں اس کی امداد کروں گا اور اللہ کی حکومت قائم کروں گا اور اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو میں اللہ سے اس کے خلاف اعانت طلب کروں گا اور تمہاری امداد کروں گا بشرطیکہ تم بھی مجھ سے عہد کر لو کہ تم سنت پر عمل کرو گے اور عدل قائم کرو گے۔

بنو تمیم کو حارث کی دعوت:

جب بنو تمیم اس سے ملنے آتے وہ انہیں اپنے لیے دعوت دیتا۔ چنانچہ محمد بن الحمران' محمد بن حرب بن جرفاس المنقریان' خلیل بن غزوان الحدوی' عبداللہ بن مجاعۃ اور ہبیرہ بن شراحیل العدیان' عبدالعزیز بن عبدربہ اللیثی' بشر بن جرموز الضبیی' نہار بن عبداللہ بن الحتات المجاشعی اور عبداللہ النباتی نے اس کی بیعت کر لی۔ حارث نے نصر سے کہا تیرہ سال ہوئے کہ جب اسی جور و تعدی سے ناراض ہو کر میں نے اس شہر کو خیر باد کہا تھا اور اب تم پھر مجھے اسی پر آمادہ کرتے ہو۔

حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

باب ۱۱

مروان بن محمد

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو دمشق میں خلیفہ بنایا گیا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا قتل:

جب مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہو گیا تو ابراہیم بن ولید نے راہ فرار اختیار کی اور روپوش ہو گیا۔ سلیمان نے بیت المال پر قبضہ کر کے اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر چھوڑ کر چلا گیا۔ ولید بن یزید کے جو موالی شہر میں تھے انہوں نے عبدالعزیز بن الحجاج کو اس کے گھر جا کر قتل کر دیا۔ یزید بن الولید کی لاش قبر سے نکال کر باب الجابیہ پر سولی پر لٹکا دی مروان دمشق میں داخل ہوا اور عالیہ میں فروکش ہوا' یہاں وہ دونوں مقتول لڑکے اور یوسف بن عمر اس کے سامنے لائے گئے مروان کے حکم سے انہیں دفن کر دیا گیا۔

مروان بن محمد کی بیعت:

ابو محمد السفیانی کو جو بھاری بھاری بیڑیوں میں مقید تھا لوگ اٹھا کر مروان کے پاس لائے' اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب تک امیر کہہ کر سلام کیا جاتا تھا خلیفہ کا لفظ سن کر مروان نے اس سے کہا چپ رہو' مگر اس نے کہا ان دونوں لڑکوں کے بعد تو خلافت آپ کی ہو گی۔ پھر وہ شعر سنائے جو حکم نے جیل خانے میں کہے تھے' یہ دونوں لڑکے بالغ ہو چکے تھے' بلکہ ان میں سے حکم کے تو اولاد بھی ہو چکی تھی اور دوسرا بھی قتل کے دو سال پہلے سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا' جو شعر حکم بن الولید نے کہے تھے ان میں کا آخری شعر حسب ذیل تھا:

فان اھلك انا و ولی عھدی فمروان امیر المومنینا

ترجمہ: ''اگر میں اور میرا ولی عہد دونوں ہلاک ہو جائیں تو مروان پھر امیر المومنین ہے''۔

شعر سنانے کے بعد ابو محمد نے مروان سے کہا اپنا ہاتھ لائیے ہم بیعت کریں' ان لفاظ کو مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہوں نے سنا سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص کے سرداروں نے اس کی بیعت کی مروان نے حکم دیا کہ اپنے اپنے سر عسکروں کو اختیار کر لیا جائے۔ چنانچہ اہل دمشق نے زائل بن عمرو الجبرانی' اہل حمص نے عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو' اہل اردن نے ولید بن معاویہ بن مروان کو' اہل فلسطین نے ثابت بن نعیم المجذامی کو (جسے مروان نے ہشام کی قید سے رہائی دلائی تھی اور جس نے پھر اسی کے ساتھ آرمیںیا میں بیوفائی کی تھی) اختیار کر لیا۔ مروان نے ان سے نہایت غلیظ قسمیں دے دے کر ایفائے عہد کا عہد لے لیا' اور پھر اپنے حران والے مکان میں چلا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

جب شام میں سب لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی' اور یہ اپنے مکان واقع حران میں قیام پذیر ہو گیا تو ابراہیم بن الولید اور

سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی' مروان نے ان دونوں کو امان دے دی' سلیمان اس کے پاس آ گیا۔ یہ اس زمانے میں اپنے بھائیوں اہل بیت اور اپنے ذکوانی موالیوں کے ہمراہ تدمر میں مقیم تھا اس نے مروان سے آ کر بیعت کی۔

مروان کے خلاف بغاوت:

نیز اسی سنہ میں اہل حمص اور شامیوں نے مروان کی مخالفت شروع کر دی اور مروان نے ان سے جنگ کی۔

خلیفہ ہونے کے بعد مروان نے حران میں اقامت اختیار کی' ابھی اس واقعے کو تین ہی ماہ گذرے تھے کہ اہل شام نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور بیعت سے انحراف کیا' ثابت بن نعیم اس سازش کا بانی تھا۔ اس نے پیام سلام کے ذریعے سے تمام کارروائی کر لی' جب مروان کو اس کی اطلاع ہوئی' وہ خود ان کے مقابلے پر آیا۔ اہل حمص نے تدمر میں جو کلبی تھے انھیں بلا بھیجا۔ اصبغ بن ذولۃ الکلبی مع اپنے تینوں بیٹوں' حمزہ' ذولۃ اور فرانصہ کے' معاویۃ السکسکی جو اہل شام کا مشہور بہادر تھا عصمۃ بن المقشعر ہشام بن مصاد اور طفیل بن حارثہ تقریباً ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ ان کی مدد کے لیے روانہ ہوئے اور ۱۲۷ ہجری کو شب فطر کو حمص میں آ گئے۔ اس وقت مروان حماۃ میں تھا جہاں سے حمص صرف تیس میل کے فاصلے پر تھا۔ عید کی صبح کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اور اب یہ تیزی سے اس سمت بڑھا۔ ابراہیم بن الولید المخلوع (جو خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا) اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے' ان دونوں نے مراسلت کر کے مروان سے امان لے لی تھی اور اب دونوں اس کے پڑاؤ میں موجود تھے۔ مروان ان کی تعظیم و تکریم کرتا تھا اپنے سے قریب رکھتا اور یہ دونوں وقت اسی کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی کی سواری میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

مروان کی اہل حمص پر فوج کشی:

عید کے دو دن بعد مروان حمص پہنچا' کلبیوں نے شہر کے اندر سے دروازوں کو تیغہ کر دیا تھا' مگر وہ بھی ان کے لیے تیار تھا اس کے ہمراہ اس کی سرحدی فوج تھی اس کے رسالے نے شہر کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا اور خود حمص کے ایک دروازے کے مقابل ٹھہر گیا۔ کچھ لوگ دیوار پر اس کے سامنے آئے' اس کے نقیب نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں انھوں نے اپنی بیعت سے انحراف کیا' انھوں نے کہا نہیں ہم نے انحراف نہیں کیا' ہم اب بھی آپ کے تابع فرمان ہیں مروان نے کہا اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو دروازہ کھول دو' انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ عمرو بن الوضاح تقریباً تین ہزار وضاحیوں کو لے کر ایک دم دروازے میں گھس پڑا' اور شہر کے اندر ہی انھیں مارنا شروع کیا۔ جب مروان کا رسالہ کثیر تعداد میں ان پر آ پڑا تو وہ لوگ باب تدمر کی طرف چلے اور اس سے نکل جانا چاہا مگر اس دروازے پر بھی مروان کی فوج متعین تھی۔ انھوں نے فوراً انہیں قتل کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان میں سے بیشتر مارے گئے۔ اصبغ بن ذوالہ اور سکسکی بھاگے' اصبغ کے بیٹے ذوالۃ اور فرانصۃ تیس سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے' جب مروان کے سامنے پیش کیے گئے اس نے انھیں قتل کر دیا۔ وہ ابھی ٹھہرا ہوا تھا کہ اس نے حکم دیا کہ تمام مقتولین جمع کیے جائیں۔ چنانچہ تقریباً پانچ سو یا چھ سو مقتول اکٹھا کیے گئے اور انھیں شہر کے گرد سولیوں پر لٹکا دیا گیا۔ نیز اس نے سو گز شہر کی فصیل منہدم کر دی۔

اہل غوطہ کا محاصرہ دمشق:

اسی اثنا میں اہل غوطہ دمشق پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے اس کے حاکم زامل بن عمر کو گھیر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا' مگر اہل شہر اور ایک سردار ابو ہباء القرشی نام تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ دیتے رہے۔ مروان نے اس کی مدد کے لیے

حمص سے ابوورد بن الکوثر بن زفر بن الحارث جس کا نام مغیراۃ تھا اور عمر بن الوضاح کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا' دمشق پہنچتے ہی انھوں نے محاصرین پر حملہ کر دیا' ابو ہبار اور اس کا رسالہ بھی شہر سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوا' اور اس نے محاصرین کو شکست دے کر بھگا دیا' ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا' اور یمنیوں کے دیہات میں سے مزہ کو جلا دیا۔ یزید بن خالد اور ابو علاقہ اہل مزہ میں سے ایک لخمی شخص کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ زامل کو ان کا پتہ بتا دیا گیا' اس نے ان کی گرفتاری کے لیے لوگوں کو بھیج دیا اور قبل اس کے کہ وہ دونوں اس تک پہنچیں' قتل کر ڈالے گئے۔ زامل نے ان کے سروں کو حمص میں مروان کے پاس بھیج دیا۔

ثابت بن نعیم کا خروج و شکست:

ثابت بن نعیم فلسطینی نے خروج کیا اور شہر طبریہ کو جا گھیرا۔ ولید بن معاویہ بن مروان بن عبدالملک بن مروان کا بھتیجا اس مقام کا حاکم تھا' اس نے چند روز تک اس کا مقابلہ کیا پھر مروان نے ابوالورد کو اس کی امداد کا حکم دیا' ابوالورد چند روز کے بعد دمشق سے طبریہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا۔ جب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو انھوں نے شہر سے نکل کر ثابت اور اس کی فوج پر سخت حملہ کیا' اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا' ثابت شکست کھا کر فلسطین واپس ہوا' اور اب اس نے اپنی قوم اور فوج کو پھر جمع کیا مگر ابوالورد اب اس کے مقابلے پر پہنچ گیا اور اس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاش دی۔

ثابت بن نعیم کی روپوشی:

اس کے تمام ساتھی تتر بتر ہو گئے' اس کے تین بیٹے نعیم' بکر اور عمران گرفتار ہوئے اور ابوالورد نے انھیں مروان کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ اس کے پاس لائے گئے وہ دیر ایوب میں مقیم تھا۔ یہ زخمی تھے۔ مروان نے ان کے علاج کا حکم دیا مگر ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ رماحس بن عبدالعزیز الکنانی فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔

رفاعہ بن ثابت کا انجام:

ثابت کے ساتھ اس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت جو اس کے بیٹوں میں بدترین تھا۔ بچ کر نکل گیا اور منصور بن جمہور سے جا ملا' منصور نے اس کی خوب آؤ بھگت کی' اسے کسی مقام کا والی مقرر کیا اور اپنے بھائی منظور بن جمہور کے ساتھ اسے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ اس ظلم نے موقع پاتے ہی منظور کو قتل کر دیا۔ منصور اس وقت ملتان جا رہا تھا اور اس کا بھائی منصورہ میں تھا۔ اس حرکت کی خبر پاتے ہی منصورہ واپس پلٹا اور اس نے رفاعہ کو پکڑ لیا' اور ایک جوف دار اینٹوں کا ستون بنوایا' اس میں اسے داخل کر کے میخوں سے اسے اس ستون میں نصب کر کے اسے تیغہ کر دیا۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری و تشہیر:

مروان نے رماحس کو حکم بھیجا کہ تم ثابت کی تلاش کرو' اور اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا' اسی کے ایک ہم قوم نے اس کا پتا دے دیا' چنانچہ ثابت مع چند اور ساتھیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے کے دو ماہ بعد ثابت کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان کے حکم سے اس کی اور اس کے ان بیٹوں کے جو اس کے پاس اسیر تھے ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے گئے اور یہ سواریوں پر لاد کر دمشق لائے گئے اور جامع مسجد دمشق کے دروازے پر تشہیر کے لیے کھڑے کر دیئے گئے۔ اس تشہیر کی وجہ یہ تھی کہ مروان کو معلوم ہوا تھا کہ اہل شہر ثابت کے متعلق جھوٹی افواہیں اڑاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے مصر پر جا کر قبضہ کر لیا ہے اور

مروان کے عامل کو قتل کر دیا ہے۔

عبیداللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت:

مروان نے دیرایوب سے آ کر اپنے دونوں بیٹوں عبیداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبدالملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا۔ جن میں عبدالملک کے بیٹوں میں سے محمد' سعید اور بکار تھے' اسی طرح ولید' سلیمان' یزید اور ہشام وغیرہ کے بیٹے' دوسرے قریش اور عرب سردار جمع تھے۔

مروان کی دیرایوب سے مراجعت دمشق:

مروان نے شام میں ایک مہماتی فوج بھرتی کی ان کی معاشیں دیں اور ہر دستہ فوج پر انھیں یں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور اس فوج کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے جا ملنے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس سردار کو بیس ہزار فوج کے ہمراہ جس میں اہل قنسرین اور اہل جزیرہ تھے دورین جا کر اپنے آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا اور اسے بطور مقدمۃ الجیش کے بھیجا تھا۔ مروان دیرایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اس نے ثابت بن نعیم' اس کے لڑکوں وغیرہ کو جن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے قتل کر کے انھیں سولی پر لٹکا دیا۔ باغیوں میں سے صرف عمرو بن الحارث الکلبی کو مروان نے زندہ چھوڑ دیا' کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا۔ کہ اسے ثابت کی اس دولت کا پتہ معلوم ہے جو اس نے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

مروان کی باغیوں پر فوج کشی:

مروان اپنی فوج کے ہمراہ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لیے بڑھا' قسطل علاقہ حمص میں جو تدمر سے متصل اور وہاں سے تین دن کے فاصلے پر ہے آ کر فروکش ہوا' اسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے اس تمام علاقے کے کنوؤں کو جو اس کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے اندھا کر دیا ہے اور ان میں بڑے بڑے پتھر ڈال کر انھیں بند کر دیا ہے' اس وجہ سے اب اس نے اپنے اور اپنی فوج کے لیے سامان خوراک' پانی' چارے اور اونٹوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لیا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اس سے درخواست کی کہ آپ اہل تدمر کو عذر خواہی کا موقعہ دیجیے اور پہلے گفتگو کر لی جائے تا کہ بعد میں نہیں کوئی حیلہ باقی نہ رہے' مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔

اہل ترمذ کی اطاعت:

ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط لکھا جس میں انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا اور میری قوم بھی تباہ و برباد ہو جائے گی' مگر انھوں نے عمر بن الولید کو دھتکار دیا اور اس کی بات نہ سنی' اس مرتبہ خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں' مروان نے اسے بھی منظور کر لیا' ابرش نے آ کر ان سے گفتگو کی۔ انھیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم اس کے مقابل آئے ہو تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مروان اور اس کی فوج کا مقابلہ کر سکو' اکثر لوگوں نے اس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے اس کے مواعید پر اعتماد نہیں کیا وہ بنی کلب کے صحرا اور ان کی جوڑیوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سکسکی عصمہ بن المقشعر' طفیل بن حارثہ' معاویہ

بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود ابرش کا داماد بھی تھا۔

مروان کی رصافہ میں آمد:

ابرش نے مروان کو اس تمام واقعے کی اطلاع دی' مروان نے اسے لکھا کہ تم شہر کی فصیل منہدم کرا کے ان لوگوں کو لے کر جنھوں نے تم سے بیعت کر لی ہے' میرے پاس چلے آ ؤ۔ چنانچہ ابرش ان لوگوں کو لے کر جن میں ان کے سردار اضبغ بن ذوالۃ اس کا بیٹا حمزہ اور دوسرے بہت سے سر برآوردہ لوگ تھے مروان کے پاس آ گیا' مروان انہیں لے کر صحرا کے راستے سے سوریہ اور دیر اللثق کے راستے رصافہ آیا۔ اس کے ہمراہ سلیمان بن ہشام' اس کا چچا سعید بن عبدالملک' اس کے تمام بھائی ابراہیم المخلوع اور ولید۔ سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے۔ چند روز یہاں ٹھہر کر رقہ آیا۔

سلیمان بن ہشام کی رقہ میں قیام کی درخواست:

یہاں سلیمان نے اس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لیے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجیے تاکہ اس اثنا میں اپنے موالیوں کو آراستہ کر کے تیار کروں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر خود آپ کے پیچھے آتا ہوں' مروان نے اسے ٹھہر جانے کی اجازت دے دی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے واسطہ کے قریب اس پڑاؤ میں آ کر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہرتا تھا۔ یہاں اس نے تین دن قیام کیا' پھر قرقیسیا کی طرف چلا تاکہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحروری کے مقابلے کے لیے روانہ کر لے۔ اب ابن ہبیرہ تقریباً ان دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنہیں مروان نے دیر ایوب میں رصافہ آنے سے پہلے ان کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لڑنے کے لیے بھرتی کیا تھا بڑھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علیحدہ کر دینے اور اس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔ اسی سنہ میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفے میں داخل ہوا۔

سعید بن بہدل الشیبانی خارجی:

اس کی شورش کے اسباب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی الخارجی نے ملک جزیرہ میں دوسو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' ان میں ضحاک بھی تھا' اس نے ولید کے قتل کے ہنگامے اور شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر علاقہ کفرتوثا میں خروج کیا مگر اس کے مقابلے میں بسطام البیہنی نے بھی جو اس سے اختلاف رائے رکھتا تھا اتنے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور اب دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے۔

سعید بن بہدل اور بسطام البیہنی کی جنگ:

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی' اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شبخون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ ان کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے' ان میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو لپیٹے رہیں تاکہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے انہیں تڑکے ہی ان کے پڑاؤ میں بے خبری کے عالم میں آلیا اور قتل کرنا شروع کیا' بسطام اور اس کے تمام ساتھی قتل کر ڈالے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے' اس نے انہیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور انھیں میں سے ایک شخص مقاتل نامی کو جس کی کنیت ابوالنعثل تھی ان کا افسر مقرر کر دیا' اس کے بعد سعید بن بہدل کو

معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں ان میں سے کوئی عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں اور کوئی نصر بن سعید الحرشی کی معیت میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہے۔ وہ عراق روانہ ہوا۔

ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی:

جو شامی یمنی تھے وہ حیرہ میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے اور مضری کوفے میں ابن الحرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں صبح و شام لڑتے رہتے تھے۔ سعید بن بہدل نے سفر میں طاعون سے انتقال کیا۔ اس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوما تھا۔

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی' یہ کوفے چلا' علاقہ موصل سے گذرا' موصل اور اہل جزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اور اس کے پاس جمع ہو گئے' اس وقت نصر بن سعید الحرشی مضریوں کے ساتھ کوفے پر قابض تھا' اور عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا' یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے سخت تعصب برتتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

ضحاک بن قیس خارجی کا کوفہ پر قبضہ:

جب ضحاک اپنی فوج لیے ہوئے کوفے کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور حرشی نے آپس میں مصالحت کر لی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے' انھوں نے کوفے کے گرد خندق کھود لی' اس وقت ان کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ موجود تھے نیز اہل قنسرین کا ایک سردار عباد بن الغزیل نام تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا۔ جسے مروان نے ابن الحرشی کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ غرضیکہ اب یہ خارجیوں کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ اس روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انہیں بری طرح شکست دی۔ عبداللہ بن عمر یمنیوں کے ہمراہ واسط چلا گیا۔ اور نصر بن الحرشی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفے اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا اور سواد میں لگان وصول کیا۔

ضحاک خارجی کا محاصرہ واسط:

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نام کو دو سو شہسواروں کے ساتھ کوفے پر اپنا جانشین چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ہمراہ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے واسط کی طرف بڑھا اور واسط ہی میں اس محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سرداروں میں اہل قنسرین کا ایک سردار عطیۃ التغلبی تھا' جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا' جب اسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے ستر یا اسی جوانمردوں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ یہ قادسیہ پر سے گذر رہا تھا کہ ملحان کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی' وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو روکنے کے لیے لپکا اور شیحسن کے پل پر اسے آلیا مگر ملحان اتنی سرعت سے اس مقام پر پہنچا تھا کہ اس کے ہمراہ صرف تیس آدمی اس کے تھے مگر پھر بھی یہ اس سے لڑ پڑا۔ عطیہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفے آ گئے' عطیۃ اور اس کے ہمراہی مروان سے جا ملے۔

ضحاک کے خلاف ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور نصر بن سعید الحرشی کا اتحاد:

دوسرا بیان یہ ہے کہ سعید بن بہدل المری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ شہرزور میں ٹھہرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا یہ اتنی بڑی تعداد تھی جو اس سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ ابن یزید بن الولید نے انتقال کیا' عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ عراق پر عامل مقرر کیا۔ یہ کوفہ آیا' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ حیرہ میں مقیم تھا' مضری نصر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے' چار ماہ ان دونوں میں جنگ ہوئی' پھر مروان نے ابن الغزیل کو نصر کی امداد کے لیے بھیجا۔ اب ضحاک ۱۲۷ ہجری میں کوفے کی سمت بڑھا' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ اس کا مطمع نظر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں' بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحد ہو جائیں۔ وہ دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ' تل الفتح پر آ کر ٹھہرا ضحاک سامنے آیا اور اس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے حمزۃ الاصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو روانہ کیا تاکہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عبیداللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اسے عبور کر کے آنے دیجیے کیونکہ اس وقت اس کے روکنے سے عبور کر آنے کی صورت میں ہمارے لیے ان کا مقابلہ زیادہ آسان ہے۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے حمزہ کو حکم بھیجا کہ وہ اسے نہ روکے' اب عمر کوفہ آ گیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھتا تھا۔ نصر بن سعید بھی کوفے کی ایک سمت میں مقیم ہوا اور یہ وہیں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نصر ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے نبرد آزما بھی نہ تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لیے متحدہ طور پر تیار تھے۔

ضحاک اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جنگ:

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا' بروز چہارشنبہ ماہ رجب ۱۲۷ ہجری یہ نخیلہ آ کر قیام پذیر ہوا' مگر قبل اس کے کہ یہ پوری طرح اپنے مورچے قائم کرے' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور نصر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے ان پر حملہ کر کے ان کے چودہ آدمی اور تیرہ عورتیں قید کر لیں' اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا' اپنی فوج کی ترتیب قائم کی' آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے لیے میدان میں آیا۔ فریقین میں شدید جنگ ہوئی۔ ابن عمرؓ اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔

عاصم بن عبداللہ کا قتل:

خارجیوں نے اس کے بھائی عاصم کو قتل کر دیا برذون بن مرزوق الشیبانی نے اسے قتل کیا۔ بنوالاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اسے دفن کر دیا۔ نیز خارجیوں نے جعفر بن العباس الکندی عبداللہ کے بھائی کو بھی جو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا صاحب شرطہ تھا قتل کر دیا۔ عبدالملک بن علقمہ بن عبدالقیس نے اسے قتل کیا تھا۔ جب عبدالملک نے اسے پیچھے سے آ لیا تو اس نے اپنے ایک چچیرے بھائی شاشلہ نام کو اپنی مدد کے لیے پکارا' اس نے عبدالملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی شکست:

ابوسعید جو ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے شاشلہ کو دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے دو چہرے ہیں۔

عبدالملک نے جعفر کے سینے پر سوار ہو کر اسے بالکل ذبح کر ڈالا' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی فوج نے شکست کھائی' خارجی ہماری خندقوں تک بڑھ آئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن جمعہ کی صبح کو وہ ہمارے مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہیں ہوا تھا ہم شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے' سنیچر کے دن صبح کو پھر انہوں نے ہم پر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھسکنے اور واسط کی طرف بھاگنے لگے اور انھوں نے اپنے مقابل ایسے شدید دشمن کو پایا جس سے کبھی پہلے سابقہ نہ پڑا تھا وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کی مدافعت میں برسرپیکار ہیں۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو دیکھنے گیا' معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور ان میں سے بڑی جماعت واسط چلی گئی ہے' جو لوگ واسط چلے گئے ان میں نضر بن سعید اسمٰعیل بن عبداللہ' منصور بن جمہور' اصبغ بن ذوالۃ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور ذوالۃ' ولید بن حسان الغسانی اور تمام دوسرے سردار تھے' مگر صرف ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں جما رہا اور اس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

امارت کوفہ پر عمر بن عبدالحمید کا تقرر:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ نے عراق کا والی مقرر ہونے کے بعد عبید اللہ بن العباس الکندی کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبعثری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفے کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کوتوال ہی رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبداللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی وفاداری متزلزل ہو گئی' اس کے قضیے سے فراغت کے بعد عمر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبہ الاسدی الشامی کو کوتوال مقرر کیا۔

عمر بن عبدالحمید کی برطرفی:

پھر ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالحمید کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کوتوال تھا پھر اس نے عمر بن الغضبان کو کوفے[1] کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسماعیل بن عبداللہ القسری کو اور کوتوالی پر ابان بن الولید کو مقرر کیا۔ پھر اسماعیل کو علیحدہ کر کے عبدالصمد بن ابان بن النعمان بن بشیر الانصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ پھر اسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا' اور اسی کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔

ملحان الشیبانی کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفہ آیا اس وقت اسماعیل بن عبداللہ القسری قصر کوفہ میں تھا اور عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا اور ابن الحرشی دیر ہند میں تھا۔ ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور صفر الحظلی خارجی اس وقت کوفے کا کوتوال تھا' ابن الحرشی شام جانے لگا ملحان نے اسے روکا' ابن الحرشی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے

---

[1] یہاں اصل عربی میں شرطہ کا لفظ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے البتہ اڈیٹر نے حاشیے میں کوفے کا لفظ اختلاف نسخ کے سلسلے میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے جسے اس خاکسار نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

حسان کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے حارث کو کوتوال بنایا۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی مراجعت واسط:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عین بن عین بن عین۔ میم بن میم بن میم کو قتل کرے گا اور خود اسے یہ خیال تھا کہ وہ اس میم کو قتل کرے گا حالانکہ اسی کو عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ جب ابن عمر کے اور ساتھی شکست کھا کر حیرہ بھاگ گئے تو اس کے اپنے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ساری فوج بھاگ چکی ہے۔ اب آپ کیوں یہاں ٹھہرتے ہیں' اس نے کہا میں غور و خوض کر رہا ہوں۔ دو روز وہ اور ٹھہرا رہا مگر جس پر اس کی نظر پڑی اسے بھگوڑا ہی پایا کیونکہ ان کے دلوں پر خارجیوں کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر اس نے بھی واسط کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ خالد الغزیل اپنی فوج کو جمع کر کے مروان کے پاس جو جزیرے میں مقیم تھا چلا گیا۔ عبیداللہ بن العباس الکندی نے جب اپنی فوج کی یہ درگت دیکھی اسے خود اپنی جان کی پڑی اور اس نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسی کی لشکر گاہ میں جا رہا۔ اس پر ابوالعطاء السندی نے تعریفاً کچھ شعر کہے۔

ابن عمرؓ اور نضر کی جنگ:

ابن عمرؓ واسط میں یمنی عربوں کے درمیان حجاج بن یوسف کے مکان میں آ کر فروکش ہوا اور نضر اور اس کا بھائی سلیمان (جو دونوں سعید کے بیٹے تھے) حنظلہ بن نباتہ مع اپنے دونوں بیٹوں محمد اور نباتہ کے مضری عربوں میں آ کر ان کی داہنی جانب (اگر تم بصرے سے جاؤ) قیام پذیر ہوئے۔ انھوں نے کوفے اور حیرہ کو خارجیوں کے لیے خالی کر دیا اور یہ دونوں شہر ان کے قبضے میں چلے گئے اور اب پھر ابن عمرؓ اور نضر بن سعید الحرشی میں وہی جنگ جو ضحاک کے آنے سے پہلے ہو رہی تھی شروع ہوئی۔

نضر بن سعید الحرشی کا مطالبہ:

نضر کا یہ مطالبہ تھا کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ مروان کے حکم کے مطابق عراق کی صوبہ داری اس کے حوالے کر دے' ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا' یمنی اس کے ساتھ تھے اور مضری نضر کے ساتھ' اس جتھا بندی کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا تھا جسے اس نے قتل کر دیا اس لیے یہ یمنی ولید کی مخالفت میں یزید الناقص کے طرفدار ہو گئے اور بنی قیس اس لیے مروان کا ساتھ دے رہے تھے کہ یہ ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ ولید کے ننہیالی رشتہ دار قیس اور ثقیف تھے اس کی ماں زینب بنت محمد بن یوسف حجاج کی بیٹی تھی۔

ضحاک کے خلاف ابن عمرؓ اور نضر کا دوبارہ اتحاد:

اس جنگ کے دوبارہ آغاز ہوتے ہی ضحاک کوفے میں آ رہا۔ اس نے ملحان الشیبانی کو شعبان ۱۲۷ ہجری میں کوفے کا حاکم مقرر کیا اور اب خود خارجیوں کی کم تعداد کے ہمراہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور نضر کے تعاقب میں روانہ ہوا اور باب المضمار کے سامنے ڈیرے ڈالے' اس کے آتے ہی اب پھر حسب سابق کوفے کی طرح ان دونوں نے آپس میں جنگ موقوف کر کے متحدہ طور پر اس کے مقابلے کی ٹھانی' اب یہ صورت تھی' کہ نضر اس کے سردار اور اس کے ساتھی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں پل کو عبور کر کے ضحاک سے لڑتے پھر اپنے مقام پر واپس آ جاتے مگر ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ماہ شعبان' رمضان اور شوال اسی طرح گذرے' ایک روز جو جنگ

شروع ہوئی تو اس نے شدید صورت اختیار کر لی' منصور بن جمہور نے ضحاک کے ایک سردار عکرمہ بن شیبان پر جس کی خارجیوں میں بڑی قدرومنزلت تھی باب الفورج پر ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ضحاک کا باب الزاب میں آگ لگانے کا حکم:

ضحاک نے اپنے ایک دوسرے سردار شوال الشیبانی کو بلا کر حکم دیا کہ باب الزاب کو جا کر آگ لگا دو کیونکہ محاصرے کی طوالت اب ہم پر گراں ہو رہی ہے شوال اور خیبری (یہ بھی شیبانی تھا) اپنے رسالے کو لے کر اس کام کے لیے چلے۔ عبدالملک بن علقمہ انھیں ملا اور اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں چنانچہ یہ بھی اس کے ساتھ ہولیا' اگر چہ اس نے معمولی لباس پہن رکھا تھا اور اس پر زرہ نہ تھی' یہ بھی ضحاک کے سرداروں میں تھا اور بڑا ہی بہادر اور کڑوا تھا۔

عبدالملک بن علقمہ کا قتل:

غرضکہ انھوں نے اس دروازے پر پہنچ کر اسے آگ لگا دی۔ ابن عمرؓ نے منصور بن جمہور کو چھ سو کلبی سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے پر بھیجا۔ اور اب ان کا مقابلہ شروع ہوا' نہایت شدید معرکہ کارزار گرم ہوا۔ عبدالملک بن علقمہ بغیر زرہ پہنے ان پر حملہ کرتا جاتا تھا اور اس نے کئی کلبیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ منصور بن جمہور کی اس پر نظر پڑی تو فرط غیظ سے وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے جھپٹ کر اس کے شانے پر ایک ہی ایسا وار کیا کہ تلوار کمر کے نیچے تک اتر گئی اور وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔ ایک خارجی عورت دوڑتی ہوئی منصور کے سامنے آئی اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہنے لگی اے فاسق تو امیر المومنین کے پاس چل اور ان کی دعوت پر لبیک کہہ' اس نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس کے گھوڑے کی لگام جو اس کے ہاتھ میں تھی تلوار سے کاٹ دی اور خود بھاگ گیا' خیبری اس کی تلاش میں شہر میں گھس گیا مگر منصور کے ایک کلبی برادرعم نے اسے روکا۔ خیبری نے تلوار سے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ یہ شخص شاہان فارس کی اولاد میں ہونے کا مدعی تھا۔

منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ:

منصور نے ابن عمرؓ سے کہا جیسے بہادر یہ خارجی ہیں میں نے کسی اور کو ایسا نہیں پایا آپ ان سے لڑ کر انھیں مروان سے کیوں روک رہے ہیں آپ ان سے کیوں صلح نہیں کر لیتے کہ یہ ہمارا پیچھا چھوڑ کر مروان کی طرف جائیں تا کہ ان کی شجاعت وشدت کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے۔ آپ یہیں کچھ روز اقامت و آرام کریں اور ان کے اس مقابلے کا نتیجہ دیکھیں اگر انھوں نے اس پر فتح پائی تو آپ کا مقصد حاصل ہے اور پھر آپ کو ان سے بھی کوئی خطرہ نہ رہے گا' اور اگر مروان کو ان پر فتح ہوئی اور پھر آپ نے اس کی مخالفت اور اس سے لڑنا چاہا تو آپ اپنی پوری طاقت اور آرام واطمینان کے ساتھ اس کا مقابلہ کر سکیں گے علاوہ ازیں ان کا مروان سے مقابلے کا معاملہ طول کھینچے گا بلکہ یہ اسے اور الجھنوں میں بھی پھنسا دیں گے۔

ابن عمرؓ نے کہا اس معاملے میں جلدی نہ کرو ذرا ہمیں سوچ سمجھ لینے دو۔ منصور نے کہا اس کارروائی میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ آپ ان کی موجودگی میں کچھ کر سکیں اور نہ آپ اپنی جگہ قائم رہ سکتے ہیں اگر ہم نے ان کا میدان میں مقابلہ کیا تو ہم ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔ اس لیے اب ہمیں انتظار کی کیا ضرورت ہے' مروان اس وقت مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے کیونکہ ہم نے ان کی طاقت کو اپنے سے الجھا کر انھیں اس کے مقابلے سے روک رکھا ہے' میں تو ان سے جا کر ملا جاتا ہوں۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی ضحاک خارجی کی اطاعت:

چنانچہ منصوران صفوں کے محاذی آ کر کھڑا ہوا اور آواز دی کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں تا کہ اسلام لاؤں اور اللہ کا کلام سنوں۔ یہی شرائط تھے جو خارجی اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ منصوران کے پاس گیا' ان سے بیعت کی اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا۔ خارجیوں نے اس کے لیے کھانا منگوایا اس نے کھانا کھایا پھر منصور نے پوچھا وہ کون شہسوار تھا جس نے جنگ زاب یعنی جنگ ابن علقمہ میں میرے گھوڑے کی باگ پکڑی تھی۔ خارجیوں نے ام العنبرہ کو آواز دے کر بلایا' وہ سامنے آئی۔ یہ حسین ترین عورت تھی' اس نے اس سے کہا کیا تو ہی منصور ہے' منصور نے کہا ہاں! اس نے کہا اللہ تیری تلوار کا برا کرے جو اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا اس کا کوئی اثر دیکھا نہ گیا کیونکہ بخدا! اس نے کوئی اثر نہ کیا' اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ جب اس نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تو اسے خیال تھا کہ وہ قتل کر دی جائے گی اور سیدھی جنت الفردوس میں چلی جائے گی' منصور کو اس وقت یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ عورت ہے اس نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ آپ اس کی میرے ساتھ شادی کر دیجیے' اس نے کہا اس کا شوہر موجود ہے۔ یہ عبداللہ بن ستوار التغلبی کی بیوی تھی۔

آخر کار آخر شوال میں عبداللہ بن عمرؓ نے بھی خارجیوں سے جا کر بیعت کر لی۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت:

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بن مروان نے مروان بن محمد کی بیعت سے انحراف کیا اور اس کا مقابلہ کیا' اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:

جب سلیمان رصافہ نے رقہ آیا تا کہ ابن ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی سے جنگ کے لیے عراق بھیجے' تو سلیمان بن ہشام نے اپنے حالات و معاملات درست کرنے کے لیے چند روز ٹھہرنے کی اس سے اجازت طلب کی جسے اس نے منظور کر لیا اور خود مروان اس دس ہزار مہماتی فوج کے ساتھ جسے اس نے دیر ایوب میں عراق میں لڑنے کے لیے انھیں کے سرداروں کی زیر قیادت تیار کیا تھا اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ جب یہ لوگ رصافہ پہنچے تو انھوں نے سلیمان کو بھڑکا دیا کہ تم مروان کی بیعت سے انحراف کرو اور اس سے لڑو' اور کہا کہ شامی تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں۔ سلیمان کو بھی شیطان نے ڈگمگا دیا اور اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور اب اپنے بھائیوں' بیٹوں اور موالیوں کے ہمراہ نکل کر علیحدہ چھاؤنی ڈالی اور پھر سب کو لے کر قنسرین چلا اور جہاں جہاں شامی تھے انھیں اپنے لیے دعوت دی چنانچہ ہر سمت اور ہر چھاؤنی سے شامی اس کے پاس بھاگ بھاگ کر چلے آئے۔

مروان کی قرقیسیا سے مراجعت:

مروان قرقیسیا کے سامنے پہنچ چکا تھا مگر سلیمان کی طرف واپس پلٹا۔ البتہ اس نے ابن ہبیرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس وقت تک دورین میں ٹھہرا رہے جب تک کہ یہ خود واسطہ نہ پہنچ جائے۔ مقام ہنی میں سلیمان کے موالی اور ہشام کے جو بیٹے تھے وہ سب جمع ہو کر مع اپنے بیوی بچوں کے قلعہ کامل میں قلعہ بند ہو گئے' مروان نے ان سے پچھوایا کہ تم نے باوجود اس قدر عہد و پیمان کے میری بیعت سے انحراف کیوں کیا۔ انھوں نے کہا چونکہ سلیمان نے تمہاری بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس لیے ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ مروان

نے انہیں ڈرایا دھمکایا کہ وہ ہرگز ہرگز اس کی فوج والوں میں سے کسی سے تعارض نہ کریں ورنہ انھیں اس کے ہاتھوں گزند پہنچے گا' ان کا خون مباح ہو جائے گا اور پھر کوئی امان انھیں نہ دی جائے گی' انھوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم کسی سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔

مروان تو چلا گیا اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قلعے سے نکل کر مروان کے ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گیا ہوتا یا اس کی فوج کا اکا دکا سپاہی جو انھیں ملتا اس پر حملہ کرتے' ان کے گھوڑے ہتھیار چھین لیتے' جب مروان کو اس کا علم ہوا وہ غصے سے ان پر دانت پیسنے لگا۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ:

سلیمان کے پاس تقریباً ستر ہزار شامی اور ذکوانی وغیرہ جمع ہو گئے اس نے بنی زفیر کے ایک گاؤں خساف نامی واقع علاقہ قنسرین میں چھاؤنی ڈالی جب مروان اس کے قریب آیا تو اس نے سکسکی کو سات ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھایا۔ مروان نے بھی عیسیٰ بن مسلم کو اتنی ہی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا' دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں شدید معرکہ جدال وقتال برپا ہوا' یہاں تک کہ اب سکسکی اور عیسیٰ بن مسلم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا' یہ دونوں کے دونوں بڑے بہادر تلوار یئے تھے' نیزہ بازی شروع ہوئی' دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور ان دونوں نے تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرنا شروع کیا' سکسکی نے عیسیٰ کے گھوڑے کی پیشانی پر تلوار ماری جس سے اس کی لگام اس کے سینے پر آ گری اور گھوڑا سوار کو لے کر چکر کھا گیا' سکسکی نے آگے بڑھ کر گرز کے ایک ہاتھ سے اسے زمین پر گرا دیا اور اتر کر اسے قید کر لیا۔ اب ایک انطاکیہ کا دلاور سلساق نام جو صقالیہ کا سردار تھا سکسکی کے مقابلے پر آیا اس نے اسے بھی پکڑ لیا مروان کے مقدمۃ الجیش نے شکست کھائی وہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کہ اسے اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اسی ترتیب سے بڑھتے بڑھتے سلیمان تک پہنچا۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و پسپائی:

یہ بھی اس کے مقابلے کے لیے تیار ہی تھا اور بغیر کسی انتظار کے جنگ شروع ہو گئی' سلیمان اور اس کی فوج نے شکست کھائی' مروان کے رسالے نے ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل و اسیر کرنا شروع کیا' اور اسی طرح وہ ان کے پڑاؤ تک پہنچے اور اسے لوٹ لیا مگر مروان اپنی جگہ ٹھہر رہا' نیز اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا' اسی طرح کوثر اس کا کوتوال بھی وہیں ٹھہرا۔ پھر مروان نے حکم دیا کہ سوائے غلام کے جو قیدی ہاتھ آئے اسے قتل کر دیا جائے' چنانچہ اس روز سلیمان کی فوج کے تیس ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام کا قتل:

ابراہیم بن سلیمان اس کا بڑا بیٹا بھی اس معرکے میں کام آیا۔ ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی جو ایک بہت ہی فربہ آدمی تھا مروان کے پاس لایا گیا۔ یہ سانس کے پھول جانے سے ہانپ رہا تھا۔ مروان نے اس سے پوچھا اے فاسق کیا مدینے کی شراب اور لونڈیاں تیرے لیے کافی نہ ہوئیں جو تو اس سور کے ساتھ مجھ سے لڑنے آیا' اس نے کہا امیرالمومنین وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا' میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں' مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اس نے تجھ پر جبر کیسے کیا؟ تو کنیزوں مشوک کے باجے اور بربط کے ساتھ اس کے پڑاؤ میں موجود تھا۔ مروان نے اسے قتل کر دیا۔ قیدیوں میں سے اکثر

نے اپنے آپ کو غلام بتایا۔ مروان نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ جو اور لونڈی غلام سلیمان کے پڑاؤ سے اسے ملے تھے' ان کے ساتھ انہیں بھی ہراج کر دیا۔

سلیمان شکست کھا کر حمص آیا اس کے اور شکست خوردہ ساتھی بھی اس سے آ ملے' اس نے انہیں پھر با قاعدہ ترتیب دیا اور حمص کی جن فصیلوں کو مروان کے حکم سے مہندم کرا دیا گیا تھا اس نے انہیں پھر بنایا۔

قلعہ کامل پر مروان کا حملہ و تسخیر:

مروان نے سلیمان کو شکست ہی کے دن اپنے سرداروں اور سرحدی فوج کو صرف رسالے کے ساتھ قلعہ کامل کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ قبل اس کے کہ کوئی خبر قلعے والوں کو معلوم ہو تم اس سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور جاتے ہی اس کا محاصرہ کر لو اور خود میں بھی آتا ہوں' مروان اس قلعے کے پناہ گزینوں پر خار کھائے ہوئے تھا۔ چنانچہ اس فوج نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا' اب خود مروان بھی ادھر چلا' اپنی واسط کی چھاؤنی میں آ کر پڑاؤ کیا۔ قلعے والوں سے کہلا کر بھیجا کہ بلاشرط میرے سامنے ہتھیار ڈال دو۔ انھوں نے کہا تاوقتیکہ تم ہم سب کو امان نہ دو ہم ایسا نہیں کر سکتے' یہ تیزی سے ان تک پہنچا اور ان پر منجنیقیں نصب کر دیں' جب پتھروں کی ان پر بوچھاڑ ہوئی تو بغیر کسی شرط کے انھوں نے اپنے آپ کو مروان کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کے ہاتھ پاؤں قطع کرا دیئے' اہل رقہ نے انھیں سوار کرا لیا' انھیں پناہ دی' ان کا علاج کرایا ان میں سے کچھ تو مر گئے اور اکثر بچ گئے جو کل تین سو تھے۔

معاویہ السکسکی اور شبیب کا مروان پر حملہ:

اب مروان سلیمان کی اور اس کے طرفداروں کی طرف چلا' جب ان کے قریب پہنچا تو وہ سب ایک جا جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مروان کے مقابلے میں ہمیں کامیابی تو ہو نہیں سکتی تو آؤ اس بات پر عہد کر لیں کہ جب تک سب کے سب مر نہ جائیں گے ان کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے۔ ان کے تقریباً نو سو شہسواروں نے آخر دم تک مقابلے کی ٹھان لی۔ سلیمان نے اس دستہ فوج پر معاویہ السکسکی کو سردار مقرر کیا اور دوسرے دستے پر شبیب البہرانی کو سردار بنایا۔ یہ سب کے سب اس نیت سے مروان کی طرف بڑھے کہ اگر موقع پائیں تو شبخون ماریں مگر مروان کو ان کی یورش کی اطلاع ہو چکی تھی اور نیز یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے آئے ہیں' وہ اس وقت مقابلے سے کنائی کاٹ گیا اور پورے احتیاط و انتظام کے ساتھ خندقوں میں انھیں روکنے بڑھا' انھوں نے اس پر شبخون مارنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوئے' اس لیے اب انہوں نے دوسرے طریقے پر اس کے مقابلے کی سوچی اور پشت کوہ پر زیتون کے گھنے جنگل میں کوہستان ساق کے موقع تل فس میں جو اس کے راستے پر واقع تھا چھپ کر بیٹھ رہا' مروان پورے انتظام اور ترتیب کے ساتھ جا رہا تھا کہ انھوں نے اچانک کمین گاہ سے نکل کر انھیں قتل کرنا شروع کیا' مروان بھی سنبھل کو ان سے لڑنے لگا اور اس نے اپنے رسالے کو اپنے پاس بلا لیا۔ مقدمۃ الجیش' میمنہ' میسرہ اور ساقہ لشکر اس کے پاس آ جمے اور اب لڑائی شروع ہوئی۔ دن نکلنے سے عصر کے بعد تک لڑائی ہوتی رہی۔

سکسکی کی گرفتاری:

بنی سلیم کا ایک بہادر شہسوار اور سکسکی کا مقابلہ ہوا' تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے' آخر کار سلیمی نے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور خود بھی گھوڑے سے اتر کر اس پر جھپٹا' ایک تمیمی نے بھی اس کی مدد کی اور اب یہ دونوں اسے قید کر کے

مروان کے پاس لائے مروان کھڑا ہوا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا۔ کیونکہ ایک عرصے سے تو ہمیں تکلیف پہنچا رہا تھا۔ سکسکی کہنے لگا آپ مجھے زندہ رکھیں کیونکہ میں تمام عرب کا شہسوار ہوں' مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے' جو شخص تجھے قید کر کے لایا ہے وہ تجھ سے زیادہ دلاور ہے۔ پھر مروان کے حکم سے اس کی مشکیں کس دی گئیں اور یہ بھی اپنے دوسرے چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ حالت مجبوری میں قتل کر دیا گیا۔ شبیب اور اس کی منہزم فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ جب یہ بھاگ کر سلیمان کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی سعید بن ہشام کو حمص میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور چونکہ اسے احساس ہو چکا تھا کہ اس میں مروان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے اس لیے وہ تدمر چلا گیا۔

مرون کا محاصرہ حمص:

مروان نے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ دس ماہ تک محاصرہ کیے رہا۔ اسی سے زیادہ منجنیقیں شہر پر نصب کر دیں۔ یہ دن رات ان پتھروں کی بوچھاڑ کرتا رہتا تھا مگر باوجود اس کے اہل حمص روزانہ شہر سے نکل کر اس سے لڑا کرتے بلکہ بسا اوقات انھوں نے اس کے پڑاؤ کے اطراف کامیابی سے شبخون بھی مارا اور ایک ایسے مقام پر حملہ کیا جہاں انھیں یقین تھا کہ مروان کو بے خبری میں آلیں گے۔ مگر جب پے در پے انھیں شکست کی ذلت اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا تو انھوں نے مروان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں امان دیں اور ہم سعید بن ہشام' اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان کو' اور ایک شخص سکسکی نام کو جو اس کی فوج پر غارت گری کرتا تھا۔ اور اس حبشی کو جو مروان کے خلاف جھوٹے بہتان بیان کرتا تھا آپ کے حوالے کر دیں گے۔

سکسکی کا قتل:

مروان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس حبشی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ فصیل شہر پر آ تا مروان کا تذکرہ کرتا' اپنے عضو تناسل میں گدھے کا عضو تناسل لگا دیتا اور بنی سلیم کو مخاطب کر کے کہتا کہ دیکھو یہ تمہارا جھنڈا ہے۔ فحش حرکتیں کرتا اور مروان کو گالیاں دیا کرتا۔ جب مروان کو ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے اس حبشی کو بنی سلیم کے حوالے کر دیا' انھوں نے اس کا عضو تناسل' ناک اور ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے۔ مروان نے سکسکی کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا' اور اب خود ضحاک کی طرف بڑھا۔

نصر بن سعید کی مراجعت شام:

جنگ خساف کی ہزیمت کے بعد سلیمان بن ہشام کے واقعہ کے متعلق اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ایک روایت یہ ہے کہ یہ خساف پر ہزیمت اٹھانے کے بعد عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ ضحاک سے جا کر بیعت کر لی' نیز اس نے ضحاک سے مروان کے خلاف اس کے فسق و ظلم کی شکایت کی اسے ان کے خلاف ابھارا۔ اور کہا کہ میں بھی اپنے موالی اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ آپ کے ہمراہ اس کے مقابلے پر چلوں گا۔ چنانچہ جب ضحاک مروان سے لڑنے کے لیے گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اب ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ضحاک نصر بن سعید کے مقابلے میں ایک ہو گئے تو اسے محسوس ہوا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ فوراً مروان کے پاس جانے کے لیے شام روانہ ہو گیا۔

عامل عراق یزید بن عمر بن ہبیرہ:

ابوعبیدہ کہتے ہیں ذیقعدہ ۱۲۷ ہجری کے شروع ہوتے ہی تمام ملک شام میں مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی' اس کے مخالفین

ملک سے نکال دیئے گئے تھے' اس نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا عامل بنا کر بھیجا' جزیرے کی فوجیں اس کے ساتھ کر دیں۔ جب یہ سعید بن عبدالملک کی نہر پر آ کر فروکش ہوا' اور ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے آنے کی ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے میسان کا علاقہ اس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس مقابلہ کے نتیجہ برآمد ہونے تک یہ علاقہ اس کے لیے کافی ہوگا۔ ابن عمرؓ نے اپنے مولیٰ حکم بن النعمان کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

ابن عمرؓ اور ضحاک کا معاہدہ:

مگر ابومخنف کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو رہی تھی کہ کوفے اور اس کے سواد پر ضحاک کا قبضہ رہے گا' جن پر اس نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا اور کسکر' میسان وستمیسان' ضلع دجلہ' اہواز اور فارس جو اب تک ابن عمرؓ کے قبضہ میں تھے' وہ اسی کے تحت ہیں گے۔ ضحاک مروان کے مقابلے کیلیے روانہ ہوا اور کوثا علاقہ جزیرہ میں ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔

یوم العین:

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گیا اور نضر شام کے ارادے سے قادسیہ آیا' ملحان الشیبانی ضحاک کے کوفے کے عامل کو اس کے قادسیہ پہنچنے کی اطلاع ہوئی یہ اس کے مقابلے کے لیے چلا مگر باوجود قلت تعداد کے اس سے لڑ پڑا' اور ثابت قدمی سے لڑا۔ نضر نے اسے قتل کر دیا۔ جب ضحاک کو اس کے مارے جانے کا علم ہوا اس نے مثنیٰ بن عمران العائذی کو کوفہ پر اپنا عامل مقرر کیا اور خود ماہ ذی قعدہ میں مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کر لیا' دوسری جانب ابن ہبیرہ نہر سعید کے راستے سے عین التمر کے مقام غرہ آ گیا' اس کے بڑھ آنے کی اطلاع مثنیٰ بن عمران الغامدی کو ہوئی یہ اپنے ہمراہی خوارج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا' اس کے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا کیونکہ اس نے بھی مروان کی مخالفت میں ضحاک سے آ کر بیعت کر لی تھی۔ غرضیکہ غزہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور نہایت شدید جنگ کئی روز تک متواتر ہوئی۔ یہ مثنیٰ' عزیز اور عمرو جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھاگ گیا' خارجیوں کو شکست ہوئی۔ اس جنگ میں جو یوم العین کے نام سے موسوم ہے جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جمہور بھاگ کر سیدھا کوفہ پہنچا۔ وہاں جو یمنی اور خارجی تھے اس نے انہیں اور ان لوگوں کو جو ملحان کے قتل کی جنگ سے منتشر ہو گئے تھے' جو ضحاک کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئے تھے۔ جمع کیا اور انہیں لے کر روحا آیا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور اب پھر ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا' کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی' آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا بر ذوں بن مرزوق الشیبانی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا اور خارجیوں کو شہر سے نکال دیا۔

جنگِ خراہ:

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست اٹھانا پڑی' اس نے عبیدہ بن سوار التغلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ ابن عمرؓ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ ہو چکا تھا' اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کر دیا تھا۔ عبیدہ بن سوار اپنے رسالہ کے ساتھ بڑی عجلت کے ساتھ منزلیں طے کرتا ہوا خراۃ پہنچا' یہاں منصور بھی اس سے آ ملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے اجتماع کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلہ پر آیا اور اسی ۱۲۷ ہجری میں مقام خراۃ میں ان میں جنگ شروع ہوئی۔

ابومسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر' لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ آئے' امام ابراہیم بن محمد سے ملے' انھیں بتایا کہ ہم آپ کے لیے بیس ہزار دینار دو لاکھ درہم بہت سامان لے کر آئے ہیں انھوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد غلام بن عروہ کو دے دی جائیں اس سال یہ لوگ ابومسلم کو بھی ساتھ لائے تھے۔ ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے۔

اسی سنہ میں بکر بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لیے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنا دیا ہے' یہ ہماری تحریک کے لیے موزوں آدمی ہیں۔

ابوسلمہ کی خراسان میں آمد:

ابراہیم نے ابوسلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کریں' نیز انھوں نے اہل خراسان کو لکھا بھیجا کہ میں نے ابوسلمہ کو تمہارا امیر مقرر کر دیا ہے ابوسلمہ خراسان آیا۔ اہل خراسان نے اسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ انھوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصہ اور دوسرے چندے جمع کیے تھے وہ اسے دے دیئے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال:

اسی سنہ میں عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں جو مروان کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج ہوا۔ نصر بن العرشی عراق پر مروان کا عامل تھا' عبداللہ بن عمرؓ اور ضحاک خارجی سے اس کے جو جو معرکے ہوئے انھیں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سریج اس کی مخالفت کر رہے تھے۔

۱۲۸ھ کے واقعات

حارث بن سریج کی مخالفت:

اس بات کا ذکر پہلے آ چکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو امان دی تھی اور اسی بنا پر وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آ گیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لیے دعوت دی' اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر ہوا تو اس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لیے بیعت لے لی' حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دے دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لیے مجھے اس کی طرف سے اندیشہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی' تو ابوالسلیل نے مروان کو گالیاں دیں۔

حارث بن سریج کی بیعت کی دعوت:

اب خود حارث نے اپنے لیے بیعت کی دعوت دی سلم نے ابن احوز' خالد بن ہریم' قطن بن محمد' عباد بن الابرد بن قرۃ حماد بن عامر اس کے پاس آئے اور کہا بھلا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبیلہ کے کیوں سپرد کر دے وہ تمہیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تاکہ تمہارے دشمن تم پر دست درازی نہ کریں مگر باوجود اس احسان کے تم نے اس کی مخالفت کی اور خود

اپنے خاندان والوں کی بات بگاڑ دی جس سے ان کے دشمن ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے خیال پکانے لگے۔ ہم اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت میں تفریق نہ پیدا کرو۔

حارث بن سریج کا خروج:

حارث نے کہا حقیقت حال یہ ہے کہ اصل میں تو کرمانی حکومت کر رہا ہے اور نصر برائے نام امیر ہے' حارث نے ان کے مشورے پر عمل نہیں کیا بلکہ بخاراخذاہ کے محل کے سامنے حمزہ بن ابی صالح کی دیوار کے پاس آ کر علم بغاوت نصب کیا اور نصر سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کرو' نصر نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ اب حارث نے خروج کیا۔ یعقوب بن داؤد کے مکانات کے پاس آیا اور جہم بن صفوان بنی راسب کے آزاد کردہ غلام کو اپنا اعلان پڑھنے کا حکم دیا۔ جہم نے وہ اعلان پڑھا جس میں حارث کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کی گئی تھیں اور پھر یہ تکبیر کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ مسلم ابن احوز کو کوتوالی سے علیحدہ کر دو اور اس کی جگہ بشر بن بسطام الرجمی کو مقرر کرو۔ اس پر نصر اور مفلس بن زیاد کے درمیان تیز کلامی ہوئی قیس اور تمیم اس کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ رہے۔ نصر نے مسلم کو برطرف کر دیا اور ابراہیم بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔ جمہور نے چند باعمل لوگوں کے نام پیش کیے کہ انھیں ہمارا عامل مقرر کیا جائے۔ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کو اختیار کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبۃ الجھضمی اور معاویہ بن جبلہ کو اختیار کیا۔

نصر کی عمال کو ہدایات:

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات ان عمال کو لکھ دو جسے وہ اختیار کریں اور ان اختیارات کی تشریح کر دو جو انہیں اپنے ماتحتین پر حاصل ہوں گے اور انہیں سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر متعین کر دیا جائے' اسی طرح ان عہدیداروں کو بھی جو ان سرحدوں پر متعین ہیں ہدایات جاری کر دو تا کہ وہ ان پر کاربند رہیں۔

نصر کا حارث بن سریج کو مشورہ:

سلم بن احوز نے نصر سے حارث کو اچانک قتل کر دینے کی اجازت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ نصر نے ابراہیم الصائغ کو اپنا کوتوال مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے اسحٰق کو فیروزے لے کر مرو بھیجا کرتا تھا۔ حارث اس بات کو ظاہر کیا کرتا تھا کہ وہ آل علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں ہے۔ نصر نے اس سے کہلا بھیجا کہ اگر تمہارے اس ادعا میں صداقت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم دمشق کو تباہ اور بنی امیہ کی سلطنت کو برباد کرنا چاہتے ہو' مجھ سے پانچ سو جانور' دو سو اونٹ اور جس قدر مال اور سامان جنگ لے جا سکتے ہو لے کر جدھر چاہو چلے جاؤ۔ ایسی صورت میں تو میں بالکل تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہوں اور اگر حقیقت اس کے خلاف ہے تو خوب سمجھ لو کہ اسی طرح تم اپنے خاندان کو تباہ و برباد کر دو گے۔ حارث نے جواب دیا کہ واقعہ تو یہی ہے جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے مگر میں اس بات کو اس لیے ظاہر نہیں کرتا کہ میرے موجودہ طرفدار اسے تسلیم نہ کریں گے۔ نصر نے کہا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ تمہارے طرفدار تم سے متحد الخیال نہیں ہیں اور نہ ان کا وہ مطمع نظر ہے جو تمہارا ہے یہ لوگ فاسق عوام کالانعام ہیں میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس سے باز آؤ کیونکہ تمہارے اس فعل سے بیس ہزار ربیعہ اور یمنی عرب مفت میں تباہ ہو جائیں گے۔ نصر نے حارث کے سامنے ماوراء النہر کی ولایت اور تین لاکھ درہم پیش کیے مگر اس نے نہ مانا۔ اس پر نصر نے اس سے کہا کہ اچھا پہلے تم کرمانی سے شروع کرو اگر تم

اس پر غالب آ گئے تو میں تمہاری اطاعت قبول کرلوں گا۔ اگر اسے بھی نہ مانو تو پہلے مجھے اس سے نبٹ لینے دو اگر مجھے اس پر فتح حاصل ہوئی تو پھر تمہیں اپنی رائے کا اختیار حاصل ہے اور اگر چاہو تو میری فوج کو لے جاؤ اور جب تم رے سے گزر جاؤ گے تو میں تمہاری اطاعت کرلوں گا۔

حارث ونصر میں مناظرہ:

پھر حارث اور نصر میں مناظرہ ہوا اور دونوں اس بات پر راضی ہو گئے۔ کہ مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان ان کے آپس میں تصفیہ کرادیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور حکومت کو شوریٰ سے قائم کرنے کا تصفیہ کیا مگر نصر نے اس تصفیہ کو تسلیم نہیں کیا۔

جہم حارث کے لشکر گاہ میں اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر قصیے بیان کیا کرتا تھا۔

حارث کی نصر کے خلاف کارروائی:

حارث نے اب نصر کی مخالفت شروع کر دی نصر نے اپنی قوم بنی سلمہ اور دوسرے لوگوں کو فوج میں بھرتی کرلیا' سلم کو شہر میں ابن سوار کے مکان میں متعین کر دیا اور باقاعدہ فوج کو اس کے پاس متعین کر دیا' نیز اس نے ہدیہ بن عامر الشعرادی کے پاس رسالہ بھیج دیا اور اسے بھی شہر پر متعین کر دیا۔ عبدالسلام بن یزید بن حیان السلمی کو شہر کا افسر مقرر کیا' تمام اسلحہ اور سرکاری دفاتر قہندز میں منتقل کر دیئے۔

مشتبہ عہدیداروں کی مذمت:

نصر نے اپنے بعض عہدیداروں کو موردالزام ٹھہرایا کہ انھوں نے حارث سے سازش کر لی ہے۔ دربار میں اس نے انھیں اپنی بائیں جانب بٹھایا' یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی کوئی خدمت نہیں کی تھی اور جن لوگوں کو اس نے عہدے دیئے اور ان پر احسان کیے تھے انھیں اپنے داہنے بٹھایا۔ دربار منعقد ہونے کے بعد اس نے گفتگو شروع کی' بنی مروان کا ذکر کیا اور پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جنھوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور اللہ نے ہر مرتبہ بنی مروان کو ان پر فتح دی' پھر کہا میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں' اور ان لوگوں کی جو میرے بائیں جانب بیٹھے ہیں مذمت کرتا ہوں۔ جب میں خراسان کا والی مقرر ہوا' تو اے یوسف بن عبدربہ تو مرو کی سرکاری رقم کو غبن کرنے کی وجہ سے فرار ہونا چاہتا تھا' حالانکہ تو اور تیرا خاندان وہ ہے کہ اسد بن عبداللہ ان کی گردنوں پر داغ لگانا چاہتا تھا اور پیدل سپاہ میں تنزل کر دینا چاہتا تھا مگر میں نے تمہیں ذمہ دار خدمتیں دیں اور جب میں ولید کے پاس جانے لگا تو میں نے تمہیں اجازت دی کہ جتنا سرکاری روپیہ تمہارے پاس ہو وہ لے لو چنانچہ تم میں سے بعض لوگوں کو دس دس لاکھ ملے' بعضوں کو اس سے زیادہ اور بعض کو کم ملے' مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم حارث کو میرے مخالف بنا کر لائے ہو' تم ان شرفاء کو نہیں دیکھتے کہ باوجود اس کے کہ میں نے ان پر کوئی احسان نہیں کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں۔ نصر نے اس جملہ کو کہتے ہوئے ان اصحاب کی طرف اشارہ کیا جو اس کے داہنے بیٹھے تھے' اس پر مشتبہ لوگوں نے معذرت چاہی اور نصر نے ان کی معذرت کو قبول کرلیا۔

جب اس فتنہ کی اطلاع خراسان میں ہوئی تو وہاں سے ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصرہمی' الوالذیال التاجی عمرو' قاؤسان السغدی البخاری اور حسان بن خالد الاسدی طخارستان سے کچھ سواروں کے ہمراہ عقیل بن معقل اللیثی' مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم اور سعید الصغیر کچھ سواروں کے ہمراہ تھے نصر کے پاس آ گئی۔

حارث بن سریج کی پیش قدمی:

حارث بن سریج نے اپنا طریقہ حکومت یا شعار ایک اعلان کی صورت میں لکھ دیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا' بہت لوگ اس کے حامی بن گئے' ایک شخص نے یہ جرأت کی کہ ماجان میں نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھا۔ نصر کے غلاموں نے اس شخص کو مارا اس پر اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ہبیرہ بن شراحیل اور یزید ابو خالد نے اس بات سے اسے آ کر اطلاع دی۔ نصر نے حسن بن سعد قریش کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق منادی عام کر دے۔ اس نے منادی کر دی کہ حارث بن سریج دشمن خدا ہے اس نے بغاوت کی ہے' آمادۂ پیکار ہے' اللہ سے طالب امداد رہو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے' نیز نصر نے اسی شب عاصم بن عمر کو حارث کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ نصر نے خالد بن عبدالرحمٰن سے پوچھا ہم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کریں۔ مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا' اور جب وہ دشمن سے برسرپیکار ہوئے تو ان کا شعار حٰم لاینصرون تھا چنانچہ یہی ان کا شعار قرار پایا۔ علامت کے لیے انھوں نے اپنے نیزوں پر پشمینہ باندھ لیا تھا۔ مسلم بن احوز' عاصم بن عمیر' قطن' عقیل بن معقل' مسلم بن عبدالرحمٰن' سعید الصغیر اور عامر بن مالک مع اپنی جماعت کے محلّہ طخاریہ کے ایک کنارے مقیم تھے۔ یحییٰ بن حصین اور بنی ربیعہ بخاریوں کے محلّہ میں تھے۔

حارث کا مرو میں داخلہ:

شہر مرو کے ایک باشندے نے فصیل شہر کے ایک فرجے کا حارث کو پتہ دیا۔ حارث اسی کو اور وسیع کر کے باب بالبن کی سمت سے پچاس آدمیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا' اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا اور اب یہ باب میں آئے۔ یہاں جہم بن مسعود الناجی نے اس کا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ بھونک کر اسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب نیق سے نکل کر سلم بن احوز کے قبے آئے' یہاں عصمہ بن عبداللہ الاسدی' خضر بن خالد' ابرد بن داؤد نے جوابرد بن قرہ کی اولاد میں تھا اس کا مقابلہ کیا۔ باب بالین پر حازم بن حاتم متعین تھا' حملہ آوروں نے تمام مدافعین کو قتل کر دیا۔ ابن احوز اور قدید بن منیع کے گھروں کو لوٹ لیا' اگرچہ حارث نے ممانعت کر دی تھی' کہ سوائے سواری کے جانوروں اور اسلحہ کے اور کوئی چیز ابن احوز' قدید بن منیع' ابراہیم اور عیسیٰ عبداللہ السلمی کے بیٹوں کے گھروں سے نہ لوٹی جائے۔ یہ واقعہ شب دوشنبہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ پیش آیا۔

حارث بن سریج اور سلم کی جنگ:

سلم کے قاصد نے آ کر نصر کو حارث کے قریب آ جانے کی اطلاع دی۔ نصر نے حکم دیا کہ صبح تک تاخیر کرو مگر پھر اس نے محمد بن قطن بن عمران الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام فوج میرے اوپر چڑھ آئی ہے نصر نے حکم دیا کہ تم جنگ کی ابتداء نہ کرنا' مگر جنگ شروع ہو گئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن محمد الفقیہ کا ایک غلام عطیہ نام سلم کی طرف جا ملا۔ حارث کے ساتھیوں نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا جسے فریق مخالف نے رد کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام کی آنکھ میں تیر آ کر لگا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ حملہ آوروں سے لڑا۔ عقیل بن معقل بھی اس کے ہمراہ تھا اس لیے انھیں پیچھے دھکیل دیا وہ لوگ حارث کے پاس پہنچے جو اس وقت بنی تمیم کے آزاد غلام ابو بکرہ کی مسجد میں نماز صبح پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ ان کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ

لڑنے کے لیے طخاریۃ کی طرف واپس پلٹے دو شخص اس کے قریب گئے' عاصم نے انھیں للکارا کہ اس کے گھوڑے کی ٹانگیں اٹھا کر روک لو حارث نے ان میں سے ایک کو اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سعد کی سڑک کی طرف پلٹ گیا۔ حیان نے آزاد غلام اعین کو دیکھا اسے لڑنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور وہ مارا گیا۔ اب حارث ابی عصمہ کی سڑک پر مڑ گیا' حماد بن عامر الحمانی اور محمد بن زرعہ نے اس کا تعاقب کیا اس نے ان کے نیزے توڑ دیئے اور سلم کے آزاد غلام مرزوق پر حملہ آور ہوا' جب حارث اس کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے نے اسے زمین پر پھینک دیا' اس نے ایک دکان میں گھس کر پناہ لی۔ حارث نے اس کے گھوڑے کے پچھلے حصہ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

حارث بن سریج کی شکست:

صبح کو سلم باب منیق آیا اور حکم دیا کہ خندق کھود لی جائے' سب لوگ خندق میں ہو بیٹھے نقیب نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اسے تین سو درہم دیئے جائیں گے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی' تمام رات وہ دشمن سے لڑتا رہا۔ صبح کو نصر کی فوج رزیق کے راستے ہو لی' اس نے عبداللہ بن مجاعۃ کو جا لیا اور اسے قتل کر دیا۔ سلم حارث کے لشکر گاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک اس دبوسی کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہولوں گا نہیں رکوں گا۔ اس کے ہمراہ محمد بن قطن اور عبیداللہ بن بسام بھی درستکان یعنی قہندز کے دروازے کے پاس آئے' دروازے کو بند پایا' عبداللہ بن مزید الاسدی دیوار پر چڑھ گیا' اس کے ہمراہ تین اور آدمی تھے' انھوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا اور ابن احوز اس میں داخل ہو گیا' ابو مطہر حرب بن سلیمان کو پھاٹک پر متعین کر دیا' سلم نے اسی روز حارث بن سریج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کرا دیا' اس نے عبدربہ بن سیس کو ان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ سلم باب منیق آیا' اسے کھول دیا' اس نے شہر کے قصابوں میں سے اسے جس نے حارث کو فصیل کے شگاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

نصر اور کرمانی کی ملاقات:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر نے کرمانی کو اپنے پاس بلا بھیجا' کرمانی حفاظت جان کا عہد لے کر نصر کے پاس آیا۔ اس صحبت میں محمد بن ثابت القاضی' مقدام بن نعیم' عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کا بھائی اور سلیم بن احوز بھی موجود تھے' نصر نے اسے جماعت میں رہنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آپ اس کے لیے نہایت ہی مبارک اہل ہیں' اس پر سلم بن احوز اور مقدام میں سخت کلامی ہوئی' سلم نے اسے سخت سست کہا' اس پر ان کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اس کی امداد کی۔ سغدی بن عبدالرحمٰن الحرمی ان دونوں پر برہم ہوا۔ سلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تلوار سے تیری ناک کاٹ لوں۔ سغدی نے کہا اگر تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھ لو کہ میں تمہارا ہاتھ تو را کاٹ ڈالوں گا۔ مجلس کے اس رنگ کو دیکھ کر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اٹھ کھڑا ہوا ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور باب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا یہیں اس کا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا نصر مجھ سے بے وفائی کرنا چاہتا تھا۔

جہم بن صفوان کا قتل:

حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے امامت سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہو سکتی

ہے تو نے اپنی ساری عمر مشرکین کے ملک میں بسر کی اور ان کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا اس سے زیادہ محتاج ہوں جتنا کہ تو ہے۔ اس روز کے واقعہ جنگ میں جہم بن صفوان جہمیہ گروہ کا قائد بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے سلم سے کہا تمہارا بیٹا حارث میرا دوست ہے اور وہ میری سفارش کرے گا' سلم نے کہا پہلے تو اسے خود ایسا نہ کرنا چاہیے اور اگر اس نے سفارش بھی کی تو میں تمہیں امان نہ دوں گا' چاہے میرا یہ خیمہ ستاروں سے بڑھ جائے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا بخدا! اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اسے بھی شق کر کے تجھے قتل کر دیتا اور جس قدر یمنی عربوں کے ساتھ تو نے ہمارے خلاف کارروائیاں کی ہیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر سلم نے عبدربہ بن سیسں کو اس کے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے ابو محرز قتل کر دیا گیا۔ یہ اس کی کنیت تھی۔ نیز اس روز ہبیرہ بن شراحیل اور عبداللہ بن مجاعۃ بھی گرفتار کیے گئے۔ سلم نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے جو تمہیں زندہ چھوڑے اگر چہ تم دونوں تمیمی ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہبیرہ کو قدید بن منیع کے مکان کے پاس نصر کے رسالہ نے جا لیا اور یہ وہیں قتل کیا گیا۔

حارث بن سریج اور کرمانی کی ملاقات:

جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا مگر محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں دشمن ہیں تم کسی کا ساتھ نہ دو بلکہ ان دونوں کو آپس میں بھگت لینے دو۔ کرمانی نے سغدی بن عبدالرحمٰن الحرمی کو اس کے ساتھ روانہ کیا۔ سغدی باب میخان سے شہر میں آیا۔ اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا' اس کے شامیانے میں داخل ہوا۔ داؤد بن شعیب الحدانی اور محمد بن المثنیٰ اس وقت کرمانی کے پاس تھے' نماز کی تکبیرا قامت کہی گئی' کرمانی نے نماز پڑھائی' پھر حارث سوار ہو گیا اس کے ہمراہ جماعۃ بن محمد بن عزیز ابو خلف بھی گیا' دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کے طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی' سعد بن سلم المراغی مارا گیا۔ نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الکرمانی کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا' سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جو اس وقت باب کا سرجان پر شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر چھاؤنی ڈالے تھا' نصر بن غلاق السغدی اور عبدالواحد بن المنمل نے آکر سنائی ان کے بعد سوادہ بن سریج بھی آیا اور سب سے پہلے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی' کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی' سغدی بن عبدالرحمٰن ابو طعمہ' صعب اصعیب' اور صباح کو حارث بن سریج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب میخان سے شہر میں داخل ہو کر باب روک آئے۔ خود کرمانی باب حرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو بدھ کے دن نصر کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین صرف تیراندازی کر کے واپس پلٹ گئے۔ اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

نصر اور کرمانی کی جنگ:

جمعہ کے دن دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی' بنی ازد شکست کھا کر کرمانی کے پاس آئے کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑتا رہا۔ خضر بن تمیم نے جو زرہ پہنے تھا حملہ کیا نصر کی فوج نے اس پر تیر برسائے' پھر نصر کے آزاد کردہ غلام جیش نے ان پر حملہ کر کے اس کے حلق میں نیزہ کا وار کیا خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اس کا گھوڑا اسے لے کر اچھلا اب اس نے جیش پر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے پیدلوں نے ڈنڈوں سے اس کا کام تمام کر

دیا۔ نصر کی فوج شکست کھا کر بھاگی اس کے اسی گھوڑے چھین لیے گئے تمیم بن نصر میدان جنگ میں گرا دیا گیا اس کے دو گھوڑے پکڑ لیے گئے ایک کو سغدی بن عبدالرحمٰن نے اور دوسرے کو خضر نے لے لیا۔ پھر یہ سلم بن احوز تک پہنچا اور اس نے پیچھے سے گرز لے کر سلم کے ایسے ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے دو شخصوں نے خضر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گیا' سلم خود پل کے نیچے کود پڑا اس کے خود پر چودہ پندرہ ضربیں لگی تھیں جس سے وہ بالکل چکنا چور ہو گیا تھا مگر پھر محمد بن الحداد سلم کو نصر کے لشکر گاہ میں اٹھا لایا اور کرمانی کی فوج واپس چلی گئی۔

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کا قتل:

اسی اثناء میں ایک نصر مرو سے نکل گیا۔ عصمۃ بن عبداللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پسپا ہونے سے بچانا چاہتا تھا' اس جنگ میں کام آیا۔ اسے صالح بن القعقاع الاسدی نے آلیا۔ عصمۃ نے اس سے کہا او بالشتیے! آ گے آ۔ صالح نے کہا اے نامرد! ٹھہر (عصمۃ پیدائشی نامرد تھا) عصمۃ کا گھوڑا مڑا اور چراغ پا ہو گیا جس سے وہ گر پڑا' صالح نے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن الدیلمیری نے رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کیا اور عصمۃ کے پہلو میں مارا گیا' عبیداللہ بن حوتمۃ السلمی کو مروان البہرانی نے اپنے گرز سے ہلاک کر دیا' جب کرمانی کے پاس کا سر لایا گیا تو اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ اس کا دوست تھا۔ ایک یمنی نے سلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اس سے چونکہ شناسائی تھی اس نے اسے چھوڑ دیا' تین دن تک فریقین لڑتے رہے' آخر دن مضریوں نے یمنیوں کو شکست دی۔ خلیل بن غزوان نے انھیں للکارا' اے ربیعہ اور یمن حارث بازار میں داخل ہو گیا ہے ابن الاقطع بھی مارا گیا۔ اس خبر سے مصری عربوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ سب سے پہلے ابراہیم بن بسام اللیثی نے شکست کھائی' تمیم بن نصر پا پیادہ ہو گیا اس کے گھوڑے پر عبدالرحمٰن بن جامع الکندی نے قبضہ کر لیا۔ ہیاج الکلبی اور لقیط بن اخضر کو یمنیوں نے قتل کر دیا' آخر الذکر کو ہانی البزاز کے غلام نے قتل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ آمادۂ پیکار ہوئے اور انھوں نے میدان کارزار میں گنجائش کے لیے دیواروں کو گرادیا تو نصر نے محمد بن قطن کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اس دبوسی کی طرح نہیں ہیں اس لیے آپ خدا کے خوف سے اس فتنہ میں حصہ نہ لیں۔

عقیل بن معقل کا محمد بن المثنیٰ کو مشورہ:

تمیم بن نصر نے اپنے خادموں کو جو بنت القعقاع کے مکان میں متعین تھے لڑائی کے لیے بھیجا۔ کرمانی کے ساتھیوں نے چھتوں سے ان پر تیراندازی کی اور انہیں ڈرا کر پسپا کر دیا۔ عقیل بن معقل نے محمد بن المثنیٰ سے کہا ہم کیوں خود کو نصر اور کرمانی کی خاطر ہلاک کریں اور اپنے شہر واقع طخارستان واپس چلیں' مگر محمد نے کہا نصر نے ہمارے ساتھ وفا نہیں کی اس لیے ہم اس سے لڑے بغیر نہ مانیں گے۔

نصر کی فوج پر سنگ باری:

حارث اور کرمانی کے طرفداروں نے نصر اور اس کی فوج پر ایک منجنیق سے سنگباری کی جو نصر کے خیمہ میں آ کر گرے۔ جس میں خود نصر موجود تھا مگر اس نے اپنا مقام تبدیل نہیں کیا اس نے سلم بن احوز کو مقابلہ کے لیے بھیجا یہ ان سے لڑا اور پہلی فتح نصر کو حاصل

ہوئی' کرمانی نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا' اپنے جھنڈے کو محمد بن محمد بن عمیرہ کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا۔ محمد بن المثنیٰ' زاغ اور حطان کارالکل کے راستے سے ہو کر رزیق پر نکل آئے' تمیم بن نصر دریا کے پار متعین تھا۔ محمد بن المثنیٰ نے اس سے کہا اے لڑکے الگ ہٹ جا۔ محمد اور زاغ نے جس کے ساتھ زرد جھنڈا تھا حملہ کیا۔ نصر کے آزاد غلام کو گرا کر قتل کر دیا۔ یہ نصر کا معتمد تھا۔ نیز انھوں نے تمیم کے بعض خادمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ حضر بن تمیم نے سلم بن احوز پر نیزہ سے حملہ کیا نیزے کی انی مڑ گئی تو اس نے گرز سے اس کے سینے پر ایک ضرب لگائی۔ پھر شانے پر اور پھر سر پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ نصر نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج کو بچایا اور دشمن کو بازار میں داخل ہونے سے روک دیا۔

حارث بن سریج کی جنگ سے علیحدگی:

جب یمنیوں نے مضریوں کو شکست دی تو حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ میرے یمنی عرب تمہاری شکست پر مجھے طعنے دے رہے ہیں میں اب تم سے نہیں لڑوں گا تم اپنے بہادروں کو صرف کرمانی کے مقابل رکھو۔ نصر نے یزید النحوی اور خالد کو اس کے پاس اس لیے بھیجا کہ یہ اس سے اس وعدہ کی ایفاء کی ضمانت سے لیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث نصر کے مقابلہ سے اس لیے باز رہا۔ کہ عمران بن الفضل الازدی' اس کے خاندان والے' عبدالجبار العدوی' خالد بن عبیداللہ بن حیۃ العدوی اور اس کے تمام ساتھی کرمانی سے اس بنا پر سخت کینہ اور جوش انتقام رکھتے تھے کہ اس نے باشندگان تبوشکان پر سخت بے رحمی کی تھی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اسد نے اسے ان کے مقابل بھیجا تو انھوں نے اس شرط پر کہ اسد کو ہماری قسمتوں کا اختیار ہے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا' اس نے پچاس آدمیوں کے پیٹ چاک کر کے انھیں دریائے بلخ میں ڈال دیا' تین سو کے ہاتھ پاؤں قطع کرا دیئے' تین کو سولی پر لٹکا دیا اور ان کے اہل و عیال کو ہراج کر دیا۔ اس بنا پر حارث کے طرفدار اس کے کرمانی کی امداد کرنے اور نصر سے لڑنے کے مخالف تھے۔

نصر کی مراجعت مرو:

جب نصر اور حارث کے تعلقات بدل گئے تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب تک حارث کرمانی کے ساتھ ہے تمام مضری عرب میری حمایت پر آمادہ نہ ہوں گے اور خود یہ دونوں بھی کبھی متحد الامر نہ ہوں گے۔ اس لیے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں لڑنے دو۔

اس فیصلہ کے بعد نصر جلفر کی طرف روانہ ہو گیا وہاں عبدالجبار الاحول الاسدی اور عمر بن ابی الہیثم الصعدی سے ملاقات ہوئی۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا تم دونوں کرمانی کا مقابلہ کر سکو گے۔ عبدالجبار نے کہا اور آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں آپ کیوں آئے؟ جب نصر مرو واپس آیا تو اس کے حکم سے عبدالجبار کے چار سو درے لگوائے گئے' پھر نصر خرق چلا گیا' وہاں چار دن رہا' اس کے ہمراہ مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم' اسلم بن احوز اور سنان الاعرابی تھے۔ نصر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ اب حارث میرا جانشین ہو گا' اور تمہاری حفاظت و صیانت کرے گا۔

نصر کا نیشاپور میں استقبال:

جب یہ نیشاپور کے قریب پہنچا تو اہل نیشاپور نے کہلا بھیجا تم یہاں کیوں آئے ہو تم نے باہمی رقابت کی وہ آگ جسے اللہ نے

بجھا دیا تھا پھر مشتعل کر دی ہے۔ ضرار بن عیسیٰ العامری نصر کی طرف سے نیشاپور کا عامل تھا۔ نصر نے سنان الاعرابی' مسلم بن عبدالرحمٰن اور سلم بن احوز کو باشندوں کے پاس گفتگو کے لیے وکیل بنا کر بھیجا۔ انھوں نے اسے گفتگو کر کے انھیں ہموار کر لیا۔ وہ لوگ شہر سے باہر اس کے استقبال کے لیے آئے' سواری کے جانور' لونڈی غلام اور تحائف اس کے نذر کیے' اس پر خوش ہو کر سلم نے کہا میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں' یہ قبیلہ قیس ہے اور یہ محض ایک دوستانہ شکوہ تھا۔ جس کی بنا پر انھوں نے پہلے ایسا کیا' نصر نے یہ شعر پڑھا:

انـا ابـن خـنـدف تـيـمـيـنـي قـبـائـلـهـا لـلـصـالـحـات و عمی قیس غیلانا

ترجمہ: ''میں خندف کا پوتا ہوں اس کے تمام قبائل وبطون مجھ سے نیکیوں کی نسبت کرتے ہیں میرا چچا قیس غیلان ہے''۔

نصر کے مرو سے جانے کے بعد یونس بن عبدربہ' محمد بن قطن اور خالد بن عبدالرحمٰن اور ان جیسے اور عمائدین ساتھ شہر ہی میں رہے۔

نصر اور عبدالحکیم بن سعید العوذی کی گفتگو:

عباد بن عمر الازدی' عبدالحکیم بن سعید العوذی اور ابوجعفر' عیسیٰ بن جرز مکہ سے نصر کے پاس ابرشہر میں آئے۔ نصر نے عبدالحکیم سے کہا دیکھو تمہارے ہم قوم بیوقوفوں نے کیا حرکت کی ہے۔ اس پر اس نے کہا بلکہ آپ کے ہم قوم احمقوں نے آپ کے دور ولایت کے عرصہ دراز میں وہی لوگ والی رہے۔ ربیعہ اور یمن کو کوئی عہدہ نہیں ملا۔ اسی بنا پر انھیں طیش آ گیا' ہاں میں اسے جانتا ہوں کہ ربیعہ اور یمن میں بیوقوف بھی ہیں اور عقلمند بھی' مگر اس موقع پر جاہلوں نے سمجھدار لوگوں پر غلبہ پا لیا۔ عباد نے کہا بھلا امیر سے اس طرح گفتگو کی جاتی ہے' نصر نے کہا اس پر اعتراض نہ کرو اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔

ابوجعفر عیسیٰ جرز کی پیشین گوئی:

ابوجعفر عیسیٰ جرز نے جو ایک گاؤں واقع کنارۂ دریائے مرو کا باشندہ تھا نصر سے کہا کہ ان حالات میں آپ والی نہیں رہ سکتے' یہ ایک عظیم الشان فتنہ ابھر آیا ہے' عنقریب ایک مجہول النسب شخص نمایاں ہوگا وہ علم سیاہ بلند کرے گا۔ ایک اور ہونے والی سلطنت کی طرف دعوت دے گا اور وہی حکومت پر غلبہ حاصل کرے گا۔ اور تم لوگ اسی طرح اپنی الجھنوں کی وجہ سے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاؤ گے۔ نصر نے کہا جس شخص کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو یہ بہت زیادہ بیوفائی' بیدردی اور علیحدگی میں تکلیف زدہ ہونے کی وجہ سے حارث سے مشابہ ہے' میں نے اسے ترکوں کے علاقہ سے بلایا' اسے والی بنانا چاہا' بہت سارو پیہ دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا' ہمارے اتحاد کو پراگندہ کر دیا اور میرے خلاف چڑھ آیا۔ اس پر ابوجعفر عیسیٰ نے کہا کہ حارث تو مارا جائے گا اور سولی پر چڑھا دیا جائے گا' اور کرمانی کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔ نصر نے خوش ہو کر اسے انعام واکرام دیا۔

سلم بن احوز کہا کرتا تھا کہ قیس سے زیادہ میں نے کسی قوم کو جان دینے میں نڈر نہ پایا۔

کرمانی کا مرو پر قبضہ:

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا اور حارث سے کہا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ قحطبہ نے کہا اگر چہ یہ اپنے بیان میں صادق ہیں تو میں ایک ہزار سواروں سے ان کی امداد کروں گا' مقاتل بن حیان نے کہا کیا مکانات کا منہدم کرنا اور لوٹ مار کی کتاب اللہ میں اجازت دی گئی ہے۔ کرمانی نے اسے لشکر کے خرگاہ میں قید کر دیا۔ مگر معمر بن مقاتل بن حیان نے اس کی

سفارش کی اور کرمانی نے اسے رہا کرا دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث ٹھہرا رہا' کرمانی نے تقریر کی' سب لوگوں کو سوائے محمد بن الزبیر اور ایک دوسرے شخص کے امان دی۔ داؤد بن ابی داؤد بن یعقوب نے ابن الزبیر کے لیے امان طلب کی' اتنے میں میر منشی آیا اور کرمانی نے اسے بھی امان دے دی' حارث باب دوران اور سرخس کی طرف چلا گیا اور خود کرمانی نے اسد کے مصلّٰی میں مع اپنی قوم کے قیام کیا' اس نے حارث کو بلا بھیجا۔ حارث آیا اس نے بھی کرمانی کے مکانات کو منہدم کرانے اور لوٹ مار کے فعل کو برا سمجھا اور اس پر اعتراض کیا۔ پہلے تو کرمانی نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا مگر پھر باز رہا' کرمانی چند روز یہاں مقیم رہا۔

بشر بن جرموز الضبی کی حارث سے علیحدگی:

بشر بن جرموز الضبی نے خرقان میں علم بغاوت بلند کیا۔ اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دی' حارث سے کہا کہ میں نے تمہاری حمایت طلب عدل کے لیے کی تھی مگر اب چونکہ تم کرمانی کے ساتھ اس لیے ہو گئے ہو تا کہ تمہاری نصرت کا شہرہ ہو اور یہ لوگ تو محض ذاتی رقابتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اس لیے اب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز پانچ ہزار پانچ سو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم جماعت عادل ہیں۔ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں ہم کسی سے نہیں لڑیں گے البتہ اس سے لڑیں گے جو خود ہم سے لڑے گا۔

تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت:

حارث عیاض کی مسجد میں آیا' کرمانی سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کیا جائے' کرمانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا' حارث نے اپنے بیٹے محمد کو جسے وہ تمیم بن نصر کے مکان سے اٹھا لایا تھا نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے اپنے خاندان اور مضری عربوں کو لکھا کہ تم خلوص دل سے حارث کا ساتھ دو' یہ سب لوگ حارث کے پاس آئے۔ اس نے کہا آپ ہی لوگ اصلی عربی ہیں چونکہ آپ کو ابھی حال میں ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اس لیے آپ اپنے تمام اہل و عیال کے ہمراہ میرے پاس آ جایئے۔ انھوں نے کہا ہم بغیر اس سے لڑے کسی بات سے خوش نہ ہوں گے۔

حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام:

کرمانی کی فوج کا میر بخشی مقاتل بن سلیمان تھا ایک بخاری نے اس سے اس منجنیق کی جسے اس نے نصب کیا تھا' قیمت طلب کی' اس نے کہا تم گواہ پیش کرو کہ یہ منجنیق مسلمانوں کے نفع کی خاطر تم ہی نے نصب کی تھی' شیبہ بن شیخ الازدی نے اس کی شہادت دی۔ مقاتل کے حکم سے خزانہ عامرہ کے نام اسے چک دے دیا گیا۔ حارث کے دوستوں نے کرمانی کو لکھا ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے' اس کی اطاعت' ائمہ ہدیٰ کے اختیار کرنے اور اپنے خون کو حرام سمجھنے کے لیے نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے حارث کا ساتھ اس لیے دیا تھا کہ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اس کے بندوں کی خیر خواہی' اسی لیے ہم نے اپنی جان اور مال اس لیے پیش کر دیا تھا اور یہ چیزیں اس ثواب کے مقابلہ میں جس کے حصول کی ہمیں اللہ سے توقع تھی۔ ہماری نظروں میں ہیچ تھیں' کیونکہ ہم اور تم آپس میں بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے انصار و اعوان ہیں' اس لیے تم اللہ سے ڈرو' حق کو پھر قائم کرو کیونکہ ہم بغیر کسی وجہ

شرعی کے تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔

مخثل بن عمرو الازدی کا قتل:

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے' پھر حارث بن سریج فصیل کے پاس آیا اس نے نوبان کی سمت ہشام بن ابی الہیثم کے مکان کے قریب فصیل میں شگاف پیدا کیا' دانشمند حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف عہد کیا۔ قاسم الشیبانی اور ربیع التیمی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھہرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا۔ مخثل عمرو الازدی آگے نکل گیا اسے سمیدع العدوی نے قتل کر دیا اور اس نے نعرہ شادمانی کیا کہ یہ میں نے لقیط کا بدلہ لیا۔

حارث بن سریج اور کرمانی کی جنگ:

اب عام جنگ شروع ہوگئی' کرمانی نے اپنے میمنہ پر داؤد بن شعیب اس کے بھائیوں خالد' مزید اور مہلب کو اپنے میسرہ پر سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کنیزہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا' نہایت سخت لڑائی ہوئی' حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ شگاف فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بری طرح قتل کیے گئے' حارث ایک خچر پر سوار تھا' اس سے اتر پڑا' اور گھوڑے پر سوار ہوا' اس کے چابک رسید کیا وہ تیز ہوگیا' اس کی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا رہا اور ایک جھاڑی کے پاس مارا گیا۔ اس کا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الخیرہ بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی' حارث کے سو ہمراہی مارے گئے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔

حارث بن سریج کا قتل:

حارث کی نعش بے سر کو شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دیا گیا۔ حارث نصر کے مرو سے چلے جانے کے تیس دن بعد بروز یکشنبہ ماہ رجب ۱۲۸ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں کہ مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جوار کے درخت کے پاس مارا گیا' کرمانی کو حارث کی سونے کی اینٹیں ملیں جن پر اس نے قبضہ کر لیا' اس کی ام ولد کو قید کر دیا پھر اسے رہا کر دیا یہ صاحب بن عمرو بن سلمہ بن سکن بن جون بن ذبیب کے پاس تھی' نیز کرمانی نے ان لوگوں کے املاک و اسباب پر قبضہ کر لیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے' عاصم بن عمیر کے تمام مال و املاک خود اس نے اپنے قبضہ میں کر لیں' اس پر ابراہیم نے کہا بھلا اس کا مال کس طرح آپ کے لیے حلال ہو سکتا ہے' صالح نے جو وضاح کی اولاد میں سے تھا کہا مجھے اس کے خون سے سیراب ہونے دو مگر مقاتل بن سلیمان ان دونوں کے بیچ میں آ گیا اور اسے اس کے مکان لے آیا۔

حارث بن سریج کے متعلق دوسری روایت:

ایک دوسری روایت ہے کہ کرمانی بشر بن جرموز کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا شہر مرو سے باہر اس نے پڑاؤ کیا۔ بشر کے پاس چار ہزار آدمی تھے حارث بھی کرمانی ہی کے ساتھ مقیم ہوا۔ چند روز تک کرمانی اپنی چھاؤنی میں بغیر مقابلہ کیے ٹھہرا رہا۔ اس کے اور بشر کے پڑاؤ کے درمیان صرف دو فرسخ کا فاصلہ تھا' اب وہ بشر سے لڑنے کے ارادے سے آگے بڑھ کر اس کے پڑاؤ کے پاس آیا۔ حارث سے اس نے آگے بڑھنے کے لیے کہا۔ اس وقت حارث کو کرمانی کا اتباع کرنے پر ندامت ہوئی اور اس نے کہا آپ ابھی جلدی نہ کیجیے میں اس کو آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ حارث دس سواروں کے ساتھ بشر کے پاس آیا جو موضع درزیجان میں مقیم تھا'

حارث انھیں کے ساتھ قیام پذیر ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ یمنیوں کے ساتھ تم سے لڑوں' اب اور مضری عرب بھی کرمانی کی فوج سے نکل کر حارث کے پاس آنے لگے صرف سلمہ بن ابی عبداللہ بن سلیم کے آزاد غلام جس نے کہا تھا بخدا! میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ یہ سخت دھوکے باز ہے اور مہلب بن ایاس کے سوا اور کوئی مضری عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں کبھی اس کا ساتھ نہ دوں گا' کیونکہ میں نے اسے، ہمیشہ بھاگتے ہوئے سواروں میں دیکھا ہے۔

مرثد بن عبداللہ المجاشعی:

اب کرمانی کی ان سے کئی مرتبہ لڑائی ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس آجاتے تھے کبھی ایک فریق کا پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا' ایک روز جنگ کے لیے مرثد بن عبداللہ المجاشعی شراب پی کر اس کے نشہ میں مدہوش حارث کے ٹٹو پر سوار ہو کر میدان میں آیا' اس کے نیزہ لگا اور زمین پر گرادیا گیا مگر بنی تمیم کے کچھ سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے نرغے سے بچ گیا' البتہ اس کا ٹٹو بغیر سوار کے رہ گیا' جب یہ واپس اپنی فوج میں آیا۔ تو حارث نے اسے ملامت کی اور کہا کہ قریب تھا کہ تم مارے جاتے مرثد نے کہا یہ آپ اپنے ٹٹو کے ضائع ہونے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہو اگر میں ایسا ہی چست و چالاک ٹٹو آپ کو نہ لا کر دوں۔ اس نے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلیٰ درجہ کا ٹٹو ہے' معلوم ہوا کہ عبداللہ وسیم الغندی کے پاس نیز لوگوں نے اشارے سے اس کا مقام بھی بتایا۔ مرثد لڑتا بھڑتا اس تک پہنچا۔ جب یہ اس پر حملہ آور ہوا تو ابن وسیم اپنے ٹٹو سے کود پڑا۔ مرثد نے اس کی لگام اپنے نیزے میں اٹکالی اور اسی طرح اس ٹٹو کو حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجیے یہ آپ کے ٹٹو کے معاوضہ میں ہے۔ مخلد بن الحسن مرثد سے ملا اور مذاقاً اس سے کہا کہ ابن وسیم کا ٹٹو تمہاری ران کے نیچے کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے' یہ اس پر سے اتر آیا اور کہا نذر ہے' مخلد نے کہا میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لیے تاکہ تم مجھ پر برہم ہو یہ بات کہی تھی' تم نے اسے ہم سے جنگ سے حاصل کیا تھا اور اب میں صلح میں اسے لینا چاہتا تھا۔

مرو پر یمنی عربوں کا تصرف:

اسی طرح چند روز اور دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل رہے' ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک دروازے میں شگاف پیدا کر کے فصیل کے اندر آ گیا کرمانی بھی اسی موقع پر آ گیا' اس کے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضر عربوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقیں چھوڑ دی ہیں اب آج ہماری لڑائی کا موقع ہے۔ آپ چونکہ بارہا میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لیے پا پیادہ ہو جائیے' حارث نے کہا میں تمہارے لیے پیدل سے سوار زیادہ سودمند ہوں' انھوں نے کہا ہم بغیر آپ کے پا پیادہ ہو جائیں گے' چنانچہ حارث پیدل ہو گیا۔ یہ اس وقت فصیل شہر اور خود شہر کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اس کا بھائی بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی بہادر مارے گئے' باقیوں نے راہ فرار اختیار کی' حارث کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور اب مرو صرف یمنی عربوں کے تصرف میں آ گیا' انھوں نے تمام مضری عربوں کے مکانات منہدم کر دیئے۔

ابومسلم کی روانگی خراسان و مراجعت:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد نے ابومسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے امیر بنایا تھا اس لیے تم لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور جو کہے اسے مانو۔ میں نے انھیں تمام خراسان اور جن جن علاقوں پر وہ اس کے بعد غلبہ

حاصل کرے ان کا امیر مقرر کیا ہے۔ ابومسلم خراسان آیا مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی' دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس جمع ہوئے' ابومسلم نے ابراہیم سے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کے ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپ کے خط کو تسلیم کیا۔ ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ:

ابومسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اس کی جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی میں حکومت نہیں کر سکتا۔ پھر ابراہیم نے خراسان کی امارت ابراہیم بن مسلمہ کو دینا چاہی اس نے بھی انکار کر دیا ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو بتائی اور کہا کہ اس لیے آخر کار میں نے ابومسلم کو اس جگہ مقرر کیا تم لوگ اس کے احکام و ہدایات کی بدل و جان تعمیل کرو۔

ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمٰن کو ہدایات:

پھر اس نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے رکن ہو' تم میری ہدایات کو اچھی طرح یاد رکھو' یمنی قبائل کی عزت کرو' انھیں کے درمیان جا کر قیام کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا۔ قبیلہ ربیعہ پر نظر رکھو' ان کے طرز عمل پر تنقید کرتے رہو' مگر مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ مار آستین ہیں' ان کے طرز عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہ تمہیں معلوم ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا' اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اس پر بھی کوئی نہ کوئی الزام رکھ کر اسے قتل کر دینا۔ اس بزرگ یعنی سلیمان بن کثیر کی بھی مخالفت نہ کرنا اور نہ ان کے مشورہ کے کبھی خلاف کرنا۔ اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو انھیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات ان سے دریافت کر لینا۔

باب ۱۲

ضحاک بن قیس خارجی

ضحاک کی مروان پر فوج کشی:

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا محاصرہ کرلیا اور منصور بن جمہور نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اس میں ضحاک کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس لیے اس نے ضحاک سے کہلا بھیجا کہ میرے محاصرہ کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مروان سامنے ہے آپ اس کے مقابلہ پر جایئے اور جب آپ اس سے لڑیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں' چنانچہ جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے۔ ان دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا مقام کفر توثا علاقہ جزیرہ میں اس کا اس سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ:

دوسری روایت ہے کہ جب عطیۃ التغلبی نے ضحاک کے خاص سردار اور کوفہ کے عامل ملحان کو سلحسین کے پل پر قتل کر دیا اور ضحاک کو اس کی اطلاع ملی یہ اس وقت واسط میں عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک اور سردار مطاعن نام کو ملحان کی جگہ کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو گئے کہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ اس کی اطاعت کرے گا۔ چنانچہ یہ اس کا مطیع ہو گیا اور اس کے پیچھے اس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آ گیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آ گیا تو اہل موصل نے اسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں گے ہم خود بخود آپ کے مطیع ہو جائیں گے' چنانچہ ضحاک اس کے بیس ماہ بعد اپنی فوجوں کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اس وقت مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ الشیبانی جزیرہ کا رہنے والا موصل کا حاکم تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لیے شہر کے دروازے وا کر دیئے' مگر قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے نہ صرف موصل بلکہ اس کے تمام ضلع پر قبضہ کر لیا۔

ضحاک کا محاصرہ نصیبین:

مروان کو اس واقعے کی اس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اس کا قائم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً اس باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جا کر ضحاک کے جزیرہ کے بیچ میں آنے سے روک دو' عبداللہ سات یا آٹھ ہزار باقاعدہ فوج کے ہمراہ روانہ ہوا' اس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حران میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لیے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع ہوگئی' مگر ضحاک کی فوج کی کثرت تعداد کی وجہ سے عبداللہ کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی' ضحاک کے ہمراہ ایک لاکھ

بیس ہزار فوج تھی ان میں سے ہر سوار کو ایک سو بیس ماہانہ‘ پیدل کو سو اور خچر والوں کو اسی درہم معاش ملتی تھی‘ ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔

خوارج کا رقہ پر حملہ:

اپنے دو سرداروں عبدالملک بن بشر التغلبی اور بدر الذکوانی‘ سلیمان بن ہشام کے آزاد غلام کو چار یا پانچ ہزار فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا‘ انھوں نے ہر قہ پر آ کر حملہ کیا یہاں مروان کے تقریباً پانچ سو سوار تھے‘ انھوں نے ان خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر جب مروان کو خارجیوں کے رقہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے خود اپنے محافظ دستہ کے رسالہ کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جب یہ فوج ان کے قریب پہنچی تو خارجی خود ہی پسپا ہو کر ضحاک کے پاس واپس جانے لگے مگر اس رسالہ نے اس کا تعاقب کیا اور ان کے ساقہ لشکر کے تیس سے زیادہ آدمی گرفتار کر لیے‘ جب مروان رقہ آیا تو اس نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیئے۔

مروان اور ضحاک خارجی کی جنگ:

پھر چپ چاپ ضحاک کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھا موضع غز علاقہ کفر تو ثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا‘ تمام دن لڑائی ہوتی رہی‘ شام کے قریب حضاک پا پیادہ ہو کر لڑنے لگا اس کے ساتھ اور بھی اس کے شجاع اور ثابت قدم ہمراہی تقریباً چھ ہزار پا پیادہ ہو گئے خود اس کے مرکزی پڑاؤ والوں کو اس بات کا علم نہ ہوا۔ مروان کے رسالہ نے اس جماعت کو چاروں طرف سے گھیر کر نہایت بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا‘ شام کے قریب یہ ساری جماعت میدان معرکہ میں کام آ گئی۔

ضحاک بن قیس خارجی کا قتل:

اس جماعت سے جو چند لوگ بچے وہ اپنے پڑاؤ واپس آئے‘ خود مروان یا ضحاک کے ساتھیوں کو بھی اس کی خبر نہ تھی کہ ضحاک مارا گیا‘ مگر جب نصف شب میں اس کے پیروؤں نے اسے نہ پایا تو پوچھ گچھ شروع کی‘ بعض ایسے لوگوں نے جنہوں نے اسے میدان میں پیدل ہوتے دیکھا تھا آ کر اس کے قتل کی خبر اور کیفیت سنائی یہ سنتے ہی تمام خارجی اس کی موت پر گریاں و نالاں ہوئے‘ عبدالملک بن بشر التغلبی ضحاک کا وہ سردار جسے اس نے رقہ بھیجا تھا خود مروان کے پاس آیا اور اسی نے مروان کو ضحاک کے قتل ہونے کی اطلاع دی‘ مروان نے اپنے دو چوکیدار آگ اور شمعیں دے کر میدان کارزار میں بھیج دیئے‘ انھوں نے مقتولین کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور آخر کار ضحاک کی لاش برآمد کر کے اسے مروان کے پاس لے آئے اس کے منہ پر بیس سے زیادہ زخم آئے تھے‘ اسے دیکھتے ہی مروان کی فوج نے مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا اس سے ضحاک کی فوج والوں کو معلوم ہوا کہ دشمن کو اس کا پتہ چل گیا۔ مروان نے اس کے سر کو اسی رات جزیرہ کے تمام شہروں میں گشت کرانے کے لیے بھیج دیا۔

خیبری الخارجی کا مروان پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ ضحاک اور خیبری دونوں ١٢٩ ہجری میں قتل کیے گئے‘ نیز اسی سنہ میں ابو مخنف کے بیان کے مطابق خیبری الخارجی بھی مارا گیا۔

ضحاک کے قتل کے بعد صبح کو اس کی فوج نے خیبری کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس روز وہ اپنے پڑاؤ میں ٹھہرے رہے دوسرے دن علی الصباح مروان کے مقابلہ پر آئے‘ دونوں حریفوں نے صف بندی کی‘ سلیمان بن ہشام اس روز اپنے موالی اور خاندان والوں کے

ساتھ خیبری کے ہمراہ تھا یہ نصیبین میں ضحاک کے پاس اپنے تین ہزار سے زیادہ موالی اور خاندان والوں کے ساتھ آ گیا تھا اور اس نے خارجیوں میں شیبان الحروری کی جسے خارجیوں نے خیبری کے قتل کے بعد اپنا امیر بنایا' بہن سے شادی کر لی تھی۔ خیبری نے تقریباً چار سو سر بکف بہادروں کے ساتھ مروان پر جو اپنی فوج کے قلب میں تھا حملہ کیا' مروان شکست کھا کر بھا گا' اپنے پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ خیبری اپنے ہمراہیوں سمیت اس کے پڑاؤ میں در آیا اور یہاں خارجیوں نے خوشی میں اپنا شعار یا خیبری یا خیبری پکارنا شروع کیا۔

خیبری الخارجی کا قتل:

خارجی جسے پاتے قتل کر دیتے یہاں تک کہ یہ خود مروان کے خیمہ میں پہنچے اس کی طنابیں قطع کر دیں۔ اور خیبری مروان کی مسند پر جا کر بیٹھا مگر مروان کا میمنہ جس کا افسر اس کا بیٹا عبداللہ تھا اور میسرہ جس کی قیادت اسحٰق بن مسلم العقیلی کے تفویض تھی بدستور اپنی اپنی جگہ جمے ہوئے تھے۔ جب مروان کے لشکر والوں نے دیکھا کہ خیبری کے ہمراہ بہت تھوڑے آدمی ہیں تو سپاہیوں کے غلام خیموں کی چوبیں لے کر اس پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے خیبری کو مع اس کے تمام ہمراہیوں کے مروان کے خیمہ اور اس کے گرد قتل کر دیا۔ مروان کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اسی وقت اپنے پڑاؤ سے بھاگ کر پانچ چھ میل کی مسافت پر پہنچ چکا تھا یہ سنتے ہی واپس پلٹ آیا اور جو جو رسالے جنگی مواقع پر قائم تھے' انہیں اصل مرکز پر واپس بلا لیا۔ ساری رات اسی طرح اپنے پڑاؤ میں بسر کی اور دوسری جانب خیبری کی فوج پسپا ہوئی اور اس نے شیبانی کو اپنا امیر مقرر کیا اس کے بعد مروان نے ان خارجیوں سے تھوڑے تھوڑے فوجی دستوں سے بے قاعدہ جنگ شروع کی اور اسی دن سے باقاعدہ صف بندی کی جنگ موقوف کر دی۔

محمد بن سعید کاتب کا انجام:

خیبری کی جنگ کے دن مروان نے محمد بن سعید کو جو اس کے کاتبوں اور معتمد علیہ لوگوں میں تھا' خیبری کے پاس بھیجا تھا' مروان کو معلوم ہوا کہ وہ اس روز خوارج کے ساتھ جا ملا۔ یہ گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان نے اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرا دی۔

اسی سنہ میں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو ان خارجیوں سے جو عراق پر مسلط ہو گئے تھے لڑنے کے لیے عراق بھیجا۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال:

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ نیز اس سال مروان نے حمص فتح کر لیا۔ اس کی فصیل گرا دی' نعیم بن ثابت الجذامی کو گرفتار کر کے شوال ۱۲۸ھ میں قتل کر دیا۔ اس سنہ میں جن جن لوگوں نے اس کی مخالفت کی ان کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عراق میں ضحاک اور عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے عمال کام کر رہے تھے' ثمامۃ بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے' نصر بن سیار خراسان میں تھا اور خراسان میں فتنہ و فساد کی آگ لگی ہوئی تھی۔

ابوحمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات:

اس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق سے ملاقات کی اور اسے اپنے مذہب کی دعوت دی۔ ابوحمزہ نے جس کا نام مختار بن عوف الازدی السلمی ہے سب سے پہلے بصرے سے اپنی تحریک شروع کی اس کا پہلا کام یہ تھا کہ یہ ہر سال مکہ جاتا

اور وہاں لوگوں کو مروان بن محمد کی مخالفت پر اُبھارتا' اس کا عرصہ تک یہی طریقہ رہا۔ ۱۲۸ہجری کے آخر میں عبداللہ بن یحییٰ سے یہ ملا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں آپ کی زبان سے بہت عمدہ باتیں سن رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلئے' میں اپنی قوم کا بڑا شخص ہوں' وہ سب میرا کہا مانتے ہیں۔ یہ مکہ سے روانہ ہو کر حضر موت آیا۔ وہاں ابوحمزہ نے اسے خلیفہ تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اب لوگوں کو مروان اور آل مروان کی مخالفت کے لیے دعوت دی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابوحمزہ بنی سلیم کے معدن سے گذرا' کثیر بن عبداللہ اس معدن کا افسر تھا' اس نے اس کی بعض باتیں خلافِ قانون سنیں اس کے ستر درے لگوائے ابوحمزہ مکہ چلا گیا۔ جب یہ مدینہ کو فتح کر کے وہاں آیا تو کثیر روپوش ہو گیا' پھر ان دونوں کا جو معاملہ ہوا وہ ہوا۔

۱۲۹ھ کے واقعات

سلیمان بن ہشام کا خوارج کو مشورہ:

اس سنہ میں شیبان بن عبداللہ العزیز الیشکری ابوالالفا ہلاک ہوا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ضحاک اور خیبری کے بعد خارجیوں نے اسے اپنا امیر بنایا اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

خیبری کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام نے جو خارجیوں کے ہمراہ تھا ان سے کہا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ میری رائے نہیں ہے' یا تو تم میری رائے پر عمل کرو ورنہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر پلٹ جاؤں گا' خارجیوں نے پوچھا کیا رائے ہے' اس نے کہا اگر تم میں سے کسی ایک کو فتح بھی ہوئی تو وہ پھر آخر دم تک لڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ میں اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہوئے باقاعدہ طور پر پسپا ہو کر موصل چلیں اور وہاں خندقیں کھود کر اس کی آڑ میں دشمن کا مقابلہ کریں' خارجیوں نے اس تجویز پر عمل کیا' مروان نے ان کا تعاقب کیا۔ خارجی دجلہ کے مشرقی کنارے پر تھے اور مروان ان کے مقابل تھا' نو ماہ تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی' یزید بن عمر بن ہبیرہ شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ہمراہ قرقیسیا میں مقیم تھا' مروان نے اسے کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت مثنیٰ بن عمران القرشی الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔

خوارج کی روانگی موصل:

پہلے تو مروان بن محمد خارجیوں سے باقاعدہ صف بندی کر کے لڑتا تھا' مگر خیبری کے قتل کے بعد جب خارجیوں نے شیبان کو اپنا امیر مقرر کیا تو اس کے بعد سے مروان نے ان سے چھوٹے چھوٹے دستوں سے لڑنا شروع کیا اور صف بندی ترک کر دی۔ اس کے مقابلہ میں خارجیوں نے بھی یہی کیا کہ مروان کے ایک ایک دستہ سے ان کا ایک ایک دستہ مقابلہ کرتا' بہت سے ایسے لوگوں نے جو محض دنیا کی خاطر زر و مال کے لالچ میں ان کے ساتھ ہو گئے تھے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اب وہ صرف چالیس ہزار رہ گئے۔ اس حقیقت کو محسوس کر کے سلیمان بن ہشام نے انھیں شہر موصل پر پسپا ہو جانے کا مشورہ دیا تاکہ وہ ان کے لیے پشت پناہ اور جائے پناہ ہو اور وہاں سے ضروریات زندگی ہم دست ہو سکیں۔ خارجیوں نے اس کے مشورہ کو قبول کیا اور رات ہی رات مروان کے مقابلہ سے کوچ کر گئے۔

مروان اور خوارج کی جنگ:

صبح ہوتے ہی مروان نے ان کا تعاقب شروع کیا' جس جس مقام پر خارجی منزل کرتے یہ بھی وہیں منزل کرتا' یہاں تک کہ خاص شہر موصل پہنچے' خارجیوں نے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کیا اپنے چاروں طرف خندق کھود لی' اپنے پڑاؤ سے شہر تک کئی پل دجلہ پر باندھ لیے' اس طرح تمام ضروریات زندگی و آسائش انھیں موصل سے ملتی رہیں۔ مروان نے بھی ان کے مقابل خندق کھود کر پڑاؤ کیا اور چھ ماہ تک صبح وشام ان سے لڑتا رہا۔

امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل:

اثنائے جنگ میں سلیمان بن ہشام کا ایک بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام جو اپنے چچا کے ہمراہ موصل میں شیبان کے ساتھ تھا مروان کے ایک بہادر سے مبارزت طلب کیا اس نے اسے گرفتار کرلیا اور مروان کے سامنے پیش کیا' امیہ نے مروان سے کہا چچا جان میں آپ کو خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں' مروان نے کہا آج میرے اور تیرے درمیان کوئی واسطہ قرابت نہیں رہا۔ مروان نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کا چچا سلیمان بن ہشام اور اس کے بھائی اپنی آنکھوں سے اس کا حشر دیکھتے رہے' پہلے اس کے دونوں ہاتھ قطع کرادیے گئے پھر اس کی گردن ماردی گئی۔

یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ تم قرقیسیا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ عبیدہ بن سوار (ضحاک کے قائم مقام) سے لڑنے عراق جاؤ' یہ عراق روانہ ہوا' عین التمر میں عبیدہ کے رسالہ نے اس کا مقابلہ کیا' یزید نے ان سے جنگ کی اور شکست دی' مثنیٰ بن عمران القرشی اور حسن بن یزید خارجیوں کے سردار تھے۔ یہاں شکست کھا کہ اب کوفہ کے قریب نخیلہ میں تمام خارجی یزید کے مقابلہ کے لیے جمع ہوئے یہاں عبیدہ بھی تھا۔ یزید ان سے لڑا' عبیدہ مارا گیا' اس کی تمام فوج کو شکست ہوئی یزید بن ہبیرہ نے ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا' اس جنگ کے بعد عراق خارجیوں سے صاف ہوگیا۔ یزید نے عراق پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔

عامر بن حبارہ کا خوارج پر حملہ:

اب مروان بن محمد نے اپنی خندقوں سے ہی یزید کو لکھا کہ تم عامر بن حبارۃ المری کو میری امداد کے لیے بھیج دو' یزید نے عامر کو تقریباً چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مروان کی مدد کو بھیجا۔ شیبان کو اس کے ہمراہی خارجیوں کو اس کی آمد کی خبر ہوئی اس نے اپنے دو سرداروں' ابن غوث اور جون کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس امدادی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا' موصل سے درے مقام آسن پر ابن حبارہ کا اس فوج سے مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا۔ آخر کار ابن حبارہ نے خارجیوں کو پوری طرح شکست دی۔

خوارج کی شکست وروانگی فارس:

جب یہ شکست خوردہ فوج شیبان کے پاس واپس آئی تو اب سلیمان بن ہشام نے اسے موصل سے کوچ کرنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب ابن حبارہ ہمارے پیچھے سے آ گیا ہے اور سامنے مروان مورچے لگائے ہے اس صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں' چنانچہ تمام خارجی کوچ کر کے حلوان کے راستے اہواز اور فارس آنے لگے' مروان نے اپنے تین سرداروں

مصعب بن الصحیح الاسدی' شفیق اور عطیف کو تیس ہزار اپنی باقاعدہ محافظ فوج کے ہمراہ ابن حبارہ کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک ان کا بالکل قلع قمع نہ کر دے ان کا پیچھا نہ چھوڑے' ابن حبارہ برابر ان کا تعاقب کرتا رہا یہاں تک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے' خارجیوں کے پچھلے حصہ فوج سے جو شخص ابن ہبیرہ کے ہاتھ آجاتا اسے قتل کر دیتا' آخرکار وہ سب منتشر ہو گئے شیبان اپنی جماعت کو لے کر بحرین چلا گیا اور وہاں مارا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ:

سلیمان بن ہشام اپنے موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کر کے سندھ آ گیا' اس واقعہ کے بعد مروان اپنے حران کے قیام گاہ چلا آیا اور تراب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل:

اس تمام واقعہ کے متعلق ابو مخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو جو اہل شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرقیسیا میں مقیم تھا کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت مثنیٰ بن عمران العائذی (عائذ قریش الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔) ابن ہبیرہ دریائے فرات کے راستے کوفے روانہ ہوا' عین التمر پہنچا وہاں سے بھی آگے بڑھا' روحا میں مثنیٰ سے اس کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے' خارجیوں کو شکست ہوئی' ابن ہبیرہ کوفے آیا' پھر حراۃ کی طرف چلا' شیبان نے عبیدہ بن سوار کو رسالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا' عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اس کے مغرب میں پڑاؤ کیا' جنگ ہوئی' عبیدہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھی ان کے ہمراہ صراۃ کے مکانات میں موجود تھا۔ یہ یہاں سے بچ کر ماہین اور جبل کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔

سلیمان بن حبیب پر حنظلہ کی فوج کشی:

ابن ہبیرہ واسط آیا' یہاں اس نے ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ نباتہ بن حنظلہ سلیمان بن حبیب کی سرکوبی کے لیے جو اہواز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اس کے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مربان میں دریائے قارون کے کنارے جنگ ہوئی۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا' سلیمان ابن معاویۃ الجعفری سے فارس میں جا ملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہیں کی' پھر اس نے عامر بن حبارہ کو شامی فوج کے ساتھ موصل بھیجا' یہ سن پہنچا وہاں جون بن کلاب الخارجی نے اسے روکا اور شکست دے کر شہر سن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا اب مروان نے ابن حبارہ کی امداد کے لیے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی' یہ خشکی کے راستے دریائے دجلہ تک آ ملیں اور پھر دریا کو عبور کر کے ابن حبارہ کے پاس آ جاتیں اس طرح ابن حبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہو گئی۔

شیبان خارجی کا فرار:

اسی اثنا میں منصور بن جمہور علاقہ جبل سے شیبان کو روپیہ سے امداد دیتا رہا۔ جب ابن حبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہو گئی اس نے جون پر دھاوا کر دیا' جون مارا گیا اور ابن حبارہ اب سیدھا موصل کی طرف روانہ ہوا' جب جون کے قتل اور ابن حبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اس نے دو دشمنوں کے درمیان ٹھہرنا خلاف مصلحت سمجھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر مقابلہ سے

چلتا بنا۔ شامی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یمنی تھے۔

عامر بن حبارہ کا تعاقب:

اب عامر بن حبارہ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان نے اسے اور اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ہدایت کی کہ اگر وہ قیام کرے تم بھی قیام کرنا' اگر وہ کوچ کرے تم بھی کوچ کر جانا' خود اس سے جنگ کی ابتداء نہ کرنا اگر وہ لڑے تم بھی لڑنا اگر وہ خاموش رہے تم بھی اسے نہ چھیڑنا' اگر مقابلہ سے کوچ کر جائے تم اس ک تعاقب جاری رکھنا' غرضیکہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان جبل ہوتا ہوا وادی اصطخر آیا' یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ موجود تھا مگر ان دونوں میں قابل اطمینان سمجھوتہ نہ ہو سکا' اس لیے یہ وہاں سے بھی روانہ ہو کر کرمان کے مقام جیرفت آیا۔

عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ:

عامر بن حبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل فروکش ہوا' کچھ روز تو بغیر لڑے دونوں مقابل رہے' پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی چھیڑ دی' ابن معاویہ نے شکست کھائی اور یہ حراۃ چلا گیا۔ اب پھر ابن حبارہ اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام جیرفت میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خارجیوں کو ہزیمت ہوئی' ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا' شیبان بھاگ کر شیستان چلا گیا اور وہیں ۱۳۰ھ میں ہلاک ہو گیا۔

جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ:

مگر ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ خیبری کے قتل کے بعد شیبان بن عبدالعزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا اور مروان سے لڑا ان دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی' اس اثناء میں ابن ہبیرہ' عبیدہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں شام اور جزیرہ کے بڑے بڑے قومی سرداروں کے ساتھ مقیم تھا' یہاں سے اس نے عامر بن حبارہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ مروان کی امداد کے لیے بھیجا۔ یہ سردار مدائن کے راستے ہولیا جب اس کی آمد کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان ہم پر دھاوا کر دے گا' شیبان نے جون بن کلاب الشیبانی کو عامر کو روکنے کے لیے روانہ کیا۔ مقام سن پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جون نے چند روز تک عامر کو محاصرہ میں لے لیا۔

جون بن کلاب خارجی کا قتل:

ایک خارجی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انہیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور کر دیا۔ عامر کی فوج ہم سے خوفزدہ ہو کر بغیر لڑے بھاگ جانا چاہتی تھی' مگر ہم نے انھیں نکل جانے کا کوئی راستہ نہ دیا۔ اس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لیے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے' اس کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ کوئی شے انھیں روک نہ سکی انھوں نے ہمارے سردار جون کو قتل کر دیا۔ ہم سب شکست کھا کر بھاگ کر شیبان کے پاس آ گئے۔

خوارج میں باہمی اختلاف:

عامر بن حبارہ ہمارے تعاقب میں تھا اب وہ ہمارے بالکل قریب آ کر فروکش ہوا' اس وقت ہمیں دو طرف لڑنا پڑتا تھا' عراق کی سمت ہمارے پیچھے ابن حبارہ تھا اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان مورچے لگائے تھا' ضروریاتِ زندگی ہم پر بند کر دی گئیں'

قیمتیں اتنی چڑھ گئیں کہ گیہوں کی ایک روٹی ایک درہم میں ملنے لگی' آخر میں روٹیوں کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا کہ اب نہ کوئی شے گراں قیمت پر مل سکتی تھی اور نہ سستے داموں' اس حالت کو محسوس کر کے حبیب بن جندہ نے شیبان کو مشورہ دیا کہ آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی اور جگہ چلیں' چنانچہ وہ علاقہ موصل سے شہرزور آ گیا' اس کے اس فعل کو اس کے ساتھیوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اس پر اعتراض کیا اور خود ان کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔

شیبان خارجی کی روانگی عمان:

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے جب شیبان خارجیوں کا امیر ہوا تو وہ موصل آیا۔ مروان نے اس کا تعاقب کیا' جہاں وہ منزل کرتا تھا یہ بھی کرتا۔ پھر شیبان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا۔ مروان نے عامر بن حبارہ کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن حبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک ان کا تعاقب کیا وہاں سے شیبان اپنی فوج کو لے کر عمان چلا گیا۔ یہاں اسے جلندی بن مسعود بن جیفر بن جلندی الازدی نے قتل کر دیا۔

باب ۱۳

ابو مسلم خراسانی

ابو مسلم خراسانی کی مراجعت خراسان:

اس سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے ابو مسلم کو جوان کے پاس خراسان سے آ رہا تھا اور قومس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جا کر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم سیاہ بلند کرنے کا حکم دیا۔

ابو مسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا۔ جب خراسان میں عربوں کے آپس میں خانہ جنگی شروع ہوئی' اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا تو سلیمان بن کثیر نے ابوسلمۃ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیج دیں۔ ابوسلمہ نے ابراہیم کو لکھا' ابراہیم نے ابو مسلم کو بھیج دیا' ۱۲۹ ہجری میں ابراہیم نے ابو مسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لیے خراسان سے بلایا یہ نصف جمادی الآخر ۱۲۹ھ میں شتر شفاخا کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ جماعت خراسان کی سرحد سے نکل کر دندانقان آئی تو کامل یا ابو کامل نے انہیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو' انھوں نے کہا حج کے لیے' پھر ابو مسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا اسے اپنی تحریک میں شامل کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

ابو مسلم کا اسید بن عبداللہ الخزاعی کو پیام:

یہاں سے ابو مسلم بیورد آیا۔ چندے یہاں قیام کیا پھر نساء آیا عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا حاکم تھا' جب ابو مسلم نسا کے قریب پہنچا تو اس نے فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا' نساء کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اس کی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اس سے اسید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے اس سے کہا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اس قدر ترش روئی سے پیش آئے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہو چکا ہے دو شخص آئے تھے کسی نے عامل سے ان کی شکایت کی کہ یہ داعی ہیں عامل نے انہیں اجثم بن عبداللہ' غیلان بن فضالۃ' غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کر لیا۔ یہ سن کر فضل نے ابو مسلم کے پاس سے آ کر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ بچ کر سفر کرنے لگا۔ ابو مسلم نے طرخان جمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو ہو سکے' میرے لیے ہموار کرو۔ کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ لکھنا۔

ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات:

طرخان اسید کے پاس آیا اسے دعوت دی اور ابو مسلم کے پتہ سے آگاہ کیا' اسید اس کے پاس آیا۔ ابو مسلم نے خبریں دریافت کیں اس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد تمہارے نام امام کے خط لے کر آئے تھے' وہ خط انھوں نے میرے پاس رہنے دیئے اور خود آگے روانہ ہو گئے مگر وہ دونوں گرفتار کر لیے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے چغل خوری کی' عامل نے ان دونوں کو عاصم بن قیس کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مہاجر بن عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابو مسلم نے پوچھا وہ خط

کہاں ہیں' اسید نے کہا میرے پاس ہیں' ابو مسلم نے کہا وہ مجھے لا دو۔

ابو مسلم کی بیہس بن ہدیل سے ملاقات:

اب ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر قومس آیا بیہس بن ہدیل العجلی قومس کا عامل تھا' اس نے دریافت کیا کہاں جا رہے ہو' انھوں نے کہا حج کرنے۔ بیہس نے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی فالتو تر کی گھوڑا ہے جسے تم بیچ ڈالو' ابو مسلم نے کہا ہم بیچتے ہیں اور آپ یوں بھی ہمارے جس گھوڑے کو چاہیں لے سکتے ہیں' بیہس نے کہا میرے سامنے لاؤ' سب گھوڑے اس کے سامنے لائے گئے ایک سمند گھوڑا اسے بہت پسند آیا۔ ابو مسلم نے کہا یہ آپ کے نذر ہے اس نے کہا میں بلا قیمت نہیں لوں گا ابو مسلم نے کہا خیر جو قیمت آپ دیں۔ وہ ہمیں منظور ہے اس نے سات سو درہم کہے ابو مسلم نے وہ گھوڑا اسے دے دیا۔

ابو مسلم کی عاصم بن قیس السلمی کو دعوت:

قومس ہی میں اس کے اور سلیمان بن کثیر کے نام امام کے خط آئے۔ ابو مسلم کے خط میں لکھا تھا میں تمہیں فتح کا جھنڈا بھیجتا ہوں جہاں تمہیں میرا خط ملے وہیں سے واپس ہو جانا' جو تمہارے ساتھ ہوا سے قحطبہ کے ہمراہ میرے پاس بھیج دو تا کہ حج میں مجھ سے آ کر ملے۔ ابو مسلم خراسان واپس ہو گیا' اور اس نے قحطبہ کو امام کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ نساء پہنچا تو نساء کے ایک گاؤں کے تھانیدار نے ان کی تحقیق کی اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے کہا ہم حج کے ارادہ سے نکلے تھے مگر راستے میں ہمیں خطرات معلوم ہوئے ان سے ڈر کو واپس چلے آئے' اس نے انھیں عاصم بن قیس السلمی کے پاس پیش کیا اس نے ان سے دریافت حال کیا' انھوں نے بتایا' عاصم نے اپنے کوتوال مفضل بن الشرقی السلمی سے کہا کہ ذرا ان پر سختی کرو' ابو مسلم عاصم سے تنہائی میں ملا اور اسے اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جس نے اسے قبول کر لیا اور مشورہ دیا کہ ذرا دم لے کر جانا ابھی جلدی مت کرو' ابو مسلم چند روز ان میں قیام کر کے پھر روانہ ہو گیا۔

ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط:

ابو مسلم رمضان ۱۲۹ ہجری کے پہلے دن مرو آیا' اس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا۔ جس میں لکھا تھا اب وقت آ گیا ہے بغیر انتظار کیے تم اپنی تحریک کی علی الاعلان دعوت دو' انھوں نے ابو مسلم کو اپنا امیر مقرر کیا اور اسے اہل بیت سے بتایا' اور اب انھوں نے بنی العباس کے لیے دعوت شروع کی' اپنے دور و نزدیک کے طرف داروں کے پاس قاصد بھیج دیئے' ابو مسلم نے درخواست کی کہ اب آپ اپنی حکومت کا اعلان کر دیجیے۔ اور اس کے لیے دعوت دیجیے۔ ابو مسلم خزاعہ کے ایک گاؤں سفیذنج نام میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس وقت شیبان اور کرمانی نصر بن سیار سے لڑ رہے تھے۔ ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو ان کی فوجوں میں پھیلا دیا اور اب اپنی تحریک کو ظاہر کر دیا۔ عوام الناس کہنے لگے کہ اب ایک ہاشمی نے ظہور کیا ہے۔ چنانچہ ہر سمت سے لوگ اس کے پاس آنے لگے۔

ابو مسلم کو پہلی فتح کی اطلاع:

عید الفطر کے دن ابو مسلم نے خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں اپنی تحریک کا اعلان کیا قاسم بن مجاشع المرائی نے نماز عید پڑھائی۔ ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر بالین یا خزامہ کے قریہ لین آیا۔ ایک دن میں ساٹھ دیہات کے آدمی اس کے پاس آئے۔ بیالیس روز یہاں مقیم رہا۔ ابو مسلم کو سب سے پہلی فتح کی خوشخبری موسیٰ بن کعب کی جانب سے جو بیرود میں حاصل ہوئی تھی ملی اور اب

وہ عاصم بن قیس سے لڑنے میں مصروف ہوا۔ پھر مرورود سے فتح کی خوشخبری اسے موصول ہوئی۔

خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان:

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے' قومس سے ابو مسلم واپس ہوا اسی مقام سے اس نے قحطبہ بن شبیب کو اس روپیہ کے ساتھ جو اس کے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس مکہ بھیج دیا۔ اور خود بروز سہ شنبہ ۹ شعبان ۱۲۹ھ مرو آ گیا' ابو داؤد النقیب کے موضع فنین نام میں ابوالحکم عیسیٰ بن امین النقیب کے پاس فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے ابوداؤد کو عمرو بن اعین کے ساتھ طخارستان اور ماوراء بلخ کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ تحریک علی الاعلان شروع کر دی جائے۔ نصر بن صبیح التمیمی کو شریک بن غضی التمیمی کے ہمراہ مروالروز بھیجا اور حکم دیا کہ اسی رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں۔ اسی طرح اس نے ابو عاصم عبدالرحمٰن بن سلیم کو طالقان اور ابوالجہم بن عطیہ کو علا بن قریث کے پاس خوارزم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے ختم میں پانچ دن باقی رہیں تب اپنی دعوت کو شروع کرنا اور ہدایت کے لیے اگر اس وقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہے جس سے تمہیں تکلیف و مصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار نیام سے باہر کر لینا اور دشمن خدا سے لڑنا' اگر تم میں سے کوئی گروہ وقت معہود تک دشمن کو ٹال دے تو کوئی ہرج نہیں' وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابو مسلم ابوالحکم عیسیٰ بن اعین کے مکان سے منتقل ہو کر سلیمان بن کثیر الخزاعی کے پاس اس کے گاؤں سفیذنج واقع پرگنہ خرقان میں دوسری رمضان ۱۲۹ ہجری کو آ کر فروکش ہوا۔

ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل و سحاب:

غرض کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انھوں نے اس جھنڈے کو جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام ظل تھا چودہ گز لانبے بانس پر باندھ کر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام سحاب تھا تیرہ گز لانبے بانس پر باندھا گیا۔ ابو مسلم اس وقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴾

''اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جو کہ لڑ رہے ہیں اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے''۔

ظل اور سحاب کے ناموں کی تاویل:

ابو مسلم' سلیمان بن کثیر' اس کے بھائیوں' موالیوں اور اسفیذنج کے دوسرے ان لوگوں نے جنہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا تھا' جن میں غیلان بن عبداللہ الخزاعی سلیمان کا بہنوئی ام عمرو بنت کثیر کا شوہر حمید بن زرین اور اس کا بھائی عثمان بن زرین تھے سیاہ لباس پہن لیا تمام رات انھوں نے پرگنہ خرقان کے ساکن شیعوں کے جمع ہونے کے لیے آگ روشن رکھی' یہی آگ ان کی شناخت کی علامت مقرر تھی' صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابو مسلم کے پاس مستعدی سے جمع ہو گئے' اس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں سے یہ تاویل کی کہ جس طرح سحاب (بادل) زمین پر چھا جاتا ہے اسی طرح بنی عباس کی حکومت کی دعوت ہر جگہ چھا جائے گی اور ظل اس لیے نام رکھا کہ زمین بغیر سایہ کے کبھی نہیں رہتی۔ اسی طرح اب ہمیشہ کے لیے بنی عباس کی خلافت دنیا پر قائم

رہے گی۔

ابومسلم خراسانی کا ظہور:

مرو کے داعی ان لوگوں کو ابومسلم کے پاس لائے جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا۔ سب سے پہلے اہل سقادم ابوالوضاح الہرمزی عیسیٰ بن شبیل کے ہمراہ نو سو پیدل اور چار سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے' ہرمزخرہ کے باشندوں میں سے سلیمان بن حسان' اس کا بھائی یزدان بن حسان اور ہیثم بن یزید بن کیسان بوبیع نصر بن معاویہ کا آزاد غلام' ابونمالدالحسن' جردی' اور محمد بن علوان آئے' اور اہل سقادم ابوالقاسم محرز بن ابراہیم الجوبانی کے ہمراہ تیرہ سو پیدل اور چھ سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے۔ ان میں ابو العباس المروزی' خندام بن عمار' اور حمزہ بن زنیم داعی بھی شامل تھے انھیں دیکھ کر اہل سقادم کی پہلی جماعت نے اپنی سمت سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اس کے جواب میں اہل سقادم نے بھی جو محرز بن ابراہیم کے ہمراہ آئے تھے تکبیر کہی' یہ دونوں جماعتیں اسی طرح تکبیر کہتی ہوئی ابومسلم کے پاس اسفیذنج میں آئیں۔ ابومسلم کے ظہور کے دو دن بعد بروز سینچر یہ جماعتیں اس کے پاس آئیں۔

سلیمان بن کثیر کی امامت نماز:

ابومسلم نے حکم دیا کہ اسفیذنج کے قلعہ کی مرمت کی جائے اور اسی میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں' عید الفطر کے دن اسفیذنج میں اس نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ اسے اور شیعوں کو نماز پڑھائیں' فوجی پڑاؤ میں اس کے لیے منبر رکھا اور کہا کہ بغیر اذان اور اقامت کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھاؤ' بنی امیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کی طرح خطبہ اور اذان کے بعد نماز شروع کرتے اور عید و جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے' مگر ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ چھ تکبیریں متواتر کہے' پھر قرأت ساتویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرے' دوسرے رکعت میں پانچ تکبیریں متواتر کہہ کر قرأت کرلے اور چھٹی کے ساتھ رکوع میں جائے۔ خطبہ کی ابتداء تکبیر سے اور ختم قرآن پر کرے بنی امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن کثری نے نماز اور خطبہ ختم کر دیا تو ابومسلم اور سارے شیعوں نے نماز سے آ کر خوش خوش وہ کھانا کھایا جو اس نے عید کے دن ان سب کے لیے تیار کیا تھا۔

ابومسلم کا نصر بن سیار کے نام خط:

جب تک ابومسلم بہ سبب ضعف کے خندق کی پناہ میں تھا' وہ نصر کو خط میں امیر کے لقب سے یاد کرتا تھا' مگر جب بہت سے شیعہ انھیں خندقوں میں اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے اپنی قوت کا تو ازن کیا تو اب اس نے لفظ امیر اپنے لیے لکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک خط میں نظر کو لکھا۔ امابعد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں بعض قوموں کی برائی کی ہے اور فرمایا ہے:

﴿ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَّ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴾

''اور انھوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ضرور ایک قوم سے زیادہ راہ راست پر ہوں گے۔ مگر جب ڈرانے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی بوجہ زمین میں برائی اور ان کی بری

تدبیر کے اور بری تدبیر کا وبال ہمیشہ اس تدبیر کے اختیار کرنے والے ہی پر پڑتا ہے' بس کیا اب وہ لوگ اگلی قوموں کے دستور کا انتظار کر رہے ہیں پس تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور ہرگز اس کے دستور میں کوئی فرق نہ پاؤ گے''۔

اس خط کو نصر نے بڑی اہمیت دی اور اس وجہ سے زیادہ اہم سمجھا کہ اس میں ابومسلم نے خود اپنی امارت کے اظہار سے ابتداء کی ہے' نصر نے اپنی ایک آنکھ نکال کر قاصد کو دی کہ یہ اس خط کا جواب ہے۔

ابومسلم کی محرز بن ابراہیم کو ہدایات:

جب ماخوان میں ابومسلم کی چھاؤنی کا انتظام درست ہو گیا تو اس نے محرز بن ابراہیم کو بیرنج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں اور شیعوں کو اس کے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا تا کہ یہ جماعت ان ضروریات زندگی جو نصر بن یسار کو مروالروز' بلخ اور طخارستان کے ضلع سے پہنچ رہی تھیں مسدود کر دے۔ محرز نے اس حکم کی تعمیل کی اس کے ایک ہزار آدمی خندق میں جمع ہو گئے' ابومسلم نے ابوصالح کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو محرز کے پاس بھیج دے تا کہ وہ اس کی جماعت کو تنقیح کر کے ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے' ابوصالح نے حمید الارزق کو اسی کام کے لیے بھیجا۔ یہ بھی ایک منشی تھا اس نے محرز کی خندق میں آٹھ سو آدمیوں کا شمار کیا' چار اور شخص تھے جو ان دونوں فریقوں سے الگ تھلگ تھے۔ ان میں زیاد بن سیار الازدی (ساکن موضع اسبوادق پرگنہ خرقان) خزام بن عمار الکندی (ساکن موضع اوایق پرگنہ سقادم) حنیفہ بن قیس (ساکن موضع الشیخ پرگنہ سقادم عبدویہ الجرداند بن عبدالکریم الہروی جو تجارت کے لیے بکریاں مرو لایا کرتا تھا' حمزہ بن زنیم الباہلی (ساکن موضع ہتلادجور پرگنہ خرقان) ابوہاشم خلیفہ بن میران (ساکن موقع جوبان پرگنہ سقادم) ابوخدیجہ جیلان بن السعدی اور ابونعیم موسیٰ بن صبیح بڑے بڑے سردار تھے۔

محرز بن ابراہیم اپنی اسی خندق میں مقیم رہا۔ جب ابومسلم ماخوان میں اپنی خندقوں سے نکل کر مرو کی فصیل میں آیا اور پھر اس نے نیشاپور کے ارادے سے مارسرخس میں پڑاؤ کیا تو محرز نے اپنی فوج بھی ابومسلم کے ساتھ شامل کر دی۔

نصر کے آزاد غلام یزید کی ابومسلم خراسانی پر فوج کشی:

سفیدنج میں ابومسلم کو جو واقعات پیش آئے ان میں ایک یہ واقعہ بھی ہوا کہ نصر نے اپنے آزاد غلام یزید کو زبردست رسالے کے ساتھ ابومسلم سے لڑنے بھیجا۔ یہ واقعہ ابومسلم کے ظہور سے اٹھارہ ماہ بعد پیش آیا ابومسلم نے اس کے مقابلہ کے لیے مالک بن ہیثم الخزاعی کو جس کے ہمراہ مصعب بن قیس بھی تھا روانہ کیا الین نام ایک گاؤں میں دونوں حریف مقابل آئے مالک نے یزید کو دعوت دی کہ ہم آل رسول اللہ ﷺ میں سے کسی بہترین شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں' یزید کی فوج نے اسے قبول نہیں کیا' اب مالک نے دوسو ہمراہیوں کے ساتھ یزید سے لڑنا شروع کیا' صبح سے عصر تک لڑتا رہا' اسی اثنا میں صالح بن سلیمان الضبی' ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ ابومسلم کے پاس آئے۔ ابومسلم نے انھیں مالک کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ یہ سردار عصر کے وقت اس کی امداد کو پہنچ گئے جس سے ابونصر کو تقویت ہو گئی۔

یزید کا ابومسلم خراسانی پر حملہ:

یزید نصر کے آزاد غلام نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر آج رات تک ہم نے انھیں چھوڑ دیا تو ان کو مزید کمک پہنچ جائے گی بہتر یہ

ہے کہ جس طرح بنے دشمن پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دو' چنانچہ تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ اس کے مقابل ابونصر پا پیادہ ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ ہی کر دے گا۔ اس لیے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو' دونوں مقابل جنگ میں ثابت قدم رہے' بنی مروان کے طرفداروں میں سے چونتیس آدمی مارے گئے اور آٹھ آدمی گرفتار کر لیے گئے۔

یزید کی شکست و گرفتاری:

عبداللہ الطائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا' اس کی فوج نے شکست کھائی۔ ابونصر نے عبداللہ الطائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی' دوسرے شیعوں کے ساتھ جن کے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابومسلم کے پاس بھیجا اور خود ابونصر سفیذ نج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابومسلم کے پاس بھیج گئے تھے ان میں ابوحماد المروزی اور ابوعمرو الاعجمی بھی تھے ابومسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھاٹک پر نصب کرا دیا۔ یزید الاسلمی کو ابواسحٰق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ سخت مجروح تھا اسے اس کا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابومسلم نے ابونصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

یزید کی رہائی:

جب یزید اچھا ہو گیا تو ابومسلم نے اسے بلا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ' کیونکہ اللہ نے تمہیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر ناپسند کرو تو صحیح و سالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ عہد کر لو کہ ہمارے خلاف اب لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری حالت دیکھی ہے' وہی بیان کرو گے۔ یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو پہلی تجویز پر ترجیح دی' ابومسلم نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جا کر متقی پرہیزگار لوگوں کو تمہاری مخالفت سے علیحدہ کر دے گا۔ کیونکہ ہم ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو:

چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اس نے اس کے آنے کا خیر مقدم نہیں کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمہیں محض اس لیے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف ان کے لیے شہادت ہو۔ یزید نے کہا بخدا! آپ کا گمان ٹھیک ہے انھوں نے مجھے قسم دے دی ہے کہ میں ان کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان و اقامت کے ساتھ تمام نماز پڑھتے ہیں' قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی تحریک کامیاب ہو گی' اگر میں آپ کا آزاد غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا' انہیں میں رہتا۔

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور طرفداران بنو مروان میں ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کا خروج:

اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مرورروز پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو فتح کی خبر دینے ابومسلم کے پاس بھیجا۔

جب اس نے مرورروذ میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اسے روکا' اس نے کہا میں بھی تمہیں میں سے ہوں' میرا ارادہ

ہے کہ مرو پر جا کر قبضہ کرلوں اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو اسے تمہارے حوالے کردوں گا اور اگر مارا گیا تو تمہیں میرے اس فعل سے کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔ یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو رہے' اس نے خروج کر کے گنج رساۃ نام ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔

خازم کا مرورود پر قبضہ:

ابو مسلم کی جانب سے نصر بن صبیح اور بسام بن ابراہیم اس کے پاس آ گئے۔ شام ہوتے ہی اس نے مرورود کے باشندوں پر شبخون مارا اور بشر بن جعفر السعدی کو جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل تھا قتل کر دیا (یہ واقعہ ابتدائے ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا) اس کی خوشخبری دینے کے لیے اس نے خزیمہ بن خازم' عبداللہ بن سعید اور شبیب بن واج کو ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق دوسری روایت:

ابو مسلم کے خراسان میں اظہار دعوت اور واپسی کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے جب امام ابراہیم ابو مسلم کو خراسان بھیجنے لگے' تو اس کی شادی انھوں نے ابو النجم کی پوتی سے کر دی اور اس کا اس سے مہر لے لیا۔ نیز انھوں نے اس تقرری کی اطلاع تمام نقیبوں کو دے دی اور انھیں ابو مسلم کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم دیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ابو مسلم خطر یہ علاقہ کوفہ کا باشندہ تھا۔ ادریس بن معقل العجلی کا قہرمان تھا پھر یہ محمد بن علی کا مولیٰ بنا اور اس کے بعد ابراہیم بن محمد کا' پھر ان کی اولاد میں سے جو امام ہوئے ان کا مولیٰ رہا' جب خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا' اسی بنا پر سلیمان بن کثیر نے اسے اپنا امیر قبول نہیں کیا کیونکہ اسے خوف پیدا ہوا کہ اس کی وجہ سے ان کی تحریک سرسبز نہ ہو گی اور خود اسے اور اس کے دوستوں کو مضرت پہنچے گی۔ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس بھیج دیا۔

ابوداؤد خالد کی ابو مسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر:

ابوداؤد خالد بن ابراہیم اس وقت دریائے بلخ کے پیچھے کہیں گیا ہوا تھا جب وہ مرو واپس آیا تو لوگوں نے اسے امام کا خط سنایا۔ ابوداؤد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا' لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس کر دیا۔ ابوداؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسمٰعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعہ تمہارے پاس بھیجا تھا اور میں یہاں موجود نہ تھا۔ تم نے اسے واپس کر دیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا' سلیمان بن کثیر نے کہا اس کی کم عمری کی وجہ سے اور اس سے کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو کہ اس شخص سے ہماری تحریک بارآور نہ ہو گی۔ نیز ہمیں خود اپنی اور اپنے دوسرے طرفداروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور محمد ﷺ کو انتخاب واختیار کر کے تمام مخلوقات کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ کیا تمہیں اس سے انکار ہے انھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اپنی کتاب کو منزل فرمایا جس میں حلال و حرام کی تفریق بتائی اپنے احکام و آئین بتائے' بتایا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا قیامت تک ہو گا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ جب رسول ﷺ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا اسے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھا لیا یا اسے بعد میں رہنے دیا۔ لوگوں نے کہا' بلکہ بعد میں رہنے دیا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے خاندان اور اولاد کے علاوہ اوران میں بھی جو بالکل قریب کے عزیز ہیں

کسی اور گروہ میں اس علم کو چھوڑا' انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا تو اچھا کیا تم میں سے کسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ اس تحریک کو سرسبز ہوتا اور لوگوں کو اسے پسند کرتا دیکھے تو اسی تحریک کو خود اپنی ذات کے لیے بنا لے۔ انھوں نے کہا خدایا ہرگز نہیں یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ خود تم نے ایسا کیا بلکہ شیطان نے تمہارے قلوب میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا' کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ زیبا ہو کہ وہ اس تحریک کو اہل بیت اور اولاد نبی ﷺ سے ہٹا کر ان کے سوا کسی اور کے لیے کرے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ ﷺ کی میراث کے مالک ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان کے حکم میں شک کیا' اور ان کے علم کو مسترد کر دیا۔ اگر انھیں اس شخص کی اہل بیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اسے تمہارے پاس نہ بھیجتے۔ ابومسلم وہ شخص ہے کہ اس کی اہل بیت سے محبت' امداد' خدمت گذاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

ابومسلم خراسانی کی واپسی:

چنانچہ ان سب لوگوں نے ابوداؤد کے کہنے سے' ابومسلم کو جو قومس تک پہنچ چکا تھا واپس بلا لیا' اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگے۔ مگر ابومسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی جانب سے کینہ جاگزیں ہوگیا اور ابوداؤد کے اس احسان کا اسے احساس رہا' شیعہ نقیبوں اور دوسرے لوگوں نے ابومسلم کے احکام کی تعمیل کی' اس کی اطاعت کی' آپس میں مباحثہ کر کے اس کی تحریک کو قبول کیا تمام خراسان میں داعی بھیج دیئے۔

ابومسلم خراسانی کی طلبی:

امام ابراہیم نے اسی ۱۲۹ ہجری کے موسم حج میں مکہ آنے کے لیے ابومسلم کو حکم بھیجا تاکہ یہ اسے اپنی دعوت کے اظہار کے لیے ہدایات دیں' یہ بھی لکھا قحطبہ بن شبیب کو اپنے ہمراہ لاؤ' نیز وہ تمام روپیہ بھی جو جمع کیا گیا ہے لایا جائے۔ تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے' ابومسلم نے بیشتر روپیہ کا تجارت کا سامان' قوہی' مردی کپڑے' حریر اور قرند خریدا' بقیہ رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں مبدل کر کے زرتار قباؤں میں رکھا' خچر خریدے' نصف جمادی الآخر میں مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ نقیبوں میں سے قحطبہ بن شبیب' قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزیق تھے' اکتالیس اور شیعہ تھے' خزاعہ کے دیہات سے یہ قافلہ روانہ ہوا' اکیس خچروں پر انھوں نے اپنا سامان بار کیا' ہر خچر پر ایک شیعہ پورے اسلحہ سے مسلح سوار تھا' جنگل کے راستے روانہ ہوئے' نصر کے تھانہ سے گزر آئے بیورد پہنچے' ابومسلم نے عثمان بن نہیک اور اس کے دوستوں کو اپنے پاس بلایا' ابومسلم اور ان کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ پچاس آدمی اس کے پاس آ گئے۔ اب یہ جماعت بیورد سے چل کر نساء کے ایک گاؤں قاس پہنچی۔

ابومسلم کو خراسان جانے کا حکم:

ابومسلم نے فضل بن سلیمان کو اُسید کے گاؤں اندومان بھیجا۔ اس گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے اسید کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو؟ ایک دن عامل نے بڑی سختی کی ہے' یہ اور اس کے ساتھ اجثم بن عبداللہ' غیلان بن فضالۃ' غالب بن سعید اور مہاجر بن عثمان گرفتار کر کے عاصم بن قیس ابن الحروری کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس نے انہیں قید کر دیا

ابو مالک نے اسے بتایا کہ جو خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے ابو مسلم نے اس خط کے لانے کا حکم دیا۔ ابو مالک نے وہ خط اور پرچم وعلم اس کے حوالے کیے۔ اس خط میں امام نے ابو مسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے وہیں سے خراسان واپس چلے جانا' اور وہاں دعوت کا اظہار کرنا۔

ابو مسلم خراسانی اور عاصم بن قیس الحروری:

ابو مسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا بھی بلند کیا۔ نسا کے تمام شیعہ' داعی اور سردار اس کے پاس آ گئے۔ ان کے علاوہ ابیورد کے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے وہ بھی ہمراہ تھے۔ عاصم بن قیس الحروری کو اس کا علم ہوا' اس نے آنے کا حال دریافت کیا اس نے کہا میں حاجی ہوں۔ حج کے لیے بیت اللہ جا رہا ہوں' میرے ہمراہ اور تاجر بھی ہیں' نیز ابو مسلم نے اس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انھیں چھوڑ دیجیے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں۔ عاصم بن قیس کے عہدیداروں نے ابو مسلم سے کہا یہ شرط دو کہ جتنے غلام' جانور اور اسلحہ ان کے ہمراہ ہیں وہ واپس کر دے گا تو اس کے ان دوستوں کو جو امام کے پاس سے یا اور جگہ سے آئے تھے رہائی دے دی جائے گی' چنانچہ ابو مسلم نے یہ شرط مان لی اور اس کے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔

ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام:

ابو مسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا' امام کا خط پڑھ کر سنایا اور دعوت کے اظہار کا انھیں حکم دیا ان کی ایک جماعت واپس ہوگئی۔ ابو مالک اسید بن عبداللہ الخزاعی' زریق بن شوذب اور ابیورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابو مسلم کے ساتھ ہوئے' جو لوگ واپس ہو گئے تھے انھیں ابو مسلم نے تیاری کا حکم دیا۔ ابو مسلم بقیہ لوگوں کے ساتھ مع قحطبہ بن شبیب کے وہاں سے تخوم جرجان آیا' خالد بن برمک اور ابوعون کو اپنے پاس بلا بھیجا نیز انھیں اس روپیہ کے لانے کا بھی حکم دیا جو شیعوں کا ان کے پاس جمع تھا یہ دونوں اس کے پاس آئے' ابو مسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب قافلے جمع ہو گئے تو اس نے قحطبہ بن شبیب کی روانگی کا انتظام کیا تمام روپیہ و مال واسباب اس کے حوالے کیا' اور اسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا۔ اب ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ابیورد ہوتا ہوا بھیس بدلے ہوئے مرو آ گیا۔ خزاعہ کے ایک گاؤں فنین نام میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

ابو مسلم خراسانی کی شیعیان بنی عباس کو دعوت:

اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سب کے سب عید کے دن مرو میں اس کے پاس آ جائیں۔ اس نے ابوداؤد اور عمرو بن اعین کو طخارستان بھیجا۔ نصر بن صبیح کو آل ونجار روانہ کیا' شریک بن عیسیٰ کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ موسیٰ بن کعب کو ابیورد اور نسا بھیجا اور خازم بن خزیمہ کو مرو روذ بھیجا عید کے دن اس کے تمام طرفدار اس کے پاس آئے۔ قاسم بن مجاشع التمیمی نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قنبر کی عید گاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ابو مسلم خراسان کی روانگی ماخوان:

اسی سنہ میں جب ابو مسلم کے طرفداروں کی جماعت کثیر ہوگئی اور اس کی تحریک نے مضبوطی حاصل کر لی تو خراسان کے تمام

عرب قبائل نے اس سے لڑنے کے لیے آپس میں عہد و پیمان کیے۔ نیز ابو مسلم نے اپنے پڑاؤ کو جواب تک اسفیذ نج میں تھا ماخوان منتقل کر دیا۔ جب ابو مسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا تو لوگ جلد جلد اس کے پاس آنے لگے۔ اہل مرو نے بھی آنا شروع کیا' نصر نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شیبان نے ابو مسلم کی دعوت کو اس لیے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابو مسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھے۔

ابو مسلم خراسانی کی فقہ کے طالب علموں سے گفتگو:

ابو مسلم موضع بالین میں ایک خیمہ میں مقیم تھا۔ اس کے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان' لوگوں نے اس کی دعوت کو وقیع نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم کے ایسے شخص نے ظہور کیا ہے جو بردبار اور صاحب وقار ہے۔ مرو کے چند پرہیز گار نوجوان جو فقہ کے طالب علم تھے ابو مسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا ابو مسلم نے کہا آپ کے لیے میرے کارناموں کی خبر میرے نسب سے بہتر ہے پھر انھوں نے کچھ فقہی باتیں اس سے دریافت کیں' ابو مسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ان سوالوں سے بہتر ہے۔ ہم اس وقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے ہم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں' انھوں نے کہا بخدا معلوم ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ چند ہی روز میں قتل ہو جائیں گے اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا محض جاہ طلبی کے لیے ہے۔ ابو مسلم نے کہا ان شاء اللہ میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ ان لوگوں نے نصر سے آ کر یہ سارا واقعہ سنایا' نصر نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا کہ تم جیسے متقی لوگوں نے اس کا حال دریافت کر کے اس کی حقیقت معلوم کر لی۔

نصر بن سیار کی شیبان خارجی کو پیش کش:

یہ نوجوان شیبان کے پاس آئے اسے سارا حال سنایا' اس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو رنج پہنچایا ہے' نصر نے اسے کہلا بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلے سے باز رہو تا کہ میں ابو مسلم سے لڑ لوں۔ اور اگر چاہو تو اس سے لڑنے کے لیے میرا ساتھ دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں یا ملک بدر کر دوں' اس کے بعد ہم پھر الگ الگ ہو جائیں گے جیسا کہ اس وقت ہیں' شیبان کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اس کی فوج والوں پر افشا ہو گیا' ابو مسلم کے جاسوسوں نے اس کی فوج میں آ کر اس کا پتہ چلایا اور جا کر ابو مسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جوان تک پہنچی ہے کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں' ابو مسلم نے ان نوجوانوں کا واقعہ سنایا۔ سلیمان نے کہا ہاں! تو یہ اسی وجہ سے ہوا ہو گا' ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے ان کا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا مقصد جنگ شیبان کے مقصد سے علیحدہ ہے' آپ اپنے بدلہ کی خاطر لڑ رہے ہیں' آپ شیبان کو نصر سے صلح کرنے سے روکئے۔

نصر بن سیار کا شیبان خارجی کو انتباہ:

کرمانی نے شیبان سے آ کر اس معاملہ میں گفتگو کی اور اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شیبان سے کہلا بھیجا' بخدا! تم کو دھوکہ دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے' یہ ایسا فتنہ عظیم ہے کہ اس کے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے۔ یہ فریق اسی گفتگو میں مشغول تھا کہ ابو مسلم نے نصر بن نعیم الضبی کو ہرات بھیجا۔ عیسیٰ بن عقیل اللیثی ہرات کا عامل تھا۔ نصر

نے اسے ہرات سے نکال بھگایا' یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا اور نصر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

یحیٰ بن نعیم کا شیبان خارجی کو مشورہ:

یحیٰ بن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرو' یا تم لوگ مضری عربوں سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے سامنے ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے' یحیٰ نے کہا ابومسلم کو اپنی دعوت شروع کیے ابھی ایک ماہ گذرا ہے' اور اسی مدت میں اس کی جماعت تمہارے برابر ہوگئی ہے انھوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے یحیٰ نے کہا نصر سے صلح کر لو' اگر تم اس سے صلح کر لو' تو ابومسلم تمہیں چھوڑ کر صرف نصر سے لڑے گا اس لیے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مضریوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے لیے یہ سارا جھگڑا ہے' اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابومسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو یہ ابومسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا۔ انھوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے؟ یحیٰ نے کہا انھیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھنٹہ ہی کی مہلت کیوں نہ ملے تاکہ کم از کم ان کے قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

شیبان خارجی اور نصر بن سیار میں مصالحت:

چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیام بھیجا' نصر نے اسے قبول کر لیا' اس نے مسلم بن احوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہو گیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اس کے داہنی کرمانی اور بائیں جانب یحیٰ بن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے! ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانا ہوگا جس کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ اس کے ہاتھوں بنی مضر تباہ ہوں گے' پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لیے صلح ہوگئی اور عہد نامہ کی تکمیل کر لی گئی۔

نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ:

جب ابومسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اس نے شیبان سے کہلا کر بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مہینوں تک آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجیے کہ تین ماہ تک تم سے صلح رکھیں گے۔ اس پر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلہ سے باز نہیں رہوں گا' چنانچہ کرمانی اور نصر میں اب پھر جنگ شروع ہوگئی' مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ عہد نامہ کی خلاف ورزی میرے لیے جائز نہیں۔

ابومسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات:

کرمانی نے ابومسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابومسلم ماخوان آیا شبل بن طهمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ نصر کے مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابومسلم مجھ سے ملنے آئے۔ شبل نے یہ پیام ابومسلم کو پہنچا دیا۔ ابومسلم چودہ روز ماخوان میں قیام کر کے کرمانی سے ملنے روانہ ہوا' اس نے اپنی فوج کو ماخوان ہی میں چھوڑا۔ عثمان بن الکرمانی نے رسالے کے ساتھ اس کا استقبال کیا' ابومسلم اس کے ساتھ ساتھ کرمانی کے پڑاؤ میں آیا' اس کے کمرہ کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ عثمان نے اسے اتارا اور ابومسلم کمرہ کے اندر داخل ہوا اور اس نے امیر کے لقب سے کرمانی کو سلام کیا' کرمانی نے اسے اپنے ہی محل کے احاطہ میں مخلد بن حسن الازدی کے محل میں ٹھہرایا۔ ابومسلم دو روز اس کے پاس قیام کر کے پھر ماخوان اپنی فوج کے

پاس آ گیا۔ یہ ۵/محرم ۱۳۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابومسلم خراسانی کا ماخوان میں قیام:

ایک اور روایت ہے کہ جب ابومسلم کے پڑاؤ میں شیعہ بہت کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تو اسفیذ نج ان کے لیے تنگ ہو گیا' ابو مسلم کو اب ایک کشادہ قیام گاہ کی ضرورت ہوئی اور ماخوان ان کی ضروریات فوجی کے لیے کافی معلوم ہوا۔ یہ علاء بن حریث اور ابو اسحٰق خالد بن عثمان کا گاؤں تھا۔ ابوالجہم بن عطیۃ اور اس کے بھائی بھی اس میں رہتے تھے۔ ابومسلم نے سینتالیس روز سفیذ نج میں قیام کیا۔ یہ یہاں سے روانہ ہو کر بدھ کے دن ۷/ ذیقعدہ ۱۲۹ ہجری کو ماخوان آ کر ابواسحٰق خالد بن عثمان کے مکان میں فروکش ہوا۔

ابومسلم خراسانی کے عمال:

ماخوان میں اس نے خندق کھود لی' اس کے دو دروازے رکھے' خود اس نے اور تمام شیعوں نے اسی خندق کے احاطہ میں پڑاؤ کیا۔ ایک دروازے پر مصعب بن قیس الحنفی اور بہدل بن ایاس الضبی کو مقرر کیا۔ دوسرے پر ابوشراحیل اور عمرو الاعجمی کو مقرر کیا' ابو نصر بن مالک بن ہیثم کو فوج خاصہ کا افسر ار ابواسحٰق خالد بن عثمان کو جنگی پولیس کا افسر مقرر کیا' نیز اس نے کامل بن مظفر ابو صالح کو فوج کا بخشی' اسلم بن صبیح کو اپنا میر منشی اور قاسم بن مجاشع النقیب التمیمی کو قاضی مقرر کیا۔ ابوالوضاح اور دوسرے اہل سقادم کو مالک بن ہیثم کے ماتحت کیا۔ اہل نوشان کو جو تعداد میں تراسی تھے ابوالحق کے ماتحت جنگی پولیس میں متعین کیا۔ قاسم بن مجاشع اسی خندق میں ابومسلم کو تمام نمازیں پڑھاتا تھا۔ اور عصر کے وقت قصے کہتا اور بنی ہاشم کے مناقب اور بنی امیہ کے مثالب بیان کرتا تھا۔

ابومسلم ماخوان کی خندق میں آ کر فروکش ہوا۔ وہ ظاہر شکل میں ایک شیعہ معلوم ہوتا تھا' عبداللہ بن بسطام اس کے پاس آیا پھر اس نے قناتیں' خیمے' شامیانے لا کر دیئے کھانے کا اور جانوروں کے لیے چارہ کا انتظام کیا اور چمڑے کے حوض پانی کے لیے لا دیئے۔ سب سے پہلا عہدیدار جو ابومسلم نے کسی سررشتہ کا مقرر کیا وہ داؤد بن کراز تھا۔

غلاموں کا موضع شوال میں قیام:

ابومسلم نے اسی خیال سے کہ غلاموں کو ان کی خندق میں تکلیف ہوگی ان کے لیے موضع شوال میں ایک علیحدہ خندق کھودی اور داؤد بن کراز کو اس کا افسر مقرر کیا' جب غلاموں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی تو ابومسلم نے انہیں موسیٰ بن کعب کے پاس ابیورد بھیج دیا۔

ابومسلم نے کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ خندق کے تمام لوگوں کی تنقیح کر کے ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے' کامل ابو صالح نے اس کی تعمیل کی' ان کا شمار کیا سات ہزار تعداد نکلی' ابومسلم نے ہر ایک کو پہلے تین تین درہم اور پھر چار چار اسی کے ہاتھ سے دلا دیئے۔

مضری' ربیعہ اور قحطانی قبائل کا اتحاد:

اب تمام مضری ربیعہ اور قحطانی قبائل نے آپس میں یہ سمجھوتہ کیا کہ آپس کی خانہ جنگی موقوف کر کے پہلے ابومسلم سے نبٹ لیا جائے اس کے اخراج کے بعد وہ پھر اپنے بارے میں غور کریں گے کہ کیا کیا جائے' اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک تحریری مستحکم معاہدہ کر لیا' جس پر سب نے اتفاق کیا' ابومسلم کو اس کی اطلاع ہوئی جس سے اسے سخت پریشانی و تشویش لاحق ہوئی اور اس نے اپنی

حالت پر غور کیا' اسے محسوس ہوا کہ ماخوان میں پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے' اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا نصر پانی کو روک دے۔ اس خیال سے اس نے اپنا پڑاؤ ابومنصور طلحہ بن رزیق النقیب کے موضع الین میں ماخوان کی خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ ذی الحجہ ۱۲۹ ہجری کو منتقل کر دیا۔ اس نے اس گاؤں کے سامنے اس کے اور بلاش جرد کے درمیان خندق کھودی' جس سے یہ قریہ خندق کے پیچھے پڑ گیا۔ محتفز بن عثمان بن بشر المزنی کے مکان کے دروازہ کے رخ کو خندق میں کر دیا۔ اہل آلین دریائے خرقان کا پانی پینے لگے۔ اس طرح نصر ان کے پانی کو روک نہ سکا۔

ابوالذیال کی سرکوبی:

دسویں ذی الحجہ کو عید ہوئی' قاسم بن مجاشع التمیمی نے آلین کی عید گاہ میں نماز پڑھائی' ابومسلم اور تمام شیعوں نے اس کی اقتدا کی' نصر نے دریائے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا' اس نے عاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابوالذیال کو طوسان پر' بشر بن انیف البربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارث بن سریح کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارث ابومسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا' ابوالذیال نے اپنی فوج کو ان اہل طوسان میں فروکش کیا جو ابومسلم کے ہمراہ خندق میں تھے۔ اس فوج نے اہل طوسان کو طرح طرح سے ستایا' ان کی تمام مرغیاں' کبوتر اور گائے' بیل ذبح کر ڈالے' اور زبردستی کھانا اور چارہ وصول کیا۔ شیعوں نے ابومسلم سے اس کی شکایت کی' ابومسلم نے رسالے کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ابوالذیال سے مقابلہ ہوا' اس نے شکست کھائی' اس کے ہمراہیوں میں سے اعسر الخوارزمی اپنے تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ابومسلم نے انھیں لباس دیا ان کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انھیں چھوڑ دیا۔

اسی سال جدیع بن علی کرمانی کو مصلوب قتل کیا گیا۔

مسلم بن احوز اور محمد بن مثنیٰ کی جنگ:

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں' جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو اب لاشرکت غیرے مرو پر کرمانی کا عمل دخل ہو گیا' نصر بن سیار مرو کو چھوڑ کر ابرشہر چلا گیا' کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی باقاعدہ فوج اور رسالہ کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اس کا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف یحییٰ بن نعیم ابوالمسیلاء ایک ہزار ربیعہ کے ساتھ' محمد بن المثنیٰ سات سو ازدی شہسواروں کے ساتھ' ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزی الغدی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آ کر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنیٰ سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابل آئے' محمد نے کہا حرامزادے تو ابن علی کے لیے ایسا کہتا ہے اس کے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر جھپٹے اور تلواریں نیام سے باہر کر لیں' مسلم بن احوز کو شکست ہوئی' اس کے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے' محمد کے بیس سے زیادہ آدمی کام آئے۔ نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آئی۔

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کی شکست:

عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر مقابلہ ہی کی ٹھان لی ہے تو پوری مستعدی و تیاری سے کام کیجیے' نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو مقابلہ پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آ کر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا' اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا' خبردار ہو جا' اب تمہیں معلوم ہوگا کہ مچھلی لخم (ایک بڑی مچھلی) پر غلبہ نہیں پا سکتی۔ محمد نے اس کے جواب میں کہا حرامزادے ذرا ٹھہر تو۔ محمد نے

سغدی کو مقابلہ کا حکم دیا' وہ اپنے ایک ہزار یمنی عربوں کو لے کر عصمۃ کے مقابلہ پر آیا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عصمۃ نے شکست کھائی' اس کے چار سو آدمی کام آچکے تھے' یہ نصر کے پاس چلا آیا۔

مالک بن عمرو اور محمد بن مثنیٰ کا مقابلہ:

اب نصر نے مالک بن عمرو التمیمی کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ اپنی فوج کو لے کر میدان کارزار میں آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا۔ اگر مرد ہو تو مقابلہ پر آؤ' محمد اس کے مقابلہ پر آیا۔ تمیمی نے اس کے شانے پر وار کیا مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوا۔ محمد بن المثنیٰ نے گرز سے اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس کا سر چپٹی ہو گیا' جنگ میں اور شدت ہو گئی اور دونوں فریق بڑی بے جگری سے لڑے اور انھوں نے شجاعت کا پورا حق ادا کیا مگر پھر نصر کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس کے سات سو آدمی کام آئے۔ تین سو کرمانی مارے گئے۔ اسی طرح کی مختلف لڑائیاں دونوں میں ہوتی رہیں۔ اب ایک عام جنگ کے لیے دونوں حریف اپنی اپنی خندقوں کے پاس آئے اور خوب ہی جی کھول کر لڑے۔

ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی:

جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ حریفوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے اور نہ اب ان میں لڑنے کی طاقت ہے نہ کہیں سے مدد پہنچ سکتی ہے تو اس نے شیبان کے نام خط بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ اس خط کو ایسے راستے سے لے کر جائے جہاں مضری عرب ہوں کیونکہ وہ ضرور راستے میں مزاحم ہو کر ان خطوں کو پڑھیں گے' انھوں نے خط پکڑے اور پڑھا' جس میں لکھا تھا میں نے یمنی عربوں کا تجربہ کیا ہے' نہ ان میں وفا ہے نہ بھلائی' تم ان پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا اور مجھے اللہ سے توقع ہے کہ وہ تمہیں وہ دکھا دے گا جو تم چاہتے ہو۔ اگر میں زندہ رہا تو انہیں قطعی فنا کر دوں گا۔ اسی طرح اس نے ایک دوسرا قاصد دوسرا خط دے کر اسی راستے سے روانہ کیا جہاں یمنی عرب تھے۔ اس خط میں مضریوں کی مذمت اور یمنیوں کی تعریف تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق ابو مسلم کے گرویدہ ہو گئے۔ نیز اس نے نصر اور کرمانی کو لکھا کہ مجھے امام نے تمہارے ساتھ جس سلوک کی ہدایت کی ہے میں اس بارے میں ان کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا نیز اس نے تمام ضلع میں اپنی دعوت کو شائع کر دیا' سب سے پہلے اسید بن عبداللہ نے نساء میں علم سیاہ بلند کیا' یا محمد اور یا منصور کے نعرے بلند کیے اس کے ساتھ مقاتل بن حکیم اور ابن غزوان نے بھی سیاہ نشان بلند کیا۔ اہل ابیورد' اہل مرو روذ اور مرو کے دیہات نے بھی علم سیاہ بلند کیا۔

نصر بن سیار کا مروان کے نام تاریخی خط:

اب ابو مسلم علی الاعلان نصر بن سیار اور جدیع الکرمانی کی خندقوں کے درمیان آ کر فروکش ہوا۔ اس کی فوج کی فراوانی کو دیکھ کر یہ دونوں مرعوب ہو گئے۔ نصر نے مروان بن محمد کو ابو مسلم کی دعوت اور خروج اور اس کے طرفداروں کی کثرت کا حال لکھ بھیجا اور بتایا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی خلافت کے لیے کوشاں ہے۔ نیز اس نے یہ شعر بھی لکھے:

ارٰی بین الرمادو میض جمر ... فاحج بان یکون لم ضرام
فان النار بالعودین تذکی ... و ان الحرب مبدأها و الکلام
فقلت من التعجب لیت شعری ... الایقاظ بنی امیة ام ینام

ترجمہ: ''میں راکھ میں چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قبل اس کے کہ وہ مشتعل ہو اسے بجھا دو' آگ دو لکڑیوں سے روشن ہوتی

ہے' لڑائی کی ابتداء باتوں سے ہوتی ہے۔ میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں کہ آیا بنوامیہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں''۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی:

مروان نے اس کے جواب میں لکھا جو شخص کسی واقعہ کو خود دیکھتا ہے وہ اس کے متعلق اس شخص کی نسبت جو اس سے دور ہوتا ہے زیادہ صائب رائے رکھتا ہے تم برسر موقع ہو تمہیں چاہیے کہ تم اس بھڑ کے چھتے کو درہم برہم کر دو۔ یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہو گیا کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے' اب اس نے یزید بن ہبیرہ سے لکھ کر امداد طلب کی۔ یزید نے کہا بغیر کثرت تعداد فتح نہیں ہو سکتی اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:

نصر نے مروان کو ابومسلم کے خروج' اس کی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمد کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ نصر کے خط کے موصول ہونے سے کچھ ہی پہلے ابومسلم کا وہ قاصد جو ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابومسلم کے خط کا جواب لے کر واپس جا رہا تھا مروان کے پاس آ چکا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابومسلم کو اس کے اس تساہل پر کہ اس نے کیوں نصر و کرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر اپنی دعوت کا اعلان نہیں کیا زجر و توبیخ کی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی نژاد ہوں سب کو قتل کر دے' اس قاصد نے یہ خط مروان کو دے دیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو دمشق کا حاکم تھا لکھا کہ تم بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار الحمیہ جا کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے نیز تم اسے رسالہ کے ساتھ اس کی گرفتاری کو بھیجنا۔ ولید نے اسے گرفتار کر کے اس کی مشکیں باندھ لیں اور ولید کے پاس بھیج دیا' ولید نے اسے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اسے جیل میں قید کر دیا۔

اب یہاں سے پھر نصر و کرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے۔

نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش:

جب کرمانی اور نصر کے درمیان معاملہ بڑھ گیا تو ابومسلم نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں' کرمانی نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ ابومسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہو لیا' اس سے نصر کو مزید پریشانی لاحق ہوئی' اس نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے' دھوکہ میں نہ آؤ' مجھے اس کی جانب سے تمہارے اور تمہارے طرفداروں کے لیے خطرہ نظر آتا ہے۔ آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھ لیا جائے۔

کرمانی کا قتل:

اس ترکیب سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابومسلم میں تفریق کر دی جائے' چنانچہ اس پیام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا مگر ابومسلم بدستور فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سو سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا' وہ اس وقت ایک خوش رنگ کرتہ پہنے تھا اس نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ باہر آؤ تاکہ باہمی عہد نامہ کی تکمیل کر لی جائے۔ نصر نے اس کو قتل کرنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سریج کے بیٹے کو تین سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ اسی احاطہ میں فریقین میں دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی۔ کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا' اگرچہ

اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے میں پورا زور صرف کیا مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے ساتھ اس کی زین بھی لٹکا دی۔

علی بن جدیع الکرمانی کی ابومسلم کی اطاعت:

اس کا بیٹا علی جو ابومسلم کے پاس چلا گیا تھا ایک بڑی جمعیت لے کر نصر پر چڑھ آیا' اس سے لڑا اور اسے دارالامارۃ سے نکال دیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں ہو رہا۔ اب ابومسلم بھی مرو میں آ گیا۔ علی بن جدیع الکرمانی ابومسلم کے پاس آیا اور اسے امیر کہہ کر سلام کیا اور کہا کہ میں آپ کی امداد کے لیے تیار ہوں جو حکم ہو مجھے دیجیے۔ ابومسلم نے کہا ابھی اسی طرح چندے توقف کرو پھر میں مناسب حکم دوں گا۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ:

اس سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے' کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے کچھ لوگ آ کر اس کے شریک ہو گئے۔ یہ جبال آیا اور اس نے جبال' حلوان' قومس' اصبہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل کوفہ کے غلام بھی اس کے پاس چلے آئے۔ اس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اس نے اصبہان میں سکونت اختیار کی۔

محارب بن موسیٰ اور ثعلبہ بن حسان:

محارب بن موسیٰ بن یشکر کے آزاد غلام کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدر و منزلت تھی' یہ جوتے پہنے اصطخر کے دارالامارۃ چلا آیا اور ابن عمرؓ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ ایک شخص عمارہ نام سے کہا کہ لوگوں سے بیعت لو' اہل اصطخر نے پوچھا' کاہے کی بیعت ہے' اس نے کہا تمہاری مرضی کے مطابق۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لیے بیعت کر لی' محارب نے کرمان پر جا کر غارتگری کی' اس میں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اسے ملا جسے یہ ہنکا لایا اور واپس چلا آیا' ثعلبہ اپنے اونٹ کی تلاش میں محارب کے اشہر نام گاؤں میں آیا۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک آزاد غلام بھی تھا۔ اس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجیے گا یا آپ اس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤں گا' ثعلبہ نے اسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے' یہ محارب کے پاس آیا' محارب نے خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی' اس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں' محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا موجود ہے' لے جاؤ' ثعلبہ نے اسے لے لیا۔

مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل:

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہو گئے' یہ انھیں لے کر مسلم بن المسیب کی طرف جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا اور اس نے ۱۲۸ھ میں اسے قتل کر دیا۔ پھر یہ اصبہان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔

عامل فارس یزید بن معاویہ:

عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جبال کا عامل مقرر کر کے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا

آ کر فروکش ہوا' اس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا' یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ اس کے پاس آئے' اس نے مال گذاری وصول کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کر دیئے' اس کے ہمراہ منصور بن جمہور' سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور شیبان بن الحلس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے۔ ابوجعفر عبداللہ اور عبداللہ اور عیسیٰ علی کے بیٹے بھی اس کے پاس آ گئے۔

سلیمان بن حبیب کا سابور پر قبضہ:

اب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا' اس نے نباتہ بن حنظلۃ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا' سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اس نے داؤد بن حاتم کو اسے اہواز آنے سے روکنے کے لیے بھیجا' یہ کربج دینارا آ کر فروکش ہوا' دوسری جانب سے نباتہ بھی آیا۔ دونوں میں جنگ ہوئی' داؤد مارا گیا اور سلیمان سابور کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں کردوں نے المسیح بن الحواری عامل کو نکال کر سابور پر قبضہ کر لیا تھا' سلیمان کردوں سے لڑا اور انہیں سابور سے مار بھگایا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

سلیمان بن حبیب کی طلبی:

عبدالرحمٰن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس میں اس کی چال ہے' وہ کبھی اپنے اس عہد کو ایفا نہ کرے گا۔ اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو چھوڑ دیں اور وہ مزے میں سابور پر حکومت کرے' آپ اسے اپنے پاس بلائیے اگر وہ صادق العہد ہے تو آئے گا' عبداللہ بن معاویہ نے اسے بلایا' سلیمان آیا' اس نے اپنے سپاہیوں سے کہہ دیا کہ تم بھی میرے ساتھ دربار میں چلو اگر کوئی منع کرے قتل کر دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگوں سے زیادہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اس نے کہا اچھا تم اپنے علاقہ واپس چلے آؤ۔

محارب بن موسیٰ کی سرکشی وقتل:

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے متنفر ہو گیا اور ایک جماعت تیار کر کے سابور آیا۔ یہاں اس کا بیٹا مخلد بن محارب قید تھا' اسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا۔ محارث سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اس کے ہاتھ میں قید ہے اور تم اس سے برسرپیکار ہو' اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم کیا کر لوگے' محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا' آخر کار یزید اس سے لڑا محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کے آنے تک خاموش بیٹھا رہا' جب یہ آیا تو محارب اس کے ساتھ ہو لیا مگر پھر اس کا بھی مخالف ہو گیا' ابن الاشعث نے اسے اور اس کے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

ابن ضبارہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج کشی:

عبداللہ بن معاویہ اصطخر ہی میں قیام پذیر رہا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ اس کے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلہ کے لیے نکلا۔ کوفہ کے پل کو توڑ دیا۔ ابن ہبیرہ نے محسن بن زائدہ کو دوسری سمت سے روانہ کیا' سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آ گیا ہے اس نے کہا مجھے ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا' سلیمان نے کہا ہاں اور تم تو کبھی بھی ان سے لڑنے کا حکم نہ دو گے' بہر حال معن کی فوج نے ان پر آ کر حملہ کیا اور مرو الشاذان کے قریب حریفوں میں معرکہ جدال وقتال گرم ہوا۔ معن یہ رجز کہہ رہا تھا:

لیس امیر القوم بالخب الخدع فرّمن الموت و فی الموت وقع

ترجمہ: ''دھوکہ باز فریبی قوم کا سردار نہیں ہوتا' کہ جو موت سے بھاگے حالانکہ پھر اسی کے منہ میں جاتا ہے''۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست:

ابن معاویہ کو شکست ہوئی مگر معن نے ان کا تعاقب نہیں کیا' ابی لہب کی اولاد میں سے ایک شخص اس معرکہ میں کام آیا' یہ بات پہلے سے مشہور تھی کہ بنی ہاشم کا ایک شخص مروالشاذان میں مارا جائے گا' بہت سے لوگ گرفتار ہوئے' ابن ضبارہ نے اکثر قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں جو لوگ مارے گئے ان میں حکیم الفرد ابوالحد بھی تھا' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ اہواز میں نباتہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

حصین بن دعلۃ السدوس کا قتل:

جب ابن معاویہ نے شکست کھائی تو شیبان بھاگ کر جزیرہ ابن کادان چلا گیا۔ منصور بن جمہور سندھ چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن یزید عمان چلا گیا' اور عمرو بن سہل بن عبدالعزیز مصر چلا گیا' ابن ضبارہ نے باقی قیدی ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے۔ حمید الطّویل نے اس سے کہا کہ آپ ان سب کو رہا کر دیجیے' ابن ہبیرہ نے سوائے حصین بن دعلۃ السدوس کے اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا کیا ان قیدیوں میں سے مجھی کو قتل کیا جا رہا ہے' ابن ضبارہ نے کہا ہاں تو مشرک ہے تو ہی نے یہ مصرع کہا تھا:

لو امر الشمس لم تشرق

''اگر میں آفتاب کو حکم دوں تو وہ طلوع نہ کرے''

ابن معاویہ براہ سیستان خراسان آ گیا' منصور بن جمہور سندھ چلا گیا' معن بن زائدہ' عطیۃ الثعلبی وغیرہ نے اس کا تعاقب کیا مگر یہ اسے نہ پا سکے اور واپس چلے آئے۔

حصین بن دعلۃ السدوسی ابن معاویہ کے ہمراہ تھا یہ اسے چھوڑ کر بھاگا مگر مورع السلمی نے اسے ایک گھنی جھاڑی میں گھستا ہوا دیکھ پایا' اسے پکڑ کر معن کے پاس لایا' معن نے اسے ابن ضبارہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے واسط بھیج دیا۔

عبداللہ بن علی کو امان:

دوسری روایت ابن ضبارہ اصطخر میں عبداللہ بن معاویہ سے لڑنے کے لیے آیا۔ دریائے اصطخر پر اس کے بالکل مقابل فروکش ہوا۔ ابن الصحصح ایک ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ اس کے مقابلہ کے لیے عبداللہ بن معاویہ کی جانب سے ابان بن معاویہ بن ہشام اپنے ان شامی سپاہیوں کے ساتھ جو سلیمان بن ہشام کے ساتھ تھے' آیا دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ابن نباتہ پل کی طرف پلٹ کر بڑھا اس کے مقابلہ کے لیے وہ خارجی جو ابن معاویہ کے ہمراہ تھے آئے' مگر ابان اور خارجی دونوں کو شکست ہوئی' ان کے ایک ہزار آدمی پکڑ لیے گئے۔ یہ ابن ضبارہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ ابن ضبارہ نے انھیں چھوڑ دیا' عبداللہ بن علی بن عباس بھی گرفتار ہو کر سامنے آیا' ابن ضبارہ نے اس کے نصب کو بیان کر کے پوچھا تم نے ابن معاویہ کا ساتھ کیوں دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کے مخالف ہے اس نے کہا کہ مجھ پر اس کی اعانت فرض تھی وہ میں نے ادا کر دی حرب بن قطن الکنانی نے کھڑے ہو کر ابن ضبارہ سے کہا کہ یہ ہمارا بھانجا ہے' بن ضبارہ نے اس کی خاطر عبداللہ بن علی کو چھوڑ دیا اور کہا

کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قریشی کو ایذا پہنچاؤں ۔

عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے عیوب کی تصدیق:

پھر اس نے عبداللہ بن علی سے پوچھا تم جس شخص کے ساتھ تھے اس پر مختلف عیب لگائے جاتے ہیں تمہیں ان کے متعلق علم ہو گا' اس نے کہا ہاں! پھر اس نے اس کی بد اخلاقی کی برائی کی اور کہا کہ اس کے ساتھی لواطت کرتے ہیں' ابن ضبارہ کے سامنے سو سے زیادہ لونڈے پیش کیے گئے جو رنگا رنگ کی قوہی قبائیں پہنے تھے اس کے حکم سے مجمع عام میں ان کی تشہیر کی گئی۔

ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ڈاک کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تاکہ یہ اس کی تمام کارروائیوں سے اسے مطلع کر دیں۔ ابن ہبیرہ نے انھیں فوجی شامی دستوں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا۔ کیونکہ ابن ہبیرہ' ابن ضبارہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ اور اس وقت وہ کرمان کے صحرا میں عبداللہ بن معاویہ کے تعاقب میں مصروف تھا۔

ابن ضبارہ کے خلاف شکایت:

جب ابن ہبیرہ کو نباتہ کے قتل کا علم ہوا تو اس نے کرب بن مصقلہ' حکم بن ابی الابیض العبسی اور ابن محمد السکونی کو جو سب کے سب بڑے خطیب تھے مروان کے پاس بھیجا' انھوں نے ابن ضبارہ کی زیادتیوں کی شکایت کی' اس پر مروان نے ابن ضبارہ کو فوج لے کر فارس جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اس کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا جس میں اسے اصبہان جانے کا حکم دیا تھا۔

باب ۱۴

ابوحمزہ خارجی

ابوحمزہ خارجی کا خروج:

اس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی حج کرنے آیا اور حج میں اس نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی جانب سے خارجیوں کا شعار بلند کیا اور مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

جب ۱۲۹ ہجری تمام ہونے لگا تو ابھی حجاج نے عرفات میں سعی بھی نہیں کی تھی کہ اتنے میں سات سو خارجی بڑے بڑے سیاہ خرقانی پرچم اپنے نیزوں کے سروں پر لگائے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حجاج انھیں دیکھ کر پریشان ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے' انھوں نے کہا ہم مروان اور بنو مروان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر آئے ہیں اور ہم ان سے اپنی بےتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ عبدالواحد بن سلیمان نے جو ان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل تھا ان سے موسم حج میں امن و امان قائم رہنے کے لیے گفت و شنید کی' انھوں نے کہا ہمیں اپنے مناسک حج کے پوری طرح ادا کرنے کا اوروں سے زیادہ خیال اور شوق ہے۔

عبدالواحد کی ابوحمزہ سے عارضی صلح:

عبدالواحد نے ان سے اس شرط پر کہ جب تک آخری سعی نہ ہو جائے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا۔ صلح کر لی' دوسرے دن یہ خارجی عرفات میں علیحدہ آ کر ٹھہرے' عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے سعی کرائی۔ جب سب لوگ منیٰ پہنچے تو لوگوں نے اسے شرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں غلطی کی' اگر تم حجاج کو ان پر اکسا دیتے تو یہ ان کی تکا بوٹی کر دیتے۔

ابوحمزہ خارجی کی پابندی عہد:

ابوحمزہ قرین الثعالب میں فروکش ہوا' اور عبدالواحد سرکاری مکان میں فروکش ہوا۔ عبدالواحد نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما' محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان' عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما' عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ربیعہ بن عبدالرحمٰن اور ان ہی ایسے اور سربرآوردہ لوگوں کو حمزہ کے پاس بھیجا' جب یہ لوگ اس کے پاس آئے تو وہ گاڑھے کا پائجامہ پہنے تھا' سب سے پہلے عبداللہ بن الحسن اور محمد بن عبداللہ اس کے سامنے آئے' اس نے ان سے ان کا نسب دریافت کیا' انھوں نے بتایا' اسے سن کر وہ مغضب اور ترش رو ہو گیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن قاسم اور عبیداللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوا۔ ان دونوں نے اپنا نسب بتایا اسے سن کر اس کا چہرہ بشاش ہو گیا اور خوشی سے مسکرا کر اس نے کہا ہمارے خروج کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کے اجداد کے طرز عمل کو پھر زندہ کیا جائے۔ عبداللہ بن الحسن نے اس سے کہا ہم اس لیے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے اجداد میں ایک دوسرے کو فضیلت دو۔ ہمیں امیر نے تمہارے پاس ایک پیام دے کر بھیجا ہے جو ربیعہ بیان کریں گے ربیعہ نے نقض عہد کا ذکر کیا اور کہا امیر اب اس صلح کو توڑ دینا چاہتے ہیں جو تم سے ہوئی تھی' بلبخ اور ابرمہ ابوحمزہ کے دوسرداروں نے کہا ابھی ابھی' مگر ابوحمزہ

نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے نہ نقض عہد کریں گے اور نہ اس میعاد صلح کو بڑھائیں گے' میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا چاہے میری گردن ہی کٹ جائے ہاں وہ مدت خود ہی اب ختم ہو رہی ہے۔

ابوحمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ:

جب ابوحمزہ نے میعاد صلح کو فسخ کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اس سے رخصت ہو کر عبدالواحد کے پاس آیا اسے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد اول روانگی ہی میں تھا' روانہ ہونے کے بعد اس نے مکہ کو ابوحمزہ کے لیے خالی کر دیا۔ ابوحمزہ بغیر لڑائی کے مکہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی ہجو میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ:

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان طلب کیا' باشندوں کو مہماتی فوج میں جبریہ قانون کے ماتحت بھرتی کیا اور ان کی معاشوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ انس بن عیاض کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا' میں نے اپنا نام مٹا دیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ حرہ آئے تو یہاں نہیں مذبوح بھیڑ بکریاں ملیں پھر یہ آگے بڑھ گئے۔

امیر حج عبدالواحد بن سلیمان وعمال:

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکہ اور مدینہ کا عامل تھا' حج ہوا۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن الحاربی کوفہ کے اور عیاض بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا اور وہاں بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

۱۳۰ھ کے واقعات

عربوں میں نفاق:

اس سنہ میں ابومسلم مرو کی فصیل میں داخل ہو کر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اس نے علی بن جدیع الکرمانی نے نصر سے لڑنے کے لیے سمجھوتہ کر لیا' اس کی تفصیل یہ ہے:

پنجشنبہ جمادی الآخر ۱۳۰ ہجری کو ابومسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہو کر اس دارالامارۃ میں فروکش ہوا جہاں تمام خراسان کے صوبہ دار قیام کرتے تھے۔ علی بن جدیع الکرمانی اس وجہ سے ابومسلم کے ساتھ ہو لیا۔ کہ جب ان دونوں نے ابومسلم سے لڑنے کا آپس میں عہد کر لیا تو ابن الکرمانی کے بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے ابن الکرمانی سے کہا کہ ابومسلم تم سے کہتے ہیں کہ تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ابھی کل کی بات ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ بھی گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لیے بھی جمع ہوں گے چہ جائیکہ تم اس کی حمایت میں لڑ رہے ہو۔ اس بات سے وہ سخت متاثر ہوا اور اب اس کی غیرت انتقام پھر جوش میں آئی' اس نے اپنی رائے بدلی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مضری و قحطانی عربوں کی ابومسلم خراسانی سے درخواست:

عربوں کے اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد نصر نے ابومسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں' اس کے مقابلہ پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اسے اپنے لیے مدعو کیا' کئی روز تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتا رہا' ابومسلم نے کہا دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے۔ تاکہ میں ان سے ایک جماعت کو اختیار کرلوں' چنانچہ دونوں وفد آئے مگر ابومسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کریں کیونکہ حکومت تو اس وقت سراسر مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہدیدار ہیں' انھیں نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا ہے۔

مضری اور قحطانی وفود:

دونوں وفد آئے' مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حسان اللیثی' عبیداللہ بن ربیعہ اللیثی اور خطاب بن محمد السلمی اپنے ایسے اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی' محمد بن المثنیٰ' اور سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ ابومسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اس کے ساتھیوں کو پہلے بلایا' یہ لوگ مختصر کے باغ میں جہاں ان کے لیے فرش و مسند بچھا دی گئی تھی آ کر بیٹھے' خود ابومسلم مختصر کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا۔ اب اس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا' یہ لوگ اس کے پاس آئے۔

بنی مضر کے خلاف تقاریر:

اس وقت ستر شیعہ ابومسلم کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھے' اس نے شیعوں کو ایک خط پڑھ کر سنایا جسے اس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا' اب آپ ان دونوں میں ایک کو پسند کرلیں خط کے پڑھے جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے جو ایک زبردست مقرر تھا کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اس کے دوستوں کو اختیار کرنے کی رائے دی' پھر ابومنصور طلحہ بن رزیق النقیب نے جو ایک خوش بیان مقرر تھا کھڑے ہو کر سلیمان بن کثیر کی تائید کی' پھر مزید بن شقیق السلمی نے کہا بنی مضر آل نبی ﷺ کے قاتل ہیں' بنی امیہ کے اعوان اور مروان الجعدی کے انصار ہیں ہمارے خون ان کی گردنوں پر ہیں' ہمارا مال ان کے قبضہ میں ہے اور اس کے نتائج اب ان کے سامنے ہیں' نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے۔ یہ اس کے احکام کو اجرا کرتا ہے' منبر پر اس کے لیے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لفظ سے اسے یاد کرتا ہے ہم اس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہے امیر المومنین ہو اور چاہے نصر حق و انصاف ہی پر کیوں نہ ہو مگر ہم علی بن الکرمانی اور اس کے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں۔ ان ستر شیعوں نے بھی جو وہاں جمع تھے مزید بن شقیق کی تائید کی۔

مضری وفد کی ناکامی:

یہ رنگ دیکھ کر مضری وفد مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا' ذلت و رنج کے آثار ان کے چہروں پر ہویدا تھے' ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو رسالہ کے ساتھ ان لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچا آنے کے لیے بھیج دیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر فرحاں و شاداں واپس ہوا۔

ابومسلم انتیس دن آلین میں رہا۔ آلین سے پھر ماخوان اپنی خندق میں واپس چلا گیا۔ اس نے شیعوں کو موسم سرما بسر کرنے

کے لیے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ نے عربوں میں پھوٹ ڈال کر اب تم کو ان کی طرف سے مامون کر دیا ہے اور یہ بھی اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکا تھا کہ ہماری ہی وجہ سے ان میں افتراق پیدا ہوا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ:

وسط ماہ صفر بروز پنجشنبہ ۱۳۰ ہجری ابومسلم آلین سے اپنی ماخوان کی خندق میں واپس چلا گیا۔ یہاں وہ پورے تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ ۹/ جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔ اس زمانہ میں مرو کی شہر پناہ پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا صوبہ دار تھا' علی بن الکرمانی نے ابومسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے خاندان والوں کو لے کر اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں' اس طرح ہم اس پر قبضہ کر لیں گے۔ ابومسلم نے جواب میں کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو گے' پہلے تم شہر پناہ میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کرو' چنانچہ علی بن الکرمانی شہر پناہ میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہو گئی' ابومسلم نے ابوعلی' شبل بن طھمان النقیب کو فوج کے ساتھ روانہ کیا' یہ شہر پناہ میں آ کر داخل ہوا اور بخاراخذاہ کے محل میں آ کر فروکش ہوا اور اب انھوں نے ابومسلم سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابومسلم ماخوان کی خندق سے شہر پناہ میں داخل ہوا' اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پر مالک بن ہیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھا۔ جس وقت ابو مسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی' ابومسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَانِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ﴾

''اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہالی شہر کی بے خبری کی حالت میں داخل ہوا' اس میں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا۔ ایک ان میں سے اس کے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے''۔

ابومسلم بڑھتا چلا گیا قصر الامارۃ میں جہاں خراسان کے صوبہ دار رہا کرتے تھے آ کر فروکش ہوا۔ یہ واقعہ جمعرات ۹ جمادی الاولی ۱۳۰ ہجری کا ہے' دوسرے دن جمعہ کو بتاریخ ۱۰/ جمادی الاولی نصر مرو کو چھوڑ کر چلا گیا اور اب مرو پر بلا شرکت غیرے ابومسلم کا کامل عمل دخل ہو گیا۔

ابومنصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم:

جب ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو اس نے منصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ تمام فوج سے خصوصیت کے ساتھ بنی ہاشم کے لیے بیعت لے لے' یہ ایک بڑا عالم اور خوش بیان مقرر تھا' بنی ہاشم کی فضیلت کے دلائل اور ان کی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھا' یہ منجملہ ان بارہ نقیبوں کے تھا جنہیں محمد بن علی نے ان ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا' جنھوں نے ۱۰۳ و ۱۰۴ ہجری میں ان کے اس وکیل کے ہاتھ پر جسے انھوں نے خراسان بھیجا تھا ان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ محمد بن علی نے اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ وہ خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ظاہر کرے کہ اس شخص میں یہ یہ خوبیاں اور انصاف پروری ہونی چاہیے' وہ وکیل خراسان آیا' اس نے خفیہ طور پر دعوت شروع کی' لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور جب ان کی تعداد ستر ہو گئی تو ان میں سے حسب ذیل بارہ نقیب مقرر ہوئے۔

محمد بن علی کے بارہ نقیب:

خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر' مالک بن ہثیم' زیاد بن صالح' طلحہ بن رزیق اور عمرو بن اعین طے میں سے قحطبة بن زیاد بن شبیب بن خالد بن معدان' تمیم میں سے موسیٰ بن کعب ابوعیینہ لاہز بن قریظ اور قاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرو القیس میں سے تھے' یہ سب اور اسلم بن سلام ابوسلام' بکر بن وائل میں سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم' بنی عمرو بن شیبان کے گھرانے سے (یہ سدوس کا بھائی تھا) ابوعلی الہروی' بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طهمان تھا' اور عیسیٰ بن کعب اور ابوالنجم عمران بن اسمٰعیل ابوعلی الہروی کی جگہ تھے۔ یہ ابومسلم کا داماد تھا۔ نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا باپ زندہ ہو' البتہ ابومنصور طلحہ بن رزیق بن اسعد کے باپ ابوزینب الخزاعی زندہ تھے' ابومنصور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ بھی ان کی مغازی میں شریک رہا تھا۔ ابومسلم تمام امور میں ان سے مشورہ لیتا تھا اور جن جن لڑائیوں میں وہ شریک ہو چکے تھے ان کا حال پوچھتا رہتا تھا اور ہمیشہ ان کی کنیت ابومنصور سے انھیں پکارتا اور مشورہ لیتا۔

بنی ہاشم کے لیے بیعت:

ابومنصور نے ہاشمیوں کے لیے بیعت لینا شروع کر دی' بیعت لیتے وقت وہ کہتا تھا۔ میں تم سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص کو جسے سب پسند کریں خلیفہ بنانے کے لیے بیعت لیتا ہوں' تم لوگوں کو اس کے لیے اللہ کے سامنے واثق عہد کرنا چاہیے' جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے بیویوں کو طلاق اور غلاموں کو آزاد اور کفارہ میں حج کرنا پڑے گا' تم لوگ کسی شے کا نہ لالچ کرنا اور نہ مانگنا البتہ جب تمہارے والی تمہیں دیں' اور اگر تمہارا دشمن تمہارے قدموں تلے بھی ہو جائے تو بغیر اپنے افسروں کے حکم کے اس کے ساتھ کچھ نہ کرنا۔

ابومسلم نے مسلم بن احوز' یونس بن عبدربہ' عقیل بن معقل' منصور بن ابی الخرقا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ابومنصور سے ان کے متعلق مشورہ لیا اس نے ان کے قتل کا مشورہ دیا' ابومسلم نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔

نصر کی ابومسلم کو مصالحت کی پیش کش:

ابومسلم نے اپنی فوج خاصہ پر خالد بن عثمان کو کوتوالی پر مالک بن الہیثم کو' قاسم بن مجاشع کو منصب قضاء پر' اور کامل بن مظفر کو فوج کا بخشی مقرر کیا' اور ہر شخص کو چار ہزار درہم معاش میں دیئے۔ ابومسلم ماخوان میں تین ماہ اپنے پڑاؤ میں رہا' جب یہاں سے روانہ ہو کر ابن الکرمانی کے پڑاؤ جانے لگا تو اس کے میمنہ پر لاہز بن قریظ' میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمة الجیش پر ابونصر مالک بن الہیثم تھے' ابوعبدالرحمٰن الماخوانی کو اس نے اپنی اس خندق کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ابومسلم نے شعبان کے پڑاؤ میں صبح کی' نصر کو اب ابومسلم اور کرمانی کے اپنے خلاف متحد ہو جانے کا اندیشہ ہوا' اس نے ابومسلم کو دعوت دی کہ تم مرو میں داخل ہو جاؤ اور مجھ سے صلح کر لو۔ ابومسلم نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور نصر سے صلح کر لی' مسلم بن احوز نصر کی جانب سے تمام دن گفتگوئے صلح کے لیے ابو مسلم کے پاس آتا جاتا' ابومسلم اس وقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا' دوسرے دن صبح نصر اور کرمانی ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے نکلے ابومسلم شہر مرو میں داخل ہونے آیا نصر اور کرمانی کا رسالہ مقابلہ سے پلٹ گیا یہ واقعہ ۷ یا ۹/ ربیع الآخر ۱۳۰ ہجری میں ہوا ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا: آخر آیہ تک

نصر بن سیار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ:

جب ابومسلم مرو میں آ گیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابومسلم کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں' میں نے اس سے صلح کر لی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑ کر چلو۔ بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی۔ نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس بات کو یاد کرو گے۔ نصر نے اپنے خاص مضری طرفداروں سے کہا کہ تم لوگ ابومسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم کر لو۔

نصر بن سیار کا فرار:

ابومسلم نے لاہز بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ابومسلم کی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دے۔ لاہز نے نصر کے سامنے یہ آیت پڑھی:

''وہ مجمع تمہارے متعلق مشورہ کر رہا ہے کہ تمہیں قتل کر دے''۔

اس سے پہلے ہی اس نے بعض آیات قرآنی ایسی پڑھیں جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ میرے قتل کے درپے ہیں اپنے غلام سے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ وضو کے بہانے مجلس سے اٹھ کر باغ میں آیا اور باغ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

ایاس بن طلحہ کی روایت:

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا' میرا چچا بیعت کرنے کے لیے ابومسلم کے پاس گئے تھے' ان کے واپس آنے میں دیر ہوئی' میں نے عصر کی نماز پڑھی' دن چھوٹا تھا ہم ان کا انتظار کر رہے تھے اور ہم نے ان کے لیے کھانا پکوا کر تیار رکھا تھا۔ میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار دکھائی دیا۔ جس گھوڑے پر وہ سوار تھا اس سے زیادہ تیز رو اور کوئی گھوڑا اس کے پاس نہ تھا۔ اس کے ہمراہ اس کا حاجب اور حکم بن نمیلۃ النمیری تھا' میرے باپ نے مجھ سے کہا یہ بھاگ کر جا رہا ہے' کیونکہ اس کے ہمراہ نہ خدم وحشم ہے نہ آگے نیزہ بردار اور علمبردار ہے' جب وہ ہمارے پاس سے گذرا اس نے پست آواز میں سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی' حکم بن نمیلۃ نے اس کے غلاموں کو آواز دی' وہ بھی سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو لیے۔

نصر بن سیار کے سفر کا واقعہ:

اسی راوی کی دوسری روایت: ہمارے مکان اور مرو کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا' عشاء کے بعد نصر ہمارے پاس سے گذرا' گاؤں والے اسے دیکھ کر پریشان ہوئے بھاگے اور رونے لگے۔ میرے اعزا اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ لیکن ایسا نہ ہو کر وہ مارا جائے' چنانچہ میں اور میرے چچا مہلب بن ایاس اس کے پیچھے ہو لیے اور آدھی رات گئے ہم اس تک پہنچ گئے۔ اس کے ہمراہ چالیس آدمی تھے۔ اس کا گھوڑا کھڑا ہو گیا' نصر اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا' کون شخص ہے جو اس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبداللہ بن عرعرۃ الضبی نے کہا میں رہنمائی کروں گا نصر نے کہا اچھی بات ہے' چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کراتا رہا' صبح ہم کو مرو سے بیس فرسنگ یا اس سے کم فاصلہ پر صحرا میں ایک کنوئیں پر ہوئی۔ اب ہماری تعداد چھ سو تھی اس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایسی جگہ منزل کی' جہاں سے سرخس کے محل و مکان ہمیں نظر آ

رہے تھے' اور اب ہماری تعداد ایک ہزار پانچ سو ہوگئی تھی' میں اور میرے چچا بنی حنیفہ کے مسکین نام اپنے ایک دوست کے پاس گئے۔ ہم نے رات اسی کے پاس بسر کی اور کچھ کھایا نہ تھا' صبح کو وہ ہمارے لیے شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی لایا۔ ہم نے اسے کھایا' ہم بھوکے تھے' کیونکہ ایک دن رات سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

نصر بن سیار کا نیشاپور میں قیام:

اب اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے جس سے ہماری تعداد تین ہزار ہوگئی' دو روز ہم نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں کی آمد بند ہوگئی تو نصر طوس آ گیا۔ یہاں اس نے لوگوں کو ابومسلم کے خروج اور غلبہ کی اطلاع دے دی' پندرہ دن قیام کیا پھر نصر اور ہم سب نیشاپور آئے اور یہاں وہ فروکش ہوگیا۔

نصر کے بھاگنے کے بعد ابومسلم نے دارالامارۃ میں قیام اختیار کیا' ابن الکرمانی بھی ابومسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے بھاگنے کے بعد ابومسلم نے کہا نصر مجھے جادوگر کہا کرتا تھا حالانکہ بخدا وہ خود جادوگر ہے۔

واقعات مذکورۂ بالا کے متعلق ایک اور بیان یہ بھی ہے۔

ابومسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی حمایت کا فیصلہ:

۱۳۰ ہجری میں ابومسلم اپنی چھاؤنی سے جو سلیمان بن کثیر کے گاؤں میں تھی ایک دوسرے موضع ماخوان میں آیا اب یہاں اس نے چھاؤنی قائم کی اور اس بات کا ارادہ کرلیا کہ علی بن جدیع اور اس کے طرفدار یمنی عربوں سے مدد مانگے۔ نیز نصر اور اس کے طرفداروں کو بھی اپنی اعانت کی دعوت دی' اس غرض سے اس نے دونوں حریفوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے۔ اور ہر ایک کے سامنے صلح و اتحاد پیش کیا بشرطیکہ وہ اس کی اطاعت قبول کرلیں' علی بن جدیع نے اس کی بات مان لی اور اس بنا پر ان دونوں میں صلح ہوگئی' جب اسے اس کی بیعت سے اطمینان ہوگیا تو اس نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیج دیئے تاکہ ان سے اور میرے طرفداروں سے گفتگو ہو جائے' مگر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے طرفداروں کو ابن الکرمانی کا ساتھ دینے کی ہدایت کر دی تھی' نیز اس نے دکھاوے کے لیے ابن الکرمانی سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی اپنا ایک وفد بھیجئے' پھر اس کے بعد وہی ہوا جس کا ذکر آ چکا ہے کہ شیعوں نے یمنی عربوں کو مضریوں پر ترجیح دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ابومسلم نے شبل بن طہمان کو فوج کے ساتھ مرو بھیجا اور اسے بخاراخذاہ کے محل میں اترنے کا حکم دیا تو اس وقت اسے علی بن الکرمانی ہی کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو میں استقبال:

ابومسلم ماخوان کی خندقوں سے نکل کر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر علی بن جدیع کے پاس روانہ ہوا' علی کے ساتھ اس کا عثمان دوسرے یمن کے اشراف اور ان کے حلیف ربیعہ موجود تھے' جب ابومسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدیع نے رسالہ کی بڑی جمعیت کے ساتھ اس کا استقبال کیا' اس کے ہمراہ تمام یمنی اشراف اور ربیعہ موجود تھے۔ یہ ان کی مشایعت میں علی بن الکرمانی اور شیبان بن سلمۃ الحروری اور دوسرے نقیبوں کے قیام گاہ میں آیا۔ پہلے یہ علی بن جدیع کے حجرے کے سامنے آ کر ٹھہرا' پھر اس سے جا کر خود ملا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے جسے چاہے امیر بنائیں' آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو امان دی جاتی ہے' اب یہاں سے یہ

دونوں نکل کر شیبان کے حجرہ میں آئے' ان دنوں اسی کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا تھا۔

ابومسلم کا علی بن کرمانی اور شیبان خارجی سے حسن سلوک:

ابومسلم نے علی کو شیبان کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا کہ اب تمہارے لیے اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اور خود ابومسلم نے ارادہ کیا کہ وہ علی کو امیر کہہ کر سلام کرے تاکہ شیبان کو معلوم ہو جائے کہ وہ علی کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اس بات کو علی تاڑ گیا اور بغیر سلام کیے وہ شیبان کے پہلو میں جا بیٹھا اور اب ابومسلم اندر آیا اور اس نے علی کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ مگر وہ شیبان کے ساتھ بھی نہایت مہربانی سے پیش آیا' اس کی تعظیم و تکریم کی' اس سے مل کر باہر آیا اور محمد بن حسن الازدی کے محل میں دو روز قیام کر کے پھر ماخوان میں اپنی خندقوں میں واپس چلا آیا۔ تین ماہ اور یہاں پڑا رہا پھر ساتویں ربیع الآخر کو اپنی ماخوان کی چھاؤنی پر ابوعبدالکریم الماخونی کو افسر مقرر کر کے خود مرو آ گیا۔ اس نے اپنے میمنہ پر لاہز بن قریظ' میسرہ پر قاسم بن مجاشع کو اور مقدمۃ الجیش پر مالک بن الہیثم کو مقرر کیا۔ رات بھر چل کر صبح مرو آیا' علی بن الکرمانی سے کہلا بھیجا کہ رسالہ بھیج دو تاکہ وہ قصر الامارۃ کے دروازے پر جا کر کھڑا رہے' مگر یہاں حالت ہی کچھ اور تھی' ابن الکرمانی اور نصر میں مرو کی شہر پناہ کے اندر نہایت شدید جنگ ہو رہی تھی۔

ابومسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی دعوت:

ابومسلم نے دونوں حریفوں کو کہلا بھیجا کہ وہ جنگ موقوف کر دیں اور سب لوگ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلے جائیں' لڑنے والوں نے اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔ ابومسلم نے لاہز بن قریظ' قریش بن شقیق' عبداللہ بن البختری اور داؤد بن کراز کو نصر کے پاس بھیجا تاکہ یہ لوگ اسے کتاب اللہ پر عمل اور اہل بیت میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے لیے دعوت دیں۔ جب نصر نے دیکھا کہ یمن' ربیعہ اور عجمی اس کے مخالف ہو گئے ہیں اور اس میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اطاعت سے چارہ نہیں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے یہ دعوت قبول ہے اور میں خود ابومسلم کے پاس آؤں گا اور بیعت کروں گا۔

چونکہ وہ انھیں دھوکہ دے بھاگ جانا چاہتا تھا اس لیے اس نے انھیں رات تک روکے رکھا' رات ہوتے ہی اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ کسی مامون جگہ چلے جائیں مگر اس کے طرفداروں کو اس رات چلے جانے کا موقع میسر نہ تھا' اس لیے سلم بن احوز نے اس سے کہا کہ ہم آج رات یہاں سے نہیں جا سکتے' کل رات روانہ ہوں گے۔

نصر بن سیار کی طلبی:

اگلی صبح کو ابومسلم نے اپنے فوجی دستوں کو آراستہ کیا ظہر کے بعد تک ان کی تیاری ہوتی رہی' اس نے لاہز بن قریظ' قریش بن شقیق' عبداللہ بن البختری' داؤد بن کراز اور چند اور عجمی شیعوں کو نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے ان سے کہا تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کا نتیجہ برائی ہوگا' لاہز نے کہا مگر آپ کو بھی اس سے مفر نہیں۔ نصر نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں وضو کر لوں اور پھر ابومسلم کے پاس چلتا ہوں' اس اثناء میں میں ایک آدمی کو ابومسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اس کی رائے اور اس کا یہ بھی حکم ہوا تو میں اس کے پاس چلوں گا۔ میرے قاصد کے واپس آنے تک میں تیاری کرتا ہوں۔ نصر مجلس اٹھ کھڑا ہوا' اس وقت لاہز نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ الْمَلَاءَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴾

''لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں' تم یہاں سے چلے جاؤ' میں تمہارا خیر خواہ ہوں''۔

ابومسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع:

نصر نے ان لوگوں سے یہ کہہ کر کہ ابومسلم کے پاس اپنے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں اپنے مکان میں چلا گیا اور رات ہوتے ہی اپنے حجرے کی پشت سے نکل گیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا تمیم' حکیم بن نمیلۃ النمیری اس کا حاجب اور اس کی بیوی تھی' یہ مکان سے نکلتے ہی فرار ہو گیا' جب لاہز اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اسے اندر گئے بہت دیر ہو گئی تو یہ اس کے مکان میں گھس آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا۔ جب ابومسلم کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی وہ نصر کے پڑاؤ میں آیا۔

نصر کے ساتھیوں کا قتل:

اس کے معتمد علیہ دوستوں کو اور دوسرے بڑے سرداروں کو پکڑ کر ان کی مشکیں بندھوا دیں' ان میں مسلم بن احوز نصر کا کوتوال' بختری اس کا میر منشی' اس کے دو بیٹے یونس بن عبدربہ' محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حصین وغیرہ شامل تھے' بعد ازاں ابومسلم نے لوہے کی بیڑیاں انھیں پہنا کر قید کر دیا' اور پھر سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

نصر اپنے تین ہزار مضری طرفداروں کے ساتھ سرخس آیا' ابومسلم اور علی بن الکرمانی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ دونوں رات بھر چل کر صبح نصرانیہ نامی ایک موضع میں پہنچے' یہاں معلوم ہوا کہ نصر اپنی بیوی مرزبانہ کو یہاں چھوڑ کر خود بچ نکلا ہے' یہ دونوں مرو واپس چلے آئے۔

لاہز بن قریظ کا قتل:

ابومسلم نے ان لوگوں سے جنہیں اس نے نصر کے پاس دعوت دینے بھیجا تھا دریافت کیا کہ تمہاری کس بات سے اسے ہمارے ارادے کے متعلق شبہ پیدا ہوا' انھوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ ابومسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی بات کی تھی' انہوں نے کہا لاہز نے یہ آیت پڑھی تھی: اِنَّ الْمَلَاءَ يَاتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ . ابومسلم نے کہا یہی اس کے فرار کی وجہ ہوئی۔ پھر اس نے لاہز کو مخاطب کر کے کہا تو دین میں بھی فریب کرتا ہے' اور اسے قتل کر دیا۔

علی بن جدیع اور شیبان خارجی:

علی بن جدیع اور شیبان نصر کے مقابلہ میں حلیف تھے کیونکہ شیبان نصر کا اس لیے مخالف تھا کہ یہ مروان بن محمد کا عامل تھا اور شیبان خارجی تھا اور علی بن جدیع یہ سب اپنے یمنی ہونے کے نصر کا جو مضری تھا اور نیز اس لیے بھی نصر کا مخالف تھا کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کر کے سولی دے دی تھی اور یمنی اور مضری عربوں میں یوں ہی اس زمانہ میں سخت عداوت و خانہ جنگی برپا تھی۔

شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت:

جب علی بن الکرمانی نے ابومسلم سے صلح کر لی تو شیبان نے محسوس کیا کہ اس میں ان دونوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اس لیے وہ مرو چھوڑ کر ایک طرف ہو رہا' ادھر نصر بھی مرو سے فرار ہو گیا تھا اور اس کی خبر شائع ہو چکی تھی' ابومسلم نے شیبان کو دعوت دی کہ وہ اس ہاتھ پر بیعت کر لے مگر شیبان نے اس کے جواب میں خود ابومسلم کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ اس پر ابومسلم نے اس کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ شرکت نہیں کرتے تو اس مقام کو چھوڑ کر

چلے جاؤ۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی' اس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آ گیا۔ بکر بن وائل کی ایک اچھی خاصی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی' ابو مسلم نے نو از دی شخصوں کو جن میں منتجع بن الزبیر بھی تھا شیبان کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اپنی شرکت کی دعوت دیں اور جدال وقتال سے باز رہنے کی درخواست کریں' شیبان نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ابو مسلم کے قاصدوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

شیبان خارجی کا قتل:

ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو جو بیورد میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے' اس نے شیبان سے جنگ کی اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا' اس نے اور بکر بن وائل نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر لوگوں نے ابو مسلم سے کہا بسام اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے ادھر بسام نے مجرم' اور ناکردہ گناہ ہر ایک کو قتل کرنا شروع کیا۔ ابو مسلم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا' یہ ایک شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر ابو مسلم کے پاس آ گیا۔

شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خفاف نامی ابو مسلم کے ان پیامبروں کے پاس سے جنہیں اس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں قید تھے گذرا' اور انہیں قید سے نکال کر قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لیے ابو مسلم نے خود اپنے پاس سے خزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کی زیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اس سنہ میں ابو مسلم نے علی بن جدیع الکرمانی اور اس کے بھائی عثمان کو قتل کر دیا۔

ابوداؤد کا بلخ پر قبضہ:

ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابیورد بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور اس کی اطلاع ابو مسلم کو لکھ دی۔ ابو مسلم نے ابوداؤد کو بلخ بھیجا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری بلخ کا عامل تھا جب اسے معلوم ہوا کہ ابوداؤد بلخ آ رہا ہے وہ اہل بلخ اور ترمذ کو لے کر طخارستان کے صوبہ سے جوز جان آ گیا۔ جب ابوداؤد اس کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہو کر ترمذ چلا آیا اور ابوداؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا' ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلا کو بھیجا۔ جب ابوداؤد کو یہ حکم موصول ہوا وہ واپس آ گیا اور ابوالمیلا بلخ آ گیا۔

زیاد بن عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن نعیم کا اتحاد:

زیاد بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلاء سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں' ابوالمیلاء نے اس تجویز کو قبول کر لیا' زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری' مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی' عیسیٰ بن زرعۃ السلمی' اہل بلخ و ترمذ طخارستان اور دریائے جیحون کے اس کنارے کے رؤسا بلخ آئے' زیاد اور اس کے ساتھی بلخ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوئے' ادھر سے یحییٰ بن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا' جب یہ سب جمع ہو گئے تو ان سب نے جن میں مضری یمنی' ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحدہ طور پر ابو مسلم کے خلاف لڑنے کا تہیہ کر لیا اور عربوں کے تینوں گروہوں کو چھوڑ کر انھوں نے مقاتل بن حیان النبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا۔

ابوداؤد اور زیاد بن عبدالرحمٰن کی جنگ:

ابومسلم نے ابوداؤد کو پلٹ جانے کا حکم دیا۔ یہ اپنی فوج لے کر پھر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار دریائے سرخیان پر جمع ہو گئے تھے' زیاد بن عبدالرحمٰن اور اس کے دوستوں نے' ابوسعید القرشی کو عود اور امدیاں کے درمیان بطور جنگی چوکی کے مقرر کر دیا تھا تاکہ ابوداؤد کی فوج ان کی پشت سے ان پر نہ آ جائے۔ ابوسعید کی بیرقیں اور علم بھی سیاہ تھے' جب داؤد زیاد اور اس کے تمام ساتھی سردار جنگ کے لیے یکجا ہوئے اور صف بندی ہو چکی تو اب ابوسعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ زیاد کی عقبی جانب سے آ کر اس سے مل جائے۔

زیاد بن عبدالرحمٰن کو شکست:

چنانچہ یہ اسی خیال سے عود کی شاہراہ سے واپس پلٹ کر ان کے پیچھے نکل آیا' چونکہ اس کے علم بھی سیاہ تھے اس لیے زیاد کی فوج کو یہ گمان ہوا کہ یہ فوج ابوداؤد کی ہے جسے اس نے ہمارے پیچھے کمین گاہ میں چھپا رکھا تھا مگر اس سے پہلے ہی حریفوں میں جنگ شروع ہو چکی تھی زیاد اور اس کی تمام فوج نے شکست کھائی' ابوداؤد نے اس کا تعاقب کیا' زیاد کے اکثر ساتھی دریائے سرخیان میں غرق ہو گئے اور جو پیچھے رہے انھیں ابوداؤد نے قتل کر دیا۔ ابوداؤد نے زیاد کے فرودگاہ میں اتر کر ہر چیز جو اس میں تھی قبضہ کر لیا' مگر زیاد کا تعاقب نہیں کیا۔ زیاد' یحییٰ اور ان کے دوسرے دوست ترمذ چلے گئے' ابوداؤد نے اس دن زیاد کے فرودگاہ میں قیام کیا اور جتنے عرب وغیرہ مارے گئے تھے' یا بھاگ گئے تھے' ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا' اب بلغ پر ابوداؤد کا اچھی طرح عمل دخل ہو گیا۔

علی وعثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل کا منصوبہ:

اس مرتبہ پھر ابومسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور نصر بن صبیح المری کو بلخ بھیجا۔ جب ابوداؤد ابومسلم کے پاس آ گیا' تو ان دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ علی بن الکرمانی اور عثمان بن بن الکرمانی ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے' ابومسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اس نے بلغ آ کر قرافضہ بن ظہیر العبسی کو شہر بلخ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مضری عرب اب پھر ترمذ سے مسلم بن عبدالرحمٰن الباہلی کی قیادت میں اس سے لڑنے آئے' اور ان میں اور عثمان کی فوج میں ایک گاؤں میں جو بروقان اور دستجرد کے درمیان واقع تھا نہایت ہی شدید جنگ ہوئی' عثمان بن جدیع کی فوج کو شکست ہوئی' فاتحوں نے بلخ پر قبضہ کر کے قرافضہ کو وہاں سے نکال دیا۔

عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل:

جب اس ہزیمت کی خبر عثمان بن جدیع اور نصر بن صبیح کو جو اس وقت مروالروذ میں تھے معلوم ہوئی تو وہ دونوں ان کے مقابلے کے لیے بڑھے' ان کے آنے کی خبر سنتے ہی زیاد بن عبدالرحمٰن کی فوج اسی رات بلخ سے بھاگی' نصر نے تو ان کے تعاقب میں بہت زیادہ مستعدی اس لیے ظاہر نہیں کی کہ وہ چاہتا تھا کہ ان سے مقابلہ نہ ہو اور یہ بھاگ جائیں مگر عثمان کی فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی' جنگ شروع ہوئی اور شدید جنگ کے بعد عثمان بن جدیع کی فوج کو ہزیمت ہوئی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور دشمن ان سے صاف بچ کر اپنے اور مضری عربوں سے جا ملا۔ ابوداؤد مرو سے بلخ واپس آیا۔ ابوابومسلم' علی بن جدیع کے ساتھ نیشاپور روانہ ہوا' ابومسلم اور ابوداؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابومسلم علی کو اور ابوداؤد عثمان کو قتل کر دے۔ چنانچہ ابوداؤد نے بلغ آ کر عثمان

کو ختل کا عامل کر کے مرو اور بلغ یمنی اور ربیعہ عربوں کے ساتھ ختل بھیج دیا۔ جب یہ بلخ سے روانہ ہو گیا۔ تو ابوداؤد نے بلغ سے روانہ ہو کر ختل کے علاقہ میں اسے جالیا' اور اچانک حملہ کر کے عثمان اور اس کے دوستوں کو گرفتار کر کے پہلے قید کر دیا پھر بے رحمی سے انہیں قتل کر دیا۔

علی بن جدیع کرمانی کا قتل:

اسی روز ابومسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کر لیا تھا کہ اس کے خاص خاص معتمد علیہ دوست کون کون ہیں تاکہ یہ انہیں عامل مقرر کرے' انعام وخلعت دے' علی نے ان کے نام بتادیئے تھے' ابومسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔

قحطبہ بن شبیب کی خراسان میں آمد:

اس سنہ میں قحطبہ بن شبیب' ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے اس جھنڈے کو لے کر جسے ابراہیم نے اسے باندھ کر دیا تھا' ابومسلم کے پاس خراسان آیا' ابومسلم نے اسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا' اس کے ساتھ اور فوج کر دی' اسے عہدہ داروں کے عزل ونصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اس کے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

عاصم بن عمیر اور جمہور بن سرار کی جنگ:

اسی سنہ میں قحطبہ نصر سے لڑنے نیشاپور روانہ ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے' شیبان بن سلمۃ الحروری کے قتل کے بعد اس کے ساتھی نصر کے پاس جو نیشاپور میں تھا آ گئے تھے' نابی بن سوید العجلی نے نصر سے فریادرسی چاہی نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ ان کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی' ابومسلم نے قحطبہ بن شبیب کو اور سرداروں کے ساتھ جن میں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن سرار تھے نصر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا' قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا اور جمہور ابیورد کی سمت سے بڑھا۔ تمیم نے عاصم بن عمیر السغدی کو جمہور کے لیے جو اوروں کے مقابلہ میں بہت قریب آ گیا تھا روانہ کیا' عاصم نے اسے شکست دی یہ کیادقان میں قلعہ بند ہو گیا' دوسری جانب قحطبہ اور قاسم برابر نابی سے چمٹے رہے' تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر چلے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اسے چھوڑ کر آ گیا اور اب قحطبہ ان سے لڑا۔

معرکہ طوس:

قحطبہ کے نصر کے مقابلہ کے لیے جانے کے متعلق مذکورہ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابومسلم نے شیبان الخارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ نصر کو مرو سے نکال دیا اور تمام خراسان پر اس کا قبضہ ہو گیا تو اس نے اپنے عمال خراسان کے شہروں پر مقرر کیے' اشباع بن النعمان الازدی کو سمرقند کا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا' محمد بن الاشعث کو طبسین اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو اپنا کوتوال مقرر کیا' قحطبہ کو طوس بھیجا اس کے ہمراہ یہی سردار تھے' ابوعون' عبدالملک بن یزید' مقاتل بن حکیم الحکمی' خالد بن برمک' خازم بن خزیمہ' منذر بن عبدالرحمٰن' عثمان بن نہیک' جمہور بن مرار العجلی' ابوالعباس الطوسی' عبداللہ بن عثمان الطائی' سلمہ بن محمد' ابوغانم عبدالحمید بن ربعی' ابوحمید' ابوجہم کو ابومسلم نے قحطبہ کو فوج کا بخشی مقرر کیا تھا) عامر بن اسمٰعیل اور محرز بن ابراہیم ان کے علاوہ اور بھی سردار تھے' غرض کہ طوس میں ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا جو وہاں تھے انہیں شکست

ہوئی' مقتولین جنگ سے زیادہ ان لوگوں کی تعداد تھی جو اژدہام میں کچل کر مر گئے۔ چنانچہ اس جنگ میں کل مقتولین کی تعداد دس پندرہ ہزار تک پہنچی۔

قاسم بن مجاشع کی طلبی:

ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے راستے سے نیشاپور روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر' تابی بن سوید اور ان خراسانیوں سے جنھوں نے ان دونوں کے پاس پناہ لی تھی لڑنے کا حکم دیا۔ نیز یہ بھی لکھا کہ موسیٰ بن کعب کو ابیورد سے اس کے پاس واپس بھیج دیا جائے۔ قحطبہ نے ابیورد آ کر موسیٰ بن کعب کو ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس نے مقاتل بن حکیم کو لکھا کہ تم کسی شخص کو نیشاپور بھیج دو اور قاسم بن مجاشع کو واپس کر دو۔

اسید بن عبداللہ کی قحطبہ سے امداد طلبی:

ابومسلم نے علی بن معقل کو تمیم بن نصر سے لڑنے بھیجا' دس ہزار فوج اسے دی' حکم دیا کہ طوس میں قحطبہ سے جا ملے' اور جب وہ آئے تو اپنی فوج سے اس کا استقبال کرے اور اس کے ساتھ شامل ہو جائے' علی مرو سے روانہ ہو کر موضع حلوان آیا قحطبہ کو علی کی آمد اور اس کا مقام معلوم ہوا یہ سوذقان کی جانب سے جہاں تمیم بن نصر اور تابی بن سوید مورچے لگائے تھے تیزی سے بڑھا' اس نے اپنے مقدمہ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی کو اہل فساد اور ابیورد کے ہمراہ آگے بڑھایا۔ یہ چل کر ایک گاؤں میں تمیم سے لڑنے اتر پڑا۔ پھر اس نے قحطبہ کو لکھا کہ دشمن کی یہ حالت ہے کہ اس کے پاس تیس ہزار فوج ہے جن میں خراسان کے بڑے بڑے بہادر اور سردار شامل ہیں اگر آپ فوراً میرے پاس نہ آئے تو میں آپ کے خلاف خدا سے محاکمہ چاہوں گا۔ قحطبہ نے مقاتل بن حکیم العکی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ اور خالد بن برمک کو ایک ہزار کے ساتھ اس کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ جب یہ دونوں اسید کے پاس آئے تمیم اور تابی کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان کے دل چھوٹ گئے۔

قحطبہ بن شبیب اور تمیم بن نصر کی جنگ:

پھر قحطبہ بھی اپنی پوری فوج کے ہمراہ مقابلہ کے لیے آموجود ہوا' اور اب اس نے تمیم سے لڑنے کی تیاری کی' اپنے میمنہ پر مقاتل بن حکیم' ابوعون' عبدالملک بن یزید اور خالد بن برمک کو مقرر کیا' میسرہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی حسن بن قحطبہ' مسیّب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا' کیا' خود قحطبہ قلب میں رہا' اور اب یہ دشمن کی جانب بڑھا' انھیں کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت نبی میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینے کی دعوت دی' مگر دشمن نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا' قحطبہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا' اور اب حریفوں میں نہایت ہی شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا' اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے زیادہ کیا ہوتی۔

تمیم بن نصر کا قتل:

تمیم بن نصر معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ اس کے ساتھ اور بھی بے حد لوگ مارے گئے' ان کے فرودگاہ کو لوٹ لیا گیا' مگر تابی چند لوگوں کے ساتھ میدان سے بچ نکلا اور شہر میں جا کر قلعہ بند ہو گیا' فاتحین نے شہر کا محاصرہ کر لیا' شہر پناہ میں سوراخ کر کے شہر میں در آئے اور تابی اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا' عاصم بن عمیر السمرقندی اور سالم بن رادنیہ السعیدی بھاگ کر نصر کے پاس نیشاپور

آئے اور انھوں نے تمیم وتابی کے قتل' ان کی فوج کی ہزیمت ودرگت کی اسے اطلاع دی۔

قحطبہ بن شبیب کی نیشاپور میں آمد:

جب قحطبہ کے پڑاؤ پر قبضہ کرلیا تو اس نے خالد بن برمک کو تو حکم دیا کہ وہ اس کی ہر شے پر قبضہ کرلے اور مقاتل بن حکم العکی کو نیشاپور کی جانب اپنے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا۔ جب نصر کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہاں سے بھاگا اور اہل شہر ابرشہر کے پیچھے پیچھے چل کر قومس آیا' اس کے تمام ساتھی اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اب یہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان روانہ ہوا' اور قحطبہ مع اپنی تمام فوجوں کے نیشاپور آ گیا۔

اس سنہ میں نباتہ بن حنظلہ جو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جانب سے جرجان کا عامل تھا مارا گیا۔

نباتہ بن حنظلہ کلابی:

یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو نصر کے پاس بھیجا تھا' یہ فارس واصبہان ہوتا ہوا رے آیا' یہاں سے جرجان چلا گیا اور نصر کے پاس نہیں گیا' قیسون نے نصر سے کہا کہ قومس ہمارے بار کا متحمل نہیں ہوسکتا اس لیے اب یہ جرجان آ گئے۔ نباتہ نے خندق کھودی' اگر خندق کسی مکان میں سے ہو کر گذرتی تو مالک مکان اسے رشوت دے دیتے اور یہ خندق کو نیچے کر دیتا اسی طرح اس کی خندق کا طول ایک فرسنگ کے قریب ہو گیا۔

قحطبہ بن شبیب کی جرجان کی جانب پیش قدمی:

قحطبہ ذی قعدہ ۱۳۰ ہجری میں جرجان کی جانب بڑھا اس کے ہمراہ اسید بن عبداللہ الخزاعی' خالد بن برمک' ابوعون بن عبدالملک بن یزید' موسیٰ بن کعب المرائی' میسب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی تھے' موسیٰ بن کعب میمنہ کا اسید بن عبداللہ میسرہ کا اور حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ قحطبہ نے اپنی فوج سے کہا اے اہل خراسان کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑنے جا رہے ہو تم اس گروہ کے بقیہ لوگوں سے لڑنے جا رہے ہو جنہوں نے بیت اللہ کو جلایا ہے۔

حسن بڑھتا ہوا تخوم خراسان پہنچا' یہاں سے اس نے عثمان بن رفیع' نافع المروزی' ابوخالد المروزی اور مسعدۃ الطائی کو نباتہ کی ایک جنگی چوکی پر جس کا قائد ذویب تھا حملہ کرنے بھیجا۔ سرداروں نے اس پر شبخون مار کر ذویب اور اس کے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اور پھر حسن کے اصل لشکر میں واپس آ گئے۔

قحطبہ بن شبیب کا فوج سے خطاب:

اب قحطبہ نباتہ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ اہل شام کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی۔ اہل خراسان ان کی کثرت کو دیکھ کر مرعوب ہوئے اور آپس میں اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے بلکہ انھوں نے اپنے اس خوف کو ظاہر بھی کر دیا۔ جب قحطبہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا اے اہل خراسان یہ تمام شہر تمہارے گذشتہ آباو اجداد کے ہیں۔ جنھوں نے بنی امیہ کی ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی معدلت گستری اور حسن اخلاق کی وجہ سے مدد کی پھر بنی امیہ بالکل بدل گئے اور ظلم کرنے لگے۔ اللہ عزوجل اس بنا پر ان سے ناراض ہوا' اللہ نے ان کا اقتدار و اقبال سلب کر لیا اور ان پر ان کے ذلیل ترین لوگوں کو مسلط کر دیا۔ جنھوں نے ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا' ان کی عورتوں سے نکاح کیا ان کی اولاد کو غلام بنایا' یہ لوگ چند روز تک اس

حالت پر اس لیے قائم رہے کہ وہ حکومت میں عدل کرتے تھے' وعدے پورے کرتے تھے اور مظلوم کی فریاد رسی کرتے تھے' مگر پھر یہ لوگ بھی وہ نہ رہے انھوں نے آئین عدل بدل ڈالے' حکومت میں ظلم کرنے لگے' خاندان رسول اللہ ﷺ کے متقی و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے' اب اللہ نے تمھیں ان پر مسلط کیا ہے کہ تم ان سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم ان سے اپنا انتقام لے رہے ہو اس لیے تمھیں ان پر زیادہ سخت ہونا چاہیے' امام نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تمہارا ان کا مقابلہ اس تعداد کے تناسب سے ہوگا مگر اللہ تمھیں کو ان پر مظفر و منصور کرے گا تم انھیں شکست دو گے اور قتل کرو گے۔

ابومسلم خراسانی کا قحطبہ کے نام خط:

اس تقریر سے پہلے ابومسلم کا یہ خط قحطبہ کو سنا دیا گیا تھا۔ یہ خط ابی مسلم کی جانب سے قحطبہ کے نام لکھا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''امابعد! فوراً دشمن پر حملہ کرو' کیونکہ اللہ عزوجل تمہاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم ان پر فتح پالو تو جی کھول کر قتل کرنا''۔

چنانچہ ۱۳۱ ہجری جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہونے والا تھا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خطبہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا' اے اہل خراسان آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اور دنوں پر فضیلت دی ہے' جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اس کا دوگنا ثواب ملتا ہے' اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمہاری وہ عید ہوتی ہے جس کا درجہ عزوجل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے' تمھیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمھیں تمہارے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی' اس لیے تم لوگ پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

قحطبہ اور نباتہ بن حنظلہ کی جنگ:

قحطبہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن قحطبہ اس کے میمنہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العکی اس کے میسرہ پر تھے' اب جنگ شروع ہوئی' دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے' آخر کار نباتہ مارا گیا اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے' ان کے دس ہزار آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ قحطبہ نے نباتہ اور اس کے بیٹے حید کا سر ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

سالم بن راویہ کی شجاعت:

سالم بن راویہ التمیمی ان لوگوں میں تھا جو ابومسلم کے پاس تھے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے' پھر یہ نباتہ کے ساتھ ہو گیا۔ جرجان میں قحطبہ کی نباتہ سے جنگ ہوئی اور اس میں نباتہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ عبداللہ الطائی نے جو قحطبہ کے مشہور بہادروں میں تھا اس پر حملہ کیا' سالم بن راویہ نے اس کے منہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ نکل پڑی' یہ ان سے لڑتا رہا' آخر کار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا۔ حملہ آور بھی مسجد میں آئے مگر پھر بھی اس کی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا اسے صاف کر دیتا اور پھر للکارتا بخدا! آج میں انھیں مزا چکھاؤں گا۔ حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور اوپر سے پتھر پھینک پھینک کر اسے مار ڈالا' اس کا سر قحطبہ کے پاس لائے اس کے چہرے اور سر پر خراش تک نہیں آئی تھی۔ قحطبہ

نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں نے ایسا سر کسی کا نہیں دیکھا۔

اس سنہ میں ابوحمزہ خارجی اور اہل مدینہ کے درمیان قدید میں جنگ برپا ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

معرکہ قدید:

عبدالواحد بن سلیمان نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو امیر الحجاج مقرر کیا۔ یہ سب بیت اللہ سے روانہ ہو کر خرہ آئے یہاں اسے قربانی کی مذبوحہ بھیڑیں ملیں' یہاں سے آگے بڑھے۔ جب عقیق آئے تو انھوں نے بانسوں پر اپنے پرچم باندھے ایک علم ٹوٹ گیا' اسے لوگوں نے روانگی کے لیے شگون بد سمجھا' یہاں سے روانہ ہو کر قدید آئے رات کے وقت قدید آ کر ٹھہرے' یہ گاؤں اس زمانہ کے قصر المبنی کے قریب واقع تھا یہاں پانی کے حوض بھی تھے تمام بے خطر یہاں اتر پڑے کیونکہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے وہ بالکل بے خبر مقیم تھے کہ دشمن مقام فضل سے ان پر اچانک آ گیا' بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بنی خزاعۃ نے ابوحمزہ کو ان کی اس غیر مصؤن حالت کی اطلاع دی اور وہیں انھیں لے آئے' خارجیوں نے مسلمانوں کو بری طرح قتل کیا۔ سب سے زیادہ نقصان قریش کو اٹھانا پڑا کیونکہ ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور یہ بھی بڑی جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے۔

ایک قریشی نے ایک یمنی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے کہ قریش کے قتل سے تو نے میری آنکھ ٹھنڈی کی' اس قریشی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو پہلے اسی کی خبر لے یہ مدینہ کا باشندہ تھا' اس کے بیٹے نے اس یمنی کے قریب پہنچ کر اس کا کام تمام کر دیا' پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا آگے بڑھو' باپ بیٹے دونوں لڑے اور دونوں مارے گئے۔

مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم:

شکست خوردہ مدینہ آئے لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین پر گریہ و نالہ کیا ایک عورت اپنے کسی رشتہ دار کے لیے صف ماتم بچھائی تو اور بیبیوں کو وہیں اپنے کسی عزیز کے قتل کی اطلاع معلوم ہوئی اور وہ ایک ایک کر کے سب اس کے گھر سے چلی گئیں غرض کہ تمام مدینہ ماتم کدہ بن گیا۔

ابوحمزہ خارجی کے اشعار:

ابوحمزہ نے یہ دو شعر اپنی قوم کے ان مقتولین کے متعلق جو قدید میں مارے گئے تھے اور جو ان کے کسی دوست نے کہے تھے روایت کیے ہیں:

یالھف نفسی و لھفی غیر کاذبة	علی فوارس بالبطحاء انجاد

عمرو و عمرو و عبداللہ بینھما	وابناھما خامس والحارث السادی

ترجمہ: ''میں خلوص دل سے ان بہادروں پر رنجیدہ ہوں جو بطحاء میں مارے گئے' وہ عمرو اور عمرو ہیں' اور عبداللہ اور ان دونوں کے بیٹے جو پانچ ہوئے اور چھٹا حارث''۔

اس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی مدینہ رسول میں داخل ہوا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک شام بھاگ گیا۔

ابوحمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب:

ابوحمزہ ۱۳۰ ہجری میں مدینہ میں داخل ہوا' عبدالواحد شام بھاگ گیا' اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا' اے اہل مدینہ

میں نے تم سے تمہارے ان والیوں کے طرز عمل کے متعلق پوچھا تو تم نے ان کی برائی کی میں نے پوچھا کیا مجرد گمان پر وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں' تم نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا وہ لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں تم نے کہا ہاں! اس پر ہم نے تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آ ؤ ہم تم مل کر انھیں خدا کا واسطہ دلائیں کہ وہ ہمارا اور تمہارا پیچھا چھوڑ دیں تم نے کہا وہ ایسا نہیں کریں گے' پھر تم نے کہا تو ہم تم ان سے لڑیں اور جب ہمیں تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہم پر حکومت کرے' تم نے کہا ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ پھر ہم نے کہا کہ اچھا تم الگ رہو اور ہمیں ان سے نبٹ لینے دو' اگر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کریں گے اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق تمہاری آمدنی تمہیں پر خرچ کریں گے مگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا بلکہ ان کی طرف سے ہم سے لڑے ہم بھی تم سے لڑے' اللہ تم کو غارت و ہلاک کر دے۔

خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ:

خارجیوں کی تعداد چار سو تھی ان کے ایک گروہ پر حارث ایک پر بکار بن محمد العدوی (عدی قریش) اور ایک پر ابوحمزہ قائد تھا' اس طرح یہ مقابلہ پر آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے معذرت کی تھی' اور کہا تھا کہ ہم تم سے ہرگز لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا مقابلہ نہ کرو' ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انھوں نے نہ مانا۔ غرض کہ ساتویں صفر ۱۳۰ ہجری کو فریقین میں جنگ ہوئی' اکثر مدینہ والے مارے گئے بہت تھوڑے سے بھاگ کر بچے' ان کا سردار عبداللہ بھی مارا گیا' قریش نے بھی خزاعہ پر بھی الزام عائد کیا کہ انھوں نے خارجیوں سے سازش کر لی تھی۔ اس بیان کا راوی خرام کہتا ہے کہ میں نے متعدد قریشیوں کو اس وقت تک اپنے پاس پناہ دی جب تک کہ ابوحمزہ نے عام امان نہ دے دی' بلخ اہل مدینہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا' خارجی مدینہ میں ۱۹/صفر کو آئے۔

ابوحمزہ کی ہشام بن عبدالملک پر تنقید:

ابوحمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی کہا اے اہل مدینہ احول یعنی ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ میں آیا تھا' اس سال پالے نے تمہارے پھلوں کو برباد کر دیا تھا' تم نے ہشام سے لکھ کر درخواست کی تھی کہ وہ تمہاری بٹائی معاف کر دے' اس نے تمہاری درخواست منظور کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار اور زیادہ سیر ہو گئے' اور محتاج اور زیادہ فقیر ہو گئے' تم نے ہشام کو جزائے خیر کی دعا دی' اللہ اس فعل کی نہ اسے جزائے خیر دے اور نہ تمہیں۔

ابوحمزہ خارجی کا خطبہ:

یحییٰ بن زکریا راوی ہے کہ ابوحمزہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے خطبے میں حمد و ثنا کے بعد کہا' اے مدینہ والو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر مغضوب الغضب احمقوں کی طرح کسی فعل عبث کے لیے یا ملک گیری کے لیے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور نہ کسی قدیم خون کا بدلہ لینے بلکہ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل کر دی گئی اور راست گو کا گلا گھونٹ دیا گیا اور جس نے انصاف کرنا چاہا وہ قتل کر دیا گیا تو یہ زمین باوجود اس وسعت کے ہم پر تنگ ہو گئی۔ ہم نے سنا کہ کوئی ہمیں اللہ کی اطاعت اور کلام پاک کے احکام کی تعمیل کے لیے بلا رہا ہے۔ ہم نے اس کی دعوت پر لبیک کہی:

﴿ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ ﴾

''اور جو شخص اللہ کے داعی کی صدا پر لبیک نہیں کہتا تو اسے اس زمین میں کہیں مفر نہیں ہے''۔

ہم اپنی اس جماعت کے ساتھ آئے جس میں مختلف قبائل کے لوگ ہیں' کئی کئی آدمیوں میں ایک ایک اونٹ ہے جس پر ان کا زادراہ بھی ہے' کئی کئی آدمیوں میں ایک لحاف ہے جسے وہ باری باری اوڑھتے ہیں' ہماری تعداد بھی تھوڑی ہے اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے ہم یوں ہی کمزور ہیں' مگر باوجود ان تمام باتوں کے اللہ نے ہماری مدد اور تائید کی جس کی وجہ سے ہم سب کے سب بھائی بھائی ہو گئے آخر کار قدید میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوا' ہم نے تمہیں اللہ کی اطاعت اور کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کی دعوت دی۔ تم نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کی اطاعت کی دعوت دی' خدا کی قسم! دیکھو کہ ہدایت وگمراہی ایک دوسرے سے کس قدر علیحدہ ہیں۔ پھر تم دوڑتے ہوئے تیز تیز اس طرح سامنے آئے کہ گویا شیطان ان کے سروں پر سوار ہے' حالانکہ ان کے خون سے اس کی دیگیں جوش میں آ چکی تھیں اور اس نے جو گمان ان کے متعلق کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا' تمہارے مقابل اللہ کے انصار (یعنی ہم) چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور دستوں میں جو ہر وار ہندی تلواریں لیے ہوئے آئے۔ پھر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی اور ہم نے اس بری طرح تمہیں مارا کہ اس سے ہمارے دشمن بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ اے مدینہ والو! اگر تم نے مروان اور اس کے خاندان کی مدد کی تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی سزا' یا خود دے گا یا ہمارے ہاتھوں دلائے گا' اور اس سے مومنین کے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ اے مدینہ والو! تم میں جو سب سے پہلے تھا' وہ ان میں بہترین شخص تھا' اور جو سب سے آخر میں ہے موجودہ لوگوں میں وہ بدترین ہے' اے مدینہ والو! ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں' البتہ جو مشرک بت پرست ہیں' یا مشرک کتاب والے ہیں' اور یا ظالم پیشوا ہیں وہ ہم سے علیحدہ ہیں' جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ نے کسی کو اس کی برداشت سے زیادہ مکلّف بنایا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کی ہے جو اس نے اسے نہیں دی وہ اللہ کا دشمن ہے اور ہم پر اس سے لڑنا واجب ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے قوی اور ضعیف کے لیے آٹھ حصے مقرر کر دیئے ہیں' مگر اب ایک نواں حصہ بھی مہیا کیا گیا کہ جس کا نہ کسی کو حق تھا اور نہ ان لوگوں کے حقوق میں سے اسے کوئی حصہ مل سکتا تھا' مگر اس نے زبردستی اللہ کے حکم کے خلاف اپنا بھی ایک حصہ مقرر کر کے وصول کر لیا۔

اے مدینہ والو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی منقصت کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ چھچھورے نوجوان اور دہقانی بدوی ہیں' تمہیں اس بات کو کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے' رسول اللہ ﷺ کے صحابی بھی نوجوان ہی تھے' بخدا! یہ عمر کے اعتبار سے نوجوان ضرور ہیں مگر اخلاق میں ادھیڑ عمر والوں ایسے ہیں۔ انھوں نے اپنی آنکھیں بدی کی جانب سے بند رکھی ہیں' باطل کی طرف ان کے قدم اٹھنے میں گراں بار ہیں' انھوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں مگر وہ ایسی موت مرتے ہیں جس سے موت ہی نہیں وہ باوجود درماندگی کے مسلسل چلتے رہتے ہیں' ان کی رات عبادت و بیداری میں گذرتی ہے اور دن روزے میں گذرتا ہے۔ کلام پاک کی مسلسل تلاوت سے وہ کوزہ پشت ہو گئے ہیں' جب وہ کسی ایسی آیت کو پڑھتے ہیں جس میں شوق شہادت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جنت کی تمنا میں بے تاب ہو جاتے ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ تلواریں نیام سے نکل آئی ہیں' نیزے بلند ہو گئے' تیر چلوں پر چڑھا دیئے گئے ہیں اور دشمن کی فوج موت کے صاعقہ سے لرزہ براندام ہیں تو انھوں نے اللہ کی وعید کے مقابلہ میں دشمن کے خوف کو کچھ پرواہ نہ کی' فطوبیٰ لھم و حسن مآب ' کیونکہ اللہ کا خوف وہ ہے کہ جس کی وجہ سے معلوم نہیں کتنے پرندے رات میں بیدار

رہتے ہیں اور کتنے ہاتھ ہیں کہ وہ دعا میں اٹھتے اٹھتے اپنے جوڑ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

یہ کہہ کر میں اپنی کوتاہیوں کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں' کیونکہ وہی مجھے توفیق دینے والا ہے' اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ کو منبر رسول اللہ ﷺ پر یہ کہتے سنا ہے جس نے زنا کیا وہ کافر ہے' جس نے شک کیا وہ کافر ہے' جس نے چوری کی وہ کافر ہے اور جس شخص نے ان لوگوں کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ اس نے اہل مدینہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور کوشش کی کہ وہ اس کے گرویدہ ہو جائیں' یہاں تک کہ انہوں نے اس کی زبان سے یہ بات بھی سنی کہ جو زنا کرے وہ کافر ہے۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوحمزہ نے منبر پر چڑھ کر کہا تھا وہ اخفا جو غیر معلوم راستہ پر لیے جا رہی تھی اٹھ گئی ہے' یاد رکھو جس نے زنا کیا وہ کافر ہے' اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے۔

ابوحمزہ خارجی کا مدینہ میں قیام:

ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ دن باقی تھے کہ ابوحمزہ مدینہ میں داخل ہوا' مدینہ میں اس کے قیام کی مدت کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے واقدی کہتا ہے کہ ابوحمزہ نے مدینہ میں تین ماہ قیام کیا' اس کے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ ابوحمزہ نے صفر کی بقیہ مدت' ربیع الاوّل و ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ مدینہ میں قیام کیا' واقدی کے بیان کے مطابق معرکہ قدید میں سات سو مدنی مارے گئے۔

ابوحمزہ نے اپنی فوج کا ایک دستہ کو زیر قیادت ابوبکر بن محمد بن عبداللہ بن عمر القرشی (متعلقہ بنی عدی بن کعب) اور بلج بن عیینہ بن الہیثم الاسدی البصری کو آگے روانہ کیا۔ اس کے مقابلہ کے لیے مروان بن محمد نے شام سے عبدالملک بن حمد بن عطیۃ العدی کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا۔

اب خود ابوحمزہ مدینہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے کچھ لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ یہ مدینہ سے چل کر وادی میں فروکش ہوا۔

ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم:

مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا۔ ابن عطیہ کو اس کا سردار مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منزلیں طے کرتا ہوا خارجیوں کے مقابلہ پر پہنچے' مروان نے ان میں سے ہر ایک سپاہی کو سو سو دینار' ایک عربی گھوڑا اور سامان کے لیے ایک ایک خچر دیا' یہ حکم بھی دیا کہ جاتے ہی خارجیوں سے لڑ پڑے اور اگر اسے فتح حاصل ہو تو یہ برابر بڑھتا ہوا یمن جائے اور وہاں عبداللہ بن یحییٰ اور اس کے ساتھیوں سے لڑے۔ اب یہ روانہ ہوا اور علاء آ کر اس نے پڑاؤ کیا۔

علاء بن افلح کا بیان:

مدینہ کا ایک شخص علاء بن افلح نام ابوالغیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ابن عطیہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے میرا نام دریافت کیا' میں نے کہا علاء' اس نے میرے باپ کا نام پوچھا' میں نے کہا افلح' اس نے پوچھا کس کے آزاد غلام

ہو؟ میں نے کہا ابوالغیث کا۔ اس نے پوچھا اس وقت ہم کہاں ہیں؟ میں نے کہا علاء میں۔ پھر اس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے؟ میں نے کہا غالب میں۔ یہ سن کر اس نے اور کوئی بات نہیں کی' بلکہ مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور اسی طرح ابن عطیہ کے سامنے پیش کیا اور اس سے کہا کہ آپ اس لڑکے سے اس کا نام دریافت کیجیے۔ اس نے میرا نام وغیرہ دریافت کیا' میں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی ویسا ہی جواب دیا۔ اس سے ابن عطیہ خوش ہوا' اور اس نے مجھے کچھ درہم دیے۔

ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ:

جب ابوحمزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابوحمزہ نے کہا جب تک انھیں خبردار نہ کر دو اور دعوتِ حق نہ دے دو ان سے نہ لڑو' چنانچہ خارجیوں نے چلا کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اس پر عمل کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو' اس پر ابن عطیہ نے چلا کر کہا ہم قرآن کو غلہ کے بورے میں رکھتے ہیں' ابوحمزہ نے پوچھا یتیم کے مال کے متعلق کیا کہتے ہو' اس نے کہا ہم اس کے مال کو کھا لیتے ہیں اور اس کی ماں سے حرام کرتے ہیں' غرض کہ اسی طرح کی اور کئی باتیں انھوں نے دریافت کیں اور اسی قسم کا ان کا جواب پایا۔ ان جوابات کو سن کر خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا شروع کیا اور شام تک لڑتے رہے' جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے چلا کر کہا اے ابن عطیہ اللہ سے ڈر' خداوند عزوجل نے رات آرام لینے کے لیے بنائی ہے' اب تم آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں' مگر اس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا' یہاں تک کہ اس نے تمام خارجیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

مدینہ میں خوارج کا قتل:

ابوحمزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئی تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل اختیار کریں گے اور مطابق سنت رسول اللہ ﷺ تمہاری مال گذاری کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیں گے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ صورت پیش آئی جس کی انھیں تمنا ہے۔ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون. جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انھیں معلوم ہو جائے گا وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

جب اہل مدینہ کو ابوحمزہ کے قتل کی خبر ملی وہ فوراً ان خارجیوں پر جھپٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور ان سب کو انھوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوحمزہ اور اس کے ساتھی مروان کی طرف چلے تو اس کا رسالہ زیر قیادت ابن عطیہ السعدی القیسی وادی القریٰ میں ان پر حملہ آور ہوا۔ خارجی ہزیمت اٹھا کر مدینہ کی جانب پسپا ہوئے' یہاں اہل مدینہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابن عطیہ کی روانگی مکہ:

مروان کی جانب سے فوج کا قائد عبدالملک بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا' یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جن کے ساتھ ایک خچر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دوہری زرہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے۔ اس فوج کے ساتھ چوطے آہنی جھولیں اور دوسرا اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اس زمانے میں ویسا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہ فوج مدینہ سے مکہ چلی گئی۔

ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائم مقامی:

بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا اور پھر مکہ گیا' اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا' پھر مکہ اور وہاں سے یمن گیا' مکہ پر اس نے ابن ماغر ایک شامی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ جب ابن عطیہ مکہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اس وقت صنعاء میں تھا اپنی جانب اس کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے آگے آیا' اور دونوں کا مقابلہ ہوا' ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور اس کے بیٹے بشیر کو مروان کے پاس بھیج دیا' ابن عطیہ صنعاء آیا اس نے عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیج دیا' مروان نے اسے لکھا کہ اب تم جس قدر جلد ہو سکے مکہ جا کر حجاج کو حج کراؤ۔ یہ اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ صنعاء سے چل کر مقام جرف میں منزل پذیر ہوا۔ اہل قریہ میں سے بعض نے اسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا! یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے اس خیال سے ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا' ابن عطیہ نے ان سے کہا اے بدبختو! شرم کرو' مجھے امیر المومنین نے امیر حج مقرر کیا ہے' حج کے لیے جا رہا ہوں۔

ابن عطیہ کا قتل:

ابوالزبیر بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ ہم بارہ آدمی ابن عطیہ کے ساتھ صنعاء سے مکہ چلے کیونکہ مروان نے اسے امیر حج مقرر کیا اس کے ہمراہ اس کی خرجی میں چالیس ہزار دینار تھے۔ یہ حج کے ارادے سے جرف میں فروکش ہوا۔ یہ اپنی تمام فوج اور رسالے کو صنعاء میں چھوڑ آیا تھا۔ ہم لوگ بالکل بے خوف وخطر قیام پذیر تھے کہ میں نے ایک عورت کو یہ کہتے سنا اللہ جمانتہ کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کرے یہ کس قدر بدبخت ہیں' میں پانی گرانے کی غرض سے اٹھ کر ایک فراز زمین پر آیا' میں نے دیکھا کہ مسلح پیدل سپاہ اور رسالہ کا طوفان اُمڈا آتا ہے' دیکھتے دیکھتے جمانتہ المرادی کے دونوں بیٹے ہمارے سامنے پہنچ گئے' انھوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا' ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں' انھوں نے کہا تم ڈاکو ہو' ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکال کر دکھایا کہ یہ ان کا خط ہے جس میں انھوں نے مجھے امیر الحج مقرر کیا ہے' اور میں ابن عطیہ ہوں۔ انھوں نے کہا یہ سب جھوٹ و دھوکہ ہے تم لوگ ضرور ڈاکو ہو' جب ہم نے دیکھا کہ یہ آمادۂ شر ہیں تو صفر بن حبیب فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔ اس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا۔ پھر ابن عطیہ بھی اسی طرح اپنے راہوار پر سوار ہو کر لڑا اور مارا گیا' یہاں تک کہ سوائے میرے تمام ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے' ان لوگوں نے مجھے دریافت کیا' میں نے کہا' میں قبیلہ ہمدان سے ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے؟ میں نے ایک خاندان سے اپنے کو منسوب کر دیا کیونکہ میں ہمدان کے تمام خاندانوں سے واقف تھا۔ اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمھیں امان ہے' اس قافلہ میں جو کچھ تمہارا ہو وہ تم لے لو' اگر میں اس ساری رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی دعویٰ کرتا تو وہ ضرور مجھے دے دیتے پھر انھوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کر دیا وہ صعدہ تک مجھے پہنچا آئے' وہاں جا کر مجھے امن ملا اور وہاں سے میں مکہ آ گیا۔

اس سنہ میں موسم گرما میں ولید بن ہشام رومیوں سے جہاد کرنے گیا' عمق پر جا کر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا' اس سنہ میں بصرہ میں طاعون ہوا۔

قحطبہ بن شبیب کا اہل جرجان پر عتاب:

اس سنہ میں قحطبہ بن شبیب نے جرجان کے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے

بعد اسے معلوم ہوا کہ اہل جرجان اس پر یورش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کے لیے انھوں نے آپس میں ساز باز کر لی ہے' یہ فوراً جرجان آیا اور وہاں تمام باشندوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نصر بن سیار کے قاصدوں کی گرفتاری:

جب نصر کو قومس میں معلوم ہوا کہ قحطبہ نے نباتہ اور جرجان کے اس قدر باشندوں کو قتل کر دیا ہے تو اب وہ قومس سے روانہ ہو کر خوارالرے آیا۔ نصر کے قومس میں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب زیاد بن زرارۃ القشیری نے تمیم بن نصر اور تالی بن سوید العجلی کو قتل کر دیا۔ تو ابومسلم نے منہال بن فتان کے ہاتھ نیشاپور کی ولایت کا حکم تقرر زیاد کو بھیجا' اور قحطبہ کو نصر کے تعاقب کا حکم دیا۔ قحطبہ نے علی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا اور پھر خود یہ نیشاپور آیا اور یہاں اس نے دو ماہ رمضان اور شوال ۱۳۰ ہجری قیام کیا۔ اس اثناء میں نصر قومس کے ایک گاؤں بذش میں مقیم تھا اس کے قیسی طرفدار ایک اور میدا نام گاؤں میں فروکش تھے۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے جو اس وقت واسط میں مقیم تھا' مدد طلب کی اور اس کے لیے خراسانی نصر کے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجا تاکہ اس سے اس شورش کی اہمیت اس پر ظاہر ہو' ابن ہبیرہ نے نصر کے پیامبروں کو گرفتار کر لیا۔

نصر بن سیار کی مروان سے امداد طلبی:

اس پر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے خراسان کے بعض سربرآوردہ لوگوں کو ابن ہبیرہ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ یہاں کی حالت سے اسے پوری طرح آگاہ کر دیں اور نیز اس سے مدد طلب کی تھی اس کے جواب میں اس نے میرے قاصدوں کو قید کر لیا ہے اور میری مطلق مدد نہیں کی' میری حالت اس وقت اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی احاطہ مکان میں ہے اور اب اگر کوئی اس کی مدد کرے تو شاید وہ پھر اپنے گھر میں آ جائے اور اس پر قبضہ کرے ورنہ اگر وہ راستے پر نکال دیا گیا تو نہ گھر پر اس کا قبضہ رہے گا اور نہ احاطہ پر۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کے لیے لکھا اور نصر کو بھی اس کی اطلاع کر دی۔ نصر نے بنی لیث کے آزاد غلام خالد کے ہاتھ ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ فوراً میری امداد کے لیے فوج بھیجئے کیونکہ میں اہل خراسان سے جھوٹا ہو چکا ہوں۔ اب ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو میری بات پر اعتماد کرتا ہو' آپ فوراً دس ہزار فوج میری امداد کے لیے بھیج دیجیے' بعد میں اگر آپ نے ایک لاکھ بھی بھیجی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

امیر حج محمد بن عبدالملک وعمال:

اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان امیر حج تھا۔ مکہ' مدینہ اور طائف اسی کے ماتحت تھا۔ عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے تحت تھا۔ حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے اور عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے' نصر بن سیار خراسان کا صوبہ دار تھا اور خراسان کی جو سیاسی حالت تھی اس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

باب ۱۵

معرکہ زاب

یا

قحطبہ بن شبیب

۱۳۱ھ کے واقعات

ابو کامل کی ابو مسلم سے علیحدگی:

اس سنہ میں قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلہ کے لیے بھیجا' جو قومس میں قیام پذیر تھا۔

نباتہ کے قتل کے بعد نصر بذش سے روانہ ہو کر خوار آ گیا تھا۔ ابو بکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا۔ قحطبہ نے محرم ۱۳۱ ہجری میں اپنے بیٹے حسن کو قومس بھیجا' پھر ابو کامل' ابو القاسم' محرز بن ابراہیم اور ابو العباس المروزی کو سات سو فوج کے ہمراہ حسن کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ سردار اس کے قریب پہنچے تو ابو کامل اپنی چھاؤنی کو چھوڑ کر نصر سے جا ملا اور نصر سے آ کر اپنے اس سپہ سالار کا مقام جسے وہ چھوڑ آیا تھا' بتایا نصر نے ایک فوج اس کے مقابلہ کے لیے بھیج دی۔ جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابو مسلم کی فوج کا جو ایک فصیل میں فروکش تھی محاصرہ کر لیا۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے برہمی:

جمیل بن مہران فصیل میں شگاف کر کے اپنی فوج کو لے کر بھاگ گیا اور یہ کچھ مال و متاع بھی چھوڑتے گئے۔ نصر کی فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔

نصر نے اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ عطیف نے رے میں اسے روکا' نصر کے قاصد سے خط اور روپیہ لے لیا اور اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ابن ہبیرہ نے یہ کس طرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے۔ کیا وہ قیس کے ان کمزور نفروں کو میرے خلاف برانگیختہ کر رہا ہے۔ بخدا میں اس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا' اسے اور اس کے بیٹے کو جس کے لیے وہ سب ترکیبیں کر رہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوئی حقیقت و وقعت نہیں ہے۔

نصر بن سیار کا انتقال:

اب خود نصر روانہ ہو کر رے آیا۔ حبیب بن بدیل النہشلی رے کا عامل تھا۔ جب نصر رے آ گیا تو عطیف رے سے ہمدان

چلا گیا۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحصحیہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا' جب عطیف مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو یہ ہمدان کو چھوڑ کر اصبہان عامر بن خبارہ کے پاس چلا گیا۔ عطیف کے ساتھ تین ہزار فوج تھی' جسے ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لیے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کر دیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دو دن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار پڑا اور اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا۔ جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہیں اس نے انتقال کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھی ہمدان میں داخل ہوئے' بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲/ ربیع الاوّل کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ نصر خوار سے رے کی سمت روانہ ہوا تھا مگر وہ رے نہیں آیا بلکہ اس نے اس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو رے اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اور اسی صحرا میں اس کا انتقال ہوا۔

زیاد بن زرارہ کی ابومسلم سے علیحدگی:

(اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرنے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سمنان نام موضع میں بھیج دیا۔ اب قحطبہ جرجان سے اس طرف روانہ ہوا' اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارۃ القشیری کو روانہ کر دیا تھا۔ یہ ابومسلم کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور قحطبہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن ضبارہ کے پاس جانے کے لیے اصبہان کے راستہ ہو لیا۔

مسیّب بن زہیر اور زیاد بن زرارہ کی جنگ:

قحطبہ نے مسیّب بن زہیر الضبی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا' اس نے دوسرے دن عصر کے بعد اسے آلیا اور لڑا' زیاد کو شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج قتل ہوگئی۔ مسیّب پھر قحطبہ کے پاس واپس آ گیا۔ قحطبہ قومس روانہ ہوا جہاں اس کا بیٹا حسن مقیم تھا' حازم بھی اس راستہ سے قومس آ گیا۔ جس راستہ سے آنے کا حسن نے اسے حکم دیا تھا۔ قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے اپنے آگے روانہ کیا' حبیب بن بدیل النہشلی اور اس کے ہمراہی شامیوں کو حسن کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ خود رے چھوڑ کر چلے گئے۔ حسن رے میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قحطبہ نے رے پہنچ کر ابومسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔

ابومسلم خراسانی کا نیشاپور میں قیام:

اس سنہ میں ابومسلم مرو سے نیشاپور چلا آیا اور اب یہاں اس نے اپنا قیام کیا۔

جب قحطبہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابومسلم کو اطلاع دی تو وہ مرو چھوڑ کر نیشاپور آ گیا' اور یہاں اس نے اپنے گرد خندق کھود لی' رے آنے کے تین دن بعد قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا' جب یہ ہمدان کی جانب بڑھا تو مالک بن ادھم اور تمامی شامی اور خراسانی جو وہاں تھے ہمدان سے نہاوند آ گئے۔ یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس جس کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی معاشیں آ کر لے لے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی معاشیں بھی نہ لیں اور یوں ہی نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر کے ہمراہ تھے اس کے ساتھ رہے' حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور اس سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا' قحطبہ نے ابوجہم بن عطیہ باہلہ کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیجا۔ جس نے چاروں طرف سے شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ اس سنہ میں عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

عامر بن ضبارہ کی قحطبہ کی جانب پیش قدمی:

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد خراسان کی طرف بھاگا' ابن ضبارہ اس

کے تعاقب میں روانہ ہوا' اسی اثناء میں یزید بن عمر کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قحطبہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا یہ ہمدان کے شہر جی میں آ کر فروکش ہوئے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر العسا کر کر کہلایا جاتا تھا' قحطبہ نے ان کے مقابلہ کے لیے مقاتل۔ ابوحفص المہلبی' ابو جماد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل' اسلم بن حسان' ذویب الاشعث' کلثوم بن شبیب' مالک بن طریف' مخارق بن عقال اور ہیثم بن زیاد کو روانہ کیا عکی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ عکی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آ کر فروکش ہوا۔

عامر بن ضبارہ اور قحطبہ کی جنگ:

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہاوند کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس نے اہل نہاوند کی امداد کے لیے جانے کا ارادہ کیا مگر عکی کو بھی اس کے ارادے کی خبر ہوگئی' اس نے فوراً قحطبہ کو اس کی اطلاع دی' قحطبہ نے زہیر بن محمد کو قاشان روانہ کیا۔ اب خود عکی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہاوند کی طرف روانہ ہوا' مگر پھر قحطبہ نے اسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قحطبہ رے سے روانہ ہوا' اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العکی سے جاملا تو اس نے اس کی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ ان کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کے پڑاؤ میں ایک فرسنگ کا فاصلہ تھا' کئی روز تک ابن ضبارہ بغیر لڑے ٹھہرا رہا۔ اب قحطبہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اس کے میمنہ پر عکی' خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا' میسرہ پر عبدالحمید بن ربعی' مالک بن طریف کے متعین تھا۔ قحطبہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ یا جیسا بیان کیا گیا ہے ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔

عامر بن ضبارہ کی شکست:

قحطبہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزہ پر باندھا گیا اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لیے دعوت دیتا ہوں۔ شامیوں نے اسے فحش گالیاں دیں۔ قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ عکی نے شامیوں پر حملہ کیا' دونوں فریق گڈمڈ ہو گئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے۔ فاتحوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا' بے شمار اسلحہ' لونڈی غلام اور مال و اسباب ان کے ہاتھ لگا۔ قحطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوش خبری دینے کے لیے بھیجا۔

عامر بن ضبارہ کا قتل:

جب قحطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النمیری' بشر بن بسطام بن عمران بن الفضل الرجمی اور عبدالعزیز بن شماس المازنی تھے' ابن ضبارہ کے پاس صرف رسالہ تھا اور قحطبہ کے ساتھ پیدل اور رسالہ دونوں طرح کی فوج تھی' قحطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسی ناوک فگنی کی کہ وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے' قحطبہ اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کے لشکر گاہ میں در آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود پسپا ہو گیا۔ ابن ضبارہ نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پسپا ہو

گیا ہے' ابن ضبارہ نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔

مالِ غنیمت:

ایک شخص جو قحطبہ کے ہمراہ اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جس قدر گھوڑے' اسلحہ اور لونڈی شامیوں نے اصبہان میں اپنے لشکر گاہ میں جمع کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھیں' معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے اسی طرح بے شمار بربط تنبورے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم جھونپڑیاں یا خیمے ایسے تھے کہ جس میں ہمیں شراب کا کوئی مشکیزہ یا چھاگل نہ ملی ہو۔

اس سنہ میں نہاوند پر قحطبہ اور مروان کی ان فوجوں میں جو وہاں پناہ گزیں تھیں جنگ ہوئی' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جابلق واقع ضلع اصبہان میں بروز سنیچر ہوئی جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

عاصم کا حسن پر حملہ کرنے کا ارادہ:

جب قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اس نے اور اس کی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اس کی خبر قتل کو زور زور سے بیان کرنے لگے' اسے سن کر عاصم بن عمیر السعدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس زور زور سے ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ اب بہتر یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس کا باپ آ جائے ہم حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع مل جائے گا کہ جدھر چاہیں نکل جائیں' کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ اس پر پیدل سپاہ نے کہا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ مالک بن ادھم الباہلی نے کہا ابن ہبیرہ کا خط میرے پاس آ گیا ہے جس میں اس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اس کے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

مالک بن ادھم کی قحطبہ سے مصالحت:

اصبہان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد قحطبہ نہاوند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہاوند کی فوج کو کئی ماہ تک محاصرہ میں رکھا ان کے سامنے امان پیش کی مگر انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قحطبہ نے شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں' جب مالک نے یہ رنگ دیکھا اس نے اپنے اور شامیوں کے لیے قحطبہ سے وعدۂ معافی لے لیا۔ اہل خراسان کو اس معاملے کی اطلاع نہ ہوئی۔ قحطبہ نے مالک کو وعدۂ معافی دے دیا اور اسے ایفا بھی کیا' شامیوں میں سے اس نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ اس کے خلاف اس نے تمام خراسانیوں کو بجز حکم بن ثابت بن ابی مسعر الحنفی کے قتل کر دیا۔ ان سر برآوردہ لوگوں میں ابو کامل' حاتم بن الحارث بن شریح' ابن نصر بن سیار' عاصم بن عمیر' علی بن عقیل' بیہس بن بدیل السلیمی الجزائری ایک قریشی بختری نام جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھا (مگر ارباب سیر نے اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد اسے پہچانتی نہ تھی) اور قطن بن حرب الہلالی تھے۔

جب ملک بن ادھم نے قحطبہ سے مصالحت کر لی تو بیہس بن بدیل نے کہا بخدا! یہ ہمارے اغراض کے خلاف صلح کر رہا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس کے بعد ہی اس نے دیکھا کہ ان خراسانیوں کے لیے جو قحطبہ کے ہمراہ تھے شہر کے دروازے کھول دیئے

گئے اور وہ داخل ہو گئے قحطبہ نے ان لوگوں کو شہر پناہ میں داخل کر دیا۔

قحطبہ کی اہل خراسان اور شامیوں کو امان:

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ قحطبہ نے ان خراسانیوں سے جو نہاوند میں تھے کہلا کر بھیجا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ تم سب کو امان دیتا ہوں مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور تین ماہ شعبان و رمضان اور شوال کے محاصرہ کے بعد انھوں نے اپنے لیے امان حاصل کر لی نیز انھوں نے قحطبہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تاکہ وہ ہماری کارروائی سے واقف نہ ہوں اور اس اثنا میں ہم ان کی لاعلمی میں دروازہ کھول دیں گے۔ قحطبہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اس نے اہل نہاوند کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کر دیا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھول دیا۔ جب ان کے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جا رہے ہیں تو اس کے متعلق انھوں نے دریافت کیا' شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان لے لی ہے۔ اس پر اہل خراسان کے تمام عمائد باہر نکل آئے۔ قحطبہ نے ان میں سے ہر شخص کو اپنے خراسانی سرداروں کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے نقیب نے منادی کر دی کہ جس جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اسے قتل کر کے اس کا سر پیش کر دے' چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو جو لوگ ابو مسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ البتہ شامیوں کو اس نے اس شرط پر معافی دے دی کہ وہ اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے۔

عاصم بن عمیر کا قتل:

جب قحطبہ نے ان خراسانیوں جو نہاوند میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہر پناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن عمیر نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور خود زرہ اور سیاہ لباس پہن کر جو اس کے پاس تھا' شہر پناہ سے نکل بھاگا' ایک خدمت گار نے جو خراسان میں اس کے پاس ملازم رہا تھا اسے پہچان لیا۔ اس نے اس کا نام ابوالاسود لیا' اس نے کہا ہاں! اس خدمت گار نے اسے ایک نالی میں چھپا دیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ ان کی حفاظت کرے اور کسی کو اس کا پتہ نہ دے۔ جب قحطبہ نے یہ حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہو اسے وہ قتل کر کے اس کا سر میرے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جس کے ذمہ عاصم کی حفاظت کی گئی تھی کہا کہ میرے پاس ایسا قیدی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے چھین لیا جائے گا' اس کی اس بات کو ایک یمنی نے سنا اور اس سے کہا کہ مجھے وہ قیدی دکھاؤ اس نے دکھا دیا۔ یمنی نے عاصم کو شناخت کر لیا اور قحطبہ سے آ کر بیان کیا کہ ظالموں کا ایک بڑا شخص اس طرح گرفتار ہے' قحطبہ نے اسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ مگر اہل شام سے جو وعدۂ معافی اس نے کیا تھا اسے ایفا کیا اور ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔

قحطبہ کا نہاوند پر قبضہ:

جب قحطبہ نہاوند آیا اس وقت حسن اہل نہاوند کا محاصرہ کیے تھے' قحطبہ خود تو نہاوند میں مقیم رہا حسن کو اس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا' عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا' یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قحطبہ نے نہاوند فتح کر لیا تو مفتوحین کا ارادہ ہوا کہ اس کا نام مروان کو لکھ بھیجیں مگر وہ کہنے لگے کہ اس کا نام بہت برا ہے اسے قلب کر دو۔ قلب کرنے سے ہبط حق ہوا اس پر وہ کہنے لگے کہ اس سے تو پہلا ہی نام باوجود اپنی شناخت کے ہمارے لیے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے پھر اسے الٹا کر دو۔

ابوعون کا شہرزور پر قبضہ:

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ہمراہ شہرزور بھیجا' جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے پہنچ چکا تھا' ابوعون اور مالک نے شہرزور سے دو فرسخ کے فاصلہ پر آ کر منزل کی' ایک شب و روز قیام کے بعد دونوں ۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۱ھ کے دن عثمان بن سفیان سے لڑے یہ مارا گیا۔ ابوعون نے اس فتح کی خوش خبری اسمٰعیل بن المتوکل کے ذریعہ قحطبہ کو بھیج دی اور خود ابوعون موصل کے علاقہ میں ٹھہرا رہا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان اس جنگ میں نہیں مارا گیا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔ ابوعون نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگ کے بعد اس کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے۔

یہ بھی کہا ہے کہ قحطبہ نے ابوعون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابومسلم کے حکم کی بنا پر شہرزور بھیجا تھا۔

مروان بن محمد کی زاب میں آمد:

جب اعون کی خبر مروان کو ملی جو اس وقت حران میں تھا تو وہ وہاں سے اس کی جانب آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہ شام' موصل اور جزیرہ کی تمام باقاعدہ فوج اور بنوامیہ کا تمام کنبہ تھا۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا۔ اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں' ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ ملا دیا یہاں تک کہ اسی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے زاب آ کر پھر اس نے مورچے لگائے۔ ابوعون ذی الحجہ کی بقیہ مدت اور محرم ۱۳۲ھ شہرزور ہی میں مقیم رہا' اس نے پندرہ ہزار آدمیوں کو بھرتی کیا۔

قحطبہ کی ابن ہبیرہ پر فوج کشی:

نیز اسی سنہ میں قحطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے شکست کھا کر ابن ہبیرہ کا بیٹا اس کے پاس آیا تو یہ بے شمار فوج کے ساتھ قحطبہ سے لڑنے آیا۔ اس کے ہمراہ حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا۔ اسے مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لیے بھیجا تھا' ابن ہبیرہ نے ساقہ عسکر پر زیاد بن سہیل الغطفانی کو مقرر کیا تھا۔ غرض کہ ابن ہبیرہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر مشہور مقام جلولاء پر قیام کیا' خندق کھودی اور وہی خندق کھودی اور جسے اہل عجم نے جلولاء کی مشہور جنگ میں کھودا تھا۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا' یا دوسری جانب سے قحطبہ بڑھتا ہوا قرماسین آیا' وہاں سے حلوان ہوتا ہوا خانقین پہنچا جب یہ خانقین سے آگے بڑھا تو ابن ہبیرہ جلولاء چھوڑ کر دعکبراء پلٹ آیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قحطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اس وقت جلولاء میں اپنی خندقوں میں مورچے لگائے تھا' اس کے آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر عکبراء آیا۔ قحطبہ نے دجلہ کو عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام دمما میں فروکش ہوا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلد جلد کوفے کی طرف پلٹا' تاکہ قحطبہ سے پہلے وہاں پہنچے' یہ فرات کے شرقی حصہ میں ہو رہا' حوثرہ پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا۔ قحطبہ نے دمما سے دریائے فرات کو عبور کیا اور یہ اس کے غربی حصہ سے کوفہ کے ارادہ سے چلا' آخر کار اس مقام پر پہنچا جہاں

ابن ہبیرہ موجود تھا۔

امیر حج ولید بن عروہ:

اس سنہ میں ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) عبدالملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں حج ہوا' یہ عبدالملک وہی شخص ہے جس نے ابوحمزہ خارجی کو قتل کیا تھا۔ ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا والی تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ اس اثناء میں مروان نے اس کے چچا عبدالملک بن محمد بن عطیہ کو جو اس وقت یمن میں تھا حج کرانے کا حکم دیا مگر اس کا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام حج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اسی نے حج کرایا۔

ولید بن عروہ کا قاتلین ابن عطیہ سے انتقام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے اسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے' ولید نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا' ان کی عورتوں کے شکم چاک کر دیئے' بچوں تک کو قتل کر دیا' اور جس پر اس نے قابو پایا اسے جلا ڈالا' یہی ولید اس سنہ میں مکہ' مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبدالملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے قاضی تھے' عباد بن منصور الناجی بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۳۲ھ کے واقعات

قحطبہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

ابن ہبیرہ کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے جب قحطبہ خانقین پہنچا تو اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں تھا۔ قحطبہ کے خانقین آنے کے بعد یہ جلولاء سے دسکرہ گیا تھا' قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل و حرکت دریافت کرنے روانہ کیا۔ اس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولاء کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا۔ حسن نے اسے اس کی خندق میں فروکش پایا اور اس کی اپنے باپ کو جا کر اطلاع کر دی' قحطبہ نے اپنے سرداروں سے پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کیے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟ خلف بن مورع الہمدانی التمیمی نے کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاتا ہوں' چنانچہ اس نے قحطبہ کو روستقباذ سے دریائے تامرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے ہولیا۔ ہرزج سابور میں منزل کر کے بکیرا آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے آوانا پہنچا۔

خازم بن خزیمہ کو دریائے دجلہ پار کرنے کا حکم:

(دوسری روایت) قحطبہ نے خانقین میں منزل کی' اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں فروکش تھا' ان دونوں کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ قحطبہ نے اس کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے طلائع روانہ کیے۔ انھوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ابھی جلولاء ہی میں فروکش ہے۔ قحطبہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا' کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کر لے' یہ اسے عبور کر کے دجلہ اور دجیل (دریائے قارون) کے درمیان چلتا رہا اور جب کوثا پہنچا تو قحطبہ نے اسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جس قدر کشتیاں اسے دستیاب ہوسکیں وہ بھیج دے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دمما میں اس سے آملے گا۔ خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قحطبہ دمما میں اس

سے آ ملا۔ پھر اس نے محرم ۱۳۲ ہجری میں فرات کو عبور کیا' تمام مال و اسباب اور اہل و عیال خشکی کے راستے سے روانہ کیے' سوار بھی اس کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے' اس وقت ابن ہبیرہ کوفہ سے تیئس فرسنگ کے فاصلہ پر فرات کی اس آبشار پر جو فلوجہ کی سطح مرتفع کے بعد واقع ہے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ ابن ضبارہ کی ہزیمت یافتہ فوج بھی اس کے پاس آ گئے تھے' نیز مروان نے بھی بیس ہزار فوج حرثرہ بن سہیل الباہلی کی قیادت میں اس کی امداد کے لیے بھیج دی تھی۔

حوثرہ بن سہیل کا ابن ہبیرہ کو مشورہ:

(پہلی روایت) جب قحطبہ ابن ہبیرہ کو چھوڑ کر سیدھا کوفہ کی جانب بڑھا تو حوثرہ بن سہیل الباہلی اور شام کے دوسرے سربرآوردہ لوگوں نے ابن ہبیرہ سے کہا قحطبہ کوفہ جا رہا ہے تم خراسان چلو اور اسے مروان کو آپس میں نبٹ لینے دو' اس کارروائی سے تم اس کی ساری طاقت توڑ دو گے' کیونکہ اس صورت میں اغلب یہ ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کبھی نہیں کرے گا' ابن ہبیرہ نے کہا یہ مشورہ مناسب نہیں' وہ کوفہ کو چھوڑ کر میرا تعاقب کبھی نہیں کرے گا اب تو مناسب بات یہی ہے کہ میں اس سے پہلے کوفہ پہنچ جاؤں۔

قحطبہ کی ایک دیہاتی سے ملاقات:

جب قحطبہ نے فرات کو عبور کیا تو اس کے کنارے کنارے ہو لیا۔ ابن ہبیرہ نے بھی اپنے علاقہ فلوجہ کے پڑاؤ سے کوچ کیا' اس نے حوثرہ بن سہیل کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے کوفہ چلنے کا حکم دیا' دونوں حریف فرات کے کنارے کنارے کوفہ کی طرف بڑھے' ابن ہبیرہ فرات اور سورا کے درمیان سفر کر رہا تھا اور قحطبہ فرات کے مغربی کنارے کنارے جو صحرا سے متصل ہے چل رہا تھا' یہ ایک جگہ ٹھہر گیا' ایک دیہاتی کشتی میں بیٹھ کر اس کے پاس آیا اور سلام کیا' قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا طے سے۔ پھر اس دیہاتی نے قحطبہ سے کہا آپ اس میں سے پانی پیجئے اور مجھے اپنا جھوٹا پلایئے' قحطبہ نے پیالہ میں سے چنگل بھر کر پہلے خود پیا اور پھر اسے پلایا' اس دیہاتی نے کہا اس خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنی عمر دی کہ میں نے اس فوج کو یہ پانی پیتے دیکھا۔ قحطبہ نے پوچھا کیا اس کے متعلق کوئی روایت تم تک پہنچی ہے' اس نے کہا ہاں! قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو' اس نے کہا قبیلہ طے کے بنی نبہان سے' قحطبہ نے کہا میرے امام نے مجھ سے جو بات کہی وہ سچ ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس دریا پر مجھے ایک جنگ میں شریک ہونا پڑے گا۔ جس میں مجھے فتح حاصل ہوگی۔ قحطبہ نے اس سے پوچھا اے نبہانی بھائی کیا یہاں کہیں دریا بھی پایاب ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سغدی بن العصم اس مقام سے واقف ہے' قحطبہ نے اسے بلایا' وہ اس کا باپ اور عون آئے اور انھوں نے وہ جگہ بتائی جہاں دریا پایاب تھا۔ اب شام ہو گئی' اور ابن ہبیرہ کا مقدمۃ الجیش جس میں بیس ہزار فوج حوثرہ کے زیر قیادت تھی اس کے سامنے آ گیا۔

قحطبہ کا الحارہ میں قیام:

(دوسری روایت) جب قحطبہ نے الحارہ پر منزل کی تو کہا جو امام نے مجھ سے کہا تھا وہ سچ ہوا' انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس مقام میں مجھے فتح حاصل ہوگی' قحطبہ نے یہاں اپنی ساری فوج کو ان کی معاش دے دی۔ فوج کے بخشی نے رقم تقسیم کر کے سولہ ہزار سے ایک یا دو درہم کم و بیش رقم اسے لا کر واپس دے دی۔ اس پر قحطبہ نے کہا جب تک تمہاری دیانتداری کا یہ حال رہے گا تمہارے سارے کام بنتے جائیں گے۔ اب شامی رسالہ سامنے آ گیا اور اسے دریا کا پایاب مقام بھی بتا دیا گیا تھا' مگر اس نے کہا ہم ماہ محرم

الحرام اور دسویں کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ۱۳۲ ہجری کا واقعہ ہے۔

قحطبہ کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

(ایک اور روایت) قحطبہ مغرب کے وقت آٹھویں محرم شب چہار شنبہ ۱۳۲ھ کو اس مقام پر آیا جہاں سے دریا پایاب تھا اور جو اسے بتا دی گئی تھی وہ آتے ہی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کود پڑا' ابن ہبیرہ پر حملہ آور ہوا' اس کی فوج پسپا ہوئی۔ اور نیل کے دہانے پر جا کر ٹھہری' حوثرہ روانہ ہو کر ابن ہبیرہ کے قصر میں جا کر فروکش ہوا۔ صبح کے وقت جب اہل خراسان نے اپنے سپہ سالار کو نہ پایا تو ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ اب حسن بن قحطبہ اس فوج کا سردار تھا۔

حمید بن قحطبہ کی بیعت:

(اب یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے) قحطبہ نے اپنے علمبردار خیران یا اپنے غلام یسار سے کہا دریا کو عبور کر' نیز اس نے اپنے نشان بردار مسعود بن علاج الوائلی کو بھی عبور کا حکم دیا۔ اپنے کوتوال عبدالحمید بن ربعی ابی غانم النبہانی الطائی کو بھی عبور کا حکم دیا اور کہا اے ابو غانم عبور کرو اور تمہیں مال غنیمت کی خوش خبری ہو۔ چنانچہ ایک جماعت نے جن میں چار سو آدمی تھے' دریا کو عبور کیا اور یہ حوثرہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شاہراہ سے ہٹا دیا۔ محمد بن نہایۃ سامنے آیا اس سے بھی لڑائی ہوئی' انھوں نے آگ روشن کر دی' شامی پسپا ہو گئے' جب خراسانیوں نے قحطبہ کو نہ پایا تو انھوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی' اگرچہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا اور ابو نصر نام ایک شخص کو دو سو آدمی کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ حمید یہاں سے روانہ ہو کر کربلا آیا' پھر دیر الاعور پر منزل کر کے عباسیہ میں فروکش ہوا۔

قحطبہ کی لاش کی تدفین:

دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطبہ کی لاش مل گئی جسے ابوجہم نے دفن کر دیا' فوج کے ایک میر بخشی نے اعلان کیا کہ جس کے پاس قحطبہ کا کوئی عہد ہو پیش کرے۔ مقاتل بن مالک العکی نے کہا میں نے قحطبہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو حسن سپہ سالار مقرر کیے جائیں چنانچہ تمام لوگوں نے حسن کے لیے حمید کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر حسن کے بلانے کو قاصد بھیجا' قاصد نے قریہ شاہی کے درے حسن سے آ ملاقات کی' حسن واپس آ گیا' اس نے قحطبہ کی مہر ابوجہم کے حوالے کر دی اور سب لوگوں نے حسن کے ہاتھ پر بیعت کی' حسن نے کہا اگر قحطبہ مر گئے تھے میں حسن ابن قحطبہ موجود ہوں۔

اس شب میں ابن نبہان السدوسی' حرب بن سلم بن احوز' عیسیٰ بن ایاس العدوی اور اساورہ میں سے ایک شخص مصعب نامی کام آ گئے۔ معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حضین نے قحطبہ کے قتل کا ادعا کیا۔

قحطبہ ایک نالی میں مقتول پایا گیا۔ حرب بن سلم بن احوز بھی اس کے پہلو میں مقتول پڑا تھا اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔

قحطبہ اور معن بن زائدہ کی جنگ:

عبداللہ بن بدر جو اس شب میں ابن ہبیرہ کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ قحطبہ دریا عبور کر کے ہمارے سامنے آیا۔ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر جس پر پانچ شہسوار تھے ہم سے لڑنے لگا' ابن ہبیرہ نے محمد بن نباتہ کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا وہ اس سے جا کر گتھم گتھا ہو گیا'

ہم ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطبہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اس میں پوری اتر گئی۔ قحطبہ پانی میں گر پڑا' لوگوں نے اسے نکال لیا اس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو' ایک عمامہ سے اس کا ہاتھ باندھ دیا گیا۔ پھر اس نے کہا اگر میں مر جاؤں مجھے پانی میں ڈال دینا۔ تاکہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو' اہل خراسان نے اب ہم پر جوابی حملہ کیا جس سے ابن نباتہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انھوں نے ہمارا تعاقب کیا' ہماری ایک جماعت ایک سمت کو ہولی تھی۔ خراسانیوں کی ایک جماعت نے ہمیں آ لیا ہم عرصہ تک ان سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے جو نہایت جوانمردی و استقلال سے ہماری جانب سے مدافعت کر رہے تھے' آخر کار تنگ آ کر کسی خراسانی نے فارسی میں کہا ان کتوں کو چھوڑ دو' وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطبہ نے انتقال کیا' مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا جب تم لوگ کوفہ پہنچو تو امام ابوسلمہ وزیر ہوں گے اور ہماری اس تمام کارروائی کو انہیں کے سپرد کر دیا جائے' ابن ہبیرہ واسط پلٹ آیا۔

سلمہ بن محمد اور محمد بن نباتہ کی جنگ:

قحطبہ کی ہلاکت کے واقعہ کے متعلق متذکرہ بالا بیانات کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب قحطبہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آ گیا تو اس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا۔ پھر اس نے عبداللہ الطائی' مسعود بن علاج' اسد بن المرزبان اور ان کی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے عبور کا حکم دیا۔ یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کر گئے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پہلا شہسوار جو انہیں ملا اسے انھوں نے نیزے سے ہلاک کر دیا جس کے دیکھتے ہی ابن ہبیرہ کے ساتھی فرار ہو گئے۔ اور جب یہ بھاگ کر سوار کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے کوتوال سوید نے انھیں روکا' ان کے اور ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگائیں اور انھیں پھر ان مقامات پر واپس بھیج دیا جہاں وہ متعین تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے جب یہ مسعود بن علاج اور اس کی جمعیت کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی یہ دیکھتے ہی قحطبہ نے مخارق بن غفار' عبداللہ بن بسام اور سلمہ بن محمد کو جو صرف رسالے کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کو پیچھے سے بچائے رکھیں' یہ سردار عبور کر کے آئے' محمد بن نباتہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سلمہ اور ان کی جمعیت کا فرات کے کنارے ایک گاؤں میں محاصرہ کر لیا' سلمہ مع اپنے ساتھیوں کے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہو گئی' محمد بن نباتہ' سلمہ اور اس کی جماعت پر حملہ کر کے ان کے پاس بیس آدمی قتل کر دیتا مگر سلمہ جب محمد بن نباتہ پر حملہ کرتا تو اس کے سو دو سو آدمی کاٹ دیتا' اب سلمہ نے قحطبہ سے امداد طلب کی قحطبہ نے اپنے تمام سرداروں کو اس کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ پھر قحطبہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کرنے لگا' اس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے پیچھے ایک اور شخص بٹھا لے۔ یہ محرم کی پانچویں شب کا واقعہ ہے۔

ابن ہبیرہ کا فرار:

اب خود قحطبہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں خونریز جنگ ہوئی' قحطبہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور دھکیلتا ہوا ابن ہبیرہ تک لے گیا' اس کی شکست کے ساتھ' ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہو گیا اور وہ اپنے قیام گاہ کو جس میں روپیہ' ہتھیار' سامان آرائش اور برتن وغیرہ تھے یونہی چھوڑ کر بھاگے' صراۃ کے پل کو عبور کر کے ساری رات چلتے چلتے صبح کو نیل کے دہانہ پر آئے۔

حسن بن قحطبہ کی بیعت:

دوسری جانب قحطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انہوں نے اسے نہ پایا' نصف النہار تک اس کی امید رکھی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہو گیا ہے تو اب تمام سرداروں نے بالاتفاق حسن بن قحطبہ کو اپنا امیر بنالیا۔ تمام اقتدار اس کے تفویض کر دیا اور بیعت کر لی' اب حسن نے امارت کا جائزہ لے لیا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کے قیام گاہ کے تمام مال واسباب کی فرد بنالی جائے' نیز اس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابونصر تھی دوسو سواروں کے ساتھ اس تمام مال واسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کشتیوں میں بار کر کے کوفہ لایا جائے' اب حسن خود اپنی تمام فوجوں کو لے کر پہلے کربلا آیا پھر یہاں سے سوار اور دیرالاعور پر منزل کرتا ہوا عباسیہ ٹھہرا' حوثرہ کو ابن ہبیرہ کی ہزیمت کی خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج کو لے کر واسط میں اس کے پاس آ گیا۔

قحطبہ کا قتل:

احلم بن ابراہیم بن بسام بن لیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ جب میں نے قحطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا اسے دریا میں تیرتا ہوا لا رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے جہاں میں اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطبہ کے مقدمۃ الجیش پر تھا کھڑے تھے دریا کو عبور کر آئے' تو میں نے یاد کیا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے نصر بن سیار کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور بھی اس کی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے خوف یہ تھا کہ مبادا میرے بھائی بسام بن ابراہیم کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچے گا مگر پھر میں نے کہا اگر آج تو بچ گیا تو پھر میں کبھی اپنا بدلہ نہ لے سکوں گا۔ چنانچہ جب اس کا گھوڑا اسے لے کر کنارے چڑھا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے میں نے آگے بڑھ کر کنارے سے اس کی پیشانی پر تلوار کا وار کیا' اس کا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطبہ نے اسی وقت داعی اجل کو لبیک کہہ دیا' اور وہ مع اپنے اسلحہ کے فرات میں غرق ہو گیا۔

ابن حصین السعدی نے احلم بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہ بھی واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر احلم نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی اس واقعہ کو اس سے منسوب نہ کرتا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں خروج:

اس سنہ میں محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے آنے سے پہلے علم سیاہ بلند کر کے ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفے سے نکال دیا پھر حسن بھی کوفہ آ گیا۔ دسویں محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا' زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا' عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی کوتوال شہر تھا۔ محمد نے علم سیاہ بلند کر کے قصر کی جانب پیش قدمی کی' زیاد بن صالح الحارثی' عبداللہ بن بشیر العجلی اور دوسرے شامی جوان کے ہمراہ تھے۔ قصر کو خالی کر کے چلے گئے' محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا' دوسرے دن صبح کو جو قحطبہ کے مرنے کے بعد دوسرا دن تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ میں آ کر فروکش ہوا ہے مجھ پر پیش قدمی کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے ان چند یمنی بہادروں کے جو مروان سے بھاگ کر آئے تھے یا اس کے اپنے موالیوں کے' اس کا ساتھ چھوڑ کر چل دیئے' ابوسلمۃ الخلال نے اس سے کہلا بھیجا اس نے اب تک خروج نہیں کیا تھا کہ تم قصر چھوڑ کر فرات کے زیریں حصہ میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے حوثرہ کے مقابلہ میں جس کے پاس زبردست فوج ہے اندیشہ ہے مگر اس وقت تک کسی فریق کو قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا۔ محمد بن خالد نے ابوسلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اب

دن اچھی طرح روشن ہو گیا۔

حوثرہ کے ساتھیوں کی علیحدگی:

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اس کے تمام ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو اب اس نے اس کی جانب پیش قدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہی میں تھا کہ کسی خبر گیر نے اسے آ کر بتایا کہ شامیوں کا رسالہ آ گیا ہے' اس نے اپنے کچھ موالی انھیں روکنے کے لیے بھیجے یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں شامیوں کے نشان آتے ہوئے دکھائی دیئے' اب یہ لوگ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ ملیح بن خالد البجلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے' اس کے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل بجدل میں سے کسی شخص کے ہمراہ آ گیا۔ جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترتیب دیکھی تو وہ سب کو لے کر واسط کی سمت ہو لیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ پر قبضہ:

محمد بن خالد نے اسی شب قحطبہ کو (کیونکہ اسے قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا) اپنی کوفہ کی اس فتح کی اطلاع دی اور ایک شخص کے ہاتھ اسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قحطبہ کو لا کر دیا' حسن نے اس خط کو لوگوں کو سنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا۔ محمد بن خالد جمعہ سنیچر اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا دوشنبہ کی صبح کو حسن کوفہ آیا' اب یہ لوگ ابو سلمہ کے پاس جو بنی سلمۃ میں تھا آئے' اسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا' یہ دو روز تک تو نخیلہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام اعین کی طرف چلا اور اس نے حسن کو ابن ہبیرہ سے لڑنے واسط بھیجا۔

ابو سلمہ کی وزیر آل محمد ﷺ سے بیعت:

(دوسری روایت) قحطبہ کے بعد خراسانیوں نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اب یہ کوفہ چلا' عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی ان دونوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے اس سے آ کر کہا کہ حسن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کیا تو مجھے ڈرانے آیا ہے' اس نے تین سو کوڑے اس کے لگوائے پھر خود بھی بھاگ گیا' اسی اثنا میں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے سیاہ علم بلند کر کے گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا' لوگوں کو بیعت کی دعوت کی تمام کوفہ پر انتظام قائم رکھا' دوسرے دن حسن بھی آ گیا' یہ لوگ اثناءِ راہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابو سلمہ وزیر آل محمد ﷺ کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ اس کے دروازے پر آئے' ابو سلمہ خود نکل کر اس کے پاس آیا' لوگوں نے قحطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آگے کیا ابو سلمہ اس پر سوار ہو گیا اور آ کر جبانۃ السبیع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اس کے ہاتھ پر بیعت کی' ابو سلمہ حفص بن سلیمان سبیع کا آزاد غلام جو وزیر آل محمد ﷺ کے لقب سے مشہور ہے خود تو وہیں ٹھہرا رہا' اس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا' ابو العباس کے ظہور تک یہ بھی امیر کے لقب سے مشہور تھا۔

حسن بن قحطبہ کی سپہ سالاری:

پھر اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ اور سردار بھی تھے جس میں خازم بن

خزیمہ' مقاتل بن حکیم العکی' خفاف بن منصور' سعید بن عمرو' زیاد بن مشکان' فضل بن سلیمان' عبدالکریم بن مسلم' عثمان بن نہیک' زہیر بن محمد' ہیثم بن زیاد ابوخالد المروزی وغیرہ سولہ سردار تھے۔ حسن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔

ابوسلمہ کے عمال:

ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ جن میں عبدالرحمٰن بن نعیم اور مسعود بن علاج اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے مدائن بھیجا۔ نیز اس نے مسیّب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیر قنی مہلبی اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام ابراہیم بن اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا آیا۔ ابوسلمہ نے حفص بن سبیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی ولایت کا عہد تقرر بھیجا۔ حارث ابوغسان الحارثی نے جو ایک کاہن اور بنی دیان سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد تکمیل کو نہ پہنچ سکے گا۔ چنانچہ جب یہ مراسلہ ابوسفیان کے پاس آیا تو مسلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرر کو کالعدم کر دیا۔

اب خود ابوسلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حمام اعین پر اس نے چھاؤنی قائم کی' محمد بن خالد بن عبداللہ کوفہ ہی میں رہا۔

مسلم بن قتیبہ اور سفیان بن معاویہ کی جنگ:

مسلم بن قتیبہ' سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لیے لڑا کہ جب ابوسلمۃ الخلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کیے تو اس نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو عبدالواحد عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے اہواز بھیجا' بسام نے اسے کامل شکست دی۔ اس کے بعد سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہ ان دونوں ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ ابوسلمۃ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلہ کے لیے بھیج دو' نیز اس نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی عاملی کا فرمان تقرر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہاں جا کر بنی عباس کے لیے دعوت دے اور سربرآوردہ لوگوں کو اپنی تحریک میں شریک کرے اور مسلم بن قتیبہ سے بچتا رہے۔ سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارۃ سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابوسلمہ نے ایسا حکم دیا ہے' مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی' سفیان کے ہمراہ تمام یمنی ان کے خلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے نیز ابن ہبیرہ کا ایک سردار جسے اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لیے بھیجا تھا' وہ بھی ان سے جا ملا' سفیان نے سلم کی طرف روانگی کا انتظام کر لیا۔ سلم نے بھی اس کے مقابلہ کی تیاری کی' قیس' مضری قبائل کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ مع اپنے موالیوں کے مسلم کی امداد کے لیے جمع ہو گئے' اور بنوامیہ بھی اس کی امداد کے لیے دوڑے' سفیان جمعرات کے دن ماہ صفر میں بصرہ آیا۔

سفیان بن معاویہ کی شکست:

مسلم مربد آیا' خود سوق الابل کے پاس آ کر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مربد کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تا کہ سفیان جس سمت سے کسی فوج کو بھیجے اس کی فوج کا مقابلہ کرے' نیز اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں گے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیئے جائیں گے۔ معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تمیمی نے اس راستے پر جو مربد کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اس

مکان کے قریب جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہو گیا تھا اس کا مقابلہ کیا' ان میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا۔ جس سے وہ اچھل پڑا' معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور بنی ضبہ کے ایک شخص عیاض نامی نے فوراً اتر کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا' سلم نے اسے ایک ہزار درہم دیئے' اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اس نے مع اپنی فوج کے شکست کھائی اور وہ فوراً مع اپنے خاندان والوں کے بصرہ سے روانہ ہو کر قصر الابیض میں آ کر فروکش ہوا پھر یہاں سے کسکر چلا گیا۔

ابن قتیبہ کا بصرہ پر تسلط:

سلم نے جب بصرہ پر پوری طرح غلبہ حاصل کیا تو اس کے پاس جابر بن توبتہ الکلابی' ولید بن عتبہ الفراسی جو عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی اولاد میں تھا چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے' انھیں ابن ہبیرہ نے سلم کی امداد کے لیے جب وہ اہواز میں تھا' جانے کا حکم دیا تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو مہلب اور تمام ازدیوں کے مکانات پر دھاوا کر دیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے۔ انھوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ ان کے بہت سے آدمی کام آ گئے' اس لیے وہ بھاگے' جابر اور اس کے ہمراہیوں نے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

سفیان بن معاویہ کا امارت بصرہ پر تقرر:

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک سلم بصرہ میں مقیم رہا اس کے بعد یہ وہاں سے چلا گیا' حارث بن عبدالملک کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو انھوں نے اپنا امیر بنا لیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابو سلم کا فرستادہ بصرہ آ گیا' یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابو العباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انھوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا۔

ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سنہ میں ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ﷺ کے لیے شب جمعہ تیرہ ربیع الآخر کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابو العباس کے لیے مدینہ میں جمادی الاولیٰ ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی' مگر پہلا بیان ہی صحیح اور متفق علیہ ہے۔

تمت بالخیر